221132
DATA ENTERED

حیات ولی

رحیم بخش

مکتبہ السلفیہ لاہور

1955ء

٢٩٧،٩٩٢٥
١٦٩
٥٨٤٨

لمعاتیہ

شرح جدید

Marfat.com

ہیں بجز اس کے اور کوئی تعبیر بن ہی نہیں آتی کہ مصلحان قوم کے تاریخی واقعات اور مذہبی پیشواؤں کے کارنامے اردو کی عام اور سلیس زبان کے سانچہ میں ڈھال کر ملک و قوم میں شائع کیے جائیں تاکہ موجودہ زمانہ کے وہ لوگ جو اکابر وین کے واقعات پڑھنے کی دل میں خواہش رکھتے ہیں ان کے معاشرتی اور تمدنی حالات سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

ان اعجوبہ روزگاری روشنی کے دلدادوں اور جدید تحقیقات کی بھول بھلیوں میں مرنے والوں پر نہ صرف تعجب بلکہ تعجب کے ساتھ حیرت ہوتی ہے جو تاریخی فن کو نہایت حقارت اور بے وقعتی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دنیا کے نامور اور مشہور ائمہ مذہب کے نصائح آمیز حالات اور تعجب انگیز واقعات کو ملک و قوم کے مختلف مذاقوں کا بازیگاہ یا زور قلم کے عام شہسواروں کا جولانگاہ سمجھتے ہیں اور نہ صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ انہیں بیکاروں کا مشغلہ اور ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوؤں کی دل لگی کا سامان بتاتے ہیں۔ حالانکہ جن لوگوں کے دماغ صحیح، خیالات روشن، نظریں بلند، تجربے وسیع، عقلی مشاہدے سلیم ہیں انہیں وضاحت کے ساتھ معلوم ہے کہ فن تاریخ ہی ایک ایسا عجیب و غریب فن اور معلومات کا ذریعہ ہے جس پر آدمی غور کرنے سے ابدی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری مصنف کامل التواریخ جس کی ہمعصری پر ابن خلکان جیسے مورخ کو بہت بڑا فخر تھا اپنی تاریخ کے دیباچہ میں تاریخ دسیر کے فوائد بیان کرتے ہوئے یوں ریمارک کرتا ہے کہ جو لوگ علم و فضل کے دعویدار ہیں اور انہیں اپنے تبحر اور عقل پر بڑا ناز اور فخر کے ساتھ دعویٰ ہے وہ باین خیال

Marfat.com

علم تاریخ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کہ اس سے کوئی مفید اور اطمینان بخش نتیجہ حاصل نہیں ہوتا غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ کچھ قصص وحکایات معلوم ہو جائیں کچھ عجیب وغریب اور دلچسپ باتیں سننے میں آجائیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور معتدبہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب یہ ہے تو اس علم کی تحصیل میں کوشش کرنا سرتاسر تضییع اوقات ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ضعیف اور کمزور خیال ان ہی لوگوں کا ہے جن کے دماغ سست اور آئینہ عقل نہایت مکدر اور دھندلا ہو رہا ہے کیونکہ جو لوگ عقل سلیم اور طبیعت مستقیم رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ تاریخی فوائد نہ صرف دنیاوی معاملات ہی میں فائدہ بخش ثابت ہوئے ہیں بلکہ اخروی فوائد بھی اسمیں بہت کچھ نظر آتے ہیں بشرطیکہ عمیق اور غور میں ڈوبی ہوئی نظروں سے دیکھے جائیں سب سے مفید اور نتیجہ خیز یہ بات ہے کہ ایک مورخ کی عمر کا دائرہ ایسا وسیع اور فراخ ہو جاتا ہے کہ اہل دنیا میں سے کسی کی اس قدر طولانی زندگی کا ہونا محال اور سخت محال ہے اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ اسکی حقیقی زندگی اس درجہ طول طویل ہو جاتی ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک بہت بڑی عمر والے آدمی کی طولانی زندگی کا بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کہ چند واقعات اسکی یادگار ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے زمانہ میں پاتا اور ان سے تجربہ حاصل کرتا ہے۔ وہ گذشتہ ایام کے ان واقعات سے جو اس کے زمانہ زندگی میں گزرے ہیں زیرکی اور دانائی پیدا کرتا ہے اسی کو نتیجہ حیات اور حاصل زندگی کہتے ہیں۔ ایک مورخ کو تھوڑی سی زندگی میں حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

یا یں لحاظ حقیقت میں ایک تجربہ کار مورخ کو وہ زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ جسے ازلی حیات سے تعبیر کر سکتے ہیں وہ شخص جس نے گزشتہ واقعات کو کانوں سے سنا اور جسکی زندگی میں ان واقعات کا سماں آنکھوں کے تلے پھر گیا دونوں بالکل ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں بلکہ ایک مورخ کو جس وضاحت اور بسط و شرح کے ساتھ وہ حالات معلوم ہوں گے اس قدر شرح و بسط کے ساتھ اسے معلوم نہیں ہو سکتے جو اس وقت موجود ہو گا۔

یہ محض ناممکن ہے کہ ایک زمانے میں موجود ہونے والا شخص تمام جزئی واقعات کا عالم ہو جائے زیادہ سے زیادہ اسقدر ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے واقعات اور عظیم الشان حالات اسکی آنکھوں کے سامنے گزر جائیں اور انہیں کے ساتھ اسکی واقفیت محدود ہو بخلاف اس شخص کے جو تاریخی صفحات کی ورق گردانی کرتا اور ہر واقعہ کو غور سے دیکھتا چلا جاتا ہے جب ایک مورخ کسی زمانے کی تاریخ یا اکابرین میں سے کسی بزرگ کی لائف پر نظر ڈالتا ہے تو گویا اس کے تمام کلی وجزئی واقعات کا مجموعہ اسی کی نظروں تلے پھر جاتا ہے اور اس جلسہ میں نہ صرف شریک ہی ہوتا ہے بلکہ انکی سوسائٹی کا ایک معزز و ممتاز ممبر قرار پاتا ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ مورخ کی زندگی ایک ازلی زندگی ہے

تاریخ کا دوسرا فائدہ جو پہلے سے زیادہ نتیجہ بخش اور عجیب ہے یہ ہے کہ وہ مقتدر سلطنتوں اور با اختیار و ذی وجاہت حکومتوں کے لیے ایک نہایت دانشمند مشیر ہے وارثان تاج و تخت اور ارباب مملکت شاہان سلف کے جور اور ظالمانہ برتاؤ پر مطلع ہوتے اور ان کے ناجائز اور قبیح افعال سے آگاہ ہو کر اپنی

Marfat.com

خرابی و بدنامی سے حذر کرتے ہیں اور ان کے ناشائستہ افعال سے متنفر ہو کر اپنی ہیئت و سلطنت سے خرابیوں اور بدنامیوں کے دور کرنے میں ان تھک کوششیں کرتے ہیں ان کی دور اندیش و عاقبت بین تاریخ نہ صرف شاہان سلف کے ناجائز کارروائیوں پر اطلاع دیتی ہے بلکہ ان بڑے بڑے ہنگاموں اور مصیبت کے لشکر ٹوٹ پڑنے اور قیامت زا حوادثات کے پیش آنے کے وقتوں میں انہیں جری اڑا مبارز بڑا مدبر بنا دیتی ہے جن اصولوں کو ان شاہان اولوالعزم نے نہایت نازک اور خطرناک موقعوں میں جاری کیا تھا۔ تاریخ ہی ایک ایسی عقلمند دوست ہے جو جانگزا حوادثات اور جگرخراش مصائب کے وقت اس صبر و استقلال کا سبق دیتی ہے جسکی وجہ سے شاہان سلف نے اپنی کامیابی کے عالیشان جھنڈے ہر چہار طرف گاڑ دیے اور علم فتح کے پھریرے مشرق سے مغرب تک اڑا دیے

اگر غور سے دیکھا جائے تو کشورکشائی کی پیچیدہ اور تنگ و تاریک راہیں فن تاریخ ہی سے طے ہو سکتی ہیں اور گزشتہ فرمانرواؤں کی دانشمندیوں اور تجربہ کاریوں کے نمونے تاریخ ہی کے صفحات میں نہایت روشن اور جلی صورت میں نظر آتے ہیں۔ تاریخ ہی ایک ایسی شفیق و مہربان استاد ہے جو انجام بینی اور دور اندیشی کا عمدہ فن تعلیم کرتی ہے کس لئے کہ بہت سے ناعاقبت اندیش اور انجام بینی پر نظر نہ رکھنے والوں کے نہایت خطرناک واقعات اس نے اپنے صفحات پر دکھلائے ہیں۔

تاریخ میں سب سے زیادہ نشاط انگیز اور دلچسپ صفت ہے، وہ یہ ہے کہ ایک مورخ جب کسی علمی مجلس میں شریک ہو جاتا ہے تو اہل جلسہ اس

Marfat.com

گرویدہ ہو جاتے اور اسکی بے نظیر داستانوں اور حیرت انگیز حکایتوں کو رغبت کے کانوں سے سنتے ہیں اور سنکر حد سے زیادہ مسرور ہوتے ہیں اس پر وقعت و محبت کی نگاہیں ہر طرف سے پڑنے لگتی ہیں اور وہ اپنے ہمعصروں میں امتیازیہ نظروں سے دیکھا جاتا ہے جبطرف نکل جاتا ہے لوگ بڑے جوش مسرت سے اس کا استقبال کرتے اور اپنے جلسوں کی ایک بہت بڑی دلچسپی کا سامان اسے قرار دیتے ہیں۔

دنیاوی فوائد کے علاوہ تاریخ میں دینی فائدے بھی بہت کچھ ہیں جن کی مثالیں شرعیات میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ میں ان مثالوں کو لکھکر اپنے عنوان کو طول دینا نہیں چاہتا۔ شائقین تاریخ خود ابن اثیر کی تمہید کو ملاحظہ کرسکتے ہیں خلاصہ یہ کہ علم تاریخ ایسا عجیب و شریف اور نتیجہ بخش علم ہے جس سے انسان کو دینی و دنیاوی دونوں طرح کے معاملات میں کافی مدد ملتی ہے۔

بزرگان اسلام اور ائمہ دین کے تعجب خیز کارناموں کے بیان کرنے سے ایک بے لوث، غیر متعصب مورخ کا صرف اتنا ہی مقصود ہوتا ہے۔ کہ ابنائے جنس اور ہمعصر لوگوں کو ان کے واقعی اور نہایت سچے واقعات، تمدنی و ملکی حالات، علمی عملی ترقیوں پر عام طور سے واقفیت اور تعارف پیدا ہو جائے اور اس آسانی و سہولت سے مجبور ہو جائے جسمیں انہیں کوئی وقت اور مشکل اٹھانی نہ پڑے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شان تاریخ کیا ہے واقعہ کسی زمانے کا کیوں نہ ہو صداقت وسچائی کے رتبہ سے نہ گرے قائل کا اصلی منشا ہرگز نہ بدلے ایسے تکلفات اور مبالغہ آمیز الفاظ کی بھرتی نہکی جائے

Marfat.com

جو اصلی مطلب کو متغیر نہ کردیں جو بات ہو اپنی حد پر ہو جو کلام ہو اپنے موقع پر ہو۔ وہ تاریخیں جو وزنی اور متین الفاظ سے رنگین کی جاتی ہیں اکثر معتبر نہیں سمجھی جاتیں۔

اس بات کے ماننے میں ہمیں ذرا بھی تردد اور پس و پیش نہیں ہے کہ جو معزز و مقتدر حضرات قرون سابقہ میں ہو گزرے ہیں ان کے تاریخی حالات اور کتابی واقعات دنیائے اسلام نہایت وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ موجودہ زمانے میں جسقدر ان اولوالعزم اور عظیم الشان حضرات کے تذکرے لوگوں کے نزدیک باوقعت اور مسرت بخش ہیں جو اس زمانہ سے زیادہ متصل اور قریب ہیں اسقدر قبل کے تذکرے زیادہ دلچسپی کیساتھ نہیں دیکھے جاتے گو وہ فی حد ذاتہ اپنے ساتھ دلچسپی کے بہت کچھ سامان کیوں نہ لئے ہوئے ہوں۔

اس بنا پر ہمیں ضرور ہے کہ گزشتہ ناموروں میں سے صرف انہیں حضرات کے تمدنی و معاشرتی احوال اور علمی و عملی برکتوں کی دلگیر اور خوشنما تصویریں قوم کے سامنے کھینچیں جو ہمارے زمانہ سے زیادہ متصل اور قریب ہیں اور جن کی مفید اور نہایت کارآمد تصانیف کی حیرتناک شہرت اور عام چرچا موجودہ زمانہ میں گھر گھر پھیلا ہوا ہے۔

جنوری ۱۸۹۹ء میں جب میں نے حیات عزیزی لکھنی شروع کی تو دفعتہً اس سے میری طبیعت اچاٹ ہو گئی اور میں نے کتاب کو غیر مکمل اور ناتمام چھوڑ کر قلم ہاتھ سے رکھدیا۔ کیونکہ اس کتاب میں جن واقعات کا میں فوٹو لینا چاہتا تھا وہ بالکل ناقص اور نامکمل فوٹو تھا شاہ عبدالعزیز صاحب کے تاریخی واقعات اور آپ کے اخلاق و عادات کے متعلق میری واقفیت بالکل سرسری اور اجمالی تھی اور معلومہ واقعات کے علاوہ مزید حالات لکھنے کیلئے جس تاریخی سرمایہ اور معلومات کی ضرورت تھی اتفاق سے میں اس پر کامیاب نہ ہو سکا اس بنا پر

Marfat.com

میں نے جن واقعات کو قلمبند کیا تھا وہ میرے نزدیک محض معمولی واقعات تھے ان میں نہ تو کوئی غیر معمولی بات تھی نہ تاریخی حالات میں چنداں ندرت و جدت ہی تھی اس لیے حیات عزیزی کے لکھنے کا میرا بالکل ارادہ نہ تھا۔

لیکن جب میرے بعض دوستوں اور بزرگوں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مجھے اسکے پورا کرنے پر مجبور کیا اور سچ تو یہ ہے کہ خود مجھے بھی اپنی محنت ضائع ہی اور کوشش کے رائیگاں جانے کا بہت بڑا افسوس تھا یہ سبب تھا جس نے مجھے ان پریشان اوراق اور نامکمل غیر مربوط حالات کے ترتیب دینے پر آمادہ کیا ورنہ ایسے معمولی اور نامرتب واقعات کو قلم بند کرنا اور انہیں سوانحعمری کا لقب دینا مجھے کسی طرح زیبا نہ تھا ایک مشہور اور نامی شخص کے تاریخی واقعات میں جس قسم کی اطلاعیں اور یادداشتیں ضروری و لازمی ہوتی ہیں ان میں سے حیات عزیزی میں ایک چیز بھی نہیں ہے البتہ شاہ عبدالعزیز کی طرز معاشرت تمدنی حالت علمی رکن عملی فیاضی کے متعلق چند ایسے واقعات قلمبند کیے گئے ہیں جن سے ناظرین بہت کچھ دلچسپی لے سکتے ہیں جو شخص اس کتاب کو بلحاظ تاریخ دیکھنا چاہتا ہے وہ جیسا کہ چاہیے اس سے پورا لطف اٹھا نہیں سکتا اور یہ تمام دقتیں اور مشکلیں مجھے اس وجہ سے اٹھانی پڑیں کہ اس کتاب کے لکھتے وقت میرے پاس تاریخی سرمایہ بالکل موجود نہ تھا جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔

ہر چند کہ میری عام واقفیت کے ذرائع اور معلومات کے وسائل بقدر محدود اور تنگ تھے تاہم جو باتیں میں نے اس میں درج کی ہیں ان میں سب کی نسبت نہیں تو اکثر کی نسبت مجھے یقین ہے کہ ان کے متعلق میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ قطعاً صحیح اور یقینی ہے اور اس میں ذرا بھی غلطی کا احتمال نہیں۔

غرضکہ حیات عزیزی کی تکمیل کے بعد میرا خیال ہوا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے

Marfat.com

معزز اور شریف خاندان کے چند اولوالعزم اور ممتاز حضرات کا ایک تذکرہ کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ لکھوں اور اسی کے ضمن میں حیات عزیزی کے افسردہ قالب میں ایک تازہ روح پھونکوں ہنوز میں انہیں خیالات میں مستغرق تھا کہ بعض ان معزز کرم فرماؤں اور بزرگوں نے جنہوں نے حیات عزیزی کو نہایت وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکھا میرے خیال کی بدل تائید کی۔

میں اپنے ان عنایت فرماؤں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری اس ناچیز تحریر کو قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا گو یہ کتاب اپنے اصلی مضامین اور ان ممتاز و اولوالعزم بزرگواروں کی شان اور بزرگداشت اور قدامت کے لحاظ سے کتنی ہی قابل قدر و منزلت کیوں نہ ہو لیکن جس قلم اور دماغ سے وہ مضامین نکلے ہیں وہ ہرگز قابل قدر نہیں ہو سکتے تاہم لائق بزرگواروں اور قدرشناسوں نے مجھ ناچیز کی تالیف کی حد سے زیادہ قدردانی کی اور سیکڑوں جلدیں دست بدست خرید کیں۔

یہ سب کچھ تھا لیکن میری طبیعت کو کسی طرح سکون و اطمینان نہ تھا اور وہی سابق کی دقتیں اور مصیبتیں ہر وقت اپنا بھیانک اور خوفناک چہرہ دکھا دکھا کر مجھے ہمیشہ دہلاتی اور سخت پریشان کرتی تھیں کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میرے پاس جس قدر تاریخی سرمایہ موجود ہے وہ اس اہم اور عظیم الشان کام کیلئے کسی طرح کافی نہیں ہو سکتا یہی ایک خیال تھا کہ جس نے اول اول مجھے اس ارادہ سے باز رکھا لیکن اس پر بھی میری طبیعت کی خلش اور کرید برابر چلی جاتی تھی بلکہ میرا عزم مستقل ہو چکا تھا کہ جسطرح بن پڑیگا اور جب موقع ہاتھ آئیگا اپنے ارادے کی ضرور تکمیل کرونگا مگر چند در چند اسباب سے دیر ہوتی گئی حتی کہ گزشتہ دنوں میں مجھے بالکل مایوسی سی پیدا ہو گئی اور میرا وہ مستقل عزم اب ایک نہایت ہی کمزور و ضعیف سا خیال رہ گیا۔

Marfat.com

لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرنے دیا پایا تھا کہ پھر ایک عجیب اتفاقی طور پر میرے اس ارادے کو تحریک اور تحریک کے ساتھ تکمیل ہوئی قدرتاً چند ایسے اسباب جمع ہو گئے جن کی وجہ سے مجھے بلا تامل قلم اٹھانا پڑا مرزا عبد الغفار بیگ صاحب مالک افضل الاخبار و پروپرائٹر افضل المطابع دہلی جو میرے قدیم مہربان اور عنایت فرما دوست ہیں اس جلیل القدر تذکرہ کی تالیف کے محرک و باعث ہوئے۔

مرزا صاحب موصوف نہ صرف میرے قدیم دوست ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو پرانے محسن اور انتہا درجہ کے خیرخواہ ہیں ان کے احسانات کا میری گردن پر ایسا گراں بار بوجھ ہے جس سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ناچیز تالیفات کا سلسلہ ان کے نامزد کر کے ان احسانات کا شکریہ ادا کروں جو مجھ پر وقتاً فوقتاً ان کی طرف سے ظہور میں آئے ہیں۔ مگر افسوس اور سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اور میری تالیفات ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کے احسانات کی تلافی کر سکیں۔

مرزا صاحب قطع نظر اسکے کہ علم دوست اور قدردان اہل علم اور عام اخلاق کی مجسم تصویر ہیں بزرگان دین سے قدرتاً بالکل ایسی ہی محبت و عقیدت رکھتے ہیں جیسے ایک صالح اور سعادتمند اور قابل شخص کو سزاوار ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی فیاضانہ ہمت اور اولوالعزمی سے اکابر سلف سے محبت تازہ رکھنے اور اپنے عقیدتمندانہ خیالات ظاہر کرنیکی غرض سے انکی سوانحعمریاں اور تاریخی حالات زندگی مختلف زبانوں کے قالب میں ڈھال ڈھال کر ملک و قوم کے سامنے پیش کیں اور لوگوں کو عام طور پر فائدہ پہنچایا آپ کو بزرگان قوم کے حالات اور ان کے عبرت انگیز کارنامے شائع کرنے کا دلی شوق ہے اور یہی وجہ ہے کمترین کو یہ موقع ملا کہ اپنے قدیم ضعیف اور مردہ خیال

Marfat.com

میں ایک تازہ روح پھونکے اور دلی ارادے کو بیباک کے سامنے مرزا صاحب کے وسیلہ سے ظاہر کرے

اسلامی دنیا بالخصوص مشرقی حصوں نے جس قدر گزشتہ ناموروں خاص کر ائمہ اربعہ اور محدثین کے مبارک ناموں سے واقفیت اور تعارف پیدا کیا ہے اس سے زیادہ تر موجودہ زمانہ کے لوگ جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے شریف خاندان کو جانتے ہیں اور ان کی شان اور بزرگی اور عزت و وقعت ہمارے دلوں میں اس درجہ ہے جسکی وجہ سے ہماری طبیعتیں ایک بے اختیاری جوش کے ساتھ ان کے حالات اور واقعات کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور آپ کے خاندان کے عظیم الشان ممبروں کے تذکرہ کی نسبت ہماری کیا رائے ہو سکتی ہے جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان بزرگواروں کے پاک اور مقدس نام تمام ہندوستان بالخصوص دہلی کے بچہ بچہ کی زبان پر نہایت وقعت و عقیدت کے ساتھ جاری ہو رہے ہیں بے شک ایسے دنیا کے مشہور و معروف محدث اور اس کے بزرگ خاندان کا تذکرہ ضرور دلچسپ و مسرت انگیز ہوگا۔

ہر چند کہ یہ کام میری لیاقت اور قابلیت سے کہیں زیادہ تھا اور مجھے اپنی بے استعداد اور کم فہمی سے ہرگز امید نہ تھی کہ میں اس پر کامیاب ہو سکونگا۔ لیکن خدا پر بھروسہ کر کے میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا اور جہاں تک میرے امکان میں تھا بہت تحقیق کے ساتھ واقعات کو لکھا ہر واقعہ میں تحقیق و تدقیق کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنی بے انتہا عنایت سے مجھے میرے مقصد پر کامیاب کیا۔ کیا عجب ہے کہ میرے بھائی مسلمان میری اس ناچیز

Marfat.com

تالیف سے نفع حاصل کریں۔

خداوندا تو میری اس حقیر و ناچیز تالیف کو قبول فرما اور اسکی مقبولیت عام لوگوں میں پھیلا۔ آمین ثم آمین!

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار خادم الفقراء

ابو محمد رحیم بخش مؤلف اعظم التفاسیر حیات عزیزی وغیرہ

Marfat.com

فہرست مضامین

پہلا حصّہ

نام مضمون	نمبر صفحہ
پیش لفظ از ناشر، دیباچہ از مولف	
جناب عارف باللہ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام کے سلسلہ کا تفصیلی ذکر	
شاہ صاحب کے جد اعلیٰ الملقب بہ شیخ شمس الدین مفتی کا ہندوستان میں آنا	
[illegible] اختیار کرنا	۱
[illegible]	۲
[illegible] کا [illegible]	۵
جناب شیخ شمس الدین مفتی کی اولاد امجاد کا شجرہ نسب	۷
شیخ شمس الدین کا طرز معاشرت	۸
شیخ شمس الدین کی [illegible] گی	۸
ہندوستان میں سب سے پہلا [illegible]	۱۰
شیخ شمس الدین کا ایک حیرت انگیز واقعہ	۱۲
شیخ کمال الدین مفتی	۱۴
شیخ کمال الدین کی تاریخی زندگی	۱۵
شیخ قطب الدین کے واقعات	۱۶
شیخ عبد الملک کی روحانی لیاقتیں	۱۷
شیخ عبد الملک کی تعلیم اور علم حدیث کی تحصیل	۱۷
کلام اللہ سے دلچسپی اور خوش الحانی	۱۸
شیخ عبد الملک کا وعظ و تلقین اور اسکا اثر	۱۸
شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علم و فضل کی نسبت ایک مشہور فاضل کی رائے	۲۱
قاضی بدھا اور آپکی عام خوش اخلاقی	۲۲
قاضی بدھا کی تعلیم و تربیت، انتقال	۲۳
قاضی قاسم، شیخ منکن اور شیخ یونس	

میرے مقصد پر کام پایا گیا۔ کیا عجب ہے کہ میرے بھت

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ
قاضی قادن اور شیخ کمال الدین کے حالات	۲۵
شیخ نظام الدین کی اجمالی ہسٹری	۲۶
شیخ محمود بن شیخ آدم کے حالات زندگی	۲۶
شیخ محمود کا عہدۂ قضا کو چھوڑ کر اعمال سلطانیہ میں مشغول ہونا	۲۹
شیخ احمد صاحب کا عقد	۳۰
شیخ منصور بن شیخ ... بن شیخ اعظم بن شیخ عبد الغنی	۳۱
جلال الدین اکبر بادشاہ کا دربار۔ ملکی شوکت اور علمی برکت کا مقابلہ	۳۲
شیخ عبد الغنی کی اکبری دربار میں عزت و وقعت	۳۴
شیخ عبد الغنی کی اکبر سے رنجش	۳۴
چتوڑ کی مہم کا تذکرہ اور فتح چتوڑ کا ایک عجیب واقعہ	۳۵
ایک اور عبرت انگیز واقعہ	۳۸
شیخ حسین صاحب کی تاریخی زندگی پر ایک سرسری نظر	۴۱
شیخ سلطان بن شیخ محمد مراد کے حالات	۴۲
شیخ عبد الغفور و شیخ اسماعیل کے حالات	۴۳
شیخ معظم کے مفصل حالات اور آپ کی شجاعانہ زندگی	۴۵
شیخ معظم کی شجاعانہ کوششوں کے نتائج	۵۰

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ معظم کی شجاعت کا ایک اور واقعہ	۵۳
شیخ معظم کا عقد اور سید نور الجبار کے مختصر حالات	۵۵
شیخ معظم کی اولاد ذکور شیخ جمال الدین شیخ فیروز، شیخ وجیہ الدین	۵۶
شیخ وجیہ الدین صاحب کے دلچسپ واقعات	۵۷
شیخ وجیہ الدین کے ابتدائی حالات اور آپ کی علمی ترقی	۵۷
طرز معاشرت	۵۸
عادات و خصائل اور [illegible]	[illegible]
زمانہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
ترقی و نصفت پسندی	۶۲
دہامونی کا سفر	۶۵
دہامونی کے حکمران کا شکست کھانا	۶۶
سید حسین کے دربار میں ہولناک خونریزی	۶۷
شیخ وجیہ الدین کا سید حسین کی معیت میں مالوہ کے ایک با[illegible]	۶۷
فوج کشی [illegible]	[illegible]

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
میدان جنگ اور مقتولوں کا نظارہ	۶۹	شاہ شجاع کی طرف سے مست ہاتھیوں کا حملہ	۸۴
سید حسین اور حکمران مالوہ کا بنیا زرہ	۶۹	عین معرکہ جنگ میں شیخ کی پرجوش وعظ و نصیحت اور اس کا اثر	۸۵
شیخ وجیہ الدین کا اسکو قتل کرنا	۷۱	عالمگیر کی فتح اور شاہ شجاع کی تام شکست	۸۸
شیخ وجیہ الدین کی شجاعت کا ایک اور واقعہ	۷۱	عالمگیر کی خداشناسی	۸۹
شیخ وجیہ الدین کی جرأت و بیجگری	۷۲	شیخ کی بے مثل شجاعت کا ایک اور واقعہ	۹۰
شیخ وجیہ الدین کی شجاعت کی ایک اور حیرت انگیز مثال	۷۳	شیخ کا رعب و ہیبت	۹۲
عظیم الشان جنگ اور ایک نہایت حیرت افزا اور خطرناک سین	۷۳	شیخ کی قلبی استقامت	۹۳
[illegible] کی شکست اور شیخ وجیہ الدین [illegible]	۷۵	شیخ کی ذہانت و حافظہ	۹۴
[illegible] کے ساتھ اتحاد و محبت	۷۶	شیخ کے عام اخلاق و عادات	۹۹
ایک اور عجیب واقعہ	۷۷	شیخ کا علم و فضل	۱۰۰
شیخ کی دلسوزی و مہربانی کی مثال	۷۸	شیخ کا کلام الٰہی سے عشق	۱۰۲
شیخ کے دعاے اور ان کی دعا کی مثال	۷۹	شیخ کے ازواج و اولاد کی تفصیل	۱۰۳
شیخ وجیہ الدین کا دربار عالمگیری میں اعزاز، عالم گیر کی تخت نشینی، عالمگیر کے بھائی [illegible] عالمگیر اور	۸۲	شیخ کی شہادت	۱۰۵
میرے [illegible] کی خونخوار جنگ		شیخ کی شب بیداری اور شہادت کیلئے دعا کرنا	۱۰۷
[illegible]		شیخ کا دکن کی طرف سفر اور ایک قافلہ سے ملاقات و صحبت	۱۰۸
		رہزنوں کے ایک جاسوس بنے بدمعاش کا قافلے میں شامل ہونا	۱۰۹
		[illegible]	۱۱۰

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ کا رہزنوں سے مقابلہ کرکے شہادت پانا	۱۱۱	کے بعد صبر و استقلال	۱۱۲
شیخ عبدالرحیم کا والد بزرگوار کے انتقال		خاتمہ باب	۱۱۳

دوسرا حصہ

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
باب اوّل			
شیخ رفیع الدین محمد کے واقعات	۱۱۴	شیخ کا تحصیل علوم کے لئے وطن سے نکلنا اور تکمیل علوم کے	۱۳۲
شیخ رفیع الدین محمد کا فضل وکمال	۱۱۵	لیے بہار پہنچنا	
شیخ رفیع الدین پر خواجہ محمد باقی کی توجہ خاص	۱۱۶	شیخ کے عام اخلاق	۱۳۳
شیخ کا ازدواج ثانی واقعہ نمبر	۱۱۷	شیخ کا انتقال	۱۳۴
دوسرا واقعہ	۱۱۸	شیخ حسن صاحب اور انکی تعلیم	۱۳۴
شیخ رفیع الدین محمد کی ولادت کا ایک عجیب واقعہ	۱۲۰	شیخ کی تربیت اور علمی اقتدار اور سید حامد راجی شاہ کا مرید ہونا	۱۳۵
شیخ کے تفرس کی ایک اور مثال	۱۲۲	شیخ کے نزدیک سید حامد راجی شاہ	
شان فقیری	۱۲۶	کا اعزاز	۱۳۶
شیخ کے اخلاق	۱۲۷	شیخ حسام الدین کا مجمل ذکر	۱۳۶
شیخ کی مروت کا ایک دلچسپ واقعہ	۱۲۸	شیخ نور قطب العالم کی مجمل ہسٹری	۱۳۹
شیخ کی مروت کا ایک اور دلچسپ واقعہ	۱۲۹	شیخ علاؤالحق کے حالات	۱۳۷
شیخ کے آباواجداد کا شجرہ نسب	۱۳۰	شیخ سراج الدین اودھی کا ذکر	۱۳۷
شیخ محمد طاہر اور انکا خاندان اور آپ کی تعلیم	۱۳۱	سید حامد راجی شاہ سے شیخ حسن کے اعتقاد کی مثال	۱۳۸

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ حسن کی دہلی میں تشریف آوری	۱۴۰
پچے منڈل کی مختصر تاریخ	۱۴۰
فتح خاں ابن سلطان سکندر شیخ حسن کا بڑا معتقد تھا	۱۴۲
شیخ کا انتقال اور آپکی اولاد و ذکور	۱۴۳
دربار دہلی میں شیخ محمد خیالی کا اعزاز	۱۴۳
شیخ محمد خیالی کی لیاقت	۱۴۴
شیخ محمد خیالی کا انتقال اور آپکے خلفا کا ذکر	۱۴۵
۳ شیخ عبد العزیز	۱۴۵
شیخ عبد العزیز کا بچپن، تعلیم و تربیت اور علم سلوک میں تکمیل	۱۴۷
آداب مشائخ	۱۴۹
شیخ کی فیاضی اور عادات و اخلاق	۱۵۰
باب دوم	
۳ حضرت شیخ محمد پھلتی حضرت شاہ ولی اللہ کے نانا	۱۵۸
شیخ محمد کی ولادت و بچپن	۱۵۹
شیخ محمد کی تعلیم اور خدا طلبی میں سفر کرنا	۱۶۰
شیخ محمد کے مکارم اخلاق و عادات	۱۶۱
اپنے واجب الاحترام شیخ کی عظمت و حرمت	

نام مضمون	نمبر صفحہ
کی چند مثالیں ــــ پہلا واقعہ	۱۶۳
دوسرا واقعہ	۱۶۴
تیسرا واقعہ	۱۶۵
شیخ محمد صاحب کے تصرفات اور پیشگوئیاں وغیرہ	۱۶۷
سید علی کا ایک عجیب واقعہ	۱۶۸
ایک اور واقعہ	۱۷۰
شیخ کے سلب امراض کے چند واقعات	۱۷۲
شیخ کی کرامات کے دلچسپ واقعات	۱۷۳
شیخ کی پیشگوئی اور اسکی صداقت	۱۷۶
شیخ کی صحبت کا اثر اور آپ کے تلامذہ کی مفصل فہرست	۱۷۷
شاہ عبید اللہ کے حالات	۱۸۳
شیخ محمد صاحب کا شجرہ نسب	۱۸۶
شیخ فرید، شیخ ابو الفتح اور انکی تعلیم	۱۸۷
شیخ ابو الفتح کا ازدواج	۱۸۹
شیخ ابو الفتح کا انتقال	۱۹۰
شیخ ابو الفضل	۱۹۰
شیخ ابو الکرم	۱۹۱
شیخ محمد عاقل	۱۹۲

Marfat.com

تیسرا حصہ

نام مضمون	نمبر صفحہ
تمہید، شیخ عبدالرحیم صاحب	۱۹۴
شیخ صاحب کے اجمالی حالات	۱۹۵
باب اول	
شیخ عبدالرحیم کے مفصل حالات	۲۰۳
آپکی ولادت اور ان پیشینگوئیوں کا ذکر جو اس وقت کے صلحائے آپ کی نسبت کی تھیں	۲۰۴
شیخ کی تعلیم وتربیت کا مفصل ذکر	۲۱۰
میرزا محمد زاہد ہروی کا مختصر حال	۲۱۵
شیخ عبدالرحیم صاحب کی علمی ترقی	۲۱۸
شیخ عبدالرحیم کی تکمیل علوم اور آپکا ابتدائی سلوک اور اس زمانہ کے چند عجیب وغریب واقعات	۲۲۰
شیخ کے اساتذہ کی مفصل فہرست، اور ان کے اجمالی حالات	۲۲۶
شیخ ابوالرضا محمد	۲۲۹
شیخ کا خواجہ خرد کی بیعت میں حاضر ہونا	۲۳۰
شیخ رفیع الدین محمد کا ایک قصہ	۲۳۱

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ عبدالرحیم صاحب کا مرزا محمد زاہد ہروی کی درسگاہ میں تحصیل علوم کرنا	۲۳۳
حافظ سید عبداللہ صاحب اور ان کا ابتدائی زمانہ	۲۳۴
سید عبداللہ صاحب کا اپنے شیخ کی خدمت کرنا	۲۳۵
سید عبداللہ کا شیخ آدم کی صحبت وخدمت میں تشریف لیجانا	۲۳۶
سید عبداللہ کی خوش لحنی	۲۳۷
سید صاحب کے باطنی تصرفات کے عجیب وغریب واقعات	۲۳۸
سید صاحب کا انتقال اور آپکی وصیت	۲۳۸
خواجہ خرد کے ابتدائی حالات وواقعات	۲۴۰
خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی	۲۴۶
خلیفہ ابوالقاسم کی کرامات وخوارق عادات کا مشاہدہ اور سفر حج کی مفصل کیفیت	۲۵۱
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے جن لوگوں سے اجازت حاصل کی انکی مختصر فہرست	۲۵۵

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ
خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی کی اجازت	۲۵۵
سید عبداللہ کی اجازت	۲۵۶
شیخ عبدالرحیم کی سید عظمت اللہ سے ملاقات اور آپکو اجازت نامہ عطا کرنیکی کیفیت	۲۵۸
شیخ عبدالرحیم صاحب کی اہل اللہ اور مجذوبوں سے ملاقات	۲۶۰
شیخ عبدالرحیم کے عام اخلاق و عادات اور فضل و کمال	۲۶۵
آپکی صرف و نحو، حدیث و فقہ	۲۶۶
آپکی تفسیر دانی اور اشاعت حدیث پر ایک فاضل کا ریویو	۲۶۷
شیخ کا ادب و مناظرہ، شاعری	۲۶۹
علمی مجلسیں، ذہانت و طباعی	۲۷۰
آپکا تقدس اور کشف	۲۷۲
شیخ کی ظرافت	۲۷۶
شیخ کا فتاوی عالمگیری پر مامور ہونا	۲۷۷
شیخ کی پیشین گوئی اور اسکا ظہور صدق	۲۷۹
شیخ کی فراست	۲۸۱
عام اخلاق اور طرز معاشرت	۲۸۲
آپ کی فیاضی اور طرز لباس	۲۸۳
شیخ کا تعامل	۲۸۵
شیخ کے تصرفات کرامات اور دعا کی مقبولیت وغیرہ	۲۸۶

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ کی کرامت کا ایک دلچسپ واقعہ	۲۸۸
شیخ کا ایرانی روافض سے مذہبی مناظرہ	۲۹۱
شیخ کی قبولیت دعا اور لوگوں کا حسد	۲۹۴
شیخ کی صحبت کا اثر	۲۹۸
شیخ کے ملفوظات	۳۰۰
شیخ کے مکتوبات	۳۱۲
شیخ کی ازدواج	۳۱۳
شیخ کا انتقال	۳۱۶
ابتدائی مرض کی کیفیت	۳۱۷
انتقال کی تاریخ	۳۱۸

باب دوم

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ ابوالرضا محمد	۳۱۹
شیخ ابوالرضا محمد کی ولادت، طفولیت، سن رشد	۳۲۰
تعلیم و تربیت	۳۲۱
علوم باطنی کی تحصیل و تکمیل	۳۲۲
عزلت نشینی	۳۲۳
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کرنا	۳۲۶
آپ کا حلیہ مبارک، فضل و کمال	۳۲۷
ذوق علمی، وعظ و تلقین	۳۲۸
فصاحت و بلاغت، علمی مجلسیں	۳۲۹

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
آپ کی ولادت	۳۳۰	مرزا محمد سرہندی کا جواب	۳۵۰
آپکے اخلاق و عادات استغنائے مزاجی	۳۳۱	شیخ کے مرزا موصوف کے نام دو اور خطوط	۳۵۲
استقلال و ثابت قدمی	۳۳۳	شیخ عبد الحفیظ کے نام شیخ کے دو خطوط	۳۵۳
تورع و احتیاط	۳۳۴	شیخ کے بعض سودات، آیہ یا ایہا	
سنت کی رعایت، آپکے تصرف و		الذین امنوا اتقوا اللہ الخ	
کشف کے واقعات	۳۳۵	کی تفسیر ولایت کبریٰ کے فرائض کی تقسیم، شیخ	۳۵۶
تصرفات	۳۴۲	کی انشا پردازی تصوفی تحقیقات بسم اللہ	۳۶۲
آپکے مکتوبات و ملفوظات اور بعض سودات	۳۴۵	کی دلکش تفسیر، شیخ کے حکیمانہ اقوال در نصیحت	
شیخ عبد الاحد کا خط اور آپکا جواب	۳۴۶	آمیز و دلآویز فقرے اور شیخ کے ملفوظات	
شیخ عبد الاحد کا ایک اور خط	۳۴۸	شیخ کے انتقال کی کیفیت	۳۷۱
شیخ ابو الرضا کا جواب	۳۴۹	شیخ کے انتقال کی تاریخ، آپکی اولاد کا ذکر	۳۷۶

چوتھا حصہ

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
تعارف بانی جناب مولینا شاہ ولی اللہ	۳۷۸	شاہ صاحب کے منصبی فرائض	۳۸۷
تمہید باب	۳۷۸	شاہ صاحب کے اخلاق و عادات	۳۸۸
شاہ صاحب کے حالات پر سرسری نظر	۳۸۰	شاہ صاحب کا ضبط اوقات	۳۸۹
شاہ صاحب کی پولیٹکل لیاقت پر ایک		شاہ صاحب کی علمی ترقی	۳۹۰
قابل مصنف کا ریویو	۳۸۲	شاہ ولی اللہ کی ولادت پر علماء و	
شاہ صاحب کی عظمت و وقعت		عرفاء کی پیشین گوئی	۳۹۳
علمائے وقت کے دلوں میں	۳۸۶	آپکی ولادت کی اور تاریخ	۳۹۷

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ
آپ کا زمانہ طفولیت	۳۹۸
شاہ صاحب کی تربیت تعلیم	۴۰۱
آپ کا ازدواج اور ان اسرار حکمتوں کی تفصیل جو عجلت ازدواج میں مضمر تھیں	۴۰۳
شاہ صاحب کی علوم تفسیر و حدیث کی تکمیل میں کوششیں	۴۰۶
ان علوم کی فہرست جو آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً حاصل کئے	۴۰۹
شاہ صاحب کے درس علوم کا آغاز	۴۱۳
مدرسہ رحیمیہ اور اسکی تاریخ	۴۱۴
دہلی کے مولویوں کی شاہ صاحب سے رنجش	۴۱۹
شاہ صاحب کا حرمین محترمین میں تشریف لے جانا اور مشائخ عرب سے ملاقات	۴۲۲
آپ کا شیخ محمد وفد اللہ مکی کی درسگاہ میں پہنچکر سند حدیث حاصل کرنا	۴۲۳
شیخ ابو طاہر مدنی سے تحصیل سند	۴۲۷
شاہ صاحب کا شیخ تاج الدین قلعی حنفی سے سند حدیث حاصل کرنا	۴۲۹
ان مشائخ عرب کے مختصر حالات جن سے شاہ صاحب کو خرقہ صوفیہ پہنچا	۴۳۰
شیخ احمد شناوی کے	۴۳۱
شیخ احمد قشاشی اور دعا کی مقبولیت	۴۳۳
سید عبدالرحمن ادریسی مشہور بہ محجوب کے حالات و واقعات	۴۴۷
شمس الدین محمد بن علا بابلی کا تذکرہ	۴۵۱
شیخ عیسیٰ جعفری مغربی کے حالات	۴۵۴
شیخ ابراہیم کردی مدنی کا تذکرہ	۴۵۶
شیخ حسن عجمی کے حالات	۴۶۳
شیخ حسن عجمی کی تواضع اور اپنے مشائخ کا احترام	۴۶۷
شیخ احمد نخلی کا ذکر	۴۶۹
شیخ عبداللہ بن سالم البصری ثم المکی کا حال	۴۷۴
شاہ صاحب کے واپسی سفر کے واقعات	۴۷۹
شاہ صاحب کے عام اخلاق و عادات وغیرہ	۴۸۱
شاہ صاحب کا بچپن	۴۸۲
شاہ صاحب کا عالم شباب	۴۸۴
شیخوخت	۴۸۵
شاہ صاحب کا فضل و کمال	۴۸۶
شاہ صاحب کے علمی کارناموں پر ایک تاریخ نویس کا ریمارک	۴۸۸
شاہ صاحب کی علمی اشاعت کی ایک مثال	۴۹۰
آپ کی علمی فیاضی	۴۹۱

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ
آپ کی طباعی فہم وفراست	۴۹۲
شاہ صاحب کی دانشمندی کا ایک حیرت انگیز واقعہ	۴۹۳
شاہ صاحب کی مذہبی تاریخ اور آپکا طریقۂ تعامل	۴۹۶
شاہ صاحب کا تصوفی طریقہ	۴۹۷
آپ کی انشا پردازی	۵۰۱
شاہ صاحب کا زور تقریر	۵۰۲
شاہ صاحب کی خوش تقریری	۵۰۳
شاہ صاحب کی فصاحت وبلاغت	۵۰۴
شاہ صاحب کے کلام کا انتخاب اور آپکی شاعری	۵۰۵
آپ کا ایک قصیدہ معارف تامہ میں	۵۰۶
شاہ صاحب کی ایک تمثیلی غزل	۵۰۶
آپ کی ایک نہایت عمدہ تضمین	۵۰۷
آپ کی ایک اور غزل	۵۰۷
مزاحفات بحر بسیط سے ایک فارسی غزل جو نہایت کم یاب ہے	۵۰۸
رباعیات بعض قواعد سلوک کے بیان میں	۵۰۹
آپ کے مختلف اشعار افراد متنوعہ	۵۱۰
شاہ صاحب کے مکاتیب	۵۱۲
شاہ صاحب کا پہلا خط ابراہیم مدنی کے نام	۵۱۲
دوسرا خط شیخ جمال الدین ابوطاہر کے نام	۵۱۸
تیسرا خط ابوطاہر مدنی کے نام	۵۲۰
شاہ صاحب کا چوتھا خط	۵۲۴
پانچواں خط شیخ ابراہیم کے نام	۵۲۶
چھٹا خط شیخ وفد مکی کے نام	۵۲۸
ساتواں خط بعض دوستوں کی طرف	۵۳۰
آٹھواں خط بعض دوستوں کی طرف	۵۳۱
نواں خط شیخ محمد عاشق کے نام	۵۳۲
دسواں خط علامہ معین الدین سندھی کے نام	۵۳۴
مولانا عبدالقادر جونپوری کا خط شاہ صاحب کے نام	۵۳۷
شاہ صاحب کا جواب	۵۴۰
شاہ صاحب کی بعض تصنیفات	۵۴۲
تفسیر	۵۴۵
حدیث وفقہ الحدیث	۵۵۰
متعلق خلافت صحابہ	۵۶۳
تصوف اور اس کے متعلقات	۵۶۵
تاریخ وسیرت	۵۷۸
عقاید	۵۸۰
متفرقات	۵۸۰
شاہ صاحب کی وفات	۵۸۲
شاہ صاحب کی اولاد کا شجرہ نسب	۵۸۵

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
باب دوسرا	۵۸۵	شاہ صاحب کا مولوی محمد عاشق کے نام عجیب پُرشوق خط	۶۰۶
جناب شاہ عبدالعزیز صاحب	۵۸۶	آپ کا خط شاہ اہل اللہ کے نام	۶۰۶
شاہ صاحب کا بچپن	۵۸۷	دوسرا خط شاہ اہل اللہ کے نام	۶۰۸
آپ کی تعلیم و تربیت	۵۸۸	تیسرا خط شاہ اہل اللہ کے نام	۶۰۹
آپ کی ذہانت و طباعی	۵۸۹	چوتھا خط شاہ اہل اللہ کے نام	۶۱۱
شاہ صاحب کا زور تقریر اور آپ کی ہمہ دانی	۵۹۰	مناقب حیدریہ پر آپ کا ایک ریویو	۶۱۳
شاہ صاحب کی علوم سے فراغت	۵۹۱	دہلی کے وصف میں آپ کے چند ابیات	۶۱۴
آپ کی تواریخ و جغرافیہ دانی	۵۹۲	آپ کی اولاد	۶۱۵
شاہ صاحب کا تبحر	۵۹۳	آپ کی تصانیف کی فہرست	۶۱۷
آپ کی شستگی تقریر	۵۹۴	شاہ صاحب کی تصانیف کا نقشہ	۶۱۸
آپ کی وقعت لوگوں کے دلوں میں کہاں تک تھی؛	۵۹۵	آپ کی تواریخ انتقال	۶۲۴
منصب وعظ گوئی	۵۹۶	شاہ صاحب کا مرض وفات	۶۲۵
شاہ صاحب کا حافظہ	۵۹۷	مولانا شاہ رفیع الدین صاحب	۶۲۸
آپ کی متانت وظرافت آپ کا وعظ اور طرز بیان	۵۹۸	شاہ صاحب کی سلامت روی اور باطنی فیض	۶۲۹
آپ کے تلامذہ کی مختصر فہرست	۵۹۹	شاہ صاحب کا ضبط اوقات	۶۳۰
آپ کی قادر الکلامی اور انشائے عربی	۶۰۱	نفس کی حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب کا قصیدہ اور اس پر شاہ رفیع الدین صاحب کی تخمیس	۶۳۱
شاہ صاحب کا خط مولوی محمد عثمان کشمیری کے نام	۶۰۲	آپ کا قصیدہ معراج کے بیان میں	۶۳۲

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
شاہ رفیع الدین صاحب کی اولاد	۶۳۴	تعلیم، تربیت	۶۴۲
مولوی مخصوص اللہ صاحب	۶۳۴	مولانا شہید کا علم حدیث میں کمال، آپکی ذہانت و طباعی	۶۴۴
جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب	۶۳۵		
شاہ صاحب کا رعب و ہیبت	۶۳۷	مولانا شہید کی فقہ دانی	۶۴۵
آپ کا استغنا	۶۳۸	مولانا شہید کی بعض تصنیفات	۶۴۶
جناب مولانا شاہ عبدالغنی صاحب	۶۴۱	مولانا شہید کا جہاد	۶۴۹
جناب مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کے حالات، تاریخ ولادت	۶۴۲	خاتمۃ الکتاب	۶۵۴

Marfat.com

فہرست مضامین نوٹ جو کتاب کے ضروری مقامات پر لکھے گئے

نام مضمون	نمبر صفحہ
شیخ ہیبت اللہ انصاری اور شیخ ابو الفتح کا باہمی معاہدہ	189
کتاب عین العلوم پر شاہ ولی اللہ صاحب کا ریویو	190
شیخ محمد عاقل صاحب کے انضباط اوقات	192
عالمگیر مذہبی تقدس کی پابندی کے علاوہ اہل اللہ کا بڑا شائق تھا	198
عالمگیر کا شیخ عبدالرحیم کی ملاقات میں اصرار کرنا اور آپ کا اس سے اعراض کرنا	199
قاضی اسلم صاحب کی مختصر سوانحعمری	211
بزرگ قاضی علوم ظاہری کے علاوہ علوم باطنی کا بھی کافی حصہ رکھتے تھے	212
بحث وجودی میں قاضی صاحب کی ایک بسیط تقریر	213
خواجہ خرد صاحب کے اساتذہ کی خدمت	221
سید عبداللہ صاحب کی مختصر لائف	224
شیخ آدم کے دو خط بزرگ سید صاحب کے نام	228
حضرت امیر ابو العلی کی سوانحعمری	246
سید عظمت اللہ کے مختصر حالات	257
شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ قرآن پر دہلی کے مولویوں کے اعتراضات کی بوچھاڑ اور عام رنجش	418
شیخ وفد اللہ کے واقعات	424
شیخ ابو طاہر مدنی کے حالات	427
شیخ تاج الدین صاحب کے حالات	434
درس کے طرق جو علمائے حرمین میں مروج ہیں	465
ضبط حدیث کے طریقے	475
علم حدیث کی مشہور مستند کتابوں کا ذکر	550
امام مالک رح کے حالات اور انکی کتاب پر مختصر تبصرہ	553
محدثوں کی مجمل فہرست	552
علم تصوف کی تاریخ اور اس کے موجدوں کا تفصیلی ذکر	565
صوفیوں کے عقاید	566
تصوف کے بانی اور ان کی فہرست	568

Marfat.com

نام مضمون	نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ
صوفیوں کے مجمل اصول	۵۷۳	والشروانی کے مختصر حالات مولانا	۶۱۳
شیخ احمد بن محمد انصاری الیمنی		محمد اسحاق صاحب مہاجر مکہ کی وفات	۶۱۵

فہرست مضامین ختم ہوئی

Marfat.com

Marfat.com

پہلا حصّہ

جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام کے سلسلہ کا تفصیلی ذکر

شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد کا ذکر

قبل اس کے کہ میں جناب فخر المحدثین امام المفسرین عارف باللہ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام اور اس محترم و جلیل القدر خاندان کے ممتاز و اولوالعزم حضرات کے تفصیلی واقعات جدا جدا عنوانوں اور علیحدہ علیحدہ سرخیوں کے ساتھ بیان کروں۔ زیادہ بہتر و مناسب ہوگا کہ ناظرین تذکرہ کو یہ بات بتا دوں کہ شاہ صاحب کے معزز و واجب الاحترام اجداد میں سب سے پیشتر کس شیر اسلام نے ہندوستان میں قدم رکھا اور ہندوستان کے کس حصّہ میں بسابت اختیار کی۔

قدیم تذکروں میں نہایت استناد و وثوق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام میں سب سے اول جس شخص نے ہندوستان کے ایک مشہور و معروف شہر رہتک نام میں توطّن اختیار کیا۔ شیخ شمس الدین مفتی ہیں جن کی محتاط زندگی اور انتہا سے زیادہ اتقا و پرہیزگاری نے ان کی شہرت دور دور پھیلا دی تھی۔ اور جن پر ہمیشہ تاریخی روشنی بڑی تابانی کے ساتھ چمکیگی۔

Marfat.com

رؤسائے عرب کی
رہتک میں اقامت

یہ بات نہ صرف تعجب خیز بلکہ سخت افسوس ناک ہے کہ ہندی مورخوں کی بے توجہی اور لاپروائی سے مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ شمس الدین مفتی کس زمانہ میں رہتک تشریف لائے اور کون سے سنہ میں یہاں اقامت اختیار کی۔ نہ قدیم تذکروں میں اس بات کا کہیں پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہندوستان کس تاجدار کے زیر حکومت تھا۔ البتہ مختلف تحقیقات سے صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ جب فاتحان اسلام کی خونریز تلواریں ایشیائی دنیا میں چمکیں اور ان کے سیل پیکر گھوڑوں کے ٹاپوں نے قریبا تمام مشرقی حصوں کو روند ڈالا اور ہندوستان کے طبقات میں اسلام کے شاندار جھنڈے ہوا میں لہریں لینے لگ گئے تو بہت سے شرفاء قریش اور رؤسائے عرب نے رہتک شہر میں توطن اختیار کیا جن میں ایک شیخ شمس الدین مفتی بھی تھے۔ خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے جلیل القدر اور نجیب و شریف خاندان کے تذکرہ میں ایک نہایت مختصر و لاجواب کتاب لکھی ہے جس میں شیخ شمس الدین مفتی کا ہندوستان میں آنا اور رہتک میں اقامت اختیار کرنا اور ان کی علمی برکت اور فیاضانہ ہمت سے مقدس و پاک اسلام کے واجب الامتثال شعائر کا برقی قوت کا جامہ پہن کر اس سرے سے لے کر اس سرے تک دوڑ جانا وغیرہ وغیرہ سرسری طور پر لکھا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی لاجواب اور بے مثل کتاب ہے اور اس خاندانی تذکرہ کی بابت جو واقعات و حالات اس میں لکھے ہیں کسی اور کتاب میں نہیں دیکھے گئے ہیں۔ اس میں شاہ صاحب نے اپنی پیدائش اور بچپنے کی مختصر کیفیت

Marfat.com

بڑی خوبی سے لکھی ہے اور اپنے عظیم الشان خاندان کا تذکرہ کسی قدر تفصیل و توضیح کے ساتھ ایک نئے پیرائے اور انوکھی طرز میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ آپ اس واقعہ کو اپنے پر زور قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "یقینی بات ہے کہ ہمارے اجداد عظام میں سب سے پیشتر حضرت شیخ شمس الدین تقی ہندوستان تشریف لائے اور قصبہ رہتک میں سکونت اختیار کی" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ شمس الدین تقی کا ہندوستان میں آنا کفر و شرک کی ابتدائی شکست اور اشاعت اسلام کا پہلا موقع تھا۔ آپ کی دلی عقیدت مندی اور مالی امداد سے اسلام کی غریبانہ حالت کو بہت کچھ عروج اور فارغ البالی حاصل ہوئی۔ حقیقت میں شیخ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام میں نہایت اعلیٰ و ارفع درجہ کا ہے جو اسلامی تاریخ میں ہمیشہ اپنی چمک دکھائے گا۔

شہر رہتک کی تاریخ رہتک، ہانسی اور دہلی کے درمیان ایک قدیم شہر ہے جو دہلی سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر قبلہ کی جانب واقع ہے جب اسلامی فتوحات نے معراج ترقی پر قدم رکھا اور فاتحان اسلام کفار کے ممالک کو زیر و زبر کرتے ہوئے ہندوستان کی طرف بڑھے اور مشرقی سلطنتوں کا جلتا ہوا چراغ اسلام کی تیز فوجی ہوا سے گل ہو گیا تو بہت سے اشراف عرب اور سادات قریش اس شہر میں آبسے۔

شہر رہتک کی وسعت اور اس کا عروج شہر رہتک اسلامی فتوحات نیز قدامت و تاریخی واقعات کے لحاظ سے ایک یادگار مقام ہے۔

Marfat.com

آثار بد بدست صنادید عجم را　　　از نقش و نگار و در و دیوار شکستہ

جو عروج اور ترقی اس زمانہ میں اسے حاصل تھی۔ ہندوستان کے کسی اور شہر کو بہت کم نصیب ہوتی ہے۔ اس صوبہ میں کوئی شہر و قصبہ ایسا نہ تھا جو وسعت و آبادی اور سر سبزی و شادابی میں اس کی برابری کر سکتا۔ اس کے میدان نہایت وسیع اور خوش منظر و پُر فضا تھے۔ اور اس کی چاروں طرف نہایت زرخیز مقامات واقع تھے۔ یہاں کے باشندے بڑے باوقار اور ممتاز تھے۔ ہر قسم کے باکمال اور اہل ہنر کا وجود پایا جاتا تھا۔ جس قدر باشندے تھے سب خوشحال و دولتمند تھے۔ دکاندار اور پیشہ والے حتیٰ کہ قلی اور مزدور بھی نہایت خوش وضع اور پاکیزہ لباس تھے۔ اطراف کی زمین نہایت پیر حاصل تھی۔ اور خود شہر تجارت و فلاحت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اعتدال آب و ہوا کے لحاظ نیز اسلامی پولٹیکل مصلحتوں کے اعتبار سے بھی یہ جگہ نہایت موزوں تھی بُت پرستوں کے قدیم معابد اور بتخانے توڑ کر نہایت پر رفعت اور شاندار مسجدیں بنائی گئی تھیں۔ جن سے ناقوس و قرنا کی بے معنی اور بیہودہ صدا کی جگہ دن رات میں پانچ دفعہ اللہ اکبر کی دلچسپ و ہدایت افزا آواز کانوں میں گونجتی تھی اور سر پرستانِ اسلام کے دلوں میں رہ رہ کر ایک بے اختیارانہ جوش اور خوش آئند شوق پیدا کرتی تھی۔

کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یہ شہر اس طرح کمال پر پہنچ گیا تھا کہ اس صوبہ کا کوئی مقام وضع اس کے برابر خوش منظر اور دلفریب نہ تھا۔ جابجا نہایت خوشنما اور شاندار عمارات کا سلسلہ تھا۔ اور دور تک پھیلا چلا گیا تھا۔ اس کی وسعت

Marfat.com

اور تمدن کا اندازہ کافی اور معتدبہ تھا۔ ہر پیشہ و صنعت کی دُکانیں مختلف نمونوں کی موجود تھیں۔ عام صفائی اور زیب و زینت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ یہاں کی آب و ہوا نہایت لطیف اور خوشگوار تھی۔ نہروں کی روانی اور باغوں کی فضا قابل تعریف تھی۔ جاڑوں کے موسم میں معمولی سردی پڑتی تھی لیکن گرمیوں کا موسم اس قدر راحت انگیز اور جاں بخش ہوتا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔

شہر رہتک کا تنزل۔ لیکن شہر رہتک کی یہ تمام تفصیل لوگوں کی زبانی روایت ہے میں نے کسی تاریخ سے اس کی تصدیق و توثیق نہیں کی نہ کسی تذکرہ میں مجھے اس کا پتہ لگا۔ البتہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی قابل قدر تالیف میں اس پر ایک نہایت دلچسپ مختصر ریمارک کیا ہے جسے ہم اس مقام پر نقل کر کے رہتک سے رخصت ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہندوستان کے بلند مقامات پر اسلامیوں کی خون آشام تلواروں کی چمک پڑی اور بت پرستوں کے شوالوں کی اونچی اونچی چوٹیوں کی جگہ اسلام کے عالیشان اور شاندار جھنڈے بڑی خوفناکی کے ساتھ علم ہوئے تو اس زمانہ میں یہ شہر اس صوبے میں نہایت خوش منظر اور معمور تھا۔ مگر جس شہر کی خوبصورتی کی تمام دنیا میں دھوم دھام تھی۔ افسوس ہے کہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ روز بروز اس کے عروج و ترقی تنزل و پستی سے بدلتے گئے یعنی اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، دن بدن اس کی آبادی و رونق گھٹتی گئی اور اس کی خوبصورتی اور خوشنمائی کو اس کی چہل پہل اور عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اب

Marfat.com

بجز ایک معمولی قصبہ اور قلیل سی آبادی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کی موجودہ ویران حالت دیکھ کر ان اصلی انجینیروں کے امیرانہ شوق پر بہت افسوس ہوتا ہے جنہوں نے اس کا نقشہ بنایا، پھر باغات و چشموں سے سجایا تھا۔

الغرض جس پاک اور برتر نفس کی بدولت شہر رہتک کی قسمت ہی روزِ ازل سے مشہور و معروف ہونا لکھا تھا۔ وہ دنیا کے نامور شیر ملک کے بیٹے اور محمد عطا ملک کے پوتے تھے جن کا نام نامی شمس الدین مفتی تھا۔ اور جن کے سلسلہ میں اخیر عہد میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب جیسے فخر خاندان و قوم اور نہایت معزز و ممتاز فاضل پیدا ہوئے۔ چونکہ محمد عطا ملک[1] اور شیر ملک کے حالات زندگی تاریکی میں ہیں۔ اس لئے ہمارا تذکرہ بھی جناب شمس الدین مفتی بن شیر ملک سے شروع ہوتا ہے۔ میں اس مقام پر ناظرین کی آسانی کے لئے اس خاندان کے ان معزز حضرات کا شجرۂ نسب لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جن کے حالات زندگی سے اس حصہ میں بحث کی جائے گی۔

شجرۂ نسب اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

---

[1] ملک کا لفظ ایک تعظیمی لقب اور ذی خطاب ہے جو اس عہد میں ایک معزز اور فخر خاندان و قوم کو گورنمنٹ اسلام کی طرف سے حاصل ہوتا تھا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں خان بہادر وغیرہ الفاظ معزز عہدہ داروں اور ممتاز لوگوں کے تعظیمی محل میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

جناب شیخ شمس الدین مفتی کی اولاد امجاد کا شجرہ نسب یہ ہے

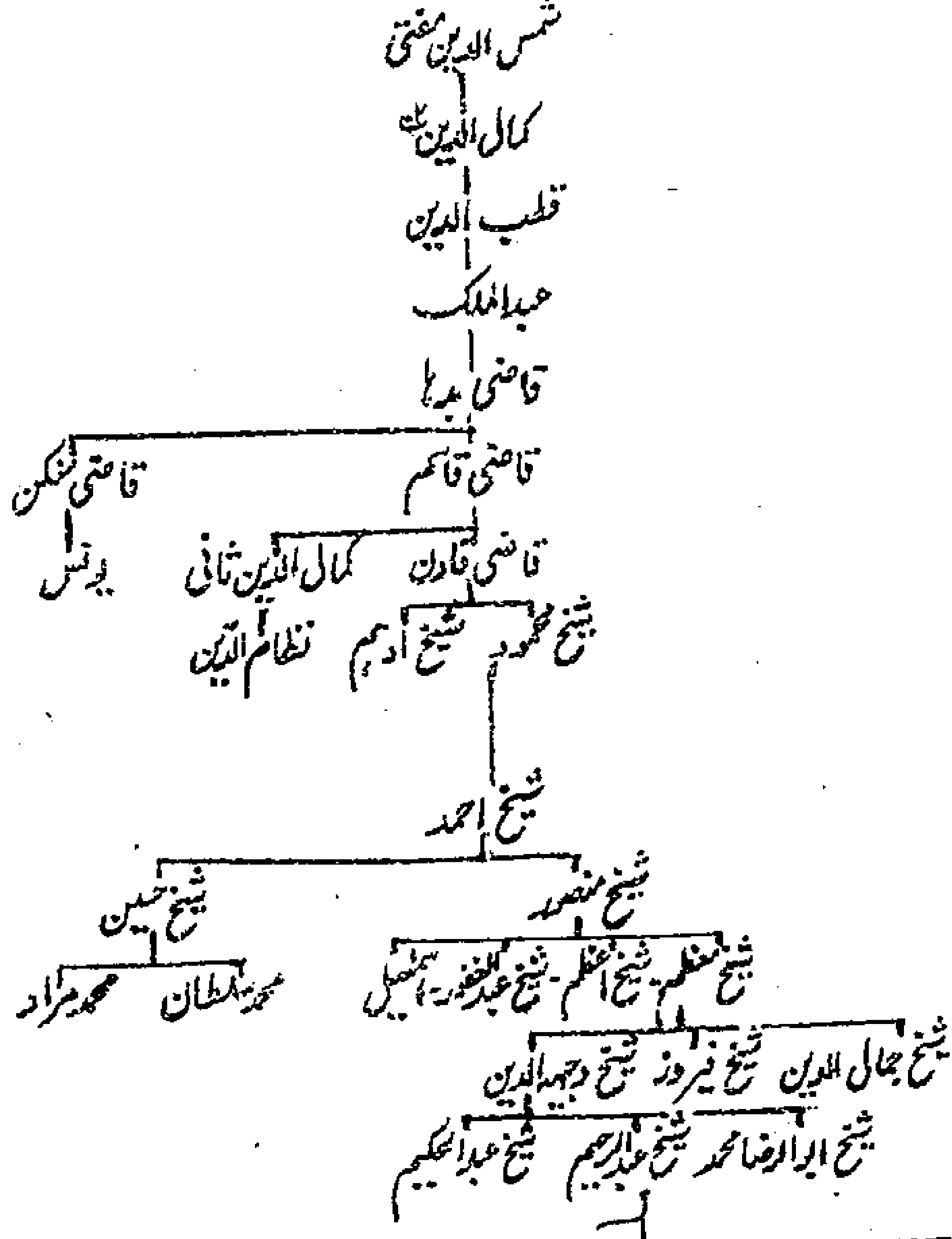

[1] شمس الدین مفتی کے اگرچہ چند نامور فرزند اور بھی ہیں لیکن کمال الدین مفتی کو سب پر ایک قسم کا تفوق ہے باقی فرزندوں کے نام باوجود تحقیقات کے اب تک معلوم نہیں ہوئے ۱۲ مؤلف۔

Marfat.com

شیخ شمس الدین کا طرز معاشرت

شیخ شمس الدین مفتیؒ ایک نہایت ہی بزرگ اور فقیر طبیعت عالم اور عابد شخص تھے۔ آپ کے انتہا سے زیادہ بڑھے ہوتے زہد و عبادت کا چرچا گھر گھر پھیلا ہوا تھا اور ضمیری و روحانی جوہروں اور ریاضت و مجاہدات الٰہی کے کرشموں کے ڈنکے ملک عالم میں بج گئے تھے۔ وہ تمام روحانی پیاشیں اور روحانی قابلیتیں جو ایک خدا پرست اور ولی کامل میں ہونا چاہئیں سب بزرگ شیخ میں بوجہ احسن پائی جاتی تھیں۔

مجھے بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ واجب الاحترام شیخ کے ابتدائی حالات باوجود تحقیقات کے کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے اور اگر ہوئے بھی تو ایسے سلسلہ سے ہوئے جن پر میں پورا یقین اور کافی بھروسہ نہیں کر سکتا۔ لہذا میں یقین و اعتبار سے گرے ہوئے حالات کو بالکل چھوڑتا اور ان حالات کو قلمبند کرتا ہوں جو مجھے قدیم تذکروں اور معتبر مورخوں سے تحقیق ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے تذکرہ کے ناظرین انہیں بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے۔

شیخ شمس الدین کی مؤثر زندگی

محترم و بزرگ شیخ عربی النسل تھے۔ اور عموماً شرفائے قریش میں امتیازی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ ترشاد قریش میں سب سے پہلے وہ معزز و بزرگ شخص جنہوں نے اپنے مقدس و پاک نفس سے شہر رہتاک کو منور روشن کیا۔ یہی خدا کے پیارے و نیک بندے تھے۔ آپ ہی کی ذات بابرکات سے ان اطراف میں شعائر اسلام اور خداوندی قوانین نے نہایت شان اور آزادی کے ساتھ اشاعت پائی۔ کفر و بت پرستی کی آگ جو مدت سے ہندوستان میں بڑی تیزی و تندی کے ساتھ بھڑک

Marfat.com

رہی تھی۔ آپ کے قوی انفاس کی برکت سے یک لخت بجھ گئی۔ آپ نے اپنے ایمان و ایقان کی بھری ہوئی تلقین سے لوگوں کو دفعتہً خواب غفلت سے چونکا دیا اور ان کے مردہ دلوں میں ایک نئی اور تازہ رُوح پھونک دی۔ آپ کی پُر ہدایت اور سچی تلقین نے تمام ہندوستان کی کایا پلٹ دی اور آپ کی روحانی برکتوں اور باطنی فیضوں نے دلوں کو نورِ معرفت سے پُر اور لبریز کر دیا۔ جو پتھر اور لکڑی کی تراشی ہوئی اور ان گھڑت مورتوں کی پرستش کرنے والے موحد و خدا پرست ہو گئے اور خدا کی راہ سے بھولے بھٹکے ہوئے حقیقت و معرفت کے دقائق و نکات بیان کرنے لگے۔ وحشی مہذب بن گئے۔ جہالت کی تاریکی دُور ہوئی اور اس کی جگہ علوم و فنون نے ترقی پائی۔ ناجائز قتل۔ زنا۔ چوری۔ شراب خوری۔ قمار بازی کے بدلے جن کا اثر عام طور پر ان بلادیں چھایا ہوا تھا۔ خلق۔ مروّت عصمت امانت و دیانت۔ اتقاء و پرہیز گاری کا جلوہ نظر آنے لگا۔ غرضیکہ یہ آپ ہی کا معجزنما فیض تھا جو بہت تھوڑے عرصہ میں اس صوبہ کی تمام اطراف میں برقی قوت بن کر دوڑ گیا۔ اور مقدّس اسلام کا پر شوکت و شان ڈنکا نہایت دلچسپی سے سب طرف بج گیا۔ اس کی مقناطیسی جذبات نے لوگوں کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور جن کے پاک نفوس میں کلامِ ربّانی سے کسی قدر بھی دلچسپی ودیعت رکھی گئی تھی اور تجلّیاتِ ربّانی کا کچھ پرتو بھی ان کے حجلۂ دل میں پڑ گیا تھا۔ بے اختیار اسلام کے گرویدہ ہو گئے اور اس کے قرآنی احکام کے آگے بیچوں چرا تسلیم کی گردنیں خم کر دیں۔ یہ سب کچھ تھا لیکن

Marfat.com

لیکن ابھی تک سچے اسلام کا نور حقیقی اپنی پوری تابانی کے ساتھ نہ چمکا تھا۔ اور ارکان اسلام نے دھوم دھام سے اشاعت نہ پائی تھی۔ بت پرستی کی بیخ و بنیاد پورے طور پر جڑ سے اکھڑی تھی نہ بدعت سنت سے الگ اور ممتاز کی گئی تھی۔ اس لئے بزرگ شیخ کو ضرور ہوا کہ کوئی ایسی صورت پیدا کریں جس سے تمام بے عنوانیاں نیٹ جائیں جو اسلام کے حقیقی نور کے لئے روک ہیں حقیقت میں یہ ایک نہایت برتر و بزرگ اور الہامی خیال تھا جو بجلی کی طرح محترم اور واجب التعظیم شیخ کے دماغ میں کوندا۔ آپ نے سوچتے سوچتے آخر اس بات پر رائے قائم کی کہ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جائے جس میں لوگوں کو کلام ربانی کی تعلیم کی جائے کہ وہ ربانی اسرار اور الہامی نکات جو قرآن و حدیث کے معجز نما الفاظ میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں عام لوگوں پر ظاہر کئے جائیں۔

ہندوستان میں سب سے پہلا اسلامی کالج

مدرسہ کی بنیاد پڑنی تھی کہ مسلمان جوق در جوق آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ گویا اسی تاریخ سے مذہب بت پرستی اور اصول شرک کے ساکن دریا میں ایک عجیب اتفاقی طور سے تحریک اور تحریک کے ساتھ تموج پیدا ہونے لگا لیکن یہ تموج ایک ایسا خفیف و ضعیف تموج تھا جو اس عمیق اور عظیم الشان سمندر میں ذرا بھی محسوس نہ ہوا۔ چونکہ شیخ صاحب قوانین فطرت کی باریکیوں کو خوب سمجھے ہوئے تھے اور آپ کے ضمیری وردہ حاتی جو ہر اپنے میں سکون و وقار کی گہری تہ رکھتے تھے۔ اس لئے آپ جانتے تھے کہ صدیوں کی خرابی جو لوگوں کے دلوں میں جم جاتی ہے اس کا دفعتہً قلع قمع کرنا مشکل اور بہت مشکل ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ اب نہیں تو کسی

Marfat.com

آئندہ زمانہ میں اس کا ضرور اثر پڑیگا پس مجھے اس وقت کی ناکامی سے کبھی برداشتہ اور شکستہ نہ ہونا چاہیئے یہی وجہ تھی کہ گو شیخ صاحب نے اپنی کوشش کو بظاہر ناکامی کی پوشاک پہنتے ہوئے دیکھا لیکن دل میں ذرا بھی خوف و ہراس نہیں کیا۔ بلکہ اپنے دل کو اطمینان دلایا کہ گو مجھے بظاہر ہنوز ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر حقیقت میں بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ یہ تمام ناکامیاں نہایت مبارک اور خوش آئندہ ہیں۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ ہر طرح کی بیماری و تکلیف ہمیشہ طبیعت پر شاق و ناگوار گزرا کرتی ہے اور آدمی گو کیسا ہی صاحب تحمل و وقار کیوں نہ ہو آخر کار اس کی طبیعت اکتا جاتی ہے لیکن واقعی بات یہ ہے کہ جس مرض کا انجام صحت ہو گو ابتدا میں مہلک اور موذی ہی کیوں نہ ہو عقلاء ہمیشہ سے ایسے مرض کو مبارک اور خوش آئندہ کہتے چلے آئے ہیں۔

الغرض بزرگ شیخ کو اگرچہ اپنے اس ارادہ میں بظاہر ناکامی ہوئی لیکن بڑی خوشی سے کہا جاتا ہے کہ گو آپ کی کوشش مذہب بت پرستی و شرک کے سمندر کی خونی موجوں اور خوفناک لہروں سے مقابلہ نہ کرسکی مگر پھر بھی آپ نے ایک ایسا بیج بو دیا جو آپ کی آئندہ نسلوں کی کوشش سے پھلا پھولا۔ اور نہایت سرسبزی و شادابی کے ساتھ لہلہا اٹھا۔

شیخ شمس الدین کے ظاہری و باطنی علوم

جناب شیخ شمس الدین مفتی کی تاریخی زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل نوٹ ہے وہ یہ ہے کہ آپ جیسے تفسیر و حدیث اور فقہ کے علوم میں اجتہاد کا درجہ رکھتے اور ماہرین فن کے زمرہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ ویسے ہی علم ادب اور انشاپردازی میں ضرب المثل

Marfat.com

تھے۔ علاوہ ازیں آپ کا برتر و پاک نفس روزِ ازل سے باطنی علوم کا بھی حصّہ رکھتا تھا اور ربّانی جلال پورے طور پر آپ کے حجلۂ دل پر اپنی تابانی اور درخشانی ڈال چکا تھا۔ غرضیکہ دینی و دنیاوی اعزاز و اقتدار کے لئے کوئی ایسی صفت نہ تھی جو فیّاضِ ازل نے آپ سے دریغ رکھی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اس عہد کی تمام اسلامی مجلسوں میں آپ کی عزّت و توقیر ہوتی تھی اور مذہبی تقدّس اور دینی اقتدار کی وجہ سے آپ کے سامنے سلاطینِ وقت کی گردنیں جھکتی تھیں۔ قطع نظر اس کے آپ کی محتاط زندگی اور اتقا و پرہیزگاری اور عام اخلاق کی شہرت کا جادو رہتک کے تمام باشندوں پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا۔ اس وجہ سے ہر گلی کوچہ میں آپ کی معاشرتی زندگی کی تہ دل سے داد دی جاتی اور بچّہ بچّہ کی زبان پر آپکا نام بڑی وقعت سے لیا جاتا تھا۔

آپ سے بہت سے وہ عجیب و غریب واقعات اور حیرت انگیز حالات صادر ہوئے ہیں جن سے تاریخی کتابوں کے صفحات اب تک روشن و متور پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مجھے اور واقعات لکھ کر اپنے بیان کو طول دینا منظور نہیں ہے اس لئے صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

شیخ شمس الدین کا ایک حیرت انگیز واقعہ

جناب شیخ شمس الدین مفتی کی حیات مستعار کا وسیع پیمانہ جب لبریز ہوکر چھلکنے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنی اولاد و احفاد کو جمع کرکے وصیّت کی کہ جب میری روح اس عنصری جسد سے مفارقت کرکے عالم بالا میں پرواز کر جائے تو میری نعش کی تجہیز و تکفین بالکل اسی طریقے اور طرز پر ہونا چاہیئے جو سنت سے ثابت ہے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ کی نماز

Marfat.com

نہایت خشوع اور متواضعانہ ہیئت سے ادا کی جائے اس کے بعد میرا جنازہ مسجد میں جو میری خاص عبادت گاہ اور مقام اعتکاف ہے رکھا جائے۔ حاضرین کو چاہیئے کہ تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے ہٹ جائیں اور مسجد کو بالکل خالی کر دیں۔ بعدازاں اگر میری نعش پائی جائے تو دفن کریں۔ ورنہ اپنے اپنے گھر واپس چلے جائیں اور کسی طرح کا تذبذب و تردّد نہ کریں۔

چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آپکی وصیّت کی بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ تعمیل کی گئی۔ مسجد کے ایک مختصر گوشہ میں جنازہ رکھا گیا اور تھوڑی دیر کے لئے ساری مسجد خالی کر دی گئی پھر جو دیکھا تو جنازے کا نام و نشان تک نہ پایا۔ حاضرین اس نُدرت انگیز واقعہ سے سخت متعجب ہوئے اور تعجّب و حیرت کو ساتھ لئے ہوئے واپس آئے۔

اگرچہ یہ حکایت بھی لوگوں کی زبانی روایت ہے۔ میں نے کسی قدیم و جدید مستند تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں کی لیکن مختلف تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ پیش آیا ہو تو کوئی تعجب و حیرت کی جگہ نہیں ہے میں نے خاص حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے واقعات میں لکھا دیکھا ہے کہ جب آپ یہ حکایت سنتے تو نہایت وثوق کے ساتھ اس کی تصدیق و تائید فرماتے چنانچہ فاضل اجل جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی ایک قیمتی تصنیف میں یُوں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے محترم و بزرگوار والد صاحب جب یہ حکایت سنتے تو بلا تردّد اس کی توثیق کرتے اور فرماتے۔ مجھے اپنے حافظہ پر پورا بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں اپنی یاد میں کبھی غلطی نہ کرونگا۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ

Marfat.com

قدیم زمانہ کے سلسلہ چشتیہ کے مشائخ کے حالات و واقعات میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اور جن میں واقعات کے لحاظ سے نہایت ہمہ گانی اور چھان بین کی گئی ہے۔ ان میں ہم نے یہ واقعہ اپنی آنکھ سے لکھا دیکھا ہے گو ہم کامل یقین کے ساتھ یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ واقعہ خاص ان ہی بزرگ مفتی صاحب کا ہے جو تقدس اور شریفانہ اخلاق کے مجسم تصویر تھے یا کسی اور بزرگ سے علاقہ رکھتا ہے کیونکہ جہاں یہ واقعہ لکھا گیا ہے اس مقام پر اس اولوالعزم اور بزرگ کے نام نامی کی صراحت نہیں کی گئی۔

شیخ کمال الدین مفتی | غرضکہ جب واجب الاحترام فخر ہندوستان شیخ اس دار ناپائدار سے عالم بقا میں انتقال کر گئے تو آپ کے بزرگ اور عظیم ترین اولاد جناب شیخ کمال الدین مفتی آپ کے جانشین قرار دیئے گئے۔ گو شیخ شمس الدین مفتی کی اور بھی اولاد تھی اور سب کی سب نہایت قابل اور مذہبی تقدس و علم و فضل کی جیتی جاگتی تصویریں تھیں۔ مگر چونکہ شیخ کمال الدین مفتی اپنے والد بزرگوار کی تاریخی زندگی کا پورا حصہ اپنے میں رکھتے تھے اور الولد سر لابیہ کے پورے نمونہ تھے۔ اس لئے اس معزز اور جلیل القدر خلافت کے واسطے آپ ہی منتخب کئے گئے۔

قدیم تذکروں اور کہنہ تاریخوں کے صفحات پر عمیق اور غور بین نظر ڈالنے سے اس بات کا بخوبی ثبوت مل سکتا ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر یہ قاعدہ استعمال میں لایا جاتا تھا کہ مسلمانوں میں سے جو محترم و محتشم نیک طینت پاک نفس شخص ان جیسے بلاد و صوبجات میں توطن اختیار کرتا اور وہاں کے باشندے عموماً اس

Marfat.com

کے لاثانی زہد و اتقا اور بے مثل تہذیب و شائستگی کو تسلیم کرتے ملکی سیاست کے متعلق جس قدر اہم امور ہوتے مثلاً قضا۔ احتساب افتا وغیرہ کے تمام معزز مناصب اور ممتاز عہدوں کے لئے وہی شخص انتخاب کیا جاتا اور یہ قابل عہدے اسی تقدس مآب کے تفویض کئے جاتے۔

لیکن ان محترم و معزز عہدوں کو کسی شخص یا کسی خاندان کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں کیا جاتا تھا۔ اور کبھی یہ ضرور نہ تھا کہ جو شخص ان جلیل القدر مناصب کے لئے ایک دفعہ منتخب کر لیا گیا تو اب یہ عہدے نسلاً بعد نسل اس کے خاندان میں موروثی قرار دے دیئے جائیں۔ خواہ قابل ہوں یا نا قابل نہیں بلکہ سب سے پہلے یہ بات دیکھی جاتی تھی کہ کیا یہ شخص ان امور کے سمجھنے اور ان واقعات کی تہ میں بیٹھ جانے کی قابلیت رکھتا ہے جو ان مناصب سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں۔ گویا اس منتخب ممبر کے لئے بھی ایک دن اور ایک وقت اس کی علمی قابلیت اور ذہانت و حافظہ کے امتحان کا ہوتا تھا۔

اسی طرح ان ممتاز عہدوں اور جلیل القدر منصبوں کے لئے یہ بھی ضرور نہ تھا کہ جو محترم و محتشم شخص ان کے لئے انتخاب کیا جاتا اسی قاضی اور مفتی اور محتسب کے معزز القاب سے پکارا جاتا۔ بلکہ بغیر ان القاب کی شہرت کے اور بغیر کسی قسم کی ظاہری تخصیص کے اس کی گورنمنٹ خلائق کا مرجع و مرکز سمجھی جاتی۔

شیخ کمال الدین کی تاریخی زندگی

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب شیخ کمال الدین مفتی بحکم الولد سر لابیہ تقدس اور تمام شریفانہ عادات، مہذبانہ اخلاق علم و فضل میں اپنے واجب الاعتصام والد کے بالکل قدم بقدم تھے جو کیلہ

Marfat.com

مندی، بلند خیالی۔ روشن خیالی، دقیق النظری میں جواب نہ رکھتے تھے۔ آپ کے مراقبات و مکاشفات اور خداداد تقدس کی ان اطراف میں بہت بڑی شہرت تھی۔ آپکا اکثر وقت یا تو کتب بینی میں صرف ہوا کرتا تھا۔ یا ریاضت و مجاہدات میں۔ شیخ کمال الدین مفتی گو اکہرے بدن کے دُبلے پتلے اور نحیف آدمی تھے لیکن آپ کی متین و وسیع پیشانی اس عظیم الشان نصیبے کی شہادت دیتی تھی جو آپ کو آئندہ حاصل ہونے والا تھا۔ یہ بات نہ صرف تعجب ناک بلکہ حیرت انگیز ہے کہ شیخ کمال الدین مفتی کو بہت تھوڑے عرصہ میں وہ مقبولیت عام حاصل ہو گئی تھی (جسے ربانی مقبولیت سے تعبیر کر سکتے ہیں) کہ ان اطراف کے باشندوں کا بچہ بچہ آپ کا نام نہایت مقدس اور پاک الفاظ کے ساتھ زبان پر لاتا تھا۔

شیخ قطب الدین | جب جناب شیخ کمال الدین مفتی کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوا اور لبریز ہو کر چھلک گیا یعنی آپ کی مقدس رُوح جہانِ فانی سے عالم باقی میں انتقال کر گئی تو آپ کے بعد آپ کے نہایت لائق اور ہونہار فرزند جناب قطب الدین اس معزز عہدے سے ممتاز کئے گئے۔ افسوس کہ اس مقدس شخص کے تفصیلی حالات باوجود تحقیق کے ہمیں کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے بلکہ جہاں تک تحقیق ہوا ہے صرف اس قدر ہوا ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے عبد الملک جانشین ہوئے اور یہ عظیم الشان منصب ان کی تفویض کیا گیا۔

شیخ عبد الملک کی روحانی طاقتیں | جناب عبد الملک بڑے تیز ہوش اور ذہین و طبّاع

Marfat.com

شخص تھے۔ فطرت نے اوّل ہی روز سے آپ کے ضمیر کو ربّانی قابلیتوں اور رُوحانی جوہر دل سے آراستہ کر دیا تھا۔ اسی لئے روز بروز اور ساعت بساعت روحانی لیاقتیں اور الہامی غوامض آپ کے پاک اور مقدّس نفس سے اپنی اصلی تابانی ودرخشانی دکھاتے تھے۔ ان جیسے بزرگواروں کی وجہ سے اب یہ نجیب و شریف خاندان کچھ حد سے زیادہ مقبولِ انام ہو گیا تھا اور اس معزز خاندان کے ہر ممبر کی معاشرت اور تمدّنی حالت ایک نرالی اور انوکھی طرز کی ہو گئی تھی۔

شیخ عبد الملک کی تعلیم اور علم حدیث کی تحصیل

گو آپ نے علوم کی تعلیم روحانی ذریعہ سے حاصل کی تھی اور ربّانی جلال کا پورا اثر آپ کے دل میں چمک چکا تھا۔ مگر پھر بھی تمام وہ معمولی کتابیں جو اس وقت درس میں شامل تھیں۔ اپنے ہی خاندان کے ایک فاضلِ اجل اور علامہ سے بہت جلد نکال لیں۔ چونکہ فطرت نے پہلے ہی سے آپ کا دماغ کامل عقل سے آراستہ کر دیا تھا اس لئے آپ کو ان معمولی کتابوں کا بہت جلد پڑھ لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ جب آپ معمولی درسی علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو علمِ حدیث پڑھنا شروع کیا۔ بیشک علمِ حدیث ایک بڑا سخت اور دشوار گزار علم ہے۔ اس کی اہمیت اور معنی آفرینی کو کچھ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جسے اس فن میں لگاؤ اور مس حاصل ہے لیکن بڑی خوشی سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ بزرگ عبد الملک کے سامنے یہ مشکل اور دقت آفرین علم بھی پانی تھا کیونکہ آپ کا دل اور دماغ روزِ ازل ہی سے ان فطرتی جوہروں کی تابانی سے چمک چکا تھا۔ جنہیں ربّانی بخشش

Marfat.com

اور فیضِ خداوندی سمجھنا چاہیئے۔

کلام اللہ سے دلچسپی اور خوش الحانی آپ کو کلام الٰہی سے بڑی دلچسپی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہتے اور حاضرین کو اس کے اسرار و نکات کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ گویا یہ آپ کا وعظ تھا جس سے ہر وقت مجلس گرم رہتی تھی۔ آپ کی مقدس زبان سے جو جملہ اور فقرہ نکلتا تھا وہ ایسا دانشمندانہ اور حکیمانہ ہوتا تھا جس سے فطرت اللہ کا اصلی منشا اور کلام ربانی کا ذاتی مفہوم ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کی خوش لہجگی میں وہ مقناطیسی اثر تھا کہ سننے والوں کی طبیعتیں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آپ کی طرف مائل و متوجہ ہوتی تھیں۔ آپ کے لفظ لفظ سے سامعین کے دلوں پر ایک چوٹ سی لگتی تھی اور ان کے جسم کانپ کانپ اُٹھتے تھے۔ ان پر ایک محویت اور بے اختیاری کی حالت طاری ہو جاتی تھی اور اس حالتِ بیخودی میں اس شدت سے رقت ہوتی تھی کہ پُرنم آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہاتے تھے۔

شیخ عبدالملک کا وعظ تلقین اور اس کا اثر جن باتوں کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ آپ کے وعظ میں ہوا کرتا تھا وہ وحدت پرستی اور اسلام کے ضروری ارکان تھے۔ گویا آپ کو اس عمارت کا نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ کرنا منظور تھا جس کی بنیاد آپ کے مقدس اور اولوالعزم جدامجد حضرت شیخ شمس الدین قدس سرہٗ نے اول روز ڈالی تھی۔ آپ کا سب سے بڑا اور اہم خیال یہی تھا کہ جس طرح سے بن پڑے بُت پرستی کی بیخ کنی ہو جائے اور آسمانی شریعت میں جو نفرت انگیز اور بیہودہ رسمیں رواج پکڑ گئی ہیں دنیا سے مٹا دی جائیں مسلمانوں

کو ان ناپاک آلائشوں اور نفرت ناک بیہودگیوں سے پاک صاف کر دیا جائے جن میں وہ صدہا سال سے گرفتار ہیں وہ غلیظ و قابل نفرت عادتیں جو ان کے خمیر میں صدیوں کی خرابی سے پڑ گئی تھیں اور جن منحض بیہودگیوں میں وہ ایک دراز عرصہ سے مبتلا تھے۔ ان سے انہیں اس طرح پاک وصاف کر دیا جائے کہ گویا ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔

حقیقت میں یہ کام ایک بڑا ہی برتر اور اہم کام تھا جس کی تجدید آپ نے کی۔ اگرچہ ویسی کامیابی جو درحقیقت اس میں ہونی چاہیئے تھی آپ کو حاصل نہیں ہوئی۔ مگر پھر بھی آپ کی اس تعلیم و تلقین نے اپنا قیمتی اثر مسلمانوں پر ڈالا اور ان کے اخلاقی خیالات ایسے نکھر گئے جن پر آج اسلامی دنیا اگر کسی طرح کا فخر کرے تو بیجا نہ ہوگا لیکن بہ افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ شیخ عبد الملک عمر طبعی کے زمانہ تک پہنچنے سے پیشتر ہی عین اس وقت جبکہ آپکا عروج کمال شہاب ثاقب کی طرح چمک رہا تھا اس جہان سے تشریف لے گئے یعنی فلک کج رفتار نے قبل اس کے کہ آپ خوشہ مراد کی گلچینی سے بہرہ ور ہو کر اپنی دلی آرزوؤں اور پرشوق تمناؤں پر کامیاب ہوں عین عالم شباب میں لقمۂ اجل بنا ڈالا حیف صد حیف اے دنیائے دوں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ شہر رہتک اور اس کے اطراف و جوانب میں دستور تھا۔ کہ ملکی سیاست کے ادالوالعزم عہدے کسی خاص شخص یا کسی خاص خاندان کے علاوہ کوئی اور شخص افتصا اور احتساب و افتا کے مناصب کے لئے

Marfat.com

انتخاب کی لیاقت نہ رکھتا ہو بلکہ جو محترم و محتشم مسلمان اس صوبہ میں توطن اختیار کرتا اور اسے فطرت سے ربانی قابلیتوں اور روحانی وضمیری جوہروں کا حصہ ملتا وہ ان جلیل القدر اور عظیم الشان عہدوں سے ممتاز کیا جاتا۔ لیکن اب اس قدر زمانہ گذر جانے اور اس واجب الاعتصام خاندان میں ایسے مقتدر اور نخاطحض کے ظہور کرنے سے کلیتہً یہ قانون نافذ ہوگیا کہ قضاء وافتا کے معزز عہدے اسی شریف و بزرگ خاندان کے ساتھ مخصوص و محدود ہوں۔ کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں کو یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی تھی کہ فطرت نے جو عزت و شرف اس نجیب خاندان کو دیا ہے دوسرے کو کبھی نصیب نہیں ہوسکتا۔ اس معزز خاندان کے حضرات کے ضمیری و روحانی جوہر اپنے میں گہری ممتازیت کی تہ رکھتے ہیں۔ اور ان کے پاک نفوس میں ربانی جلال کا پورا پرتو پڑ چکا ہے۔ اس لئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس جلیل الشان خاندان میں آئندہ جس قدر لوگ پیدا ہونگے سب کے سب نہ صرف فخر خاندان بلکہ فخر روزگار ہوں گے۔

حقیقت میں اس زمانہ کے لوگوں کا یہ تفرس و قیاس بالکل صحیح اور نہایت قدر و منزلت کے قابل تھا۔ اخیر عہد میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی اور پوتے شاہ اسمٰعیل صاحب ایسے مقدس و نامور اور مشہور عالم ہوئے جن کی تحماط زندگی اور اتقاو پرہیزگاری اور علمی برکتوں نے ان کی شہرت نہ صرف ہندوستان میں محدود تھی بلکہ ان کے تقدس و پاکی کی ناموری نے دور دوراں کے خاندان کی شرافت و بزرگی میں اور بھی جان ڈالی

Marfat.com

دی اور جن کی بدولت ہندوستان بالخصوص دہلی کو بہت بڑا فخر حاصل ہوا حق یہ ہے کہ ہندوستان جہاں تک اس بات پر فخر کرے بجا ہے کہ اس نے اپنی ناز بھری گودی میں ایک دراز عرصہ تک ایسے ممتاز و معزز بچوں کو پالا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کسی اور ایشیائی ملک کو یہ بات بہت کم نصیب ہوئی ہے۔

ایک فاضل کے خیال کا اظہار

مجھے اس مقام پر اپنے ایک معزز ہمعصر کا خیال ظاہر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے میرے بیان کی پوری تائید ہوسکتی ہے "معزز ہمعصر اپنی ایک قیمتی تصنیف میں اس خاندان کے علم و فضل کی شہرت کے متعلق یوں ریمارک کرتا ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علم و فضل کی آوازیں ہندوستان کی چار دیواری سے نکل کر مسلمانوں کے ممالک روم و شام وغیرہ میں پہنچی تھیں اور جس مسئلہ میں مکہ مدینہ کے علماء میں جھگڑا ہوتا تھا۔ وہ ثالث بالخیر شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز کو بناتے تھے۔ ملا رشیدی مدنی اور شاہ عبدالعزیز سے جو خط و کتابت ہوئی ہے اس سے ہم اپنے دعوی کی سند دے سکتے ہیں۔ ایک خط میں ملا رشیدی نے یہ لکھا ہے "شاہ صاحب آپکا کچھ ایسا اثر بلاد اسلامیہ میں ہوا ہے کہ جب کوئی فتوی دیا جاتا ہے اور علماء اس پر اپنی مہریں کرتے ہیں تو ہر شخص فتوے میں آپکی مہر کا متلاشی رہتا ہے اور وہ فتوے جب تک اس پر آپ کی مہر نہ ہو زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھا نہیں جاتا۔ اگر آپ یہاں تشریف لے آویں تو ہم لوگوں کے لئے بڑے افتخار کی بات ہے اور سلطان ٹرکی بھی آپ کی بہت

Marfat.com

بڑی عزت کریں "

اس کے بعد معزز معصر لکھتا ہے اس خط سے اس مقبولیت کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی بلادِ اسلامیہ میں تھی اس کو ربانی مقبولیت کہتے ہیں اور یہ اصلی علم و فضل ہے۔

قاضی بدھا | الغرض شیخ عبدالملک کے مبارک عہد میں قضا و احتساب اور افتاء کے معزز عہدے اس خاندان کے لئے موروثی حقوق قرار دیئے گئے اس لئے آپکے انتقال کے بعد آپ کے لائق اور عزیز الوجود فرزند جناب قاضی بدھا نے اپنی موروثی ریاست اور خاندانی حقوق و تعلق کو محفوظ رکھنے کی غرض سے منصبِ قضا اختیار کیا اور مدت العمر تک مخلوقِ خدا کے امور کے متکفل اور نگران رہے۔

قاضی بدھا کی عام خوش اخلاقی | کچھ شبہ نہیں کہ اس محترم خاندان میں جس قدر مقدس اور پاک نفس حضرات گزرے ہیں سب کے اخلاق نہایت وسیع اور فیاضانہ تھے۔ غرور و نخوت۔ ترفع اور کم بینی ان میں نام تک کو نہ تھی۔ یوں تو اس واجب الاحترام خاندان کا ہر ایک ممبر نہایت فیاض اور خوش اخلاق تھا لیکن جو خوش اخلاقی اور فیاضِ طبعی جناب قاضی بدھا میں پائی جاتی تھی۔ اس کا ڈھنگ سب سے نرالا اور جدا تھا۔ اگرچہ آپ ایک ایسے اولوالعزم اور اعلیٰ درجہ کے عہدہ سے ممتاز تھے جس کے آگے زبردست سے زبردست سلطنت کو بھی بجز گردن تسلیم خم کرنے کے اور کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑتا تھا اور اس کے حقیق آپ کی مخالفت ایک زہریلا اور نہایت بااثر نتیجہ پیدا کرنے والی تھی لیکن یہ بات

Marfat.com

نہایت خوشی سے کہی جاتی ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہوتا بغیر کسی ذریعۂ تعارف کے ہر وقت آپ سے مل سکتا اور آپ جس تواضع اور خوش اخلاقی سے اس کے ساتھ پیش آتے ملنے والا بہت عرصہ تک اس کا اثر اپنے دل میں محسوس پاتا۔ اس سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اخلاق نہایت وسیع اور عام تھے اور اس کے لئے وسیلۂ تعارف عزت و جاہ کی سفارش کی کچھ ضرورت نہ تھی۔

قاضی بدھا کی تعلیم | یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ابتدا میں قاضی بدھا صاحب نے ظاہری علوم و فنون اور دینی کتب کے مطالعہ کرنے میں زیادہ محنت نہیں کی۔ لیکن جو لوگ قلبی تراز و نشیب اور ضمیری قابلیتوں سے کسی قدر بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ جن پاک نفوس کو فطرت کی باطنی قوتوں میں درک و مہارت اور اس کے پوشیدہ یا ان دیکھے جوہروں کا کسی درجہ علم ہوتا ہے۔ انہیں علمی ترقی میں زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے نہ کتب بینی میں زیادہ وقت صرف کرنے کی حاجت۔ جو طبیعتیں کہ فطری جوہروں کے نور سے روشن اور چمکدار ہو جاتی ہیں اور ان پر ربانی تجلیات کا عکس پڑ جاتا ہے تو وہ بغیر کسی محنت و جانکاہی کے حقائق ربانی کے سمجھنے میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس بعض وہ طبائع جن میں مطالب الہامی اور مقاصد ربانی اخذ کرنے اور ان سے متاثر ہونے کا کافی مادہ پیدا ہو جاتا ہے کتب بینی اور سبق خوانی کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوتی۔

بیشک یہ بات تسلیم کئے جانے کے قابل ہے کہ جو لوگ کتابی تعلیم

Marfat.com

حاصل نہیں کرتے ان میں اگرچہ مقاصد فہمی کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی وہ ایسے قابل نہیں ہوتے جیسے کتابی تعلیم حاصل کرنے والے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی ماننا پڑیگا کہ محنت ایک ایسی چیز ہے جس سے غبی انسان بھی کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا ہی لیتا ہے لیکن یہ بات قابل نوٹ ہے کہ لیاقت و قابلیت کتب بینی اور ضابطہ تعلیم حاصل کرنے ہی پر ہرگز منحصر نہیں ہے بلکہ ایک ایسا شخص جس نے معمولی تعلیم سے اپنی ذات یا قوم کو فائدہ پہنچایا۔ وہ اس تعلیم یافتہ سے زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہے جس نے علم میں بہت بڑا تبحر اور ملکہ حاصل کرنے کے بعد اس سے اپنی ذات یا ملک و قوم کی بہبودی نہیں چاہی۔ اسی طرح جن مقدس النفاس لوگوں کے دل و دماغ ابتدا ہی سے ان جوہروں سے آراستہ و مجلّا ہو جاتے ہیں جنہیں فطرت کی خاص بخششیں سمجھنا چاہیئے تو انہیں خود بخود وہ ربانی لیاقتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو نہ کسی سنگین محنت سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہ جانکاہی و جگر خراشی سے نصیب ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ گو جناب قاضی بدھا صاحب زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے لیکن آپ کی فراخ و خوبصورت پیشانی کی تابانی انسانی نظروں کو اس بات کا صاف پتہ دیتی تھی کہ اس معزز شخص کی دماغی قوتوں اور قلبی جوہروں کو فطرت کی طرف سے وہ حصہ ملا ہے جو ایک زبردست متبحر عالم جامع فنون کو بہت کم نصیب ہوا ہے۔

بزرگ قاضی بدھا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے دو فرزند باقی رہے جو تقدس مآب کی اور شریفانہ عادات	قاضی قاسم شیخ منکن اور شیخ یونس

کے مجسم تصویر اور آپکی عظیم الشان یادگار تھے۔ ایک قاضی قاسم جو اپنے واجب الاحترام والد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ مقرر کئے گئے۔ دوسرے شیخ مکن جو انتہا سے زیادہ علمی لیاقت اور باطنی قابلیت رکھتے تھے اور جو نسبتاً باطنی علم کا زیادہ حصہ قدرتی طور پر رکھتے تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند یونس نام باقی رہے جو بڑے ہو کر نہایت قابل اور فخر خاندان مشخص قرار دیئے گئے۔ واجب الاحترام اور معزز یونس سیرت میں، صورت میں، اخلاق و عادات میں بالکل اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ ان کی طرز معاشرت اور تمدنی حالت بالکل ایسی ہی تھی، جیسی جناب قاضی بدھا صاحب کی۔ اس زمانہ کے لوگ صرف اس لحاظ سے ان کی اور بھی وقعت و قدر کرتے تھے کہ یہ قاضی صاحب کی شکل و شباہت سے زیادہ ملتے جلتے تھے۔

قاضی قادن اور شیخ کمال الدین

قاضی بدھا صاحب کے فرزند رشید جناب قاضی قاسم صاحب کے انتقال کے بعد ان کے دو عزیز الوجود اور گرامی قدر صاحبزادے باقی رہے۔ ایک قاضی قادن۔ دوسرے شیخ کمال الدین۔ قاضی قادن اور شیخ کمال الدین دونوں محترم بزرگ حضرات اگرچہ علم و فضل عقل و تمیز۔ ذہانت طباعی وغیرہ میں مساوی درجہ رکھتے تھے۔ گو بعض بعض خصوصیتوں میں ایک دوسرے سے کسی قدر ممتاز اور مستثنیٰ تھے لیکن چونکہ جناب قاضی قادن صاحب شیخ کمال الدین سے عمر میں کسی قدر بڑے تھے۔ اس لئے آپ ہی اپنے والد

Marfat.com

بزرگوار کے انتقال کے بعد ان کے قائم مقام اور جانشین قرار پائے اور شہر کی ریاست اور سیاست آپ ہی کے تفویض ہیں کی گئی۔

قاضی قادن صاحب ہر چند کہ تمام تذکروں اور تاریخی صفحوں ہیں اسی نام نامی سے یاد کیے گئے ہیں لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ کا اسم گرامی عبدالقادر یا قوام الدین ہوگا جو ایک زمانہ تک متعصب ہندوؤں کی ناآشنا اور جاہل زبان پر جاری ہوتے اور تحریف و تصحیف قبول کرنے کرتے عبدالقادر سے صرف قادن رہ گیا۔

شیخ نظام الدین | قاضی قاسم کے دوسرے صاحبزادے شیخ کمال الدین جو قاضی قادن کے چھوٹے بھائی تھے اور جوان اطراف میں علم و فضل کی بہت بڑی شہرت رکھتے تھے۔ ان کے ہاں صرف ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام نامی نظام الدین رکھا گیا۔ اور جو بڑے ہو کر علمی فیاضیوں اور فطری قابلیتوں کے سرچشمہ ہوئے۔ ان ہی سے شیخ کمال الدین کے انتقال کے بعد ان کی نسل قائم ہوئی اور آئندہ زمانہ میں اس نسل کے سلسلہ میں بڑے بڑے عالی وقار اور حوصلہ مند وفیق النظر حضرات پیدا ہوئے۔

شیخ محمود و شیخ آدم | محترم قاضی قادن کے انتقال کے بعد دو فرزند آپکی یادگار ہیں باقی رہے۔ ایک شیخ محمود، دوسرے شیخ آدم جو بھائی خان کے ساتھ کمال شہرت رکھتے تھے۔ شیخ محمود اپنے معزز اور واجب الاحترام قبائل ہیں بڑے نجیب و شریف اور ممتاز شخص گنے جاتے تھے اور نہ صرف اس جلیل القدر خاندان کے شرفا آپکی عظمت و جبروت، شان و شوکت کو تسلیم کرتے تھے بلکہ شہر ہندک

Marfat.com

اور اس کی اطراف و جوانب کے تمام اولوالعزم اور محترم باشندے پرلے درجہ کی تعظیم و توقیر سے پیش آتے تھے ۔ چونکہ اس زمانہ میں بہت سے خارجی اسباب اور اس بزرگ خاندان کی طبیعت کے مخالف چند ایسے ہی سامان جمع ہو گئے تھے لہذا شیخ محمود کو جو اس وقت تمام بقیۂ خاندان میں امتیازی نظروں سے دیکھے جاتے تھے منصب قضا سے کنارہ کش ہو کر اعمال سلطانیہ میں مشغول ہونا پڑا۔

شیخ محمود کا منصب قضا کو چھوڑ کر اعمال سلطانیہ میں مشغول ہونا

چونکہ فطرت نے پہلے ہی سے جناب شیخ محمود کے لئے تجویز کر رکھا تھا کہ آپ زمانہ کے سرد وگرم نرمی و سختی دونوں قسم کی کیفیتوں سے دلچسپی حاصل کرینگے نیز بہت سے پیچیدہ اور اہم معاملات کی گتھیوں کو سلجھانا اور نئے نئے الجھیڑوں میں سے موشگافیاں کرنا آپکی قسمت میں لکھا جا چکا تھا اس لئے ضرور تھا کہ آپ منصب قضا کو خدا حافظ کہہ کر ایک ایسا سلسلہ اختیار کریں جس سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو کچھ فائدہ پہنچ سکے ۔ یہ ایک ارادہ تھا جو بزرگ شیخ محمود کے دماغ میں بجلی کی طرح ساعت بساعت اور آناً فاناً کوندر ہا تھا اور جس میں ایک عجیب اتفاقی طور پر تحریک اور تحریک کے ساتھ تکمیل ہوئی ۔ اس مضمر جوہر نے جو ابتدا ہی سے آپکی طبیعت میں خمیر کر دیا گیا تھا دفعتہً زور کیا ۔ یک بیک آپکا دل برداشتہ ہوا اور وہ ضعیف سا خیال و تحریک جو بجھی ہوئی چنگاری کی طرح آپ کے باطن میں کبھی کبھی اپنی تابانی دکھا جاتی تھی ۔ اب ایک نہایت مضبوط اور مستحکم قصد ہو گیا ۔ آپ نے ہر بات کے چڑھاؤ اُتار اور مخالفت و موافق پہلوؤں پر عمیق نظر دوڑا کر اپنے دل میں قطعی فیصلہ کر لیا کہ موجودہ حالت میں زندگی بسر کرنے سے سپاہیانہ زندگی

Marfat.com

اچھی اور انسب اولیٰ ہے۔ اس میلانِ طبع میں بھی بڑے بڑے ربانی اسرار اور فطرتی راز مخفی تھے جس کی خبر ہنوز آپ کو بھی نہ تھی۔ اس امر کے تسلیم کرنے سے کسی متنفس کو ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کو اپنے جس بندہ سے اس کی زندگی کے آئندہ حصّہ میں جیسا کام لینا ہوتا ہے اس کے لئے اسباب و سامان بھی ویسے ہی پیدا کر دیتا ہے۔ چونکہ آپ مسلمانوں کی بہبودی اور ترقی و عروج کے لئے بیش خیمہ قرار دیئے گئے تھے اس لئے آپکا فرض منصبی تھا کہ اپنے میلانِ طبع کی متابعت کریں یعنی کوئی ایسی صورت پیدا کریں جس سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو ملک و سلطنت کی طرف سے کافی فائدہ پہنچے۔

ہمیں تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جب شیخ محمود قضا کا عہدہ چھوڑ کر اعمال سلطانیہ میں مشغول ہوئے ہیں تو انہیں بہت سے ایسے جانگزا مصائب اور جگر خراش تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے جن کا تحمّل کسی بڑے حوصلہ مند سے بھی متصوّر نہیں ہو سکتا لیکن بڑی خوشی کا مقام ہے کہ آپ نے تمام مصائب و تکالیف کا بڑی خوشی اور استقلال کے ساتھ استقبال کیا اور زندگی کی ناگوار زحمتیں اٹھاتے بھی کبھی آپ کی طبیعت اُچاٹ نہیں ہوئی اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کی پُرشوق نظریں ہمیشہ اس طرف پڑ رہی تھیں کہ چاہیے مجھے جس قدر تکلیف پہنچے لیکن مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کیلئے کوئی ایسا سلسلہ قائم ضرور ہو جائے جس سے انہیں سلطنتِ وقت کی طرف سے پورا فائدہ پہنچ سکے اور انکی ترقّی و عروج اوجِ کمال پر پہنچ جائے الحمدللہ کہ آپکی محنت نے اچھا ثمرہ پیدا کیا اور آپ اپنی آرزوؤں میں کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

ساتھ ہی ان تمام کامیابیوں کے جو شیخ صاحب کو حاصل ہوئیں نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ آپ اس ترقی پر بھی اپنے منصبی فرائض بڑی جرأت و دلیری سے ادا کرتے اور ہمیشہ ان ہی باتوں کو استعمال میں لاتے رہے جو آپ کے شریف خاندان کے ساتھ خصوصیت رکھتی تھیں۔ باوجودیکہ آپ سلطنت کی طرف سے ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھے اور اس کی انجام دہی کے ذمہ دار قرار دیئے گئے تھے۔ مگر جو طریق آپ کے خاندان میں مروّج تھے۔ ان سے سر مو تجاوز نہ کرتے تھے۔ اسی لئے قدیم تذکروں میں آپ کی بابت لکھا گیا ہے کہ اگر شیخ محمود کے ظاہری احوال پر سرسری اور اجمالی نظر ڈالی جاتی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر خاص شہر رہتک اور اس کے اضلاع میں صدیق گزرے ہیں سب میں آپ ہی کا نمبر اوّل تھا۔

جناب شیخ محمود جب سنّ بلوغ کو پہنچے تو آپ نے تحفّظ نسل کے لئے ایک نہایت ہی عفت مآب اور شریف خاتون سے نکاح کیا جس کا نام آمنہ زیدہ تھا اور جو سونی پت کے سادات واشراف میں سے ایک بڑے نجیب و شریف خاندان کی عورت تھی۔ اس عورت کے بطن سے آپ کے ہاں ایک سعادتمند اور خوش قسمت لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیخ احمد رکھا گیا۔ اور جو بڑا ہو کر نہایت تیز ہوش اور بیدار مغز صاحب طریقت ہوا۔

شیخ احمد نے بچپنے ہی میں اپنے وطن مالوف کو خدا حافظ کہا تھا اور رہتک سے نکل کر حضرت شیخ عبدالغنی بن شیخ عبدالحکیم کے ساتھ نشو و نما پایا تھا۔ بچپن کا زمانہ طے کر کے جب آپ نے عالم شباب میں قدم رکھا اور سنّ بلوغ کو پہنچے۔

Marfat.com

تو آپکی سنجیدہ اور متین پیشانی میں رشد و ہدایت کے آثار نہایت درخشانی و تابانی کے ساتھ نمایاں ہوتے جو قیافہ شناس نظروں کے لئے ایک عظیم الشان واقعہ کی پیشینگوئی کرتے تھے۔ اور جنہیں دیکھنے والے فوراً تاڑ جاتے تھے۔ کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں دنیاوی جاہ و جلال اور حشمت و شوکت اس ہونہار نوجوان کے قدموں کو بوسہ دینگے اور اس اقبال مند کا پرشوکت ستارہ شہاب ثاقب کی طرح اوج کمال پر چمکے گا۔ خدائی فوج کا جھنڈا اس کی رکاب میں ہوگا۔ اور رب الافواج کا ہاتھ ہمیشہ اس کے سر پر رہے گا۔

شیخ احمد صاحب کا عقد | شیخ عبدالغنی صاحب نے جن کی تربیت و تعلیم میں شیخ احمد اپنی قیمتی زندگی بسر کرتے تھے۔ اپنی خداداد تفرس اور باطنی صفائی سے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ یہ لڑکا ہونہار اور انتہا سے زیادہ باوقعت ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی صاحبزادی ان کے نکاح میں دے کر ایک دراز عرصہ تک ان کی تربیت و تعلیم میں حد سے زیادہ مصروف رہے اور کبھی لمحہ بھر کے لئے بھی ان کی جدائی اختیار نہیں کی لیکن جب شیخ احمد جوان ہوئے تو دفعتہً ان کی طبیعت یہاں سے اچاٹ ہوگئی اور یہی برخاستگی طبع انجام کار ان کے رہتک میں دوبارہ آنے کی باعث ہوئی۔

جب آپ رہتک میں جلوہ آرا ہوئے تو قلعہ کے باہر ایک نہایت عالیشان اور شاندار عمارت تیار کرائی اور اپنے خاندان کے تمام قبائل کو یہاں جگہ دی۔ کچھ شک نہیں کہ جناب شیخ احمد صاحب کے وہ دلچسپ واقعات جوان

Marfat.com

کی تاریخی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں نہایت عجیب و غریب واقعات ہونگے اور اپنے ساتھ ندرت آب حالات کا ایک بے مثل انبار رکھتے ہونگے لیکن مجھے بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ شیخ احمد کے اس کے بعد کے حیرت انگیز واقعات کسی تذکرہ اور تاریخ میں میری نظر سے نہیں گزرے۔ نہ کسی ایسے معتبر ذریعہ سے ہم پہنچ سکے جنہیں ہیں اس مقام پر لکھ کر ناظرین تذکرہ کو محظوظ کرتا۔

شیخ منصور | القصہ شیخ احمد کے انتقال کے بعد ان کے دو فرزند باقی رہے ایک شیخ منصور۔ دوسرے شیخ حسین۔ شیخ احمد کی آئندہ نسلوں کا سلسلہ ان ہی دونوں حضرات کی اولاد میں منحصر و محدود ہے۔ شیخ منصور نہایت متواضع اور خلیق تھے۔ آپ کے اخلاق ایسے عام اور وسیع تھے جنہوں نے مخالفوں کے دلوں میں بھی آپ کی کافی جگہ کر دی تھی۔ شجاعت و بہادری میں لاجواب اور تحمل و وقار میں بے مثل تھے۔ آپ نے اولاً اپنے حقیقی ماموں شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالغنی کی صاحبزادی سے نکاح کیا جو نہایت ذی شعور اور صاحب فہم خاتون تھیں۔

شیخ معظم
شیخ اعظم | اس عفیفہ اور عصمت مآب خاتون کے بطن سے باجاہ و جلال دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ معظم، دوسرے شیخ اعظم لیکن جب اس خداشناس اور رحم دل بی بی کا انتقال ہو گیا تو پھر آپ نے ایک اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کیا جس کے بطن سے شیخ عبدالغفور اور شیخ اسمٰعیل پیدا ہوئے۔

شیخ عبدالغنی | شیخ احمد صاحب کے سلسلہ بیان میں جناب شیخ عبدالغنی صاحب کا بھی ذکر آگیا ہے جو شیخ احمد صاحب کے خسر تھے جیسا کہ میں اوپر تفصیل

Marfat.com

کے ساتھ لکھ آیا ہوں۔ اس مقام پر مجھے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبل اس کے کہ اس معزز خاندان کے اولوالعزم ممبروں کا تذکرہ ختم کروں شیخ عبدالغنی صاحب کے سوانح عمری کا سرسری اور اجمالی خاکہ کھینچوں۔ اگرچہ مجھے شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علاوہ دیگر خاندان کے حضرات کے واقعات و حالات سے بحث کرنی نہیں چاہیئے اور نہ اس قسم کی بحث میرے منصب و لحاظ کے مناسب ہے لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ایسے نادرۂ روزگار کے حالات ظاہر کرنے سے پہلو تہی کروں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان سے نہ سہی لیکن ان کے خاندان سے خاص قسم کا تعلق رکھتا ہے۔ مجھے معزز ناظرین سے امید ہے کہ وہ خارج البحث کے الزام دینے سے معذور رکھیں گے۔

شیخ عبدالغنی صاحب ایک بڑے زبردست علامہ اور فاضل اجل تھے آپ کی بحیثیت زندگی تبحر علمی، زہد و پرہیزگاری۔ متواضعانہ اخلاق و شائستہ و زیبا عادات کی شہرت ایک عالم میں پھیل گئی تھی اور ہندوستان کا ہر ایک شخص آپ کو ولی کامل سمجھتا تھا۔ جلال الدین اکبر جیسا پر شوکت اور قہار بادشاہ آپ کی عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کو تسلیم کرتا اور بر سر دربار نہایت عقیدتمندی اور پاک اعتقادی کے ساتھ تعظیم دیتا تھا۔

ملکی شوکت اور علمی برکت کا مقابلہ

اگرچہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت ترقی کنان اوج کمال پر پہنچ گئی تھی۔ لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ ان کی ملکی ترقی اور شوکت و جبروت کی برقی روشنی کے آگے مذہبی بہبودی اور

Marfat.com

اسلامی علوم برابر مٹتے جاتے تھے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہندوستان میں جلال الدین اکبر کی حکومت ایک پُر شوکت اور نہایت امن کی حکومت تسلیم کی جاتی ہے لیکن بدقسمتی سے اس حکومت میں بھی مذہبی علوم کے مردہ قالب میں جان نہیں ڈالی گئی اور انہیں یوں ہی ادھ موا چھوڑ کر دنیاوی جاہ وجلال اور شوکت و عظمت حاصل کرنے کی طرف توجہ مائل کی گئی۔

تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ مقدس و پاک اسلام جو فاتحان ہندوستان اس سرزمین میں اپنے ساتھ لائے تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ ملکی فتوحات اور اسلامی تاجداروں کی ترقیوں کے پہلو بہ پہلو ترقی کرتا اور بغداد و اندلس کی طرح ہندوستان میں اپنی حیرت ناک ترقی کا جلوہ دکھاتا الٹا کچھ ایسا بے فروغ ہوگیا۔ کہ بس اب بجز نام کے اور کچھ باقی نہیں رہا تھا اور اس کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ مذہبی علوم کے آثار دن بدن مٹتے جاتے اور لوگوں کو انکی طرف توجہ بہت کم ہوتی جاتی تھی۔ گو اس وقت بہت سے حامیان دین اور فدائیان اسلام علماء موجود تھے جیسے کہ شیخ عبد الغنی صاحب اور انکے خاندان کے چند اور حضرات لیکن جب حاکم وقت ہی کی حالت درست نہ ہو اور خود اسے ہی اسلامی علوم سے دلچسپی نہ ہو تو بیچارے علماء کی طوطی کی آواز نقارخانہ میں کب سُنی جاسکتی تھی۔

ان واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی قسمت میں روزِ ازل ہی سے لکھ دیا گیا تھا کہ یہ مسلمانوں کے دینی علوم اور مذہبی فنون سے بے نصیب رہے۔ اور اس کے باشندے یہاں کی تعیش خیز آب وہوا سے کچھ

Marfat.com

ایسے سرخوش اور از خود رفتہ ہو جائیں کہ اپنی آئندہ نسلوں کی کامیابی و بہبودی کا خیال ان کے دلوں سے بالکل نکل جائے اور وہ بھول کر بھی کبھی اس راہ میں قدم نہ ڈالیں۔

شیخ عبدالغنی صاحب کی اکبری دربار میں عزت

غرضکہ جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی تمام خوش اخلاقی و طرز معاشرت، تقویٰ و پرہیزگاری عبادت، مروت، صداقت نیز آپ زبانی ایسی تھی جس نے نہ صرف اکبر بادشاہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا بلکہ اس کے تمام روسا و ارکان سلطنت کی طبیعتیں بے ساختہ اپنی طرف مائل کر لی تھیں۔ اکبر نے آپکے اتقا و زہد اور باطنی قوتوں کے پُرجوش ولولوں کی کیفیت سن کر اپنا مشیر مقرر کر لیا تھا اور کوئی کام بغیر آپکے مشورہ کے کبھی نہ کرتا تھا۔

شیخ عبدالغنی کی اکبر سے رنجش

یہ بالکل صحیح ہے کہ واعظ کا زبانی وعظ و نصیحت سامعین کے دلوں پر اپنا اثر ضرور ڈالتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ واعظ و ناصح کی عملی زندگی اس کی زبانی پند و نصیحت سے بہت زیادہ اثر ڈالتی ہے۔ شیخ عبدالغنی صاحب کی مبارک زندگی ایسی پُر اثر تھی اور اس میں وہ جوہر مضمر و پوشیدہ تھے کہ حکومت کے اکثر ارکان اور فوج کے بکثرت آدمی آپ کے معتقد ہو گئے تھے۔ آپ اپنے متواضعانہ اخلاق اور منکسر المزاجی کی وجہ سے اکثر اوقات بادشاہ کی مجلس شوریٰ میں شریک ہوتے اور بعض اہم معاملات میں اُسے نیک مشورہ دیتے لیکن جوں جوں روز بروز اکبر عیش پسندی میں اس درجہ مستغرق ہو کر دین و دنیا سے گیا گزرا ہو گیا

اور اس کی منغص بیہودگیوں اور نفرت انگیز کارروائیوں کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ الحاد و زندقہ میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ جب اکبر کی یہ زبوں حالت اس درجہ تک پہنچی تو شیخ عبد الغنی صاحب نے یک لخت ترک ملاقات کر دی اور محبت و الفت کے رشتہ کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ جانبین سے ایک قسم کی قابل تنفر کشش پیدا ہوئی اور شیخ عبد الغنی نے اب سے اکبری دربار کو خدا حافظ کہا۔

چتوڑ کی مہم اسی اثنا میں بادشاہ کو چتوڑ کی مہم پیش آئی اور اکبری جھنڈے اس طرف اٹھ کھڑے ہوئے خاص اکبرآباد سے جو ان دنوں ہندوستان کا دارالخلافہ اور پایۂ تخت تھا۔ نہایت خونخوار اور خونریز لشکر متواتر اور پے در پے بھیجے جا رہے تھے اور فوجوں کا تانتا بندھ رہا تھا۔ اکبری فوج نے وہاں پہنچ کر کچھ روز قیام کیا اور پھر کئی جانب سے چتوڑ پر حملہ کیا۔ ہر چند کہ یہ جرار و بہادر فوج ایک عرصہ تک برابر حملے کرتی رہی اور نہایت سفاکی اور بے جگری سے مقابلہ میں آمادہ رہی مگر پھر بھی کچھ فتح کے آثار نمایاں نہیں ہوئے۔

ایک عجیب واقعہ اسی اثنا میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ امام ناصر الدین شہید ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مقدس و متبرک مزار پر ایک پاک طینت نیک دل شخص معتکف تھا۔ رات کے وقت خواب کی حالت میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص روشن اور دھوئیں دھار مشعل ہاتھ میں لئے آگے بڑھ رہا ہے۔ جس کی روشنی میں ایک مختصر سی جماعت قدم اٹھائے چلی آتی ہے اور عجب شان و شوکت سے آ رہی ہے۔ فوجی لباس سارے جسم کو چھپائے ہوئے ہے۔ کمروں سے تلواریں بندھی ہوئی ہیں۔ ایک ہاتھ

Marfat.com

میں آہنی چمکدار نیزہ اور دوسرے میں لمبا برچھا ہے۔ یہ جماعت تعداد میں نہایت مختصر تھی جس کے افراد سہولت و آسانی کے ساتھ انگلیوں پر شمار کیے جا سکتے تھے۔ ان کے حلقہ میں ایک نوجوان شخص گھوڑے پر سوار تھا۔ جو قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ان کا سردار ہے جس انداز سے وہ شخص گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے چہرہ سے جس جرأت و شان کا اظہار ہوتا تھا بیان میں نہیں آسکتا۔

امام ناصر الدین شہید کے مزار کے معتکف کا بیان ہے کہ میں نے یہ عجیب ماجرا دیکھ کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کہ کہیں میں خواب میں تو نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ بیداری کی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ الغرض تھوڑی دیر میں مشعل اور مشعل کے ساتھ یہ لوگ مزار کے قریب آ پہنچے۔ دفعتہً مشعل مزار کے قبے میں داخل ہوئی اور ساتھ ہی یہ مسلح فوج کا دستہ بھی اندر گھسا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ لوگ مسافر ہیں اور زیارت کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ جب یہ لوگ زیارت سے فارغ ہو کر واپس آئیں گے تو میں انکی بود و باش کی کیفیت دریافت کروں گا۔ اور معزز نوجوان کو نہایت نیازمندی اور عاجزی کے ساتھ آداب بجالاؤں گا۔ لیکن میں کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ اس وقت میری بیخودی اور از خود رفتگی کا یہ عالم تھا کہ ٹکٹکی باندھے کھڑا تھا اور ایک بے اختیاری کی حالت کے ساتھ ان کی ثنا و صفت بیان کر رہا تھا۔

میں اسی حالت میں محو تھا کہ دفعتہً ایک اور واقعہ نے جو مذکورہ بالا واقعہ سے بھی زیادہ تعجب ناک ہے مجھے چونکا دیا یعنی مجھے اس بارہ میں بہت تھوڑی

Marfat.com

دیر انتظار کرنا پڑا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ رئیس جیسے فوجی سپاہیوں کا جھرمٹ حلقہ کئے ہوئے تھا گھوڑے سے اُتر کر قبر میں داخل ہوا۔ اور اس کے قبر میں اُترتے ہی فوجی سپاہیوں کا ایک ایک شخص قبر میں گھسنے لگا۔ میں نے اپنے گئے ہوئے حواس بجا کر کے نہایت جرأت کے ساتھ ایک شخص کا دامن پکڑ لیا اور بے انتہا لجاجت ظاہر کر کے عرض کیا کہ میں آپ سے صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سردار کون ہے اور اس کے ساتھ جو یہ سپاہی ہیں کیسے ہیں۔ بولا۔ سردار جناب امام ناصرالدین شہید ہیں اور جنہیں تو فوجی سپاہی سمجھ رہا ہے شہیدوں کی جماعت ہے۔ میں نے پوچھا۔ اچھا یہ لوگ کہاں گئے تھے۔ جواب دیا۔ ہم چتوڑ کو سر کرنے کی غرض سے وہاں گئے تھے۔ چنانچہ آج قلعہ چتوڑ فلاں ساعت میں فلاں برج کی طرف سے فتح ہوا اور پہاڑوں کی اونچی چوٹیوں پر اکبری پھریرے ہوا میں فرانٹے بھرنے لگے۔ یہ حضرات کامیاب اور فتحمند ہو کر وہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔

محترم شہید کے مزار کا معتکف کہتا ہے کہ میں اس حیرت انگیز واقعہ سے نہایت متاثر ہوا اور جیسا دیکھا تھا بجنسہٖ جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ شیخ صاحب نے اس واقعہ پر مطلع ہو کر جلال الدین اکبر کو فتح چتوڑ اور تسخیر قلعہ کی مبارکباد دی اور صورت واقعہ بے کم و کاست بیان کر دی۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ چتوڑ کی فتح اسی اسلوب و طریقہ پر بادشاہ کی خدمت میں معروض ہوئی۔ جیسا کہ جناب شیخ عبدالغنی صاحب نے بیان کیا تھا۔ اس پر اکبر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اپنی فیاضانہ

Marfat.com

ہمت سے بارہ دیسلح ومعمور گاؤں جناب امام ناصرالدین شہید کے مزار کی نذر کر دیئے اور شیخ عبدالغنی صاحب کے نام ایک شاہی فرمان جاری ہوا کہ ان قصبات کی سالانہ آمدنی آپکی تفویض میں ہمیشہ رہیگی۔ آپ کو اس بات کا کلی مجاز و اختیار ہو گا کہ اس رقم کو جس طرح چاہیں اور جس موقع پر مناسب سمجھیں خرچ کریں گویا اس کے سپید و سیاہ کرنے کا ہر طرح آپکو اختیار ہے۔

اس واقعہ کے ذکر کرنے سے میری صرف اتنی ہی غرض ہے کہ ناظرین کو شیخ عبدالغنی صاحب کی خداداد قابلیت اور غیر معمولی لیاقت معلوم ہو جائے اور دیکھ لیا جائے کہ اکبری دربار میں آپکی کیسی کچھ عزت کی جاتی تھی۔ اس مقام پر میں آپ کا ایک اور واقعہ لکھتا ہوں جس میں آپ کی عجیب و غریب بزرگی اور بے انتہا جلال نظر آتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی مقدس ذات میں عملی زندگی اور روحانی حیات کی کس قدر پر زور قوتیں ودیعت کی گئی تھیں اور فطرت کے کتنے اسرار آپ میں مضمر و مخفی تھے۔

ایک اور عبرت انگیز واقعہ خواجہ محمد ہاشم کشمی شیخ مجدد یعنی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی قدس سرہ سے ناقل ہے کہ شیخ مجدد فرماتے ہیں ہمارے والد بزرگوار ایک مدت تک جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی ملاقات کے جویاں رہے جو شہر سمتی بہت کے ایک بڑے کامل درویش اور مشہور و معروف بزرگ تھے۔ ہمارے والد بزرگوار آپ سے نیاز حاصل کرنے اور خدمت میں حاضر ہونے کا اس لحاظ سے اور بھی بیتاباز شوق تھا کہ انہیں کسی معتبر ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ شیخ عبدالغنی صاحب اپنے بزرگ و محترم پیر کا ایک خاص

Marfat.com

رازِ مضمر رکھتے ہیں یہ سن کر انہیں کمال اضطراب ہوا اور اسی اضطراب کے دفعیہ کے لئے شیخ عبدالغنی صاحب کی ملاقات کے از حد مشتاق تھے وہ قیمتی اور وزنی راز جس نے ہمارے والد ماجد کو اس درجہ بے چین کر رکھا تھا کہ رات کی نیند اور دن کا آرام آپ کو ناگوار بلکہ حرام ہو گیا تھا یہ تھا۔

شیخ عبدالغنی فرماتے ہیں۔ جب میرے خداشناس اور یگانہ رہبر کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اور ایک شوریدہ کار درویش کو اپنے پاس بلایا تاکہ القاء نسبت کی آخری رسم جو اس خاندان کا عام قاعدہ ہے ادا کریں اور جو کچھ اس فقیر پر توجہ مبذول کرنی تھی اور باطنی فیض عطا کرنا تھا کر دیں۔ جب میں اپنے رہبر کامل اور مرشد اکمل کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے معاملہ حقیقت کا ایک نہایت عمیق و غامض بھید زبان مبارک پر جاری فرمایا جس کے سنتے ہی درویش تو فوراً جان بحق تسلیم ہو گیا اور میں اسی طرح حیران و سراسیمہ اپنی جگہ برقرار رہا۔

پس میرے والد بزرگوار کو اس راز کی اطلاع نے شیخ عبدالغنی صاحب کی ملاقات کا حد سے زیادہ مشتاق بنا رکھا تھا۔ ان کی دلی آرزو تھی کہ جس طرح بن پڑے خود جناب شیخ عبدالغنی صاحب سے مل کر ان کی زبان سے یہ راز حل کریں۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شیخ عبدالغنی صاحب کو دفعتہً ایک ایسی ضروری اور اہم مہم پیش آئی جس کے سر کرنے کی غرض سے آپ کو خاص ہمارے قصبہ سرہند سے عبور کرنا پڑا اور آپ عین اس وقت جبکہ کسی کو خیال و وہم بھی نہ تھا اچانک سرہند میں جلوہ آرا ہوئے۔ شیخ عبدالغنی صاحب نے

Marfat.com

سرہند میں پہنچ کر سرا میں قیام کیا اور ہمارے والد صاحب کو آپ سے نیاز حاصل کرنے کا یہ بہت اچھا موقع مل گیا۔ والد بزرگوار سرا میں تشریف لے گئے اور شیخ صاحب سے مل کر نہایت محظوظ ہوئے معانقہ و مجالست اور معمولی مزاج پرسی کے بعد خلوت کی درخواست کی اور اس رازِ سربستہ کے اظہار کرنے کی التماس کی۔ چونکہ شیخ صاحب نہایت رحمدل، خوش اخلاق مروت پسند تھے۔ آپ نے بلے دریغ سارا راز کھول دیا اور با فوق العادت تسلی و تشفی کر کے والد صاحب کو رخصت کیا جب میرے والد شیخ صاحب کی پُرلطف اور نشاط انگیز صحبت سے جدا ہو کر باہر تشریف لائے تو شیخ جمیل الدین صاحب نے جو اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور مشہور صاحب دل تھے اور جو ہمارے والد بزرگوار کے تمام خلفاء میں ایک بڑے قابل و لائق خلیفہ تھے دریافت کیا کہ آپ نے شیخ صاحب سے اُس راز کا استفسار کیا؟ فرمایا۔ ہاں! عرض کیا۔ وہ راز تھا کیا؟ جواب دیا وہی معمولی اور قدیم مسئلہ تھا جو ہمارے اور ہمارے خاندان کے عقائد کی روح ہے یعنی یہ تمام کائنات اور اس کا ذرہ ذرہ جو وقتاً فوقتاً انسانی نظروں میں سماتا ہے واحد حقیقی[1] ہے جو کثرت کے عنوان میں نمودار ہوتا ہے چونکہ وہ شوریدہ کار درویش جو شیخ عبدالغنی صاحب کی معیت میں تھا بالکل سادہ لوح اور باطن کی پرزور قوتوں سے کورا تھا جونہی یہ درونی راز اس کے کان میں پڑا اس کی پست حوصلگی اور تنگ خیالی اس عظیم الشان راز کا تحمل نہ کر سکی اور روح عنصری قالب سے پرواز کر گئی لیکن چونکہ الشیخ عبدالغنی صاحب کے ضمیری جوہر اور فطری قابلیتیں

(۱) یہ نظریہ از روئے کتاب و سنت محل نظر ہے۔ ناشر

Marfat.com

بچپن ہی سے نہایت چمکدار اور تاباں تھیں اور وہ پہلے ہی سے اس خانہ برانداز راز سے کمال شناسائی اور عام واقفیت رکھتے تھے۔ اس بھید کو سن کر اپنی جگہ برقرار رہے اور کسی طرح کے تذبذب و تردّد نے ان میں مداخلت نہیں کی۔

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی مبارک طبیعت پران ربّانی اسرار اور قوانین خداوندی کے نقوش اپنے پورے ضبط اور زور کے ساتھ منقش ہو چکے تھے جو باطنی قوتوں کی جان و رُوح ہیں۔ خدا کی بخششوں اور عنایتوں کی کوئی حد نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو طرح طرح کے علوم و فنون اور قسم قسم کے ہنروں سے سرفراز کرتا ہے۔ کسی کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے اور کسی کو کسی بخشش سے سربلند کرتا ہے اس میں کسی کو دم مارنے اور سر اُٹھانے کی گنجائش نہیں اور کسی کا اتنا زہرہ نہیں جو اس کی حکمت بالغہ پر انگلی اُٹھانے کا خیال کرے اور سرسری اور اجمالی طور پر بھی کسی قسم کا وہم وگمان طبیعت میں پیدا کرے۔

ترتیب مضمون اور نسق کلام کی وجہ سے میں اپنے سلسلۂ بیان سے بہت دُور جا پڑا اور اس مضمون پر جسے میں شیخ عبدالغنی صاحب کے واقعات و حالات سے اوّل اور زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھتا بہت دیر میں پہنچا۔ ورنہ ذاتی شوق اور منصبی فرض کے لحاظ سے یہی مضمون تھا جسے میں اپنے سلسلہ بیان میں پہلے لکھتا۔

شیخ حسین صاحب | میں سابق میں لکھ آیا ہوں کہ شیخ احمد صاحب کے دو فرزند

Marfat.com

تھے۔ ایک شیخ منصور۔ دوسرے شیخ حسین۔ شیخ حسین صاحب جمعیت اور منبسط الحال تھے اور اپنی باطنی فیاضیوں اور ضمیری برکتوں کی وجہ سے اس اطراف میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ بزرگ شیخ حسین کا جوہر کن کن آسمانی عنصروں سے ترکیب دیا گیا تھا۔ لیکن جب آپ کی تاریخی زندگی پر ایک سرسری اور اجمالی نظر ڈالی جاتی ہے تو یقین کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہایت بھولے اور محتاط زندگی رکھنے والے مسلمانوں کے خیر اندیش اور مقدس و شریفانہ اخلاق کی مجسم تصویر تھے۔ فطرۃ اللہ کا اصلی مفہوم اور کلامِ ربانی کا اصلی منشا جیسا آپ سمجھتے تھے دوسرے کو بہت کم نصیب تھا۔

محمد سلطان، شیخ محمد مراد

شیخ حسین کے انتقال کے بعد آپ کے دو فرزند باقی رہے۔ محمد سلطان اور محمد مراد۔ محمد سلطان کے حالات مجھے کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے۔ ہاں شیخ محمد مراد کی نسبت جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے محمد مراد کو خود دیکھا ہے اور ان کی خداداد قوت و شوکت اور فطری جوانمردی کے بہت سے عجیب و غریب آثار مشاہدہ کئے ہیں۔ چنانچہ آپ ان کا ایک چشم دید واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد مراد کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اسی سال کی عمر میں جو قویٰ کے انحطاط اور جسمانی قوتوں کے گھٹنے کا زمانہ ہے اشرفی کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے مل کر دوہرا کر دیتے تھے۔

شیخ محمد مراد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بچپن کی حالت میں دیکھتے

Marfat.com

تو فرمایا کرتے کہ میں جب اس لڑکے کو دیکھتا ہوں تو میرے دل دیگر پر ویسا ہی رعب اور ہیبت چھا جاتی ہے جیسے اس کے دادا شیخ معظم کے دیکھنے سے چھا جاتی تھی۔ مجھے اگر اپنے خیال میں غلطی کا احتمال نہ ہو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بچہ کسی زمانہ میں بڑا صاحب ثروت اور اقبال مند ہوگا۔ اس کے رعب و ہیبت کا بھالا مخالفوں کی جان و جگر میں گڑ جائے گا اور کسی وقت میں یہ ایک ایسی اعجاز نما ترقی حاصل کرے گا جسے دیکھ کر ایک عالم عش عش کرنے لگے گا۔

شیخ عبدالغفور و شیخ اسمٰعیل

شیخ منصور جو جناب شیخ حسین کے بڑے بھائی تھے اور جن کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ میں پہلے کر آیا ہوں ان کے چار صاحبزادے تھے۔ شیخ معظم اور شیخ اعظم۔ یہ دونوں صاحبزادے شیخ منصور کی پہلی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جو شیخ عبداللہ کی صاحبزادی اور جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی پوتی ہوتی تھیں۔ شیخ عبدالغفور اور شیخ اسمٰعیل یہ دونوں فرزند رشید دوسری بی بی صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

چونکہ ہمارے تذکرہ کو جناب شیخ معظم کے دلچسپ اور نشاط انگیز واقعات سے زیادہ تعلق ہے۔ اس لئے ہم یہاں صرف انہیں کے حالات سے بحث کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔ شیخ معظم کی تاریخی زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف ہے اور جس کی مثال ایشیائی دنیا میں مشکل مل سکتی ہے یہ ہے کہ آپ شجاعت و بہادری میں عدیم المثال اور لاجواب تھے چنانچہ آپ کے شجاعانہ واقعات اور بہادرانہ حالات سے تاریخی کتابوں کے

Marfat.com

صفحات اب تک روشن و منور ہیں۔

یہ منظر بہت ہی تعجب ناک اور بخت حیرت خیز ہوگا جبکہ ہم اس بات کا اظہار کریں گے کہ ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے ملکی و مذہبی ضعف نے مسلمانوں کی جماعتوں میں سپاہیانہ فنون کو بھی ضعیف کر دیا ہے مسلمانوں کے اولو العزمانہ ارادے اور بہادرانہ جوش ان کی اسلامی کمزوری کے ساتھ ساتھ خیرباد ہو گئے۔ اور اب ان میں یا تو بیہودہ عیش پسندی کا مادہ زور پکڑ گیا ہے یا سستی و کاہلی نے دلوں کو پژمردہ بنا رکھا ہے۔ اگر آنکھ کھول کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی سپاہیانہ فنون جو اس زمانہ میں زیادہ حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور زیادہ تر ان لوگوں کے ساتھ مخصوص خیال کئے جاتے ہیں جو کمینے اور ہیچ قوم کہلائے جاتے ہیں سابق کے مسلمانوں کے قیمتی زیور اور اسلامی اشاعت کے زبردست اسباب و ذرائع تھے۔

دنیا کے تمام مروجہ مذاہب پر مقدس اسلام کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اس نے جسمانی قوت کے ساتھ ساتھ روحانی قوت کے بڑھانے کی بھی تعلیم دی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ روحانی قوت کی مضبوطی و پائداری اور اس کا ابھار و استحکام جسمانی قوت کے باقی رہنے سے ہوتا ہے۔ اگر کسی کی جسمانی قوت مضمحل اور ناپائدار ہے تو اس کی روحانی قوت میں وہ ابھار و استحکام نہ ہوگا جو جسمانی قوت والے کو نصیب ہے اور چونکہ فطرۃ اللہ کے اصلی منشاء کے مطابق دین کے ساتھ دنیا کا پاس و لحاظ رکھنا بھی مناسب ہے اس لئے سپاہیانہ فنون کا حاصل کرنا جو حقیقت میں مسلمانوں کے لئے نہایت قیمتی زیور اور جسمانی قوت کے محرک و مولد ہیں۔ اسلامی ترقی کے نہایت ہی موثر اور کامیاب کرنے والے باعث ہیں۔

Marfat.com

شیخ معظم کی شجاعانہ زندگی

جب شیخ معظم معمولاً علمی تحصیل سے فارغ ہوئے تو آپ کی طبیعت ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ سپاہیانہ فنون کی تحصیل اور تحصیل کے ساتھ تکمیل کی طرف دوڑی۔ گو آپ کی طرزِ معاشرت بالکل درویشانہ اور عالمانہ تھی۔ لیکن آپکی پرشوق اور تیز نظریں اس لاجواب اور عدیم المثال شجاعت کی طرف بڑی شتابی کے ساتھ اُٹھ رہی تھیں جو زمانہ سابق میں اسلام اور بانیانِ اسلام کے حق میں فطرت کی عین بخشش سمجھی گئی تھیں اور جس کی وجہ سے اہلِ اسلام ہمیشہ نیکنامی اور ناموری کے ساتھ مشہور ہوتے چلے آئے ہیں۔

شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور بھی بہت بڑے شجاع اور دلیر تھے اور آپ میں شجاعت کی رُوح اور جرأت و اولوالعزمی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا لیکن جو بے خوف دلیری اور بے دھڑک جرأت شیخ معظم کو اس صغرسنی میں حاصل تھی کہ ابھی آپ آٹھ نو برس کے بچے تھے وہ بیشک قابلِ تعریف اور لائق عزت تھی۔ آپ نے بچپن ہی میں تمام وہ سپاہیانہ فنون جو اس وقت تمام مشرقی حصوں میں رائج تھے تدریجاً حاصل کر لئے تھے۔ اس خاندان کے تمام حضرات شیخ معظم کی یہ کیفیت دیکھ کر تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ ہمارے خاندان کا یہ بچہ سپاہیانہ روح کا پیدا ہوا ہے۔ یہ ایک عام فقرہ تھا جو کثرت سے ان لوگوں کی زبان پر جاری تھا۔ جو قیافہ شناس نظریں اور تجربہ کار نگاہیں رکھتے تھے لیکن یہ کیسے معلوم تھا کہ اس ہونہار بچے کا زور قضا ضم کیا گیا ہے اور اسی کے پر

Marfat.com

قوت بازو سے آئندہ نہایت صعب اور دشوار گذار راہیں طے ہونے والی ہیں۔ اور ایسے نظر باز کہاں تھے جو آپ کی ان حرکتوں کو تاڑ جاتے کہ یہی وہ مبارک بچہ ہے جس سے طفلانہ حالت میں شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر ظاہر ہونگے جو ہمیشہ کے لئے یادگار ثابت ہونگے۔ اور جن پر ان کی روشنی دوانا نہایت تابانی کے ساتھ چمکے گی۔

میں اس مقام پر شیخ معظم کے معرکۂ جنگ میں شریک ہونے کا ایک واقعہ جس سے آپ کی بیدھڑک شجاعت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے لکھنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو آپ کے ضمیری جوہروں اور دلیری جرأت کے نمونوں کے جانچنے پرتا لینے کا پورا پورا موقع ملے چونکہ یہ واقعہ نہایت دلچسپ اور نشاط انگیز ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ناظرین اسے زیادہ دلچسپی اور شوق کے ساتھ دیکھیں گے۔

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور صاحب کو ایک دفعہ ایک راجہ کے ساتھ جنگ کرنے کا اتفاق پڑا جس میں شیخ معظم صاحب نے لڑائی کا زیادہ حصہ لیا اور اپنی بے محابا جرأتیں اور عدیم النظیر شجاعتیں چمکا کر دکھائیں۔ جب دونوں خونخوار لشکر صف آرا ہوئے اور متصل دو تین گھنٹے تک یہ فوجی دریا لہریں لیتا رہا۔ تو شیخ منصور صاحب نے اپنی فوج کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ کی کمان تو آپ نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اور ایک حصہ شیخ معظم کی سرکردگی میں دیا۔ اولوالعزم جوشیلا نوجوان شیخ شمشیر علم کئے ہوئے اس دلیر اور بے جگر لشکر

Marfat.com

کی سرکردگی میں پرشوق قدم اُٹھائے آگے بڑھ رہا تھا اور اس کی پرقہر نظریں مخالف کے لشکر پر برابر اُٹھ رہی تھیں۔

اس وقت شیخ معظم کی عمر بارہ برس کی تھی باوجود اس صغرسنی کے آپ نے اس معرکہ میں جو شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے ہیں اور جس دلیری اور قابلِ توصیف بے جگری سے اپنی فوج کو لڑایا ہے نہ صرف لائق تعریف بلکہ مافوق العادت بات ہے غرضکہ شیخ معظم نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اسے آگے بڑھنے اور دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جوں ہی اس فوج نے قدم اُٹھائے مخالف کے لشکر نے ایک نہایت ہی عاجلانہ حرکت کی اور دونوں لشکر کلہ بہ کلہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ نیزوں اور تلواروں کی چمک نے سارے میدان کو درخشاں بنا دیا اور لوگوں کی آنکھوں میں چکا چوند اور خیرگی پیدا کر دی۔ پھر جو جنگ کا گھمسان ہوا ہے تو خدا کی پناہ۔ کفار کے لشکر کی گردنیں مجاہدوں کی خونخوار تلواروں سے کھیرے ککڑی کی طرح برابر کٹ رہی تھیں اور نیزوں کی کچاکچ کی آوازوں اور تیروں کی جگر خراش صداؤں کے علاوہ اور کچھ سُنائی نہ دیتا تھا۔ متصل چار گھنٹے اس قسم کی سینہ بسینہ لڑائی رہی۔ اب نہ ترکشوں میں تیر باقی رہے تھے نہ رانوں کے نیچے گھوڑے تھے کسی کو اپنے گھوڑے کی خبر نہ تھی۔ نہ یہ معلوم تھا کہ میں کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ انجام یہ ہوا کہ منادید کفر کو میدانِ معرکہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا پڑا اور یہ میدان بہادر شیخ معظم کے ہاتھ رہا۔ چونکہ صنادید کفر کے قدم اُکھڑ گئے تھے اور ان کے سنگین مورچوں پر

Marfat.com

مجاہدین کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس لیئے راجہ نے اس دن جنگ کی موقوفی کا اعلان دیا گو شیر دل شیخ معظم اور ان کے لشکر پر کبھی قسم کی تکان اور ضعف غالب نہ آیا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ کو اپنی حالت میں بہت کچھ درستی کرنی تھی لہذا آپ نے بھی موقوفیِ جنگ کا اعلان منظور کر لیا۔ اسی اثنا میں شیخ معظم سے کہا گیا کہ آپ کے والد بزرگوار نے شہادت کا چھلکتا ہوا ساغر منہ سے لگا لیا اور اس ناپائدار دنیا سے عالم جاودانی میں تشریف لے گئے۔ ان کی ہمراہی میں جس قدر حبشی بہادر تھے سب جنگ سے پہلو تہی کر کے اور شکست کھا کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ شیخ معظم اس وحشت ناک خبر کے سنتے ہی سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگے۔ ابراہیمی غیرت حمیت کا مصفا خون بے اختیار جوش میں آیا۔ اور فاروقی غیظ و غضب جوش خون کی طرح رگوں میں دوڑ گیا۔ آپ نے اپنی بے دھڑک شجاعت اور بے خوف دلیری سے اسی وقت لشکر کفار پر بڑی خوفناکی کے ساتھ ایسا زبردست اور بے باکانہ حملہ کیا جسے صنادید کفار کی مجموعی طاقت بھی نہ روک سکی۔ ہزاروں کافر قتل ہوئے اور صدہا زخمی و گھائل تڑپتے رہے۔

شیخ کا مصمم ارادہ ہو چکا تھا کہ میں جب تک کفار کے تاجدار کی گردن اپنے ہاتھ سے نہ اڑا دوں گا اور اس کی ناپاک اور نجس نعش کو اپنے سبک رو گھوڑے کے سموں سے نہ روند ڈالوں گا۔ نیز لشکر کفار کی بیخ کنی پورے طور پر نہ کر لوں گا۔ تلوار کو میان نہ کروں گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو شخص آپ کے

Marfat.com

سامنے آیا یا تو قتل کر دیا گیا یا زخموں سے چور چور ہو کر ادھ موا اور بیکار ہو گیا۔
اگرچہ صنادید کفر نے آپ کے اس بے باکانہ و شجاعانہ حملے کے روکنے میں بڑی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کوشش کی اور جاں نثاری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ مگر یہ ممکن نہ تھا کہ بپھرے ہوئے شیر کے سامنے سے اس کا شکار علیحدہ کر کے گھاس پھوس کی کمزور ٹٹی سے روک دیا جائے۔
شیخ معظم اپنے اسی استقلال اور جوش کے ساتھ آگے قدم بڑھائے چلے جاتے تھے اور آپ کی قہر آلود اور غضب ناک نظریں راجہ کی صورت پر بڑی بے تابی اور غصہ کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں۔ غرضیکہ آپ کفار کو برابر قتل کرتے اور اپنے لشکر کو آگے بڑھاتے ہوئے چلے گئے۔ یہاں تک کہ راجہ کے ہاتھی کے قریب پہنچ گئے۔ شیخ معظم کی یہ بے دھڑک جرأت اور بے باکانہ جسارت دیکھ کر راجہ کا وزیر اعظم جو شجاعت و بہادری میں بے نظیر شہرت رکھتا تھا اور جس کی سفاکی و بیباکی کے ڈنکے ایک عالم میں بج گئے تھے۔ آپ کے مقابلہ کو بڑھا اور بڑی پھرتی سے شیخ معظم پر سر اور سلیتہ توڑ نیزہ کا وار کیا۔ آپ نے اس کے اس بزدلانہ وار کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جھٹ پینترا بدل کر اور نیزہ کی زد سے بچ کر زہر کا بجھا ہوا ایک نیزہ اس کے سینہ پر مارا۔ نیزہ کا زخم ایسا کاری تھا کہ وزیر سلطنت جانبر نہ ہو سکا اور فوراً گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ اس کی ناپاک نعش فیل پیکر گھوڑوں کے سموں سے پاش پاش کر دی گئی اور سر جسم سے جدا کر کے ایک بڑے لمبے برچھے میں آویزاں کیا گیا۔

Marfat.com

وزیر السلطنت کے یوں قتل کئے جانے کے بعد چاروں طرف سے فوج سمٹ سمٹا کر ایک جگہ جمع ہوئی اور کثیر التعداد سوار خون آشام تلواریں علم کئے ہوئے اور نیزے جھکائے ہوئے آفت ناگہاں کی طرح شیخ معظم پر پل پڑے ۔ یہ دیکھ کر آپ بھی مستعد ہو گئے اور اس جگہ اپنی پوری قوت کا زور دے دیا۔ راجہ ایک بلند اور اونچی سطح پر کھڑا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ جونہی اس نے دیکھا کہ ایک نوعمر لڑکے کا بے شمار فوج محاصرہ کئے ہوئے چاروں طرف سے حملہ آور ہے تو اس نے ایک نہایت خوفناک آواز میں للکارا۔ اور دھمکی کے لہجہ میں کہا۔ خبردار اس بہادر اور اولوالعزم نوجوان کو آنچ نہ آئے۔ جو شخص باوجود اس کم عمری کے شجاعت و جوانمردی کے ایسے حیرت ناک جوہر دکھائے درحقیقت وہ بہت عزت و وقعت اور تاج بخشی کے لائق ہے ۔ گو اس نوعمر لڑکے نے میری فوج کو انتہا سے زیادہ صدمہ و نقصان پہنچایا ہے ۔ اور میری حکومت کا ایک قوی اور مضبوط بازو اس کے آبدار نیزہ سے خون میں نہایا ہے لیکن اس کی دلفریب صورت اور فراخ حوصلگی و اولوالعزمی اس کی جان بخشی کی سفارش کر رہے ہیں۔

شیخ معظم کی شجاعانہ کوششوں کے نتائج

یہ کہہ کر خود راجہ ہاتھی سے اترا اور دوڑ کر شیخ معظم کے ہاتھوں کو چوم لیا۔ اول نہایت نرم اور خوش کن لفظوں میں آپ کی دلجوئی کی۔ بعد ازاں بکمال لجاجت سے عرض کیا۔ صاحبزادے آخر اس قدر غیظ و غضب کا سبب کیا ہے؟ آپ نے نہایت متانت اور

Marfat.com

سنجیدگی کے لہجہ میں جواب دیا مجھے خبر پہنچی ہے کہ میرے والد بزرگوار اس معرکہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اب ان کے بعد مجھے اپنی زندگی اچھی نہیں معلوم ہوتی میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ جب تک جان میں جان باقی ہے۔ یہ کبھی ممکن نہیں کہ میں یہاں سے منہ موڑ جاؤں یا جنگ نہ ہونے پر صلح کر لوں۔ بلکہ یا تو خود شہید ہو کر والد ماجد کی خدمت میں جا حاضر ہوں یا اس تمام لشکر اور خود وارث تاج و تخت کے سر کو خاک و خون میں غلطاں دیکھوں۔ گو میں ایک کمسن لڑکا ہوں۔ لیکن اپنے ارادے میں پورا اور عزم کا پکا ہوں۔

اگرچہ شیخ معظم کی یہ بے باکانہ اور درشت تقریر سُن کر بادشاہ کسی قدر آشفتہ خاطر اور برہم ہوا لیکن وہ اپنی آشفتگی کے آثار اور برہمی کے جذبات فرو پی گیا اور آپکی اس دلیری و بے باکی پر عش عش کرنے لگا۔ بیشک شیخ معظم کی یہ تقریر نہایت سخت اور درشت تھی۔ بالخصوص ایک قاہر تاجدار کے سامنے اسی کی نسبت۔ مگر اس نے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ اے بہادر نوجوان جس شخص نے آپ کو یہ خبر دی ہے کہ آپ کے والد بزرگوار میرے لشکر کے ہاتھوں سے شہید ہوئے ہیں۔ وہ محض کذاب اور جھوٹا ہے۔ اس نے آپ کو دھوکے میں ڈال دیا اور ایک مخلوق خدا کے خون سے مفت زمین کو رنگین کیا۔ آپ کے والد زندہ ہیں۔ اور ایک طرف اشارہ کر کے کہا دیکھئے اس مقام پران کے ہلالی جھنڈے ہوا میں فراٹے بھر رہے ہیں۔

شیخ معظم نے ایک بڑے ہی بے تابانہ شوق اور بے اختیارانہ جوش کے ساتھ اس طرف قدم اٹھائے اور نہایت شان و شوکت اور عزت و وقار کے

Marfat.com

سابقہ بیاں سے رخصت ہو کر اپنے والد بزرگوار کے جھنڈے کے نیچے پہنچ گئے۔ عقب سے راجہ نے ایک عریضہ جناب شیخ منصور کی خدمت میں بایں مضمون روانہ کیا کہ ہم نے اس بہادر اور شجاع لڑکے کی وجہ سے صلح کی آپ جس بات کی ہم سے درخواست کریں گے فوراً عمل میں لائی جائیگی اور جو شرائط نامہ آپ مرتب کریں گے ہیں اسے بدل منظور کرونگا۔

شیخ منصور صاحب نے اپنی طرف سے چند شرطیں لکھ کر بھیجدیں اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر یہ شرطیں منظور ہوں تو میں صلح کے لئے آمادہ ہو سکتا ہوں ورنہ مجھے منظور نہیں۔ صلحنامہ کی شرطیں گو راجہ کے حق میں نہایت سخت اور ناگوار تھیں۔ مگر وہ بلحاظ پولٹیکل معاملات کے دب گیا۔ اور صلح کو جنگ سے غنیمت جانا۔ نیز اس کے دل پر شیخ معظم کا اس قدر رعب بیٹھ گیا تھا کہ مجبوراً اسے ان تمام شرطوں کو منظور کرتے ہی بن آیا۔

شیخ معظم کی شجاعت کا ایک اور واقعہ

علیٰ ہذا القیاس جناب شیخ عبدالرحیم صاحب آپ کا ایک اور اسی قسم کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ عین عنفوان شباب ہی میں کس قدر شجاع تھے اور شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں میں نے ایک عمر رسیدہ دہقان سے جو موضع شکوہ پور یعنی شیخ معظم صاحب کے پرگنہ خاص میں رہتا تھا سنا ہے کہ اس موضع کے گرد و پیش میں سرکش ڈاکو رہتے تھے جن کی سفاکی و بیرحمی ان اضلاع میں بڑی شہرت رکھتی تھی۔ اور جن کے مظالم اور جفا شعاریوں سے وہاں کے باشندے چیخ اٹھے تھے۔ ان غریبوں میں اس قدر قوت نہ تھی کہ بیرحموں سے

Marfat.com

اپنا انتقام لیتے لیکن ہر وقت آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دعا کیا کرتے اور یہ چاہتے تھے کہ کوئی منتقم اٹھ کھڑا ہو اور ہم اس کی مدد میں اپنی جانیں تک قربان کر ڈالیں۔ یہ ظالم اور ستمگار ڈاکو اس قصبہ میں آتے اور جو کچھ ہاتھ لگتا سب لوٹ کھسوٹ کر چمپت ہو جاتے۔ عوام بیچارے تو کس شمار میں تھے جو دلیر اور جوانمرد کہلائے جاتے تھے۔ ان کے دلوں پر بھی ڈاکوؤں کا رعب دہیبت اس خوفناکی سے چھایا ہوا تھا کہ جس قدر چاہتے ظلم بپا کرتے لیکن ان کے کانوں پہ کبھی جوں تک نہیں رینگتی تھی۔

ان باتوں کو ایک عرصہ گزر گیا اور یہاں کے لوگ بالکل بے سکت اور تباہ و برباد ہو گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حسب معمول ڈاکو اپنی عادت کے مطابق گاؤں میں آئے اور لوگوں کے بہت سے مواشی لوٹ کھسوٹ کر لے گئے۔ اتفاق سے اس موقعہ پر شیخ معظم صاحب بھی اپنے اس رگنہ خاص میں موجود تھے گاؤں والوں نے اس قیامت زا حادثہ کی اطلاع آپ کو اس وقت دی جبکہ آپ کے سامنے کھانے کا دسترخوان بچھ چکا تھا۔ اور کھانا دسترخوان پر چن دیا گیا تھا۔ آپ نے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اس اثنا میں آپ سے کوئی عاجلانہ اور شتاب زدگی ظہور پذیر نہیں آئی۔ بلکہ آپ اتنی ہی دیر میں کھانے سے فارغ ہوئے جتنے عرصے میں معمولاً فارغ ہوا کرتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوئے کلی کی اور ایک تنکا لے کر دانت کریدنے لگے۔ ازاں بعد خادم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ میرے ہتھیار لاؤ اور گھوڑا حاضر کرو۔ خادم نے آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی۔ آپ اٹھے اور نہایت سہولت و آسانی کے

Marfat.com

ساتھ جسم کو ہتھیاروں سے آراستہ کیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور ڈاکوؤں کا پتہ نشان دریافت کر کے اس طرف تنہا روانہ ہو گئے۔

اگرچہ دہقانوں کی ایک مختصر سی جماعت ہتیار باندھ کر آپ کی پارکابی میں حاضر رہنے کے لئے مستعد ہوئی لیکن آپ نے سب کو منع کر دیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلو۔ کیونکہ میں ڈاکوؤں کے سروں پر بہت جلد پہنچوں گا تم میرے گھوڑے کے ساتھ دوڑ نہ سکو گے۔ چنانچہ اور سب لوگ تو گاؤں میں واپس چلے آئے لیکن صرف ایک شخص آپ کے ساتھ رہ گیا۔ آپ ڈاکوؤں کا تعاقب کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں انہوں نے اپنا مسکن اور پناہ دامن کی جگہ بنا رکھی تھی۔ جب شیخ معظم ان مقامات میں پہنچے ہیں تو جفاکار ڈاکو اپنے اپنے منازل میں داخل ہو چکے تھے۔ اور یہ موقع شیخ معظم کے لئے نہایت ہی خطرناک تھا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ اس شیر دل شجاع کی طبیعت میں کسی طرح کا خوف و ہراس دخیل نہیں ہوا۔ آپ نے میدان میں کھڑے ہو کر چند ایسے غیرت انگیز کلمات ان کی نسبت استعمال کئے جن کا ان سے تحمل نہ ہو سکا۔ مجبوراً میدان میں آنا پڑا اور مسلح ہو کر آنا پڑا۔ شیخ معظم برابر سر اور سینہ توڑ تیروں کا مینہ برساتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے۔ تیر ایسے کاری لگتے تھے کہ ایک ایک تیر میں دو دو بدقسمت ڈاکو بیجان ہوتے تھے۔ ہنوز دو تین ہی تیر اس میدان جنگ کے شہسوار کی پر زور چٹکی سے نکلے ہونگے کہ نڈر اور بیباک ڈاکوؤں کے دلوں پر ایک رعب عظیم غالب ہو گیا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ ان حرماں نصیب جگر سوختوں نے اپنی اس ذلیل و شرمناک زندگی سے مایوس ہو کر امن کی

Marfat.com

درخواست کی اور جان بخشی کے ملتمس ہوئے اور نہایت نیازمندی کے ساتھ عاجزانہ لہجہ میں عرض کیا کہ خدا کے لئے آپ ہمیں امن دیجئے ہم اپنے ان ناشائستہ و قبیح افعال سے توبہ کرتے اور آپ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمارے سروں پر معافی کا تاج رکھیں اور ہماری ان بیجا اور ناجائز تقصیروں سے درگزر فرمائیں

شیخ معظم نے ڈاکوؤں کی اس بزدلی اور نامردی کو نہایت نفرت کی نظروں سے دیکھا اور سخت حقارت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ تمہاری توبہ یہی ہے کہ ہتیار زمین پر ڈال دو۔ اور ہر ایک اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کی مشکیں کس دے۔ تمہارے پاس جس قدر ہتیار۔ گھوڑے، سوار یاں موجود ہوں حاضر کرو اور میرے ساتھ موضع شکوہ پور میں لے چلو۔ ڈاکوؤں نے ایسا ہی کیا اور ایک کثیر التعداد جماعت کے روبرو حلف اٹھایا کہ آئندہ ہم اس بستی کے کبھی بدخواہ ثابت نہ ہونگے اور شیخ کے ارشاد اور آپ کی صوابدید سے سرمو تجاوز نہ کرینگے

ان واقعات کے علاوہ تذکروں میں ان واقعات کا ثبوت ملتا ہے جو شیخ معظم کی شجاعت و دلیری کو بڑی دھوم دھام سے ثابت کر رہے ہیں لیکن چونکہ میں ناظرین کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ اس لئے ان ہی دو مختصر واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

شیخ معظم کا عقد اور سید نور الجبار

غرضکہ شیخ معظم صاحب نے جن پر ہمیشہ تاریخی روشنی بڑی تابانی کے ساتھ چمکے گی۔ سید عبد الجبار صاحب ہمدانی کی عصمت مآب اور پاکدامن دختر سے نکاح کیا۔ سید نور الجبار ایک فقیر طبیعت بزرگ تھے جن کی محتاط زندگی اور زہد و اتقا نے انکی شہرت کو نہ صرف سون

پت کی چار دیواری یا حدود میں بند رکھا تھا بلکہ دُور دراز ملکوں میں آپ کے تقدس اور پاکی کی ناموری نے آپ کے خاندان سادات کی نجابت و شرافت میں ایک تازہ رُوح پھونک دی تھی۔ سون پت کے تمام باشندے آپ کی فضیلت و بزرگی، عالی نسبی و ایمانداری اور عملی برکتوں کی انتہا سے زیادہ قدر کرتے اور آپکی معمولی اور ادنٰے باتوں کو بھی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

واجب الاحترام سیّد قطع نظر اپنی ذاتی بزرگی کے آبائی فضیلت بھی بہت کچھ رکھتے تھے۔ آپ کا شریف و نجیب خاندان علم و فضل کے لحاظ سے سون پت اور اس کے اضلاع میں بے مثیل اور لاثانی گزرا ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ اس خاندان کا ہر ایک شخص آسمان علم کا نہایت درخشاں اور تابناک آفتاب تھا تو شاید چنداں نازیبا نہ ہوگا۔ اور جب ذرا عمیق و غمیض نظروں سے دیکھا جاتا ہے تو بزرگ سیّد کے اولوالعزم اور جلیل القدر خاندان کے علاوہ ایسا خاندان دنیا میں بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ جس کے ہاں چند پُشت سے علمی فیاضیوں کی ایک کیفیّت رہی ہو۔

شیخ جمال الدین و شیخ فیروز و شیخ وجیہ الدین

خلاصہ یہ کہ سید نورالجبار اپنی خاص نوعیت اور ذاتی و عرفانی صفات میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ بنظر لیاقت اور رُوحانی برکتوں میں بے نظیر اور عدیم المثال خیال کیئے جاتے تھے۔ سید نورالجبار کی عفت مآب پاکدامن لڑکی کے بطن سے شیخ معظم کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ شیخ جمال الدین۔ شیخ فیروز۔ اور شیخ وجیہ الدین۔ جناب شیخ وجیہ الدین حضرت شاہ

Marfat.com

صاحب کے جدِ امجد ہوتے ہیں۔ چونکہ میرے تذکرہ کے اس حصّہ کو آپ کے حالات سے زیادہ تعلق ہے۔ لہٰذا آپ کے واقعات کو خصوصیت کے ساتھ جدا عنوان سے کسی قدر تفصیل سے لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔

شیخ وجیہ الدین صاحب کے دلچسپ واقعات

شیخ وجیہ الدین شہید غواص بحرِ معانی شہسوارِ میدان علوم ظاہری و باطنی جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے والد بزرگوار اور جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے جدّ امجد ہیں جو اپنی ذاتی لیاقت اور روحانی قابلیت میں ید طُولٰے رکھتے اور تقدّس و پاکی کی ناموری میں پوری شہرت رکھتے تھے

شیخ وجیہ الدین کے ابتدائی حالات اور علمی ترقی

شیخ وجیہ الدین شہید کے وہ واقعات و حالات جو آپ کے زمانہ طفولیت اور بچپن سے تعلق رکھتے ہیں مورخین ہند نے ان کے بیان کرنے میں زیادہ توجہ نہیں کی اور یہی وجہ ہے کہ میں ان کی لائف کا پورا خاکہ نہیں کھینچ سکتا لیکن تاہم مختلف روایات سے جو مختصر حالات معلوم ہوئے ہیں اور جن کا متعدد تذکروں سے کچھ کچھ پتہ چلتا ہے وہ قلم بند کئے جاتے ہیں۔ اس صورت میں ناظرین تذکرہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجھے آپ کے بچپن کے حالات ایسے سلسلہ سے نہیں پہنچے جنہیں میں بے کم و کاست یقین کے ساتھ بیان کر سکتا البتہ جو کچھ مجھے آپ کے مختلف واقعات سے تحقیق ہوا ہے اسے درج کرتا ہوں۔ اس مقام پر صرف انہیں روایات کو لیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک پختگی

Marfat.com

کو پہنچ گئی ہیں اور خوش اعتقاد راویوں کی ان روایات کو جو فسانہائے شبینہ کے قصّوں سے زیادہ وقعت و منزلت نہیں رکھتیں بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔ آپ کے ابتدائی حالات کی نسبت مجھے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہوا کہ جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپ کے واجب الاحترام والد شیخ معظم نے آپ کو مکتب میں قرآن مجید پڑھنے کے لئے بٹھایا لیکن یہ تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اس ہونہار اور طبّاع بچّے نے بہت جلد قرآن شریف پڑھ لیا طوطے کی طرح صرف الفاظ منہ سے نکالنے ہی نہیں سیکھے بلکہ کلام ربّانی کا اصلی منشا اور فطرۃ اللہ کا ذاتی مفہوم اور اس کے معانی و مطالب کے نقوش بھی دل پر جما لئے۔ گو اس معصومیّت کے عہد میں کلام ربّانی کے نکات اور الہامی غوامض و دقائق کو پورے طور پر سمجھنا بہت مشکل تھا لیکن پھر بھی وہ مذہبی اصول جو اس میں واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں یا ادنیٰ تامّل سے مستنبط ہو سکتے ہیں۔ آپ کو بخوبی محفوظ اور راز ہو گئے تھے۔ جو حقیقت میں ایک گونہ آپ کے خرق عادت میں داخل تھے۔

طرز معاشرت | آپ کا ابتدائی زمانہ معمولی بچّوں کی طرح بے نتیجہ نہ تھا بلکہ تحمّل بُردباری مسکینی۔ کم گوئی۔ دہشت آمیز تفکّر یہ تمام باتیں جو بچّوں میں معمولاً بہت کم دیکھی جاتی ہیں۔ آپ میں بوجہ احسن موجود تھیں، جن سے قیافہ شناس نظریں فوراً یہ نتیجہ نکال سکتی تھیں کہ یہ بچّہ کسی زمانہ میں بڑا صاحب وجاہت اور معتقد ہوگا طرفہ یہ کہ جُوں جُوں آپ عمر میں ترقی کرتے جاتے تھے۔ مزاج میں انکسار۔ تواضع اخلق مروّت پیدا ہوتی جاتی تھی۔

Marfat.com

یہ سخت تعجب کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ ابھی آپ کی عمر بارہ تیرہ برس سے متجاوز نہیں ہوئی تھی کہ معمولی درسی کتابوں سے جو عام درسگاہوں میں اس زمانہ میں داخل تھیں، فارغ ہوگئے تھے۔ اور اس چھوٹی سی عمر میں دینیات کی ضروری اور مختصر کتابوں کا مطالعہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ یہ اور بھی تعجب کی بات ہے کہ اسی اثنا میں آپ کو علم باطنی بھی حاصل ہو گیا تھا اور ریاضت و مجاہدت میں وہ مشق و کمال پیدا کر لیا تھا جس سے آپکی رُوحانی قوتیں اور فطری و ضمیری جوہر خوب ابھر ابھر کر چمکنے لگے تھے اور آپ سے ایسی ایسی حیرت افزا کرامتیں صادر ہونے لگ گئی تھیں جن سے دیکھنے والوں کا روز بروز استعجاب بڑھتا جاتا تھا۔

عادات وخصائل اور فیاضی

باوجودیکہ یہ تمام فضائل و محاسن جو ایک گونہ خرق عادات میں خیال کئے جاتے اور فطرت کی خاص بخششیں سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی مقدس ذات میں بوجہ اکمل پائے جاتے تھے لیکن بڑی خوشی سے دیکھا جاتا ہے کہ آپ کی طبیعت میں سادگی اور انکسار نہایت درجہ کا تھا۔ آپ بڑے بڑے مجامع میں معمولی آدمیوں کی طرح نہایت سادگی کے ساتھ آمدورفت کرتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ شفقت کرنے اور ان کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ کرنے میں شہرۂ آفاق تھے۔ خویش واقارب کے ساتھ آپکا حسن سلوک۔ غربا مساکین کی امداد۔ فیاضانہ مہمان نوازی عام و خاص میں اس درجہ مشہور ہوگئی تھی کہ آپ کا دولت خانہ غربا اور مساکین کا بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔ آپ کے قومی احسانات و تفضلات کا ہر شخص معترف

Marfat.com

تھا اور آپ کی سخاوت و فیاضی کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تھی۔ غرضیکہ وہ تمام باتیں جو ایک مقدّس و بزرگ شخص میں پائی جانی لازمی اور ضروری ہیں وہ سب اس فخرِ خاندان و قوم میں موجود تھیں۔

اب میں شیخ وجیہ الدین شہید کے غیر مرتّب اور نامکمل ابتدائی حالات چھوڑ کر (کیونکہ باوجود تحقیقات کے مجھے اور حالات دستیاب نہیں ہوئے) آپ کی آخری زندگی کے زمانہ میں آتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ آپ کی انتہائی زندگی کے حالات لکھے جائیں تسلسل کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی زمانہ کے کچھ واقعات مختصراً بیان کروں۔

زمانۂ شباب | جناب شیخ صاحب کا زمانۂ شباب ابتدائی زمانہ سے زیادہ نتیجہ خیز اور مؤثر تھا۔ سکوت خیز چہرے پر حیرت افزا شباب کے آثار اور اس کے ساتھ اتقا و پرہیزگاری کی سُرخی پُورے طور پر اپنی تابانی دکھا رہی تھی۔ اس زمانہ میں اگرچہ آپ کی زندگی بالکل پرائیویٹ تھی لیکن متانت انگیز چہرہ پر حسن تدبّری اور شجاعت و بہادری کے آثار پائے جاتے تھے اسے کچھ وہی نظریں خوب تاڑتی تھیں جو فطرتاً خدائے ذوالجلال کے لیے زوال تو رُخ جلا پا چکی تھیں۔ گو صورت پر مسکینی، حلیمی، سنجیدگی، غیر معمولی سکوت و خاموشی برستی تھی لیکن ساتھ ہی ان مختلف رنگوں کے دوش بدوش بیدھڑک شجاعت نڈر جرأت، بیباکی و بے خوفی صاف طور سے ہویدا تھی۔

احتیاط و تورّع | باوجود اس خداداد حسن اور زورِ شباب کے وہ قابلِ تنفّر اور غیر خوش آئندہ جوشوں کے ابھار اور نامبارک ولولے جو اکثر نوجوانوں کے

Marfat.com

طبیعتوں میں گدگداتے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں کبھی نہیں اُٹھے۔ آپکی سموئی ہوئی مذہبی پابندی بلکہ خدا کے خوف اور اس کی شرم نے ان تمام بے نتیجہ ولولوں کو اندر ہی اندر ایسا نیست و نابود اور ملیا میٹ کر ڈالا تھا کہ تمام عمر انہیں اُبھر نا نصیب نہیں ہوا۔ رفتارِ زمانہ کے موافق اور ترقی عمر کے ساتھ ساتھ آپ کے تمام کمالات عروج پکڑتے گئے اور اس وقت جبکہ آپکی روزافزوں جسمانی قوت نے معراجِ ترقی کے آخری ڈنڈے پر قدم رکھا۔ باطنی کمالات اور رُوحانی قوتیں اوجِ کمال پر پہنچ گئی تھیں۔ آپ کی محتاط زندگی اور تورع و پرہیزگاری کی روایتیں بہت مشہور ہیں۔ جن میں سے دو ایک مختصراً یہاں لکھی جاتی ہیں تاکہ ناظرین آپ کی وقعت کا خاص طور پر اندازہ کر سکیں۔

ایک ؔ یہ کہ مولینا شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ میرے واجب الاحترام والد نہایت محتاط اور متورع آدمی تھے۔ چونکہ آپ کا قالب بالکل سپاہیانہ تھا اور آپ فطرتاً چاق و چست تھے اس لئے شمشیر زنی کرنے اور اپنی بے خوف شجاعت کے جوہر ظاہر کرنے کا آپ کو زیادہ شوق تھا جسے سپاہیانہ قالب کی سچی رُوح کہہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ابتدائی زمانہ سے سلطنت مغلیہ کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے اور اپنے کارِ نمایاں کے صلہ میں کوئی بڑا اور معزز فوجی عہدہ رکھتے تھے۔ جب اسلامی فوجیں مخالفانِ اسلام کی بیخ کنی اور ان کی نخوت و غرور کی گردنیں توڑنے کے لئے کسی طرف بڑھتیں تو آپ بڑے جوشِ مسرت کے ساتھ ان میں شریک ہوتے۔ اور منکرانِ اسلام کو بتا دیتے کہ ابھی تک فاروقی مصفا خون کا جوش کم نہیں

Marfat.com

ہوا ہے۔ باوجود ان تمام باتوں کے آپ کا تورّع اور احتیاط انتہا سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید تھا۔ جب لشکر کے گھوڑے بیچارے غریب کسانوں کی کھیتیاں روندتے اور پامال کرتے ہوئے بے محابا چلے جاتے تو آپ کمال احتیاط کی وجہ سے لشکر سے الگ ہو جاتے اور اپنے گھوڑے کی باگ کھیتوں سے اِدھر موڑ لیتے۔ اگرچہ بعض وقت اس کی وجہ سے آپ کو سخت مشکل پیش آتی اور متعارف راستہ کو چھوڑ کر مسطح اور ہموار زمین سے علیحدہ ہو کر اونچے نیچے اور غیر مسطح قطعات اور پیچیدہ راہوں کی صعب اور دشوار گزار گھاٹیاں بڑی دقت سے طے کرنی پڑتیں۔

واقعہ دوسرا یہ ہے کہ آپ کسی معرکۂ جنگ میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کی اونٹنی جس پر کھانے پینے کا اسباب اور اوڑھنے بچھونے کا سازوسامان لدا ہوا تھا گم ہو گئی اور عجیب اتفاق یہ تھا کہ جس رسالہ کی کمان آپ کے ہاتھ میں تھی وہ بھی ان سامان سے خالی تھا۔ ادھر کڑاکے کا جاڑا پڑنے لگا تھا، برف باری شروع ہو گئی تھی۔ خنک ہوا کے پانی میں بھیگے ہوئے جھونکے بڑی تیزی و تندی کے ساتھ چل رہے تھے۔ غرضکہ اس وقت ان لوگوں کی حالت نہایت نازک اور افسوسناک تھی۔

اگرچہ شیخ صاحب کی عملی زندگی ان لوگوں پر زیادہ اثر ڈال چکی تھی۔ جو آپ کی ماتحتی میں کام کرتے تھے اور فوج کے کثیر التعداد لوگ آپ کے فیض و برکت سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ مگر اس وقت فاقہ کی زبردست بیقراری کے سامنے اس کا اثر زیادہ دیر تک نہ رہ سکا۔ انہوں نے تنگ ہو کر قرب و جوار

Marfat.com

کی مواشی جبراً پکڑ لیں اور ذبح کر کے تناول کیں لیکن شیخ صاحب احتیاط و تقویٰ کے اس قدر پابند تھے کہ تین روز تک تا بڑتوڑ فاقوں کی سخت بیقراری کا تحمل کیا اور غصب شدہ چیزوں میں سے کوئی چیز تناول کرنی آپ کی محتاط اور اتقا پسند طبیعت نے گوارا نہیں کی۔

جب فاقہ کشی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بدن میں تام تک کو نوت باقی نہیں رہی تو رزاق حقیقی کی فیاضی و رزاقیت نے ایک نہایت عجیب و غریب شگوفہ دکھلایا۔ اور خدائے ذو الجلال کی کارسازی ایک انوکھی صورت اور نرالی طرز پر نمایاں ہوئی۔ یعنی آپ ایک عجیب اتفاقی طور پر چابک کی باریک نوک سے زمین کرید رہے تھے۔ جیسا کہ متفکر اور محو تامل شخص سے اکثر اوقات ظہور میں آیا کرتا ہے۔ دفعتہً کچے چنوں کی ایک پوٹلی آپ کے قوت کے موافق زمین سے پیدا ہوئی۔ چونکہ وہ آپ کے لئے شرعاً جائز و حلال تھے لہذا آپ نے انہیں دھو دھلا کر صاف ستھرا کیا اور اُبال کر تناول فرمایا۔

ترقی و نصفت پسندی | اسی طرح غریبوں بیکسوں کے حال پر شفقت کرنے اور خدام و ملازمین کے ساتھ نہایت نرمی اور تلطف سے پیش آنے اور ہر بات میں انصاف پسندی مد نظر رکھنے کی بہت سی روایتیں مشہور و معروف ہیں۔ جناب فاضل اجل شیخ عبد الرحیم صاحب کا بیان ہے کہ مجھے خوب یاد ہے میرے والد علیہ الرحمۃ خدام و ملازمین حتیٰ کہ گھسیارے تک سے جس رحیمانہ برتاؤ اور نرمی و انصاف سے پیش آتے تھے اس کی مثال کہیں نہیں پائی جاتی تھی۔ بالخصوص اس زمانہ کے متقیوں اور خدا شناسوں میں بہت

Marfat.com

کم دیکھی جاتی تھی۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ شیخ وجیہ الدین صاحب کی طبیعت کو فطری طور پر فنونِ سپہ گری سے زیادہ تعلق تھا اور آپ کا قالب بالکل سپاہیانہ اور شجاعانہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ سلطنت مغلیہ کی افواج میں بھرتی ہو گئے تھے لیکن اس امر میں ہماری واقفیت بالکل محدود ہے اور کسی مستند شہادت کے رُو سے یہ کہہ دینا بہت مشکل ہے کہ آپ شاہانِ مغلیہ میں سے کس تاجدار کے عہد حکومت میں فوج میں بھرتی ہوئے اور کس زمانہ میں فوجی سلسلہ اختیار کیا۔ اگرچہ یہ مضمون اس قابل تھا کہ اسے مفصل لکھا جاتا مگر افسوس کہ مؤرخین کی بے پروائی سے مجمل رہا جاتا ہے۔ ہاں شیخ کے مختلف حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سلاطین تیموریہ کا دسواں تاجدار ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا جیسا کہ ذیل کے چند واقعات سے عنقریب ثابت ہو گا۔

آپ کے جنگی معاملات و واقعات صاف اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ابتدا میں جب آپ نے فوجی ملازمت اختیار کی ہے تو شاہجہان بادشاہ اس وقت سلطنت پر حکمران تھا اور جب عالمگیر کا دور دورہ ہوا تو اس وقت آپ ایک فوجی عہدہ پر ممتاز تھے۔ بہرحال آپ کی بے مثل شجاعت اور عدیم المثال بہادری کی حکایتیں اس درجہ مشہور ہو گئی ہیں کہ جہاں آپ کی دینی خدمات اور علمی فیاضیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں آپ کی شجاعت و بہادری کا بھی ضرور ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہم آپ کی شجاعت کے

Marfat.com

وہ مختصر واقعات جو ہمیں مختلف تحقیقات سے ثابت ہوئے ہیں نہایت اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں اور حقیقت میں جناب شیخ صاحب کی تاریخی زندگی کے ابتدائی حالات میں ان واقعات سے زیادہ مہتم بالشان اور دلچسپ اور کوئی واقعہ بھی نہیں ہے۔ ان واقعات کے ذکر کرنے سے ہمیں ناظرین کو یہ بھی دکھانا منظور ہے کہ وہ معلوم کرلیں کہ آپ اس وصف کے کہاں تک اور کس درجہ تک قابل تھے اور اس فرض منصبی کو کس قابلیت سے ادا کرتے تھے۔

دھامونی کا سفر | شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں ہنوز میں چار سالہ تھا کہ میرے پدر بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب سید حسین کی ہمراہی میں جو اپنے زمانہ کا ایک بڑا شجاع و دلیر شخص تھا اور جس کی بے خوف بہادری کی شہرت اس زمانہ میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی قصبہ دھامونی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتفاق وقت سے اس سفر میں میں بھی آپکے ہمرکاب تھا۔ اس وقت قصبہ دھامونی میں جو مالوہ کے دائرہ میں داخل تھا بہت بڑے فساد کی آگ مشتعل ہوئی جس میں طرفین کے ہزاروں آدمی کام آگئے۔ اس فتنہ کا بانی دھامونی کا راجہ تھا۔ جو شجاعت وجوانمردی میں مشہور اور استقلال و جرأت میں معروف تھا۔ اصل میں یہ راجہ شاہجہان بادشاہ کا باجگزار تھا۔ لیکن انجام کار اس نے اس باجگذاری کی ذلیل حالت میں (اور سچ پوچھیے تو عزت اور وقر کی حالت میں) رہنا پسند نہیں کیا اور اپنی فطری شرارت سے بغاوت کے جھنڈے بلند کیئے۔ شاہجہان کو اس کی شرارتوں کی متواتر خبریں روزمرہ پہنچ رہی تھیں اور سفیر مالوہ کی روزانہ ڈاک سے معلوم ہوتا تھا کہ صوبہ دھامونی نے ایک عام شورش پھیلا رکھی ہے۔ شاہجہان کی نظریں تمام

Marfat.com

اراکین دولت اور امرائے سلطنت پر دوڑیں۔ لیکن اسے اس وقت بجز اس کے اور کچھ بن نہ آیا کہ صوبہ دامونی کی تمردی وسرکشی اور بغاوت کی بھڑکتی ہوئی آگ دبانے کے لئے سید حسین کو ایک عظیم الشان فوج کی سرکردگی میں اس طرف روانہ کیا جس میں میرے والد بزرگوار بھی شریک تھے۔

شکست ابتدا میں اگرچہ دونوں لشکروں میں ایک عظیم الشان خونخوار جنگ ہوئی لیکن پھر اس لڑائی کا خاتمہ بظاہر صلح پر ہو گیا۔ راجہ نے بدستور سابق جزیہ دینے کا وعدہ کیا اور سید حسین کی مجلس میں حاضر ہو کر معذرت کرنے کو منظور کر لیا۔ صلح کے دوسرے دن تنہا مجلس میں حاضر ہوا۔ چونکہ اسلحہ جنگ سے آراستہ تھا۔ اس لئے دربانوں نے دروازہ پر ٹوکا اور ہتھیاروں کے ڈال دینے کا حکم کیا۔ لیکن مغرور راجہ اس پر راضی نہیں ہوا اور جب قیل و قال حد سے تجاوز کر گئی تو نخوت پرست راجہ نے مغرورانہ الفاظ میں سید حسین سے کہلا بھیجا کہ جب تم سپاہیانہ قالب رکھتے ہو اور اس کے علاوہ کثیر التعداد فوج بھی تمہارے پاس موجود ہے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ ایک تنہا شخص کو جو تمہارے مقابلہ میں مچھر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہتھیاروں کے ساتھ مجلس میں نہیں آنے دیتے

سید حسین سے اس کی یہ مغرورانہ تقریر سن کر بجز اس کے اور کچھ نہ ہو سکا کہ دربانوں کو حکم دے دیا کہ اس کے ہتھیاروں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور ہتھیاروں سمیت مجلس میں لایا جائے۔ معزز سید کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور راجہ ہتھیار لگائے ہوئے بڑی شان و شوکت سے داخل مجلس ہوا۔

شیخ وجیہ الدین صاحب کہتے ہیں کہ جس آن بان سے راجہ حاضر مجلس ہوا

Marfat.com

ہے اُس کا اثر اب تک میرے ذہن میں باقی ہے۔ منہ میں پان چباتا جاتا تھا۔ اور بڑے ناز و انداز سے نخوت کے نشہ کی لن ترانیوں میں آہستہ آہستہ ناز ادا و فرحال قدم اٹھاتا تھا۔ اُس کے چہرہ کی بشاشت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی شادی کی مجلس میں جاتا ہے۔ حالانکہ موت کے منہ میں جاتا تھا۔ الغرض میرے والد نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص اس مجلس میں ضرور کوئی فتنہ برپا کرے گا۔ یہ کہتے ہی آپ نے حشتنا بانہ لہجہ میں ایک خدمتگار کو بلایا اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس بچے کو کسی اونچے مقام پر کھڑا کر دے مبادا جھپٹ میں آ کر کسی قسم کا صدمہ پہنچے۔ اہل مجلس کے لیئے شیخ کا یہ فرمان ایک معما تھا جس کا حل کرنا بہت مشکل تھا۔ ہر چند کہ اہل دربار نے اس پہیلی کو بوجھنا چاہا۔ لیکن درباری رعب و جلال سے اُس وقت کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس طلسم کی پردہ کشائی کرے۔

دھامونی کا راجہ جب دربار کے اُس مقام پر پہنچا جہاں سے درباری رُعب ہر شخص پر بڑے جاہ و جلال کے ساتھ پڑتا تھا اور شاہی داب کی پابندی حاضرین دربار کو طوعاً و کرہاً ادا کرنی ضروری ہوتی تھی۔ تو وہاں سے بڑی دلیری اور گستاخی کے ساتھ آگے بڑھا اور محل سلام سے تجاوز کر گیا۔ دربان نے روکا اور خوفزدہ لہجہ میں کہا کہ شاہانہ سلام کی رسم یہیں سے ادا کر۔ اور آگے قدم نہ ڈال لیکن اُس نے دربان کی اس گفتگو پر کچھ التفات نہ کیا اور جواب دیا کہ میں جناب سید صاحب کے قدم مبارک کو بوسہ دینا چاہتا ہوں تاکہ میرے دامن سے جرائم و تقاصیر کی وہ آلودگیاں دھل جائیں جو مجھے ایسے مقدس شخص کی گستاخی کی وجہ سے نصیب

Marfat.com

اطویش ۔

سید حسین کے ارشاد کے بموجب راجہ کی اس بے ادبی پر بھی اغماض کیا گیا۔ لیکن اب وہ جوں جوں قریب ہوتا جاتا تھا اس کے تیور بدلتے جاتے تھے۔ اور چہرے کی بشاشت کی جگہ غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے سید حسین کی نشستگاہ تک پہنچتے پہنچتے اُس نے بڑی غضب ناکی کے ساتھ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور پوری طاقت سے وار کیا۔ خوش قسمتی سے سید حسین پہلے ہی سے ہوشیار تھا تلوار کے علم ہوتے ہی اُس نے ایک عاجلانہ حرکت کی۔ اور فوراً ایک طرف ہو کر تلوار کی زد سے بچ گیا۔ تلوار سر جھکائے ہوئے جب زمین پر پہنچی تو راجہ نے سید حسین کے سر کی جگہ تکیہ کو دو پارہ پایا۔

دربار میں خونریزی | جھلا کر دوبارہ تلوار اٹھائی اور سید حسین پر وار کرنے ہی کو تھا کہ میرے والد بزرگوار لب عنت تمام اُس غدار کے سر پر جا پہنچے۔ اور خنجر کی ایک ہی ضرب میں ملعون کا کام تمام کر ڈالا۔ سید حسین نے اس خوفناک منظر میں جب اُس متمرد کی ناپاک نعش بحس و حرکت دیکھی تو ایک بے ساختہ جوش کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ والد بزرگوار کی بید مرک شجاعت کی بے حد تعریف کی اور بڑی تپاک سے معانقہ کیا۔

مالوہ کے ایک اور صوبہ پر فوج کشی | جب سید حسین اس مہم سے فارغ ہوا تو اب اُس نے اپنی عنان توجہ ملک مالوہ کے ایک اور صوبہ کی طرف پھیری۔ تاریخی حیثیت سے اگرچہ اس بات کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے کہ اس صوبہ کا کیا نام تھا جس کی طرف دھامونی کی فتح کے بعد سید حسین نے رُخ کیا لیکن

Marfat.com

واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ صوبہ داموئی کے اطراف میں یہاں سے ۲۰ یا بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا کیونکہ سید حسین کی جو تاریخ داموئی سے کوچ کرنے کی ہے وہی تاریخ اس صوبہ میں داخل ہونے کی دریافت ہوتی ہے الغرض جب سید حسین کا جرار لشکر ملک مالوہ کے صوبہ میں پہنچا تو وہاں کا حکمران مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ دونوں لشکر باقاعدہ صف آرا ہوئے اور فوجی دریا بڑے زور وشور سے لہریں لینے لگا۔ دونوں لشکر اس انتظار میں صورت تصویر بنے کھڑے تھے۔

میدانِ جنگ

کہ کب حکم ہو اور ہم اپنی جگہ سے جنبش کریں دفعتہً مخالف کی فوج میں سے ایک شخص صفیں چیرتا ہوا باہر آیا۔ اور عجب شان وشوکت سے آیا ایک پیل پیکر گھوڑے پر سوار تھا زرہ بکتر سے تمام جسم چھپا ہوا تھا۔ کمر میں دونوں طرف تلواریں لٹک رہی تھیں۔ دائیں ہاتھ میں چمکدار نیزہ اور بائیں میں لمبا برچھا تھا۔ چہرہ سے شجاعت وبہادری کے آثار نمایاں تھے قیافہ شناس نظریں فوراً تاڑ گئیں کہ یہی اس صوبہ کا حکمران معلوم ہوتا ہے چنانچہ انہیں بہت تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ وہ دونوں لشکروں کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور باواز بلند بولا کہ اس صوبہ کا حکمران میں ہی ہوں اور یہ لوہے میں ڈوبا ہوا وفادار لشکر مجھی پر جان چھڑکنے کے لئے مستعد کھڑا ہے لیکن میں تا بہ امکان خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔

سید حسین اور راجہ کا مبازرہ

اور اسی لئے اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے واسطے تنہا میدان میں کھڑا نظر آتا ہوں۔ اس صورت میں تم لوگ سمجھ

Marfat.com

گئے ہو گے کہ میں کس ارادے سے یہاں آیا ہوں اور میری حالت تمہیں صاف
بتا رہی ہو گی کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔

اگر تم لوگ مجھے قتل کرنا چاہو تو کر سکتے ہو لیکن شجاعت کا یہ مقتضا نہیں
ہے کہ چند آدمی مل کر تنہا شخص کو قتل کر ڈالیں۔ شجاعت کی شرط یہ ہے
کہ سید حسین تنہا معرکہ میں آکر مجھ سے مقابلہ کرے اور پھر تلوار جس کے حق میں
جو فیصلہ دیدے وہ اس پر بدل راضی ہو جائے۔ اس صورت میں لشکر کی
خونریزی نہ ہو گی اور ہزارہا جانیں خونی دریا میں غرق ہونے سے بچ جائینگی
رئیس کفار کی اس غیرت انگیز تقریر سے سید حسین کی ہاشمی رگ حرکت میں
آئی ۔ اور ابراہیمی مصفا خون فوارے کی طرح جوش مارنے لگا۔ فوراً بدن پر
ہتھیار لگائے ۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ کے لئے اٹھا۔ دونوں طرف
سے نیزوں کے تابڑ توڑ وار ہونے لگے اور اس میں جب کسی کو کامیابی
ہوئی تو دونوں نے تلواروں پر ہاتھ ڈالا ۔ سید حسین کے حریف نے کچھ ایسی
چابکدستی کی کہ یکبارگی تلوار کی چمک بجلی کی طرح کوندی ۔ اور چشم زدن سے پہلے
سید حسین کے سر پر پہنچی ۔ سید حسین نے اگرچہ بڑے استقلال و تحمل سے
تلوار کو سپر پر لیا ۔ لیکن پھر بھی تلوار ایسی کاری لگی تھی کہ سپر کو کاٹتی ہوئی
دستہ تک پہنچ گئی ۔ اور دوسرے دستہ میں جا اٹکی حریف نے جب
تلوار کو نہایت سختی اور زور سے کھینچا تو سید حسین اس جھٹکے سے گھوڑے
کی کمر سے نیچے جا رہا حریف یہ موقع غنیمت پاکر گھوڑے سے کود پڑا
اور سید حسین کے سینہ پر چڑھ بیٹھا ۔ اور خنجر نکال کر سید کے بھونکنا ہی

Marfat.com

چاہتا تھا کہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب جھٹ اُس کے سر پر جا پہنچے اور تلوار کی ایک ہی ضرب سے اُس کی زندگی کی رسّی کو کاٹ ڈالا۔

سید حسین اور جناب شیخ صاحب اپنے لشکر میں واپس آئے اور جان نثار فوج نے وفادارانہ جوش کے ساتھ نعرۂ فتح بلند کیا۔ حکمران صوبہ کے یوں قتل مارے جانے اور سید حسین کی اس نمایاں فتح حاصل کرنے سے حریف کے تمام لشکر میں زلزلہ ڈال دیا اور ہر طرف ایک تہلکہ سا پڑ گیا۔ جب جانبین کے فوجی سمندروں کی طوفان خیز موجوں میں سکون پیدا ہوا تو مخالف کے لشکر میں سے ایک اور سوار میدان کی طرف بڑھا۔ جو اول سوار سے پوری مشابہت رکھتا تھا۔

ایک اور قتل | اُس نے بھی سوار اوّل کے مطابق بآواز بلند کہا کہ میں مقتول کا برادر حقیقی ہوں اور تنہا اس لئے تمہارے سامنے کھڑا ہوں کہ تم میں سے جس کا جی چاہے مجھے قتل کر ڈالے۔ لیکن میں اپنی قسمت کا فیصلہ اس شخص کے ہاتھ میں دینے سے خوش ہوں جو میرے بھائی کا قاتل ہے۔ اس کی اس تقریر کے سلسلہ کا ابھی خاتمہ بھی نہ ہوا تھا کہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب اپنے مبارز کی طرف پُرشوق نظریں اٹھائے ہوئے آگے بڑھے اور چند مختلف اور متواتر ضربوں کے بعد اُس لعین کا کام تمام کر ڈالا۔

شیخ صاحب کی یہ جرأت اور دلیری دیکھ کر تمام لشکر کفار پر ایک سکوت خیز سناٹا چھا گیا اور آپ کی عظمت اور جلال دیکھ کر ہر شخص محو حیرت ہو گیا۔

Marfat.com

اظہار جرأت | تھوڑی دیر تک کسی شخص کو لشکر سے نکلنے کی جرأت نہ پڑی لیکن انجام کار ایک تیسرا سوار جو دل کے دونوں سواروں سے زیادہ تنومند اور جسیم تھا اور جس کی شجاعانہ کوششوں کی دھاک اس زمانہ کے تمام فوجی افسروں پر نہایت دہشتناکی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا باہر نکلا اور پہلے سواروں کے مطابق اپنا مبارز طلب کیا۔ شیخ صاحب نے گھوڑے کو ایڑ کی اور مقابل ہوتے ہی لگاتار وار کرنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ ان دونوں مبارزوں میں زیادہ عرصہ تک حریفانہ کوششیں استعمال میں لائی گئیں لیکن ہنوز کوئی کسی پر غالب نہ آیا بلکہ ہر شخص ایک دوسرے کو سینہ بسینہ اور کلہ بکلہ جواب دیتا رہا۔ انجام کار رئیس کفار نے شیخ صاحب کی دونوں کلائیاں پکڑ کر چاہا کہ زمین پر گرا دے یا اپنے گھوڑے پر کھینچ لے۔ شیخ صاحب نے حتی الامکان مدافعت و مزاحمت کی اور ساتھ ہی یہ فکر ہوئی کہ کسی حیلہ سے اس سے نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ حقیقت میں شیخ صاحب کے لئے یہ ایک مشکل اور نہایت سخت و خطرناک موقع تھا۔ آخرکار اپنے مقصد پر کامیاب ہونے کے لئے شیخ صاحب نے یہ تدبیر نکالی کہ آپ نے بطریق خداع فرمایا۔ خبردار اس بہادر سورما کو پس پشت سے قتل نہ کریں۔ شیخ کے یہ پُراثر الفاظ کان میں پڑتے ہی اس نے پشت کی جانب منہ پھیرا اور اس طرف منہ پھیرتے ہی اس کے قوی بازوؤں میں ضعف سا پیدا ہو گیا۔ بازوؤں کا ڈھیلا پڑنا تھا کہ شیخ صاحب نے اپنی پوری قوت کے ساتھ ایک ایسا جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھوٹ گئے۔ رئیس کفار نے پھر جو اس طرف

Marfat.com

زخ کیا تو شیخ کا زہر میں بجھا ہوا خنجر پشت میں اُترا ہوا پایا۔

ایک اور قتل اس کے مارے جانے سے لشکر کفار میں ایک اور بھی کھلابلی مچ گئی اور اب سب نے ہتھیلی پر جان رکھ کر یکبارگی جنبش کی۔ سر اور سینہ توڑ تیروں سے مینہ برسانے اور آتش فشاں آلات سے درگزر کرنے کے بعد سینہ بسینہ جنگ ہونے لگی اور دوپہر تک ایسی زبردست خونریزی ہوئی کہ طرفین کے لشکروں کو مزہ آگیا۔ سید حسین نے جس قدر مذہبی لڑائیاں راجپوتوں سے لڑیں۔ اگرچہ تقریباً سب میں شیخ وجیہ الدین نے اُن سے زیادہ حصہ لیا۔ لیکن اس لڑائی کا خاتمہ اور توڑ گویا آپ ہی کے ہاتھ پر ہوا اور یہ فتح مالوہ کے تمام اضلاع واطراف آپ ہی کی وجہ سے فتح ہوئے غرضکہ اس انقطاعی جنگ پر طرفین کی آنکھیں لگ رہی تھیں اور اس موقع کو دونوں لشکروں نے اپنی فتح وشکست کا مدار علیہ سمجھ لیا تھا۔

عظیم الشان جنگ سید حسین کا لشکر معرکہ جنگ میں جس بیجگری اور بے دھڑک دلیری سے لڑ رہا تھا اور اپنی بے محابا جرأتوں اور بے نظیر شجاعتوں کے جوہر دکھا رہا تھا اگرچہ وہ نہایت پُر فخر اور قابل قدر تھے لیکن جس خوبصورتی اور بہادری سے راجپوت ان کے متواتر اور لگاتار حملوں کو روک رہے تھے اور دوش بدوش جواب دے رہے تھے ایک انصاف پسند مؤرخ کے نزدیک ضرور وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سید حسین کے لشکر کی بے خوف جرأت اور نادر دلیری وہ نتیجہ پیدا نہ کر سکی جو اس موقع پر ظاہر ہونا چاہیے۔

Marfat.com

فیاض ازل نے روز اول ہی سے اس عظیم الشان معرکہ کی فتح خا
شیخ وجیہ الدین صاحب کے نام زد کر دی تھی اور پہلے ہی سے آپ
قسمت میں اسلامی فتوحات کا ایک بڑا حصہ لکھا گیا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن
تھا کہ دوسرا شخص اس جلیل القدر تمغہ ازلی کو حاصل کر لیتا۔ پہلے دن
لڑائی میں شیخ صاحب کے چند زخم ایسے کاری آئے تھے جنہوں
آپ کو سخت ضعیف اور نڈھال کر دیا تھا اور اس وجہ سے آپ اس سخت
اور گھمسان کی لڑائی اور عظیم الشان خونریزی میں شریک نہیں ہو سکے
دو روز تک برابر کشت و خون ہوتا رہا اور میدان جنگ خونی سمندر ہو کر عجیب
خونخواری سے لہریں لیتا رہا۔

گو سید حسین کو شیخ صاحب سے پہلے ہی کمال عقیدت تھی۔ لیکن ا
ان حیرت انگیز واقعات اور شجاعانہ کوششوں کے آپ سے ظہور میں آ
کے بعد اُس کے اعتقاد میں اور بھی پختگی اور تعجب انگیز ترقی ہو گئی تھی
اس وقت اُس کے روزانہ اوقات جنگی معاملات میں صرف ہوتے تھے
لیکن پھر بھی جنگ کے انتظام سے جو وقت دم لینے کو ملتا تھا وہ شیخ کی خد
اور آپ کی تیمار داری میں صرف ہوتا تھا۔ خدا خدا کر کے تین دن کے بعد آپ
کو کچھ افاقہ ہوا۔ اور بدن کے زخم بھی کچھ کچھ بھر آئے۔ آپ نے اسی حال
فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ اور موجودہ معاملات جنگ کے فراز و نشیب
اور اتار چڑھاؤ پر سرسری نظر ڈال کر سید حسین کو مشورہ دیا کہ ہماری فوج
تعداد اگرچہ حریف کے مقابلہ میں بہت کم ہے لیکن پھر بھی دھاوے

Marfat.com

قابل ہے۔ سب کو درست کر کے ایک بار گی حملہ کر دینا چاہیئے فتح ہمارے ساتھ ہے خدا نے چاہا تو پہلے ہی حملہ میں غنیم کی فوج پسپا ہو جانے گی سید نے آپ کی اس دل سوزی اور حکمت آمیز تقریر کی بہت تعریف کی اور آپ کے مشورہ کے مطابق حملہ کر دیا۔ میدان میں تلواریں چمکنے لگیں اور آتش فشاں آلات کے دھوئیں سے سارا جنگل تیرہ و تاریک ہو گیا۔ شیخ وجیہ الدین کی حسن تدبیر اور زور بازو نے اول ہی حملہ میں صوبہ دہاموتی کی فوجی طاقت کو نہایت کمزور کر دیا اور چند فوجی افسروں کے قتل کے ساتھ دہاموتی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اب اسلامیوں کے واسطے میدان صاف ہو گیا اور وہ بڑی جسارت کے ساتھ باغی فوج کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں گھس گئے۔ راجپوت شکست کھا کر بھاگے۔ اور فتحمندی کا عظیم الشان جھنڈا شیخ وجیہ الدین کے ہاتھ رہا۔

عام شکست خاص شہر میں تھوڑی دیر تک ایک عام خونریزی رہی اور اس کے بعد لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ اکثر ہلاک ہوئے۔ اور بقیۃ السیف گرفتار کر لئے گئے۔ میدان سید حسین کے ہاتھ رہا۔ اور بے شمار غنیمتیں لوٹ میں آئیں۔

شیخ وجیہ الدین کے فضل و کمال روشن دماغی صائب رائے۔ تدبیر و شجاعت شوکت و ہیبت کی جہاں تک سچی تعریف مشین اور وزنی الفاظ میں کی جائے بہت کم ہے۔ کیونکہ اس معزز و مشہور خاندان میں ایسے لوگ بہت کم گزرے ہیں جن میں وہ تمام اوصاف پائے جاتے ہوں جو تنہا آپ میں دیکھے جاتے تھے یہی اوصاف تھے جنہوں نے سید حسین جیسے امیر کبیر

Marfat.com

اور شجاع شخص کو شیخ صاحب کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ اور آپ کا اعزاز پورے طور پر اس کے دل میں قائم کر دیا تھا۔ بلکہ آگے چل کر خود تاج و تخت وارث شہنشاہ عالمگیر کے دل میں آپ کی عظمت و وقار کے نقوش کندہ دیئے تھے۔

عظمت و وقار | سید حسین جیسے دانشمند اور عقل کے پتلے کو چونکہ آپ کی ذا خداداد قابلیت تجربہ پر کافی اعتماد ہو گیا تھا۔ اس لئے اب سے کوئی ملکی جنگی معاملہ ایسا نہیں ہوا جس میں آپ کے نتیجہ خیز مشورے کے مطابق عمل نہیں کیا گیا بلکہ وہ ہر معاملہ میں آپ کو اپنا ہمراز بناتا اور جو کچھ آپ مشورہ دیے اسی کے مطابق عمل میں لاتا۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ تمام امراء کو اپنے قابل اور ممتاز کارکنوں سے ایک خاص قسم کا ارتباط اور اتحاد ہوتا ہے۔ لیکن سید حسین اور شیخ صاحب کا د تعلق خاص کر اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ ان میں بالکل ویسے ہی باہمی تعلق پائے جاتے تھے جیسے فطرتاً بھائی بھائی میں پائے جاتے ہیں۔

اتحاد و محبت | قریباً تمام معاشرتی امور اور تمدنی احوال میں سید کا تعلق شیخ سے بالکل برادرانہ اور عزیزانہ تعلق تھا اور سب سے زیادہ قابل تعریف با یہ ہے کہ ان دونوں کے باہمی تعلقات نمائشی اور بناوٹی نہ تھے۔ بلکہ عملی پر ان کا ظہور ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا اثر یہاں تک پہنچا کہ جو شخص محتر اور واجب التعظیم شیخ کی مخالفت کرتا تھا بزرگ سید کو اس سے ذا اختلاف ہوتا تھا۔

Marfat.com

قصہ مختصر جب فتح مند لشکر نے بزار کامیابی اپنے قیامگاہ کی طرف
جعت کی تو شیردل سید نے اس فتح کی خوشی میں ایک شاہانہ جلسہ کیا اور
ل حوصلہ مندی اور عالی ہمتی سے لشکریوں کی گودیاں مال وزر سے بھر دیں
ر روز تک لشکر کا اس مقام پر قیام رہا۔ اور نہایت فارغ البالی سے
ل وکامرانی میں مصروف رہا۔

ب واقعہ | اسی اثنا میں ایک نہایت عجیب اور حیرتناک واقعہ پیش آیا۔
یہ کہ اس فتح کے تین دن بعد ایک مسن اور ضعیف عورت شیخ صاحب
دریافت کرتی اور تلاش کرتی ہوئی آپ کے خیمہ میں آئی اور ٹوٹی ہوئی آواز
گویا ہوئی کہ برخوردار من! میں ان تینوں شخصوں کی والدہ ہوں جن کے
تیری تیغ بے دریغ سے قتل کئے گئے ہیں میں جانتی تھی کہ دنیا بھر میں کوئی
ل میرے فرزندان سے زیادہ شجاع اور قوی تر نہ ہوگا۔ لیکن حقیقت میں
ے دھوکا ہوا۔ جو آج نہ صرف میری نظروں میں بلکہ ہزارہا انسانوں کی نگاہوں
لنت از بام ہوگیا۔ تجھ پر خدا کی رحمت ہو اور آسمان وزمین کا پیدا کرنے
تجھے نظر بد کے زہریلے اثر سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ بے شک تو ان
ب سے قوت وشجاعت میں بہتر وبرتر ثابت ہوا میں ناخوشی اور بناوٹی
پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر ان کی جگہ تجھے اپنا فرزند خیال کرتی ہوں۔ میری آرزو
کہ تو مجھے اپنی ماں کے قائم مقام تصور کر۔ اور میری کلبۂ احزان اور تاریک
کو اپنے نور قدوم سے منور کرکے چند روز اطمینان اور آسائش کے ساتھ
آرام کرتا کہ میں تجھے سیر ہو کر دیکھوں اور تیرے جاہ وجلال سے بھرے

Marfat.com

ہوئے چہرہ سے میری آنکھوں کو خنکی اور دل کو تسلی و اطمینان نصیب ہو

دلسوزی و مہربانی | چونکہ بڑھیا کی تقریر دلسوزی اور شفقت و مہربانی سے بھری ہوئی تھی۔ اس لئے محترم شیخ پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا۔ خادم سے فرمایا کہ گھوڑا کس۔ اور آپ فوجی لباس سے آراستہ ہوکر بڑھیا کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے۔ عزیز و اقارب کی ایک جماعت نے جن میں آپ کے بھائی بھی تھے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا اور عرض کیا تعجب کی بات ہے کہ آپ جیسا تیز ہوش اور عقلمند ایک ایسی حرکت پر پیش قدمی کرے جس کا نتیجہ نہایت ضرررساں اور مضرت وہ ہو ایک عورت ذات کی چند بناوٹی باتوں اور بناوٹی لفظوں پر جن کی بنا صرف دھوکے اور غرور پر ہو بھروسہ کے قابل سمجھنا بے شک بعید از قیاس اور دور از عقل ہے۔ بالخصوص وہ عورت جن کے تین اولوالعزم اور بہادر فرزند آپ کی تیغ بے دریغ سے قتل کئے گئے ہوں۔ آپ کا وہاں جانا اور اس عورت کا مہمان ہونا ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آتا۔ ہر چند کہ ان لوگوں نے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے میں بہت کوشش کی لیکن آپ نے ان کی تقریر کی طرف ذرا بھی التفات نہیں کی اور ان کا منع کرنا کسی گنتی میں نہ لائے۔

جب مانعین کی اس جماعت نے دیکھا کہ آنے والی بڑھیا کی شیریں کلامی اور پُر اثر الفاظ کا جادو واجب الاحترام شیخ پر اپنا پورا اثر ڈال چکا اور ہماری تمام کوششوں پر ناکامی کا پانی پھیر دیا گیا ہے تو آندھی مینہ کی طرح جھپٹے ہوئے۔ سید حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بڑھیا کی

Marfat.com

اس کے قبول کرنے میں شیخ کی مستعدی بیان کی۔ بزرگ سید اس وحشتناک
سے سخت متذبذب ہوئے اور ایک عاجلانہ حرکت کے ساتھ شیخ لیخد مت
پہنچ کر گہری گہری قسمیں دلائیں اور بڑھیا کی التماس قبول کرنے سے
رکھا۔

اس وقت آپ سے بجز اس کے اور کچھ نہ ہوسکا کہ بڑھیا کو بلا کر نہایت
آمیز لہجہ میں فرمایا کہ مادرِ من! یہ لوگ مجھے تیرے ساتھ چلنے کی اجازت
دیتے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بالفعل تیری اس التماس کے قبول کرنے
قاصر ہوں لیکن تجھے مطمئن رہنا چاہیئے کہ میں چندروز کے بعد تیری بستی
ضرور آؤں گا اور تیرے حسب منشا کچھ عرصہ تک وہاں رہوں گا۔
میں تجھ سے مضبوط وعدہ کرتا ہوں اور تو لقینی طور پر سمجھ لے کہ مسلمان
اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں اور ان کے نزدیک عہد شکنی۔ بدعہدی
ایسا سنگین جرم اور سخت گناہ ہے جو معافی کی قابلیت نہیں رکھتا۔
چندروز کے بعد جبکہ تمام لوگوں کے دلوں سے یہ واقعہ نسیاً منسیاً ہو گیا تو
وجیہ الدین صاحب اپنے متعلقین کو غافل پاکر سوار ہوئے اور اس بڑھیا
مکان پر تشریف لے گئے۔

ئے وعدہ | بڑھیا درحقیقت ویسی ہی محبت وتعظیم اور اخلاص و دلسوزی
پیش آئی جیسے حقیقی اور سگی ماں اپنے قابل اور فخر خاندان فرزند سے
آتی ہے۔ سب سے اول بڑے جوش مسرت کے ساتھ استقبال کیا
نہایت عظمت ووقار کے ساتھ ایک قیمتی فرش پر بٹھایا۔ بڑھیا کی اس وقت

Marfat.com

کی بشاشت اور خوشی کا کوئی کافی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا بار بار یہی چاہتی تھی
کہ شیخ پر قربان ہو جائے۔ اور اپنی جان اُس کے قدموں میں نثار کر دے
کچھ دیر تک اسی قسم کی صحبت رہی۔ زاں بعد بڑھیا نے اپنے معزز مہمان کی
کھانے کی تواضع کی اور امیرانہ طرز پر دعوت کا سامان مہیا کیا۔ کھانے سے
فارغ ہونے کے بعد محترم شیخ اور بڑھیا کے مابین اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی
رہیں اور دیر تک راز و نیاز کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ الغرض تین روز اسی طرح گذرے
چوتھے روز شیخ صاحب اُس سے اجازت حاصل کر کے اپنے لشکر میں واپس
چلے آئے۔

شیخ عبدالرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں بارہا اُس بڑھیا کے مکان پر
گیا ہوں جب کبھی میں اُدھر جا نکلتا تو وہ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش
آتی اور میری تسلی و دلجوئی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتی میں اُسے دادی کہا کرتا
اور وہ اُس سے بہت خوش ہوا کرتی تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ چونکہ میں نے
بچپن میں اپنی دادی کو نہیں دیکھا تھا اِس لئے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس بڑھیا کے
علاوہ میری کوئی اور دادی ہے۔

واقعات مذکورہ بالا سے جو دلچسپی کے بہت سے سامان اپنے ساتھ
رکھتے ہیں معزز شیخ کے شجاعانہ کارناموں اور بہادرانہ نام آوریوں کے ثبوت
کے علاوہ آپ کی وہ خاص خاص خوبیاں بھی ظاہر ہوتی ہیں جو نہایت وقعت
و قدر کی نگاہوں سے دیکھے جانے کے قابل ہیں اور نہایت مفید اور نتیجہ
بخش اثر رکھتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ شیخ صاحب جیسے صادق الق

Marfat.com

محتاط تھے ویسے ہی بات کے پکے اور عہد کے پورے تھے۔ کبھی ایسا
ں ہوا کہ کسی سے آپ نے کچھ وعدہ کیا ہو اور پھر اسے پورا نہ کیا ہو۔

تذکروں میں جس قدر حالات جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی بے دھڑک
جاعت اور نڈر جرأت کے لکھے گئے ہیں ان میں سے بعض واقعات ہم
ل کر چکے ہیں جن سے کافی طور پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ واجب الاحترام
یخ میں فی ذاتہ کس قدر شجاعت و جرأت کا مادہ تھا۔ لیکن اب ہم ابوالمظفر
ی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے پرشوکت زمانہ میں آتے ہیں۔
ر شیخ صاحب کے چند وہ واقعات مختصراً ذکر کرتے ہیں جن پر عالمگیری
کروں کے ساتھ ساتھ تاریخی چمک اب تک برابر پڑ رہی ہے۔

جب ہندوستان کے اقبال کا ستارہ آسمانی سطح کے مشرقی افق میں
ہتاب ثاقب بن کر چمکا تو عالمگیر جیسا پررعب سنجیدہ۔ اولوالعزم۔ عاقل۔ مدبر
شاہ تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا۔ عالمگیر جیسا پابند مذہب اور علم دوست
ھا۔ ویسا ہی شجاعت و بہادری پر جان دیتا تھا۔ اس کے پرشوکت دربار
ں جس حیثیت سے علما فضلا کی تکریم و تعظیم کی جاتی تھی۔ اسی لحاظ سے شجاع
ور بہادروں کا اعزاز کیا جاتا تھا۔ غرضکہ دونوں فریق اس عہد حکومت میں امتیازیہ
نظروں سے دیکھے جاتے تھے چونکہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی
تاریخی زندگی میں یہ بات نہایت ہی عجیب و غریب تھی کہ آپ تیغ و قلم دونوں
کے مالک تھے۔ ایک ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا اور دوسرے میں قلم کا نیزہ۔
جس طرح آپ کی تیغ دودم کی جیتی جاگتی یادگاریں اس وقت تک زمین پر

Marfat.com

قائم و دائم ہیں اسی طرح آپ کے قلمی فتوحات کے دفتر ہمیشہ ہماری ہیں) اس لئے عالمگیری دربار میں آپ کا دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس ہی وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ۔

عالمگیر کی تخت نشینی
شاہ شجاع کا خروج

۱۰۶۸ھ میں محمد اورنگ زیب عالمگیر تخت سلطنت پر فرا ہوا اور اوائل ۱۰۶۹ھ میں اسکے برادر شاہ شجاع نے کی طرف خروج کیا ۔ عالمگیر ایک عظیم الشان اور جرار فوج ساتھ لے کر شاہ کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا اور عالمگیری شاندار جھنڈے ایشیائی دنیا مشرقی حصوں کی طرف فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ موضع کھجوہ میں دونوں خونخوار اور عظیم الشان لشکروں کا اندھا دھند مقابلہ اور مقابلہ کے بعد سخت خونریزی واقع ہوئی ۔ اس جنگ میں جناب شیخ وجیہ الدین صاحب بھی شریک کر لئے گئے تھے اور عین معرکہ میں داد شجاعت دیتے تھے

اس معرکہ آرائی میں شیخ صاحب ہی نے لڑائی کا بہت بڑا حصہ لیا فوج کا ایک مختصر مگر خونخوار دستہ بہادر اور دل چلے شیخ کے زیر کمان بڑے جوش کے ساتھ آگے بڑھا جاتا تھا اور تیروں کا برابر مینہ برسا رہا تھا ۔

میدان جنگ

ایک موقع پر پہنچ کر شیخ صاحب نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈور روک لی اور ساتھ ہی آپ کی وفادار اور جان نثار فوج بھی رک گئی ۔ آپ نے چند منٹ تک غور کیا کہ مجھے کس پہلو پر حملہ آور ہونا زیادہ مفید پڑے گا ۔ فوراً آپ کی سمجھ میں ایک رُخ آگیا ۔ اور اسی طرف گھوڑ

Marfat.com

ں باگ اُٹھادی۔ حریف کے لشکر نے اپنی توپوں کے رُخ ادھر کر دیئے۔ اور ایک دم گولوں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ لیکن خدا کی شان اُن کا فی صدی ایک گولا بھی نشان پر نہ لگ سکا۔ چنانچہ اب دونوں لشکروں نے توپوں کے تیر سے درگزر کر کے تلواروں کے قبضے پکڑ لئے اور سینہ بسینہ جنگ شروع ہو گئی۔ کچھ دیر تک اندھا دُھند مقابلہ رہا۔ سخت خونریزی کے بعد حریف کا لشکر نہایت بزدلی اور سراسیمگی سے پیچھے ہٹا۔ شیخ صاحب نے بڑی بے جگری اور بہادری سے یہ مورچہ فتح کیا اور یہاں کا ضروری انتظام کر کے بڑے غیظ و غضب کے ساتھ حریف پر دوبارہ حملہ آور ہوئے

لشکر کی ہزیمت مخالف فوج نے شیخ کے اس زبردست اور خونخوار حملے کو بڑے زور سے روکا اور دو گھنٹے یا اس سے کچھ کم و بیش انہوں نے بڑی خونخواری سے جنگ کی لیکن بعد ازاں یک بیک اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور یہ مورچہ بھی شیخ کے قبضہ میں نہایت آسانی کے ساتھ آ گیا۔ شاہ شجاع کے تمام لشکر میں ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور شیخ کے متواتر حملوں اور تابڑ توڑ حملوں نے انہیں بالکل بزدل بنا دیا۔ چنانچہ جب اُن پر حد سے زیادہ خوف طاری ہوا تو سراسیمہ ہو کر بھاگنا شروع کیا۔

شاہ شجاع اگرچہ فنون جنگ سے خوب واقف تھا اور بے نظیر شجاعت و بہادری میں غیر معمولی قابلیت رکھتا تھا۔ لیکن عالمگیر کے مقابلہ میں اپنا ضعف بخوبی سمجھتا تھا۔ گو اس کا لشکر تعداد میں کم نہ تھا۔ لیکن شائستگی اور خونخواری میں عالمگیر کے لشکر کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسی خونخوار اور شائستہ

Marfat.com

فوج سے میدان لینا مشکل اور سخت مشکل ہے۔ قواعد دان فوج کی کمی افسروں کی بے اعتباری۔ عام لشکر کی طبع برخاستگی اور سب سے بڑھ کر سامان حرب کی طرف سے ناکافی اطمینان۔ یہ تمام باتیں اس قسم کی تھیں جو ہر وقت شاہ شجاع کو متوحش اور بزدل بنا رہی تھیں۔

شاہ شجاع نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر پہلے ہی سے نتیجہ نکال لیا تھا کہ اس موقع پر کامیابی کی امید کرنا سراسر فضول ہے اس لیئے اُس نے میدان جنگ کو چھوڑ کر آخری تدبیر یہ سوچی کہ چند مست ہاتھی عالمگیر کے لشکر کی طرف چھوڑے جائیں اور ہر ہاتھی کے پیچھے زرہ پوشوں کی ایک کافی تعداد روانہ کی جائے۔

مست ہاتھیوں کا حملہ | جب مست ہاتھی مخالف کی فوج پر حملہ کر کے منتشر و پریشان کر دیں تو زرہ پوشوں کا لشکر آفت ناگہانی کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور عام قتل کر کے دشمن کو پسپا کر دے۔

دوسرے دن جبکہ طرفین کے لشکر صف آرا ہوئے اور عالمگیر کے فوجی افسروں نے اپنے اپنے دستوں کا باقاعدہ پرا جمایا تو شاہ شجاع کے لشکر کی طرف سے دو تین کوہ پیکر مست ہاتھی چنگھاڑتے ہوئے بڑے جوش و خروش کے ساتھ نکلے اور اُنکے عقب میں کثیر التعداد فوج لوہے میں ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ خونی ہاتھیوں نے چاروں طرف بے محابا حملے کرنے شروع کر دیئے اور زرہ پوش جماعت بڑی دہشت ناکی کے ساتھ توپ کی باڑیں مارنے لگی۔ جب یہ صورت ظہور میں آئی۔ تو عالمگیر کے لشکر میں ایک ہلکا

Marfat.com

ی پڑ گئی۔ بڑے بڑے بہادروں کے پیر اکھڑ گئے اور ہر شخص ایک سمت بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ عالمگیر کے ہاتھی کے گرد بجز ان خاص خاص وفادار اور جان نثاروں کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔ جو خطرناک اور سخت نازک موقع پر اس کا ساتھ دیتے چلے آئے تھے اور جنہوں نے اس کی ترقی و بہبودی میں ہمیشہ جانیں لڑا دی تھیں۔

شیخ وجیہ الدین صاحب اپنے مورچہ پر بے خوف و ہراس کھڑے ہوئے اسی خونی منظر اور قیامت زا حادثہ کو پرشوق نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ فوج کی پریشانی اور بزدلی دیکھ کر آپ کی رگِ غیرت حرکت میں آئی اور بہادرانہ جوش تمام رگوں میں خون کی طرح دوڑ گیا۔ آپ نے مورچہ چھوڑ کر سب سے اول اس مست ہاتھی پر حملہ کرنا چاہا جو اس طرف رخ کئے ہوئے بڑھا چلا آرہا تھا۔ جو فوج کا دستہ اس وقت آپ کی زیر کمان تھا۔ ہاتھی کا مقابلہ کرتے ہوئے جھجکا اور میدان سے واپس چلا جانا غنیمت سمجھا۔ بہادر شیخ نے آگے بڑھ کر سب کو روکا اور خوف زدہ آواز میں غل مچا کر کہا۔

شیخ کی موثر اور پرجوش نصیحت

بہادرو! یہی تو لڑائی کا موقع ہے اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کا یہی تو وقت ہے۔ اس موقع پر جان دینا اور شجاعوں کے کارناموں میں اپنی زندہ یادگار قائم رکھنا جان بچانے اور ہمیشہ بزدلی اور نامردی کے ساتھ یاد کئے جانے سے بہت بہتر ہے۔ شجاعت پیشہ ناموروں کی سب سے زیادہ جس چیز نے تاریخ میں بقائے دوام کے ساتھ عزت افزائی کی ہے اور بہادروں کو جس بات نے تاریخی کارناموں

Marfat.com

میں ممتازیت و انتخاب کا پُر فخر اعزاز بخشا ہے یہی جان نثاری اور وفاداری
اس میں ذرا شک نہیں کہ ایسے جان جوکھوں اور خطرناک مواقع میں ثابت
قدمی اور استقامت سے کافی حصہ لینا بعض اولوالعزم اور جان بازوں کو
بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ انسانی تدبیر تقدیر
الٰہی کو کبھی شکست نہیں دے سکتی۔ فتح ہمارے ساتھ ہے اور بغیر مقابلہ
واپس چلے جانے میں بدنامی کے علاوہ سراسر حرماں نصیبی اور بدقسمتی آگے
کھڑی ہے۔ لیکن پھر بھی میں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جی چاہے
مجھ سے علیحدگی اختیار کرے اور جسے منظور ہو میرا ساتھ دے"!

ہر چند کہ آپ کا یہ شیریں اور موثر وعظ دلسوزی اور حکمت آمیز مقولوں
سے پُر تھا اور سامعین کے دلوں پر بہت اچھا اثر ڈالنے کا کافی سامان
رکھتا تھا۔ لیکن تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ جو طبیعتیں حقیقت میں قابل اور
متاثر ہوتی ہیں ان میں ادنٰے بات سے تحریک اور تحریک کے ساتھ تکمیل
کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بخلاف ان کے جو طبیعتیں ناقابل اور پژمردہ ہوتی ہیں
اُن پر کسی موثر وعظ کا اثر پڑتا ہے نہ دلسوزی کا اظہار کام آتا ہے اور چونکہ
سنگلاخ چٹانوں پر بغیر ہل چلائے بیج ڈالنا اور پھر اس کے باردار ہونے کی
امید کرنا خلاف قانون قدرت بات ہے۔ اس لئے جناب شیخ صاحب اپنے
اس ارادہ پر کامیاب نہیں ہو سکے۔

چنانچہ آپ کے اکثر رفیق اس خطرناک معرکہ میں آپ سے جدا ہو گئے
اور صرف چار شخصوں نے اس دہشت ناک منظر میں آپ کا ساتھ دیا۔ یہی

Marfat.com

اور اولوالعزم اور ارادہ کے پورے وہ شخص ہیں جن کی نسبت شیخ وجیہ الدین صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر ہمارے رفیقوں میں سے کوئی شخص سی خوفناک اور جانبازی کے موقع میں ہمارا ساتھ دے گا ان ہی چار مستقل شخاص میں سے ہوگا"۔

قصہ مختصر آپ ایک اونچے دمدمے سے تلوار علم کئے ہوئے اُترے ن چار شخصوں نے آپ کے گھوڑے کا فتراک مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر باہم عاہدہ کیا کہ ہم شیخ کے ساتھ جانیں تک لڑا دیں گے اور وفاداری کا حق جیسا کہ چاہیئے ادا کریں گے جس مقام پر شیخ کے قدم ہوں گے وہاں ہم اپنی آنکھیں بچھا دیں گے۔ شیخ نے نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے ہاتھیوں کی طرف رُخ کیا۔ اور سب سے اول اس ہاتھی پر سفاکانہ حملہ کیا جو زیادہ سرکشی کر رہا تھا۔ قریب پہنچ کر کچھ دیر تک تو خاموش اور چپ چاپ کھڑے رہے لیکن جوں ہی ہاتھی نے اپنی مہیب اور خوفناک سونڈ آپ کی طرف اُٹھائی اور چاہا کہ لپیٹ کر گھوڑے سے کھینچ لے۔ آپ نے پوری طاقت سے ایک ایسی تلوار ماری کہ اُس کی سونڈ نیچے کی جانب سے دوپارہ ہوگئی سونڈ کے کٹتے ہی ہاتھی نے ایک نہایت کریہ۔ ہوشربا چیخ ماری جس سے سننے والوں کے دل دہل گئے اور لشکر میں عام طور پر ایک سخت زلزلہ اور تہلکہ پڑ گیا۔ ہاتھی ایسی بے سروسامانی اور سراسیمگی کے ساتھ پیچھے کی طرف بھاگا کہ زرہ پوشوں کا لشکر جو اُس کے عقب میں لشکر عالمگیر پر اسلحہ آتشی لیتے داغنے والے آلات سے باڑیں مارتا ہوا آگے بڑھا چلا آتا تھا۔ اُس کے پاؤں سے

Marfat.com

اس قدر کچلا گیا کہ صرف گنتی کے آدمی اور وہ بھی بہت مشکل سے جانبر ہو سکے۔

شیخ کی یہ شجاعانہ کوشش گویا عالمگیر کی فتح و عروج اور شاہ شجاع کے زوال و ادبار کا مقدمہ تھا۔ ابھی اس سے پیشتر عالمگیر کا اقبال جو پہاڑ کی کے ڈھلتے ہوئے سورج کی طرح نہایت حیرت کے ساتھ اس پر خوف نظارہ کو الوداعی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس آفتاب کی طرح چمکنے لگا جو نصف النہار پر پہنچکر اپنی پوری اور کامل درخشانی سے ایک عالم کو منور کر دیتا ہے۔ منتشر بھاگی ہوئی فوج سب طرف سے سمٹ سمٹا کر جمع ہو گئی اور شیخ کی سرکردگی میں غنیم کی فوج پر دفعتہً پل پڑی۔ اب سطح زمین پر تلواریں چمکنے لگیں اور آتش فشاں آلات سے سارا میدان دھواں دھار ہو کر مہیب اور خوفناک آواز سے گونج اٹھا۔ اس جنگ کا یہی حصّہ زیادہ پرخطر اور خوفناک تھا۔ بہادروں کے سر کھیرے ککڑی کی طرح بے دریغ کٹ رہے تھے۔ اور زخمی سپاہی خون کے دریا میں غوطے لگا رہے تھے کسی کو کسی کی خبر تک نہ تھی اور ایک بڑے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔

شاہ شجاع کی ہزیمت اور شکست

نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ شجاع کو شکست ہوئی اس کے لشکر کا اکثر حصّہ بے دریغ قتل کیا گیا اور کسی قدر گرفتار ہو کر میدان عالمگیر کے ہاتھ رہا۔ اور غنیم کا بے شمار سامان حرب ہاتھ لگا لشکر میں فتح کے شادیانے بجنے لگے اور ہر شخص کو اپنی کھوئی ہوئی عزت اور برتری کے دوبارہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔ عالمگیر نے اس فتح کی خوشی میں ایک شاندار

Marfat.com

بلسہ کیا اور چونکہ وہ عین معرکہ میں جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی بہادرانہ کوشش اور وفادارانہ جوش کو اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا اس لئے سب سے بیشتر عمدہ اور منتخب اسلحہ کے ساتھ کثیر التعداد رقمیں آپ کو عطا کی گئیں۔

عالمگیر کی خداشناسی

عالمگیر نے خود اپنے ہاتھ سے آپ کی کمر میں تلوار باندھی اور نہایت شکر گزاری کے ساتھ آپ کے منصب اور عزت افزائی میں ترقی کرنی چاہی لیکن اس سیر چشم اور مستغنی المزاج بہادر نے اپنی اس کارگزاری کے صلہ میں کوئی مہتم بالشان اور منتخب عہدہ لینا پسند نہیں کیا کیونکہ آپ اپنے موجودہ منصب کو صوبجات کی گورنری اور پرگنوں کی عاملی کے ممتاز عہدوں سے کسی درجہ کم نہ سمجھتے تھے۔ نیز آپ کی محتاط زندگی اور معمول سے زیادہ اتقاء و پرہیزگاری ان معزز عہدوں کے مناسب بھی نہ تھی جن میں مصروف ہو کر اکثر لوگ ان امور سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ عجب نہیں کہ آپ نے اسی خیال سے ان عہدوں کو قبول نہ کیا ہو۔

اس واقعہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ شیخ صاحب اپنی بے مثل شجاعت اور بے محابا جرأت میں کہاں تک قابلیت رکھتے تھے۔ اور شاہی درباروں میں آپ کی شجاعانہ کوششیں کس قدر اعزاز و وقعت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کی شجاعت کی نسبت اور بھی بہت سے ایسے دلچسپ اور ندرت مآب واقعات تذکروں میں لکھے گئے ہیں جن سے آپ کی یہ صفت بوجہ احسن ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا میں ایک اور واقعہ لکھ کر اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔

Marfat.com

ایک اور واقعہ | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید شہاب الدین کا جو شاہ عالمگیر کا ایک نہایت معزز و ممتاز اور مشہور کارکن تھا۔ عالمگیر بادشاہ کی طرف سے محا پیش آیا۔ چونکہ حساب سمجھتے وقت بادشاہ کو اُس کی خیانت ثابت ہوئی۔ اس لئے عالمگیر نے اس پر سخت عتاب کیا۔ اور گرفتاری کا حکم دے دیا۔ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب نے اُس تعارف کی وجہ سے جو ایک زمانہ سے حا تھا۔ عالمگیری عدالت میں اُس کی ضمانت پیش کی اور خود غبن شدہ رقوم کے کفیل ہو گئے۔ آپ کی ضمانت منظور ہوئی اور قوم کی ادائیگی کے لئے ایک محدود وقت مقرر کیا گیا۔ لیکن جب وعدہ کی مدت ختم ہوئی اور سید شہاب الدین نے رقومات ادا کرنے میں تساہل کیا تو شاہی مطالبہ آپ کی طرف متوجہ ہوا رقم کثیر تھی اور شیخ صاحب اِس قدر استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اُسے ادا کرکے حاصل کرتے۔ اِس لئے آپ نے سید شہاب الدین کو بلایا اور نہایت نرمی اور سہولت کے ساتھ مطالبہ کا سلسلہ چھیڑا ہنوز باتوں کا تار نہ ٹوٹا تھا کہ بدقسمت سید نے آپ کے اُس قومی احسان اور اس سہلگیری و نرمی کی یہ مکافات کی کہ سخت برہمی اور غصہ کے لہجہ میں بولا "کہ حضرت! میرے پاس مال و دولت کچھ نہیں اور اس کے ساتھ ہی ایک بڑی غضب ناکی اور عام جوش کے ساتھ تلوار میان سے نکال کر کہنے لگا یہ حاضر ہے" شیخ صاحب نے اُس کی یہ برہمی (اور سچ پوچھیے تو کمینہ پن) ملاحظہ کرکے ایک نہایت ہی خوش آیندہ تبسم کے ساتھ فرمایا "پیارے سید! تلوار کا قبضہ پکڑنا بہت آسان ہے۔ لیکن اُس کی ذمہ داری سے باہر آنا مشکل اور سخت مشکل ہے

Marfat.com

ہاری غضب ناکی محض بے جا ہے اور میرے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں
تی شیخ کی یہ گفتگو سن کر وہ اور بھی افروختہ ہوا اور اُس کی حمیت کی رگ حرکت
یں آئی۔ ایک فوری جوش کے ساتھ تلوار اٹھائی اور سر تک بلند لے گیا۔
بلن ہنوز تلوار نیچے جھکنے نہ پائی تھی کہ دل چلے شیخ کا بایاں ہاتھ اس تک پہنچ
چکا تھا آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے تو اس کی تلوار پکڑ لی اور دائیں ہاتھ سے
چہرہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ احسان فراموش سید اوندھے منہ زمین پر جا
پڑا اور ایک عرصہ تک بے ہوش رہا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس گردن زدنی
کے ہاتھ پاؤں رسی سے کس دیئے جائیں اور اس کے طویلہ میں جس قدر اونٹ
گھوڑے موجود ہوں سب حاضر کئے جائیں۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی
اور حرمان نصیب سید کا طویلہ فوراً خالی کر دیا گیا۔

ادھر جب سید کو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آپ نے اسی قہر آلود
نظروں سے دیکھ کر فرمایا کہ سید! کیا اس قومی احسان کا بدلہ یہی تھا جو تو نے
ادا کیا۔ اور ہاں یہ تو بتا کہ اب تیرا وہ لاف و گزاف اور تکبر و غرور کہاں گیا
سید سے جبکہ اس نے اپنے تئیں ایک بڑی رسی میں جکڑا ہوا دیکھا آپ
کے پہلے جملہ کو سن کر بجز اس کے اور کچھ بن نہ آیا کہ گردن نیچی کر لی لیکن جب
دوسرا جملہ کان میں پڑا تو اس کے دل میں ایک غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی۔
اور نہایت جوشیلی آواز میں بولا کہ میں نے اپنے کامیاب ہونے میں
کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی لیکن اسے میں کیا کروں کہ آپ کا ہاتھ قبل اس
کے کہ میں اپنا وار کروں حرکت میں آیا اور ایک ایسا قوی صدمہ مجھے پہنچا۔

Marfat.com

جس سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر آپ ہی فرمائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔

شیخ صاحب نے اس کی یہ بے ہودہ اور فضول گفتگو سن کر فرمایا کہ بہت اچھا تم سچ کہتے ہو اب بس تمہیں پورا موقع دیتا ہوں کہ اپنی کامیابی میں کوشش محنت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو اور جو کچھ کرنا ہے کر گزرو چنانچہ آپ نے خادم کو اشارہ کیا کہ سید کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے جائیں اور اس کی تلوار اُسے دے دی جائے فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی۔ اور نا عاقبت اندیش سید تلوار لے کر محترم شیخ کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ہر چند چاہا کہ حملہ کرے۔

رعب و ہیبت | لیکن شیخ کا رعب اس درجہ غالب ہوا کہ اس کا جسم سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگا۔ اور بدن پر اس قدر لرزہ پڑا کہ حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ انجام کار اس نے تلوار زمین پر پھینک دی اور بے ساختہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

اس واقعہ سے شجاعت کے سوا آپ کے قومی احسان و تفضلات بہادری اور استقلال کے عمدہ نمونے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رعب و ہیبت جو شجاعت کے لئے لازمی ہیں آپ میں بطرز احسن پائے جاتے تھے۔ پھر اس واقعہ کو اگر ناظرین لطیفہ سمجھیں تو حقیقت میں ایک عمدہ اور نتیجہ خیز مذاق ہے۔ لیکن اگر تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس بات کی پوری تحقیق ہوتی ہے کہ واجب الاحترام شیخ کی شجاعت شہرت سے درگزر

Marfat.com

کے ضرب المثل کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ کتب تواریخ اور عام تذکروں
بزرگ شیخ کی شجاعت کے افسانے جستہ جستہ مذکور ہیں لیکن اس واقعہ
بت مجھے یہ لکھنا بہت مشکل ہے کہ کس تاریخ میں اس کا ذکر ہوا ہے۔
میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ گو مؤرخوں نے اسے ایک عام معمولی
جزئی واقعہ سمجھ کر نظرانداز کر دیا ہے لیکن اس کے واقعی اور محقق ہونے
کسی طرح کا شک نہیں اور اس کے ثبوت میں میں صرف ایک مستند شہادت
ل کرنا کافی سمجھتا ہوں وہ یہ کہ جب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے سامنے
س واقعہ کا ذکر ہوا تو آپ نے نہایت وثوق کے ساتھ ارشاد کیا کہ یہ واقعہ
راچشم دید ہے۔ اس موقع پر میں خود موجود تھا اور اس خوفناک منظر کو اپنی
کھ سے دیکھ رہا تھا"۔ پس اس مستند اور فاضل کی واجب القبول عینی شہادت
ے مقابلہ میں ہمیں ہرگز جائز نہیں کہ واقعہ مذکورہ کے ثابت اور محقق ہونے میں کسی
رح کا شک و شبہ کر سکیں۔

محترم شیخ کی تاریخ زندگی میں سب سے زیادہ جس چیز نے آپ کو تمام
ندوستان میں معروف و مشہور کر دیا ہے وہ یہی آپ کی شجاعت کے کارنامے
ر بہادری کے افسانے ہیں جن میں سے میں بعض ان واقعات کو تفصیل بیان
ر آیا ہوں جن میں ناظرین کی دلچسپی کے بہت کچھ سامان تھے اب میں آپ کی
ستقامت اور قلبی قوت کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

ستقامت | جو علاوہ دلچسپی کے مذکورہ بالا عنوان سے کمال تعلق رکھتا ہے
کیونکہ حقیقت میں قلبی قوت اور استقامت ہی بیت الشجاعۃ کا پہلا دروازہ

Marfat.com

ہے جس میں قدم رکھتے ہی ناظرین کو آپ کی شجاعت کا اور کبھی کافی اندازہ
جائے گا۔ اور معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ نے اس صفت خاص میں وہ غیر
ترقی کی جس سے آج تک صفحات تواریخ پر آپ کا نام نامی ثبت
بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بے باکی اور قلبی قوت اس حد تک پہنچ گ
تھی۔ کہ ایک معرکہ جنگ میں عظیم الشان مقاتلہ اور سخت خونریز محاربہ وا
ہوا۔ دونوں لشکروں کے بے شمار اور انگنت آدمی قتل کئے گئے اور
زخمی لیکن انجام کار مسلمانوں کو نمایاں فتح نصیب ہوئی اور مقدس اسل
کے شاندار جھنڈے ہوا میں اُڑنے لگے۔ جب مسلمانوں کا جنرل جس کی زیر
یہ فاتح لشکر موجود تھا۔ اپنے مقام پر پہنچا تو رات کے وقت حسب دستو
تمام فوجی افسر دربار میں حاضر ہوئے۔ مقتولوں کی تعداد میں گفتگو کا سل
چھڑ گیا اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے مناظرہ کی حد تک پہنچا ہر شخص مقتول
کی ایک تعداد قائم کرتا تھا۔ اور دوسرے کی طرف سے فوراً اس کی ترد
ہوتی تھی۔ شدہ شدہ جب آپ کی نوبت آئی تو فرمایا مجھے ایسا معلوم ہو
ہے کہ جانبین سے پانچ کم دو سو یا پانچ اوپر دو سو آدمی قتل کئے گئے
اور جو لوگ شکست کھا کر بھاگے ہیں اُن کی بابت میں کوئی کافی معیار ا
صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا۔

ذہانت و حافظہ حاضرین نے جب آپ کا یہ عاقلانہ حیرت انگیز فیصلہ
تو سخت استبعاد و استعجاب کیا اور تحیر انگیز صورت میں شیخ کے چہرہ
تکنے لگے لیکن تاہم کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے قول کی تکذیب کر

Marfat.com

دروہاں ناکا کوئی جواب دیتا۔ اِس تحیر اور بے جا سکوت نے محترم شیخ
کو آشفتہ کیا اور آپ کسی قدر برہمی سے کہنے لگے کہ تم لوگ اس قدر متعجب
کیوں ہوتے ہو میں نے کوئی بات نفس الامر کے خلاف نہیں کہی ہے یہ
درست بات ہے کہ تم اُسے واقع کے مطابق نہ سمجھو۔ حاضرین نے اگرچہ اپنی
تذبذب حالت کے درست کرنے میں بہت کچھ کوشش کی مگر بدقسمتی
سے وہ اس میں ناکام رہے۔ تاہم ملجاجت یوں عرض کرنے لگے۔ مخدوم
محترم شیخ صاحب! ہم اعتراضاً متعجب و متحیر نہیں ہوئے۔ بلکہ ہمیں اس
واقعہ سے کما حقہٗ واقفیت نہیں ہے ورنہ ہم آپ کی ہر بات قابل تسلیم
سمجھتے اور اُسے وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

حاضرین دربار یہ سب کچھ کہہ رہے تھے لیکن حقیقت میں انہیں ذات
الاعتصام شیخ کی اِس بات میں بہت بڑا شک اور سخت تردد تھا۔ آپ
اُن کے اس تذبذب کو فوراً تاڑ گئے اور چاہا کہ سب کو حقیقت حال پر
مطلع کریں۔ چنانچہ آپ اُس مجلس سے ایسی ہیئت پر اُٹھے جیسے کوئی شخص
قضاء حاجت کے لئے اُٹھتا ہے۔ رات نہایت اندھیری اور تیرہ تاریک تھی۔
ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دیتا تھا نہ راستہ کا پتہ ونشان معلوم ہوتا تھا۔ آس پاس
کے گاؤں والوں نے کبھی کے چراغ گل کر دیئے تھے۔ چاروں طرف سے
کالی کالی گھنگور گھٹائیں اُمڈی چلی آرہی تھیں بجلی کی کڑاک سے سارا جنگل
گونج رہا تھا۔ گاہے گاہے بادصرصر کے تیز جھونکے آبادی کا نشان دیتے
تھے ورنہ اندھیرے کی سیاہ چادر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میلوں تک عالم

Marfat.com

خاموشی اور سنسانی حکومت کر رہی ہے۔ ایسی خطرناک حالت میں
ہی کا کام تھا کہ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں پکڑ کر بے محابا معرکہ میں تشریف لے
گئے۔

اس وقت معرکۂ جنگ اور بھی پُر خوف اور زیادہ خطرناک تھا کہیں کہیں
سے زخمیوں کی جگر خراش آوازیں اور جانگزا صدائیں سنائی دیتی تھیں
اِدھر اُدھر سروں کے ڈھیر پڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے بے سر
لاشوں کے تودے لگے ہوئے تھے اور جس طرح مینہ سے زمین بھیگ
جاتی ہے اسی طرح بہادروں اور جانبازوں کے خون سے زمین بھیگی ہو
نظر آتی تھی۔ یہ سب کچھ تھا لیکن دل چلے اور نڈر شیخ کے دل پر اس حسرتناک
منظر کا کچھ بھی اثر نہ پڑتا تھا۔ آپ نے نہایت احتیاط اور اطمینان کے
ساتھ مقتولوں کو گننا شروع کیا۔ اسی اثنا میں آپ کا ہاتھ ایک ایسی گھائل
نعش پر پڑا جس میں ہنوز کچھ جان باقی تھی ہاتھ پڑتے ہی اس نے ایک
نہایت وحشت ناک چیخ ماری۔ ممکن تھا کہ شیخ اس ہولناک چیخ سے دہشت
میں آجاتے لیکن تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت ہے کہ کچھ تذبذب
آپ میں دخیل نہیں ہوا۔ آپ نے اس کی تسکین کی اور اپنا نام بتا کر اور
لاشوں کی پڑتال شروع کی۔ اسی اثنا میں آپ کا خیال اس طرف دوڑا
کہ معرکہ جنگ کے علاوہ کچھ متقاتلہ گاؤں کے عین وسط میں بھی ہوا تھا
وہاں بھی چل کر مقتولوں کی نعشیں ٹٹولنی چاہئیں۔ چنانچہ آپ میدان جنگ
کی نعش شماری سے فارغ ہو کر گاؤں میں پہنچے اور جہاں جہاں احتمال

Marfat.com

نا انتہا سے زیادہ مقتولوں کا تجسس کیا آپ ایک ایک لاش پر ہاتھ رکھتے
ور گنتے جاتے تھے کہ دفعتہً آپ کا ہاتھ ایک بڑھیا عورت سے چھو گیا
لڑائی کے وقت ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گئی تھی اس نے بھی ایک
نہایت خوفناک چیخ ماری اور غل مچا کر امن و پناہ کی استدعا کی۔ آپ نے
س کی بھی تسلی کی اور مزید اطمینان کے لئے آپ نے اپنے نام نامی سے
گاہ کیا۔

یہ سخت تعجب بلکہ ایک گونہ خرق عادت بات ہے کہ مقتولوں کی تعداد
اسی قدر ظاہر ہوئی۔ جو شیخ صاحب کا معیار تھا۔ آپ نے نہایت جوش
سرت کے ساتھ لشکر کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور مجلس کو اسی ہیئت
پر پایا جس پر آپ چھوڑ کر معرکہ کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ حسب
قاعدہ مجلس میں جا بیٹھے اور جب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو معرکہ میں جانے
اور مقتولوں کی نعشیں شمار کرنے اور ان دونوں شخصوں سے ملاقات کرنے کا
سارا قصہ تفصیل بیان کیا۔ اب حاضرین کا استعجاب اور بھی زیادہ ہوا اور وہ
پہلے سے بھی کسی قدر زائد حیرت زدہ ہو گئے۔ سب سے زیادہ خود رئیس
کو آپ کی اس قلبی قوت اور حیرت افزا استقامت پر تعجب تھا۔ اس نے
فوراً حکم دیا کہ سو بہادر سوار مشعلیں لے کر معرکہ میں جائیں اور تمام مقتولوں کا
شمار کر کے ان دونوں شخصوں کو ہمراہ لے آئیں سواروں کی یہ جماعت اگرچہ
اپنی بے دھڑک شجاعت اور بے خوف دلیری میں بے مثیل تھی۔ لیکن اس
خطرناک وقت اور پُر خوف مقام کی ہیبت سے معرکہ میں جاتے ہوئے

Marfat.com

ہچلچاہٹ اور خوف کے مارے سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگی۔ امیر نے جب ان لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو ایک تند اور غضبناک لہجہ میں بولا ہاں ہاں ابھی جاؤ اور اس سربستہ راز کی مجھے جلد اطلاع دو اور اس طلسم کی پردہ کشائی کرو۔" اس دوسرے حکم نے ان کے رہے سہے ہوش وحواس بھی گم کر دیئے۔ اور اب بجز اس کے ارشاد کی تعمیل کے اور کچھ نہ ہو سکا معرکہ میں جا کر مقتولوں کا شمار کیا اور ان دونوں شخصوں کو ساتھ لے آئے مقتولوں کی تعداد نے شیخ کی رائے سے موافقت کی اور ان دونوں شخصوں نے آپ کے نام سے امیر کو اطلاع دی۔

قصہ مختصر محترم شیخ کی شجاعت واستقامت اور قلبی قوت کے حالات وواقعات اس قدر وسیع اور غیر محدود ہیں جن کے ذکر کرنے کی ہم اپنے اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں دیکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر بطور مشتے نمونہ از خروارے بہت تھوڑے وقائع لکھ کر اس عنوان کو ختم کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ القليل ينبئ عن الكثير والغرفة يحكى عن البحر الكبير ورنہ خاص کر آپ کی بے مثال جرأت اور سچی شجاعت کے اس قدر واقعات ہیں کہ اگر فیصدی دس کا بھی انتخاب کیا جائے تو بھی ہمارا تذکرہ ان کے لئے ناکافی ہو۔ تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے چند روایتیں اوپر نقل کر آئے ہیں جن سے آپ کی شجاعانہ کوششیں بخوبی ظاہر ہوتی ہیں لیکن اس بات کو ہم ڈنکے کی چوٹ کہیں گے کہ شیخ کے پولٹیکل معاملات کی نسبت ہمیں ایک واقعہ بھی لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ مورخین نے انہیں عام اور جزئی واقعات

Marfat.com

خیال کرکے بالکل نظر انداز کر دیا ہے اس لئے ہمیں امید ہے کہ ناظرین اس
ت کا الزام دینے سے ضرور اغماض کریں گے۔ کہ ہم نے کوئی پولٹیکل واقعہ
شیخ کی سوانح عمری میں ذکر نہیں کیا۔

شیخ کے عام اخلاق و عادات

شیخ کے سپاہیانہ واقعات کو چھوڑ کر اب ہم آپکے عام اخلاق و عادات
پر نظر ڈالتے ہیں کیونکہ انسان کی تاریخی زندگی میں یہی ایک ایسا دلکش مرقع ہے
جس میں مختلف شکل و شمائل کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں۔

اخلاق و عادات | نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ وہی شیخ جن کے پر زور
ہاتھ میں ابھی ابھی تلوار کا قبضہ تھا۔ اب علمی جلسوں میں فضیلت کی کرسی کو زینت
دے رہے ہیں۔ وہی شیخ جو کل معرکہ آرائیوں میں داد شجاعت دے رہے
تھے اور بے مثیل جرات کے حیرت ناک نمونے دکھا رہے تھے آج علمی
مذاق کی نہروں میں بڑی خوشی سے غوطے لگا رہے ہیں کبھی آپ کا روئے سخن
علماؤ فضلار کی طرف دکھائی دیتا ہے جس میں علمی باریکیاں بیان کی جاتی ہیں۔
کبھی درویشوں اور پیروان طریقت کی طرف متوجہ معلوم ہوتے ہیں جس میں
کشف و مراقبہ کے عام مباحث ذکر کئے جاتے ہیں علمار فضلار مشائخ و
سالکین کا مجمع در دولت پر لگا ہوا ہے اور سب مرادوں اور کامیابیوں سے
گودیاں بھر بھر کر جا رہے ہیں میں اس عنوان میں جس قدر آپ کے اخلاق و
عادات اور عام خوبیوں کی تعریف کروں گا وہ حقیقت میں آپ کے اصلی واقعات

Marfat.com

ہوں گے جن میں شاعرانہ استعارہ ہوگا نہ تکلف و بناوٹ کا دخل۔

علم و فضل | شیخ وجیہ الدین صاحب علاوہ حسن و صورت اور شجاعت و بہادر
کے علم و فضل میں خاص امتیاز رکھتے تھے اور جس طرح ظاہری علم میں عدیم المثال
سمجھے جاتے تھے۔ اسی طرح علم باطن میں ضرب المثل تھے۔ آپ کے ضمیری
اور روحانی جوہر اپنے میں ممتازیت کی گہری تہ رکھتے تھے اور ربانی اسرار اور الہا
نکات آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے اور یہ ایک ایسی خصوصیت
آپ کو حاصل تھی جس کی وجہ سے اُس وقت کی تمام اسلامی سوسائیٹیوں ا
علمی مجلسوں میں آپ کی بے حد عزت کی جاتی تھی۔ اور قطع نظر اس خصوصیت
کے آپ کی تواضع۔ علمی قدردانی۔ انشا پردازی۔ شیریں کلامی۔ فصاحت بلا
کا جادو ہر شخص پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا اس لئے ہر موقع و محل یہاں تک
شہر کی گلی کوچوں میں آپ کی خداداد قابلیت کی بڑے زور و شور سے دا
دی جاتی تھی۔

مؤرخین نے شیخ کی قابلیت پر جو مختصر ریمارک کئے ہیں اُنکے متفقہ الفاظ
ہیں کہ "اس جلیل القدر اور عظیم الشان خاندان میں جو سب سے زیادہ قابل
اور خاندانی اعزاز کے بقا اور دوام کا باعث ہے وہ شیخ وجیہ الدین صا
کا وجود باجود ہے۔ تمام خاندان میں آپ سے زیادہ کوئی شخص پُر مغز
دماغ حوصلہ مند دقیق النظر۔ بردبار خوش اخلاق۔ صائب رائے۔ شجا
فصیح و بلیغ عقیل و فیاض نہیں ہوا۔ باوجود امیرانہ شان و شوکت کے آ
مزاج میں انتہا سے زیادہ عجز و انکسار تھا۔ آپ کا طرز معاشرت بالکل

Marfat.com

ور تکلف وبناوٹ سے کوسوں دُور تھا۔ آپ علمی جلسوں اور اسلامی انجمنوں
میں نہایت سادگی کے ساتھ شریک ہوتے۔ درویشوں اور مشائخوں سے
ملاقات کرتے۔ ان کے مکان پر پاپیادہ جاتے۔ علما، فضلا کی عظمت کرنے
میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ محتاجوں مسکینوں
کی ہر وقت رعایت رکھتے "۔

سب سے بڑی قابل تعریف اور خوبی کی بات یہ تھی کہ اگر بمقتضائے
بشریت کسی معاملہ میں آپ سے غلطی ہو جاتی اور اس پر کوئی متنبہ کرتا یا احیاناً
نصیحتاً کوئی بات کہتا تو آپ اُسے نہایت مشکوری کے ساتھ فوراً قبول کر
لیتے۔ اور اگر وہ نیک صلاح ہوتی تو نہایت مستعدی اور آمادگی کے ساتھ عمل
میں لاتے، غرضکہ یہ تمام باتیں اس قسم کی تھیں جنہوں نے شیخ کو تمام
ہندوستان میں مشہور کر دیا تھا اور جن کی وجہ سے آپ کے پُر فخر اور قابل قدر و
منزلت واقعات سے صفحات تاریخ کو اب تک زینت ہے۔ بلکہ امید ہے
کہ یہ تاریخی روشنی ہمیشہ تک آپ پر تاباں اور درخشاں رہیں گی۔

الحاصل شیخ کے ان واقعی اخلاق وعادات سے ناظرین کو معلوم ہو
گیا ہو گا کہ آپ کیا بلحاظِ شہرت عام اور کیا بلحاظِ دیگر فضائل وخصائل جامع
جمیع کمالات اور حاوی حسنات وخیرات تھے۔ اور جب آپ کی شجاعت
ودلیری کے کارنامے بھی ان تمام اوصاف کے ساتھ پیش نظر کئے جائینگے
تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ بزرگ شیخ نامداران اسلام کی تاریخ میں بلحاظِ عام
مقولہ الولد سر لابیہ کے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ معظم اور جد امجد

Marfat.com

جناب شیخ مغفور کے پورے فوٹو تھے بلکہ سچ پوچھئے تو آن کے بقا
دوام اور شہرت عام کے باعث آپ ہی تھے۔ اس خاندان کے سلسلہ
نسب میں ہم شیخ معظم کی اولاد کے نام لکھ آئے ہیں۔ لیکن اُن میں سب
سب سے زیادہ تاریخی شہرت اور عام مقبولیت حاصل ہے وہ شیخ وجیہ
ہمارے اس عنوان کے ہیرو ہی ہیں گو شیخ جمال اور شیخ فیروز آپ کے دونوں
بھی علم وفضل اور خاص اوصاف کے ساتھ موصوف تھے۔ لیکن آپ
مقامی شہرت کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہ تھے۔ اس لئے ہمیں اس کہنے
کی جرأت ہوسکتی ہے کہ اس خاندان کے تمام موجودہ گروہ میں آپ ہی ایک
واجب الاحترام اور معزز شخص تھے جنہیں خاندان کا چشم وچراغ کہا جائے
بے جا نہ ہوگا۔

شیخ کا کلام الٰہی سے عشق

شیخ کے حالات زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل
تعریف پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کلام ربانی کے ساتھ
انتہا سے زیادہ عشق رکھتے تھے اور مقدس کلام الٰہی کو سفر حضر میں ہمیشہ تعویذ
بازو بنائے رہتے تھے چنانچہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ "میرے
والد محترم کا عام دستور تھا کہ ہر شبانہ روز قرآن مجید کے دو سیپارے تلاوت
کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ تلاوت سرسری اور طوطے کی طرح نہ ہوتی تھی
بلکہ ربانی نکات اور الہامی غوامض کی رعایت کے ساتھ ہوتی تھی وہ الہامی
اسرار جو قرآن مقدس کے لفظ لفظ میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں
اثنائے تلاوت میں آپ پر منکشف ہوتے اور ہر ہر لفظ کا آپ کی طبیعت

Marfat.com

بسا زبردست اثر پڑتا تھا کہ بعض اوقات بے اختیار رونے لگتے تھے۔ غرضکہ آپ میں مقاصد ربانی کے سمجھنے اور اُن سے موثر ہونے کی پوری قوت تھی اور جو کچھ آپ کو اُس سے فائدہ حاصل ہُوا وہ کسی طرح معرض تحریر میں نہیں آسکتا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو قرآن مجید سے کمال عشق ہو گیا تھا اور آپ کو سفر حضر خوشی رنج میں کبھی دو سیپارے پڑھے بادون چین ہی نہیں پڑتا تھا جب آپ معمر ہوئے اور بصارت میں کچھ ضعف آگیا تو ایک جلی قلم قرآن اپنی تلاوت کے لئے پسند کیا اور سفر میں کسی وقت اپنی جان سے جُدا نہیں کیا۔

شیخ کا ازدواج واولاد

شیخ وجیہ الدین صاحب نے شیخ رفیع الدین محمد ابن قطب العالم بن شیخ عبدالعزیز کی عصمت مآب اور پاک دامن دختر سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے شیخ ابوالرضا محمد شیخ عبدالرحیم شیخ عبدالحکیم۔ باستثنائے شیخ عبدالحکیم کے باقی دونوں حضرات کے مفصل و بسیط حالات چونکہ ناظرین کو آگے چل کر ملیں گے۔ لہذا اس موقع پر مختصراً اس قدر عرض کرنا مناسب ہے کہ شیخ وجیہ الدین صاحب کو جس قدر محبت شیخ عبدالرحیم صاحب سے اُسی قدر اور فرزندوں سے نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ سفر و حضر کے اکثر موقعوں میں آپ کی ہمراہی کا شیخ عبدالرحیم ہی کو اعزاز حاصل تھا اور چونکہ آپ کی آغوش محبت اور سایہ عاطفت میں شیخ عبدالرحیم ہی نے بچپن سے پرورش پائی تھی اس لئے آپ کو اُن ہی سے کمال محبت تھی۔ اور

Marfat.com

اس عالمگیر شہرت کا باعث جو شیخ عبدالرحیم کو اس وقت تک حاصل ہے غالباً یہ ہی محبت ہے۔

فضل و کمال کے لحاظ سے شیخ ابوالرضا محمد جس رتبے کے شخص ہیں گو اس کی نظیر بمشکل مل سکتی ہے لیکن نشر علوم اور مفید فنون کی اشاعت کے اعتبار سے جو خصوصیت اور تاریخی شہرت جناب شیخ عبدالرحیم کو حاصل ہوئی اس میں شیخ ابوالرضا محمد دوسرے درجہ میں جگہ رکھتے ہیں جس نے سب سے پہلے دہلی میں بیت العلوم کی عمارت کا نقشہ بنایا اور اس کے در و دیوار کو علوم و فنون کے مرقعوں سے سجایا۔ زاں بعد طالب علموں کو وہاں علمی برکتوں سے لبریز کیں وہ شیخ عبدالرحیم صاحب ہیں جن کے حلقۂ درس میں مختلف ملک و دیار کے ذہین طلبہ نے زانوئے ادب تہ کیے اور علم ادب دینیات منقول معقول حساب ہیئت علم اللسان فلسفہ حکمت مناظرہ کلام علم الرجال وغیرہ علوم کی تکمیل میں مصروف ہوتے شیخ عبدالرحیم ہیں مگر تاہم ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ شیخ ابوالرضا خود ایک جلیل القدر فاضل تھے اور بلند ہمتی کے ساتھ مختلف علوم سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ حدیث و فقہ اور تفسیر قرآن جس کی اہل اسلام کے تمام طبقوں میں عزت کی جاتی ہے ان علوم میں آپ کو ایسا کمال تھا جسے ماہرین فن اب تک تسلیم کرتے ہیں اس کے علاوہ آپ کے رسم علوم و فنون بالخصوص علم ادب کا کمال بھی بڑے بڑے ادیبوں کو تسلیم مختصر یہ کہ شیخ ابوالرضا محمد کی ہمہ دانی نہایت حیرت انگیز ہے آپ نفق

Marfat.com

حدیث تفسیر طب ادب شاعری کلام اور سب سے بڑھ کر علم تصوف
ں مجتہدین فن کے درجہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ جامع علوم
تھے۔ لیکن جس قدر تصوف اور ادب سے دلچسپی تھی اس قدر دوسرے
علوم و فنون سے کم تھی جیسا کہ آگے چل کر آپ کی لائف میں ان تمام
فنوں کا ذکر ہوگا۔

اب میں صرف ان الفاظ پر اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔ کہ جب جناب
شیخ وجیہ الدین صاحب کو تمام علوم و فنون میں مہارت کامل حاصل ہوگئی اور
آپ زمانہ کے سرد و گرم سے خوب واقف ہو چکے تو ایک باخدا ولی کی ولایت
کے شواہد مشاہدہ کرکے اس سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ میں مستغرق و محو
ہو گئے۔ لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ خاموشی اور کم گوئی کی عادت
ڈالی اور گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرنی پسند کی غرضکہ چند روز میں آپ نے
اس میں وہ کمال پیدا کر لیا جس کی نظیر اس زمانہ کے صوفیوں میں نہ پائی جاتی تھی۔
وھٰذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

شیخ کی شہادت اور باب کا خاتمہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

شیخ کی شہادت | شیخ وجیہ الدین صاحب کے سوانح عمری میں جو باتیں ہم
نقل کر آئے ہیں وہ آپ کے حالات زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ ہے لیکن

Marfat.com

سب سے زیادہ اہم اور مہتم بالشان آپ کی شہادت کا افسوس ناک واقعہ ہے جسے میں مختصراً یہاں بیان کرتا ہوں مگر مجھے افسوس ہے کہ اب میں اپنے قلم سے ایک ایسے بے مثل بہادر ایسے لاثانی شجاع ایسے قابل اور فخر روزگار کے دنیا سے اٹھ جانے کا واقعہ لکھ رہا ہوں جس کی شریف اور مقدس ذات حقیقت میں آیندہ تمام کامیابیوں کا ایک مختصر دیباچہ اور دینی و دنیوی ترقیوں کا پورا فوٹو تھی اور جس کی شجاعت و بہادری پر ہندوستان کو انتہا سے زیادہ فخر و ناز تھا۔ بے شک شیخ وجیہ الدین صاحب کا دنیا کو یوں خدا حافظ کہنا اور عزیز و اقارب سے یک لخت منہ موڑ لینا ایک ایسا جانگداز حادثہ اور جگر خراش صدمہ ہے جس پر پتھر کا دل بھی دو آنسو ڈالے بدوں نہیں رہ سکتا۔ لیکن تاہم ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ گو دنیا سے شیخ صاحب کا اثر زائل ہو گیا ہے مگر اُن کا نام نامی اب تک خیر و خوبی کے ساتھ باقی ہے اور قیامت تک دائم قائم رہے گا۔ اگرچہ لوگوں کی نظروں سے اُن کا وجود باجود غائب ہو گیا ہے لیکن ابدالآباد تک اُن کا ذکر بلند رہیگا۔ وہ موت بہت ہی مبارک ہے جس کی وجہ ہمیشہ کی زندگی انسان کو نصیب ہوتی ہے اور وہ انسان نہایت خوش قسمت ہے جس کے لئے اقبال کی یاوری سے وہ سامان پیدا ہو جائیں جن سے اُسے بقائے دوام اور شہرت عام حاصل ہو۔ ہم شیخ صاحب کی اس مبارک موت سے خوش ہیں جس نے آپ کو ابدی زندگی اور اس کے ساتھ خدائی رضامندی کا معزز و محترم تمغہ حاصل کرایا اور خداوند عالم سے دست بدعا ہیں کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو یہی موت نصیب ہو۔ آمین۔

Marfat.com

یَارَبِّ لَا تَسْلُبَنِّی حُبَّہَا اَبَـــدًا
وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْنًا

ع کی شب بیداری | شیخ عبدالرحیم صاحب کا بیان ہے کہ میرے بزرگوار والد صائم النہار قائم اللیل تھے ہمیشہ رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے اور اکثر ہوتا تھا کہ تمام شب تہجد گزاری میں بسر کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ د گزاری میں مصروف تھے اور میں بھی اُس وقت آپ کے پاس حاضر تھا آپ ے ایک سجدہ نے اس قدر طول کھینچا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کی مقدس روح مری جسم سے مفارقت کرگئی ہیں حیران تھا کہ اب کیا کروں اور کس کو اس واقعہ کی طلاع دوں ۔اُس وقت طرح طرح کے خیالات کا میرے دل پر ہجوم تھا اور ان کا سلہ آناً فاناً بڑھتا چلا جاتا تھا۔ غرضکہ کوئی بات میری سمجھ میں نہ آتی تھی اور میں ا ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے ۔

آنچہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

تنے میں آپ کو ہوش ہوا اور آپ نہایت بشاش سجدہ سے اُٹھے جب میں نے ں سجدے کی طولانی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے سجدہ میں غیبت واقع ہوئی ور اسی حالت میں شہیدوں کے احوال پر مطلع ہوا ۔

شہادت کے لئے دعا | جب میں نے اُن کے اعلٰے درجات اور قدر و منزلت کو پنی آنکھ سے دیکھا تو میرے دل میں ایک بے اختیارانہ جوش پیدا ہوا ۔ اور میں نے جناب الٰہی میں نہایت عاجزی کے لہجہ میں شہادت کی درخواست پیش کی ۔ اور یہاں تک اصرار والحاح کیا کہ میری التماس نے آخرکار قبولیت کا جامہ پہنا اور منکشف

Marfat.com

ہوا کہ دکن کی جانب جانا چاہیئے کیونکہ شہادت کا اعزاز وہاں پہنچ کر حاصل ہو گا
میں والد بزرگوار کی زبانی یہ الفاظ سن رہا تھا اور زار زار رو رہا تھا اور اُس وقت
برا حال تھا۔ آپ نہایت خوش آیندہ تبسم کے ساتھ مجھے تسلّی دیتے اور میری
سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

شیخ کا دکن کی طرف سفر کرنا

الغرض اس واقعہ کے بعد آپ نے سفر کی تیاریاں کر دیں اور
آپ شاہی منصب کو مدت سے خدا حافظ کہہ چکے تھے۔
اُس سے آپ کو پہلے ہی سے دلی نفرت پیدا ہو چکی تھی لیکن اس وقت شہاد
کا شوق اس درجہ دامنگیر تھا کہ پھر از سرِ نو اسباب سفر و جنگ فراہم کرنے میں مشغ
ہو گئے نہایت عمدہ گھوڑی خریدی اور جن ہتھیاروں کی کمی تھی ضرورتاً شاہی اسلحہ خ
سے لئے۔ اور دکن کی جانب شاداں و فرحاں متوجہ ہوئے۔ اس وقت آپ
خیال تھا کہ شاید راجہ سیوا سے جو اُس زمانہ میں دکن کا حکمران تھا اور وارث تخت
تاج خیال کیا جاتا تھا۔ اور جس کی طرف سے قاضی اسلام کی نسبت سخت سخ
بے حرمتیاں ظہور میں آئی تھیں۔ مجھے جنگ کرنے اور قاضی وقت کا اُس سے انتق
لینے کا اشارہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس خیال سے آپ آگے بڑھے چلے گئے لیکن
جب برہان پور پہنچے تو آپ پر منکشف ہوا کہ تم اپنی شہادت کا مقام بہت پیچھے
آتے ہو۔ آپ فوراً اُس طرف پلٹے اور جن قدموں گئے تھے انہیں قدموں مراجعت
فرمائی۔

ایک قافلہ سے ملاقات و صحبت

اثناءِ راہ میں تاجروں کے ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو صلاح
تقوٰی کے ساتھ متصف تھا اور جو آپ کی صحبت میں ر

Marfat.com

مت سمجھتا تھا آپ نے بڑی خوشی کے ساتھ ان بیچے اور پاک نفس مسلمانوں کو صحبت کے لیئے پسند کیا۔ اور سب نے مل کر قصبہ ہندیا سے عبور کر کے ہندوستان میں آنا چاہا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اثنا رسفر میں ایک نہایت بڈھا کہن سن شخص آپ کے سامنے آیا جو ضعیفی اور کم طاقتی کے سبب قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور حالت رفتار میں اس کے پاؤں برابر ڈگمگاتے تھے۔ آپ نے اُسکے حال زار پر کمال مہربانی فرمائی اور ہمدردی کے لہجہ میں اس کا مقصد دریافت کیا۔ بڈھے نے تھرتھراتی ہوئی زبان میں بلجاجت عرض کیا کہ میں دہلی جانا چاہتا ہوں اگر آپ اپنے خدمتگاروں میں مجھے جگہ دیں اور امن وامان کے ساتھ دہلی پہنچا دیں تو زندگی بھر ممنون منت رہوں گا۔ بزرگ شیخ نے بڈھے کی تشفی کی اور اپنے ایک ملازم سے ارشاد کیا کہ اس ضعیف کو ہر روز تین پیسے یا دو وقت کی خوراک دے دیا کرو چنانچہ ملازم نے آپ کے ارشاد کے بموجب اُسے کھانا دیا اور نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔

بدمعاش بڈھا حقیقت میں یہ بدمعاش بڈھا رہزنوں کا جاسوس تھا۔ جو تاجروں کے قافلہ میں اس غرض سے آشامل ہوا تھا کہ فرصت کا موقع پاکر رہزنوں کو خبر دے اور وہ عین غفلت میں غافل تاجروں پر ٹوٹ پڑیں لیکن افسوس اُس غدار و بیوفا کی یہ دھوکا دہی کسی پر ظاہر نہیں ہوئی اور سب نے ایک غریب مسافر سمجھ کر اُس کی مہمان نوازی میں بڑی فیاضی برتی۔ جب اس مختصر سی جماعت کا قیام سرائے نوبریا میں ہوا تو جاسوس نے رہزنوں کو اطلاع دی۔ کچھ یوں ہی سا دن چڑھا تھا کہ رہزنوں کی ایک کثیر جماعت ہتھیاروں سے آراستہ سرائے میں آدھمکی۔ جناب

Marfat.com

شیخ صاحب ہنوز تلاوت قرآن میں مشغول تھے اور کلام الہٰی کے مؤثر الفاظ دلچسپی لے رہے تھے۔ آپ ربانی نکات کے تتبع میں اس درجہ محو تھے کہ ان حادثہ کی مطلق خبر نہ تھی اتنے میں دو تین شخص رہزنوں کی جماعت سے علیحدہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے شیخ وجیہ الدین کس کا نام ہے اور وہ کو شخص ہے۔ فرمایا یہ نام تو میرا ہی ہے۔ کہا ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے پاس مال و اسباب نہیں ہے۔ نیز ہماری جماعت میں کا ایک شخص آپکا نمکخوار بھی اس لئے گزارش ہے کہ آپ ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں ہمیں آپ سے کسی قسم کا تعرض نہیں اور نہ ہمیں یہ منظور ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچے۔

رہزنوں کا قافلے کو لوٹنے کی غرض سے آنا

کیونکہ ہم اس قافلہ کو لوٹنے کی غرض سے آئے ہیں اور نا یا ممکن یہ لوگ ہمارے ہاتھ سے جانبر نہیں ہونگے۔ آپ نے رہزنوں کا یہ منشا سمجھ کر قرآن مجید کو غلاف کیا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے دینی بھائیوں کی رفاقت چھوڑ کر علیحدگی اختیار کروں اور انہیں مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خاموش رہوں یہ کہہ کر اپنے ہتھیار اٹھا لئے اور ایک نہایت عاجلانہ حرکت کے ساتھ سب سے پہلے آپ ہی ان کے مقابلہ کے میدان میں پہنچے۔

صبح کا وقت ہے قریباً آٹھ گھنٹے بج چکے ہیں۔ آفتاب کی تیز اور چمکیلی شعاعیں غلیظ ابر سے چھپی ہوئی ہیں۔ رہزنوں کی کثیر جماعت بڑی چیرہ دستی اور خونخواری کے ساتھ پرا جمائے کھڑی ہے۔ ان کے چہرے نہایت بشاش اور تر و تازہ اور ایک مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کرنا کوئی بات ہی نہیں سمجھتے۔ شیخ صاحب کا

Marfat.com

مصیبت زدہ رفیقوں کو ساتھ لیئے ہوئے خدا کے نام پر جان دینے کے لیئے
دل آمادہ وتیار ہیں ۔
شیخ کا رہزنوں سے مقابلہ اگرچہ آپ اپنے ساتھیوں کی بے سروسامانی اور اُن کی
مصیبت کا خیال کر کے کسی قدر افسردہ ہیں لیکن شہادت کا انتہا سے زیادہ شوق
آپ کے قوی دل اور مرد میدان ہونے کو ثابت کر رہا ہے ۔ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں
اور تسلّی آمیز لہجہ میں اپنے ساتھیوں کی دلجوئی میں مصروف ہیں آپ چاہتے
کہ بے دین رہزنوں پر تنہا ٹوٹ پڑیں لیکن اپنے رفیقوں کے مصیبت میں
مبتلا ہونے سے ڈرتے ہیں اور پھر اپنے ارادہ کو آیندہ وقت کے لیئے اُٹھا
رکھتے ہیں ۔ اس وقت آپ کو یقین ہوگیا تھا کہ میرا خون اسی سرزمین پر گرایا جائیگا
اور مرتبہ شہادت کا اعزاز ہمیں حاصل ہوگا ۔ اور یہی ایک یقین تھا جو ایسے نازک
اور خطرناک موقع پر آپ کو بہت کچھ شاداں و فرحاں بنا رہا تھا اتنے میں جنگ
شروع ہوگئی اور جانبین سے تیر و تلوار کے وار ہونے لگے ۔ بہادر شیخ جن کے
ہر قدم پر شہادت کا شوق بھڑک رہا تھا بپھرے ہوئے شیر کی طرح بڑی
بے تابی کے ساتھ رہزنوں پر جھپٹ پڑے اور آپ کو بالکل خبر نہیں رہی کہ میں
کہاں ہوں اور کس جم غفیر پر حملہ کر رہا ہوں رہزن چاروں طرف سے سمٹ
سمٹا کر اس شیر دل بہادر پر ٹوٹ پڑے اور سب نے نرغہ میں کر لیا ۔ آپ کے
جسم مبارک پر بائیس زخم کاری لگے اور آخری زخم میں سر جسم سے علیحدہ ہوگیا
لیکن اس پر بھی آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے پچاس قدم تک کفار
کا تعاقب کیا ۔ اسی اثنا میں ایک عورت آپ کے سامنے آگئی اور آپ کا یہ حال

Marfat.com

دیکھ کر تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت زدہ ہوئی آپ اسی مقام ٹھنڈے ہو کر گر پڑے اور وہیں مدفون ہوئے۔

شیخ عبدالرحیم کا صبر و استقلال

اس وقت شیخ وجیہ الدین شہید کا غم سب سے زیادہ آپ کے پیارے اور چاہیتے فرزند شیخ عبدالرحیم کو تھا بے شک آپ اپنے مہربان والد کے فراق میں جس قدر رنج و غم اور آہ و زاری کرتے تھا۔ لیکن آپ نے اس جانگداز صدمے میں جس صبر و استقلال سے کام لیا وہ آپ ہی کا کام تھا شیخ کی یہ دل گداز حالت سنکر کوئی ایسا سخت دل نہ جو آپ پر غم کے آنسو نہ بہاتا ہو مگر واقعی بات یہ ہے کہ جناب شیخ عبدالرحیم کے صبر و استقلال میں کچھ بھی فرق نہ آیا تھا۔ بلکہ آپ بالکل سچے اور پاک نفس حضرات کی طرح صبر و استقلال کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے اگر لوگ تعزیت سے آپ کے غم کو رہ رہ کر ابھارتے اور اکساتے تھے مگر آپ صرف دو ایک غمناک کلمے کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے۔ اور شدت ایزدی سے دم بخود تھے۔

شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز میرے والد بزرگوار شہید ہوئے تھے اسی شام کا ذکر ہے کہ مجھے یکایک بے چین ہو کر نیند آگئی میں دیکھتا ہوں کہ شیخ صاحب اسی حالت میں متمثل ہو کر میرے پاس تشریف لائے جس حالت میں آپ شہید ہوئے تھے اور جہاں جہاں آپ کے جسم پر زخم لگے تھے ایک ایک کر کے دکھا رہے ہیں میں فوراً گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور ایصال ثواب کی غرض سے کچھ صدقہ دیا نیز آپ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ اپنے والد

Marfat.com

مبارک اُس میدان سے نقل کر کے دہلی میں لے آؤں لیکن جب میں نے
بالجزم کیا تو آپ پھر میرے خواب میں تشریف لائے اور مجھے منع کر دیا
ری لاش یہیں رہنے دو اور یہاں سے نقل کر کے دوسرے مقام پر نہ
جاؤ۔

باب | شیخ وجیہ الدین صاحب کے وہ حالات جو مجھے لکھنے تھے لکھ
لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ جس طرح آپ
لادت کا سنہ اور تاریخ کسی کتاب میں دستیاب نہیں ہوا۔ اسی طرح آپ
شہادت کے سنہ و تاریخ کا بھی کہیں پتہ نہیں چلا اور مجھے اس بات کا اقرار
ا چاہیئے کہ قدیم مؤرخوں نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں ان باتوں کا
ف صاف ذکر ہو اور جس سے ایک مؤرخ کو تاریخ نویسی کی حیثیت سے
فی مدد مل سکے لیکن تاہم شیخ کے حالات زندگی کی بابت جو کچھ میں نے
ما ہے حتی الوسع مستند تذکروں سے نہایت تلاش کر کے لکھا ہے۔ میرا جہاں
خیال ہے اس کتاب میں کوئی واقعہ ایسا نہیں نقل کیا گیا ہے جس کی سند معتبر
کروں میں موجود نہ ہو اس صورت میں میں کہہ سکتا ہوں کہ جناب شاہ ولی اللہ کے
مذان کے حالات میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو اردو میں لکھی گئی ہے۔
لِلّٰہِ الْحَمْدُ ✦

Marfat.com

دوسرا حصّہ

معزز ناظرین! ہمارے تذکرہ کا پہلا حصّہ ختم ہوگیا جس میں جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے اُن معزز و ممتاز بزرگوار کے حالات آپ پڑھ چکے ہیں جو اس محترم اور شریف خاندان کے سلسلہ نسب میں تاریخی شہرت زیادہ رکھتے تھے اب دوسرے حصّہ کا آغاز ہے جس میں آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا جناب شیخ رفیع الدین محمد کے واجب الاحترام خاندان اور خود آپکے نہیال کے محترم و معزز حضرات کے مفصل حالات پڑھیں گے۔ اسی لیئے میں نے اس حصّہ کے دو باب قرار دیئے ہیں۔ پہلے باب میں جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے نہیال کا ذکر ہوگا۔ اور دوسرے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے۔

باب اوّل

شیخ رفیع الدین محمد

جناب شیخ رفیع الدین محمد جو حضرت شیخ وجیہ الدین شہید کے خسر اور جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا ہیں اُس نامور اور دنیا کے مشہور عالم و فاضل

فرزند رشید ہیں۔ جو قطب العالم کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور جس کے تبحر علمی عملی تفوق نفس، انتہا سے زیادہ فہم و دانائی بلاغت و فصاحت کے پُرفخر اور ں قدر کارناموں کی چمک سے صفحات تاریخ اب تک روشن ہیں۔

رفیع الدین محمد فضل و کمال

آپ کی خدا پرستی، تقدس نفسانی اپنے ضمیری جوہروں کی تابانی اخلاق کی تہذیب و شائستگی، خیالات کی نجابت و شرافت پہ ور اہل دہلی کو کمال فخر تھا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے سچے جلال کی روشنی اور لٰہی برکتوں سے مالامال اور اس کی بخششوں اور لازوال نعمتوں سے بہرہ ور تھا۔

چہ شیخ رفیع الدین محمد کے اور بھی چند بھائی تھے لیکن تاریخ نویسوں نے اس اندان پر ریمارک کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد اپنے مام بھائیوں پر ایک خاص قسم کی عظمت و فضیلت رکھتے تھے۔ آپ ظاہر و طن دونوں طرح کے علوم کے جامع اور کتب تصوف سے کما ینبغی واقفیت رکھتے تھے۔ پہلے پہل آپ نے اپنے والد بزرگوار سے طریقہ چشتیہ و قادریہ حاصل کیا۔ ور کچھ دنوں شیخ نجم الحق صاحب کی مبارک صحبت میں فیضیاب رہے۔ زاں بعد الد کی ترغیب و تحریص سے خواجہ محمد باقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک دراز مدت تک اُن کی صحبت میں زندگی بسر کی اور جو کچھ حاصل کرنا تھا یہاں سے حاصل کر لیا۔

خواجہ محمد باقی اس بلند اقبال اور ہونہار تلمیذ یا مرید کو انتہا سے زیادہ دوست رکھتے تھے اور اس کی خداداد قابلیت اور ذہن رسا کی وجہ سے اپنے حلقہ کے تمام تلامذہ پر ترجیح دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس خاص فن کے واسطے کوئی

Marfat.com

ایسی صفت نہ تھی جو خواجہ محمد باقی نے شیخ رفیع الدین محمد سے دریغ رکھی ہو
شیخ صاحب نے چند روز میں طریقت کے تمام مراتب پر عبور کر لیا اور پیر
غایت درجہ کی توجہ کی وجہ سے معراج کمال پر پہنچ گئے۔

خواجہ محمد باقی کی خاص توجہ | جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد باقی
شیخ رفیع الدین محمد صاحب کا بہت بڑا ادب کرتے اور ہمیشہ اعزاز و توقیر
پیش آتے تھے۔ جب آپ کو خطاب کرتے تو شیخ یا دوسرے معزز الفاظ
یاد کرتے تھے اور جو کچھ شیخ صاحب عرض کرتے تھے اسے خواجہ صاحب
ضرور مان لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ خواجہ صاحب کے تمام یاروں اور خلیفوں
میں یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی تھی کہ شیخ رفیع الدین محمد صاحب خواجہ کے
معشوق ہیں۔ حقیقت میں خواجہ کے برتاؤ شیخ رفیع الدین محمد صاحب کے ساتھ ایسے
ہی تھے جیسے کسی مہربان باپ یا شفیق استاد کے برتاؤ اپنے نہایت پیارے
اور چاہیتے فرزند یا لائق و قابل تلمیذ کے ساتھ ہوا کرتے ہیں اور آپ کا یہ اعزاز
گویا ان مجموعی خدمت گذاریوں کا ایک بیش بہا مرقعہ تھا جسے آپ نے اپنے بزرگ
پیر کی نمایاں خدمات سے مختلف الوان اور نقش و نگار کے ساتھ سجایا تھا
چنانچہ میں اس مقام پر چند ان واقعات کا ذکر کرتا ہوں جن سے ان دونوں حضرات
کے اتحاد اور ارتباط اور دلی تعلقات نہایت تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں
اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواجہ محمد باقی اپنے لائق و قابل مرید کی کسی بات کو کبھی
رد نہ کرتے تھے اور تمام معاشرتی امور میں ان سے عزیزانہ برتاؤ رکھتے
تھے۔

Marfat.com

شیخ رفیع الدین محمد کا نکاح ثانی (۱) واقعہ | شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب شیخ رفیع الدین محمد صاحب کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور آپ نے شیخ محمد عارف ابن شیخ نور اعظم پوری کی لڑکی سے نکاح ثانی کرنا چاہا تو مجلس عقد میں جناب خواجہ محمد باقی سے قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی۔ خواجہ نے ضعف کا عذر کیا اور شیخ رفیع الدین سے معذرت کہلا بھیجی کہ میں تمہارے عقد کے جلسہ میں ضعف کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ تم مجھے معذور رکھو گے میرے تمہارے تعلقات نمائشی نہیں ہیں بلکہ فطری اور حقیقی طور پر وابستہ ہیں اور جب ہے تو گو میں بظاہر تمہارے عقد میں شرکت نہیں رکھتا لیکن دل سے ضرور شریک ہوں شیخ رفیع الدین محمد صاحب جب خواجہ کی اس معذرت پر مطلع ہوئے تو خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ حضور کو میرے جلسۂ عقد میں ضرور شریک ہونا پڑے گا۔ خواجہ نے جواب دیا کہ عزیز من! مجھے اس شرکت سے معاف کرو۔ آج کل میرا ضعف اور نقاہت اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ اعظم پور تو بہت دور ہے تھوڑی دور بھی جانے کی برداشت نہیں کر سکتا۔ شیخ نے عرض کیا بھلا حضور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تنہا جاؤں بغیر آپ کے مجھے کہیں لطف صحبت نہیں مل سکتا۔ اگر حضور کی یہی مرضی ہے اور آپ میرے جلسۂ عقد میں قدم رنجہ نہیں فرما سکتے تو میں بھی نہیں جاتا۔ شیخ کی اس تقریر نے خواجہ کو ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ اور اب وہ اعظم پور جانے کے لئے راضی ہو گئے۔

جب خواجہ محمد باقی اعظم پور پہنچے اور اُس طرف کے صوفیوں نے آپ کی آمد آمد کی خبر سنی تو سب جمع ہوئے اور بڑے جوش مسرت کے ساتھ آپ کا

Marfat.com

خیر مقدم ادا کیا۔ ہر ایک شخص نے اپنے حوصلہ کے موافق زر نقد آپ پر نثار کیا۔ اور ایک پُر تکلف اور عالی شان مکان میں مسند پر لا بٹھایا۔ اطراف و اضلاع سے جوق جوق صوفی آنے لگے۔ اور آپ کی صحبت مبارک سے فیض یاب ہونے لگے۔ اُس نواح کے سو سو کوس کے اس مجلس میں حاضر تھے اور محفل کا وہ رنگ تھا جو اس سے پیشتر کبھی کبھی سنا تک نہ تھا۔ غرضکہ اسی محفل میں شیخ رفیع الدین محمد کا نکاح ہوا۔ اور مجلس برخاست کی گئی۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب اس کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کی والدہ ماجدہ ان ہی شیخ محمد عارف کی صاحبزادی تھیں جن کا نکاح شیخ رفیع الدین سے اس مجلس میں ہوا۔ وللہ الحمد۔ خلاصہ یہ کہ اس بیان سے وہ تعلقات بخوبی ظاہر ہوتے ہیں جو جناب خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین صاحب میں تھے۔

دوسرا واقعہ | ۲۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی سے جناب خواجہ محمد باقی کی نسبت کوئی گستاخی و بے ادبی ظہور میں آئی اور کسی شخص نے خواجہ کی خدمت میں اُسے بجنسہٖ نقل کر دیا جس سے آپ نہایت آشفتہ و برہم ہوئے اور آثار قہر و غضب ناکی آپ کی پیشانی سے ظاہر ہونے لگے اتفاق سے وہاں ایک تاگا پڑا ہوا تھا آپ نے اُٹھا کر بڑی مضبوطی سے سات گرہ لگائی اور وہیں ڈال دیا۔ شیخ رفیع الدین محمد نے جو خواجہ کے مزاج سے واقف اور شناسا تھے اس تاگے کو اُٹھا لیا اور بڑے

Marfat.com

ۤاظت و احتیاط سے پاس رکھا۔ چند روز کے بعد شیخ احمد سرہندی قبض
ۤدید میں مبتلا ہوئے۔ اور جوں جوں علاج کرتے گئے بے چینی بڑھتی گئی
ۤرکار وہ اس کے سبب کی تلاش اور تفحص کے درپے ہوئے۔ اور
ۤت تک چھان بین کرتے رہے۔ جب حقیقتِ حال واضح ہوا تو آپ ملی
ۤآئے اور خواجہ کے رفقا سے اس بارہ میں شفاعت کی درخواست کی
ۤی کو اس قدر جرأت نہ پڑی کہ خواجہ کی خدمت میں اس کی بابت لب کشائی
ۤتا۔ اور شیخ احمد سرہندی کی معذرت کر کے ان کی گستاخی معاف کراتا۔
ۤنجام کار سب نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ ہم خواجہ کی خلاف مرضی کچھ نہیں
ۤر سکتے لیکن اگر تم خواجہ کے معشوق سے کہو گے تو امید ہے کہ وہ تمہارا
ۤطلب حل کر دینگے۔ شیخ احمد نے جناب شیخ رفیع الدین محمد کی طرف رجوع کی
ۤور با صرار و الحاح اپنا حال عرض کیا۔ شیخ خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
ۤور شیخ احمد کی التماس کو ایک ایسے شائستہ اسلوب اور عمدہ طریقے سے
ۤلوت میں عرض کیا کہ خواجہ کو قبول کرنے کی سوا کچھ بن نہ پڑا اور بہت سے
ۤیت و لعل کے بعد خواجہ نے فرمایا۔ بیشک مجھے تمہاری خاطر سے شیخ احمد
ۤی گستاخی سے درگزر کرنا اور اسکے سر پر معافی کا تاج رکھنا مناسب تھا۔
لیکن کیا کروں وہ تاگا میرے پاس سے گم ہو گیا۔ شیخ نے خواجہ کی اس
ۤہربانی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا اور وہ تاگا جیب سے نکال کر فوراً
حاضر کر دیا۔ اور خواجہ کے حکم سے اس کی گرہ کھول ڈالی۔ تاگے کی گرہ کھلتے
ۤی شیخ احمد کا قبض جاتا رہا۔ اور اُن کا رنج و بیماری فرحت و صحت سے

Marfat.com

بدل گئی۔ اس واقعہ سے بھی جناب خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین کے خصوصیات اور باہمی تعلقات کا کافی اندازہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ جو اعزاز شیخ رفیع الدین محمد کو خواجہ کے عملی دربار میں حاصل اُس کی کوئی برابری نہیں کرسکتا تھا اور اس میدان میں آپ کی عظمت برابر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا تھا آپ کی بے مثال عزت اور لاثانی تو کے عظیم الشان حلقہ میں سب کو تسلیم تھی اور ہر شخص آپ کو اپنا سرتاج تھا۔ علاوہ ان دو واقعوں کے کتابوں میں اور بھی خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین محمد کے باہمی تعلقات اور اتحاد کی چند مثالیں لکھی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ناظرین کی دلچسپی سے خالی ہیں اس لئے نظر انداز کی جاتی ہیں مگر مجھ یہاں اس قدر اور کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد نے جس دلسوزی اور دردمندی سے خواجہ محمد باقی کی خدمت کی ہر حال وہ اُن فرض منصبی سمجھا جاتا ہے مگر خواجہ نے جو اعزاز و اکرام شیخ رفیع الدین محمد اپنے مریدوں کے حلقہ میں قائم کیا اُس کے احسان سے شیخ صاحب کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے۔

شیخ رفیع الدین محمد کی ذکاوت کا ایک عجیب واقعہ

شیخ رفیع الدین محمد کی ذکاوت و فراست بھی خاص کر قابل ذکر ہے اور اس کی روایتیں حد سے زیادہ دلچسپ ہیں چنانچہ ایک دو روایتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) شیخ فرید بخاری جو اپنے وقت کے معزز امیروں میں سے ایک متمول دولت مند تھا اور قطع نظر تمول و دولت مندی کے نجابت و صلاح کی

رمشائخ صوفیہ کا انتہا سے زیادہ معتقد تھا۔ اس نے ایک عالی شان سرا کی
یاد ڈالی اور کثیر التعداد روپیہ صرف کرکے اس میں چند بڑی بڑی عمارتیں قائم
یں جب سرا اور اس کی عمارتیں بن کر تیار ہوگئیں تو اس نے اپنی عزت افزائی
غرض سے شہر کے تمام مشائخ کی دعوت کی اور سامان ضیافت مرتب کیا۔
خ رفیع الدین محمد صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور مع رفقا
ے غریب خانہ پر تشریف لا کر کمترین کی عزت افزائی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے
س کی دعوت منظور کر لی اور مقررہ وقت پر تشریف لے گئے۔ کھانے سے
ارغ ہونے کے بعد سماع کی محفل گرم ہوئی۔ اور اہل مجلس میں سے ایک شخص
ر وجد طاری ہوا آناً فاناً اس کا حال متغیر ہوتا گیا اور مستانہ نعروں سے ساری
غل گونج اٹھی۔ تمام حاضرین دستورِ مجلس کے مطابق اس کی تعظیم کے لئے
ٹھے لیکن شیخ نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ اس پر بعض لوگوں نے چرچا
لیا اور باہم بڑی بحث بحث کے بعد سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ بے شک شیخ
کا یہ فعل خلاف طریقت ظہور میں آیا۔ شیخ نے فوراً اس عیب گیری کو تاڑ لیا اور
جھ گئے کہ ان لوگوں نے میرے کھڑے نہ ہونے کو تحقیر کی نگاہوں سے
دیکھا ہے لیکن ہنوز آپ اسی طرح بیٹھے رہے اور کسی سے کچھ نہیں کہا جب
اس شخص کا وجد زائل ہو گیا اور محفل سماع برخاست ہوئی تو خود شیخ فرید نے
آپ سے دریافت کیا کہ صاحبِ وقت کی تعظیم کے لئے جو آپ کھڑے نہیں ہوئے
اس کا کیا سبب تھا۔ شیخ صاحب نے نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دیا کہ
اگر تم اس شخص سے اس وجد اور تغیر کا سبب دریافت کرتے تو میرے

Marfat.com

بیٹھے رہنے کا عذر بہت جلد روشن ہو جاتا اور مجھ سے دریافت کرنے
حاجت نہ پڑتی۔ چنانچہ شیخ فرید نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور رقص و
کا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں جانتا کہ دو تین روز کا
ہوا ہے کہ میری بیوی انتقال کر گئی ہے۔ اس کا رنج و غم میرے دل میں اس
تک مضمر تھا جب یہ بے چین کر دینے والے نغمے اور تڑپا دینے والے راگ
میرے کان میں پڑے تو وہ رنج و غم بے اختیار بھڑک اُٹھے اور انتہا سے
بے چینی اور تغیر مجھ میں ظاہر ہوا پھر آپ نے وہ تو دیکھ ہی لیا جو مجھ سے ظہور
آیا۔ جب یہ شخص اپنی تقریر کا سلسلہ ختم کر چکا تو شیخ رفیع الدین محمد نے کسی قدر
کرخت آواز میں فرمایا کہ بھلا ایک نداف کی تعظیم کے لئے اُٹھنا جو اپنے جورو کے
غم میں مبتلا ہو کر چند نعرے مارے مشائخ طریقت نے کہاں اور کس جگہ بیان
فرمایا ہے۔ حاضرین مجلس آپ کی اس ذہانت و ذکاوت سے دھنگ رہ گئے
اور جنہوں نے اس بارہ میں بحث کی تھی خجالت و شرمندگی سے سر نہ اُٹھایا اور انہ
اپنی اس بے ہودہ بحث سے توبہ کی اور شیخ سے معافی چاہی۔ اس واقعہ سے
شیخ صاحب کی ذہانت و تفرس سے قطع نظر کر کے آپ کا قومی اعزاز و اقتدا
بھی ثابت ہوتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ قومی جلسوں میں نہایت با و
اور مقتدر تسلیم کئے جاتے تھے۔

شیخ کے تفرس کی ایک اور مثال

۲ - خان عالم جو شاہی دربار کے امیروں میں سے تھا۔ ابتدا میں شیخ رفیع الدین محمد کا نہایت معتقد تھا ایک دفعہ
اُس کے باغ میں جو سکنی مکان سے بہت ہی متصل واقع تھا ایک فقیر وضع شخص

رد ہوا۔ یہ فقیر بظاہر نہایت مہذب معلوم ہوتا تھا اور ابنائے دنیا کی مخالطت وصحبت
سے کلی نفرت رکھتا تھا۔ بات بات میں اُس کی زبان سے قال اللہ وقال الرسول
نکلتا تھا اور چونکہ چند روز میں اس کی توکل وقناعت اور تدین و تذہب تیز اتقا
خدا پرستی طہارت اور تقدس نفسانی۔ ضمیری جوہروں کی درخشانی ودیانت۔ نیک
نیتی کی شہرت تمام دہلی میں پھیل گئی تھی۔ اس لئے تمام اسلامی پارٹیوں میں اُس کی
عزت کی جاتی تھی۔ اور قطع نظر اس خصوصیت کے چونکہ اس کی تواضع اور نیک
چلنی کا جادو خان عالم کے ہمجلیسوں پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا۔ اس لئے دہلی کے
ہر گلی کوچہ میں اُس کی قابلیت کی داد دی جاتی تھی۔ خان عالم کے ندیموں نے
جب اس کی دیانت اور خدا پرستی کا ہر طرح پر امتحان کیا تو بسبیل تذکرہ اُس کے
مفصل حالات خان عالم سے بیان کئے اور وہ دل سے اُس کا معتقد ہو گیا۔
ایک دن کا ذکر ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد کا بھی اس باغ میں گذر ہوا۔ اور آپ نے
اُس فقیر کو دیکھ کر خان عالم سے فرمایا کہ یہ شخص فقیر نہیں ہے بلکہ ایک نہایت
زہریلا سانپ ہے اس سے تا بہ امکان بچتے رہنا۔ لیکن خان عالم نے آپ کی
اس دلسوزی اور ہمدردی کو حسد پر محمول کر کے ذرا بھی التفات نہیں کیا۔ اور بجائے
اس کے کہ شیخ کی نصیحت کو پیش نظر رکھ کر اُس سے احتیاط کرتا اُلٹا آنکھ بند کر کے
اس کی مصنوعی اور بناوٹی باتوں پر جان قربان کرنے لگا۔ ابھی اس پر بہت دن نہ
گذرنے پائے تھے کہ بادشاہ دہلی نے خان عالم کو ایران کی سفارت پر متعین کیا اور
چونکہ اس دور دراز سفر کے لئے کثیر التعداد روپیہ کی ضرورت تھی۔ اور اتفاق
سے اُس وقت اس قدر روپیہ اُس کے پاس موجود نہ تھا اس لئے وہ نہایت

Marfat.com

متحیر و متردد ہوا۔ فقیر نے خان عالم کی اس سراسیمگی اور تذبذب کو معلوم کر کے
کہا کہ تمہاری پریشانی اور تردد کا کیا سبب ہے۔ خان عالم نے تمام حال مفصّ
بیان کر دیا اس پر فقیر نے نہایت تسلی آمیز لہجہ میں کہا کہ تم روپیہ کی طرف سے
پریشان نہ ہو میں اکسیر بنانا جانتا ہوں لمحہ بھر میں تمہارے آگے روپیہ کا ڈھ
لگا دوں گا۔ لیکن اس کے لئے کسی قدر اسباب مہیا کرنے کی ضرورت ہے
بدقسمت خان عالم فوراً اس کے دھوکے میں آگیا۔ اور لاکھ روپیہ سے زا
کے توڑے اس کے سامنے چن دیئے۔ مکار و عیار فقیر چند روز تک عجیب
غریب حیلے کرتا رہا۔ اور آہستہ آہستہ تمام روپیہ غارت کر کے ایک دن روپو
ہو گیا ہر چند تلاش و جستجو کی گئی لیکن کہیں سراغ نہ لگا۔ خان عالم کے نقصان
و دیگر شماتت ہمسایہ کا مضمون سمجھ کر سخت نادم ہوا اور اپنی حماقت والیہ فر
کے طشت ازبام ہونے کے خوف سے خاموش ہو گیا۔ اور فقیر کی عیاری و فر
دہی پر عش عش کرنے لگا۔ حقیقت میں اگر خان عالم شیخ رفیع الدین محمد کی دلسوز
و خیر خواہی سے بھری ہوئی نصیحت پر عمل کرتا اور فقیر کے اس رنگ و روغن
نہ جاتا تو ایسا چشم زخم کبھی نہ اٹھاتا۔ اور اگر اسے ذرا بھی خداداد عقل ہوتی تو ا
درہم و دینار کے بندہ سے ہمیشہ کوسوں دور رہتا لیکن اصل بات یہ ہے۔
غریب اور سادہ لوح خان عالم کو بے شک اس نفس کے بندہ کی صحبت لذ
خوش اور سعید معلوم ہوتی تھی مگر اسے یہ خبر نہ تھی کہ ایک مجسم شیطان کا زہر
اثر نہ صرف میرے مال کو زہر آلود کرے گا بلکہ عزت و آبرو کو ایسی سخت مضر
پہنچائے گا کہ میں انجام کار ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا۔ وہ کیا جانتا تھا کہ ایک الب

Marfat.com

ا جس کی پنجگانہ نماز کبھی ناغہ نہ ہو جس کی مجلس میں ہر وقت وظیفہ وظائف
جاری ہے جس کی زبان سے اللہ ہو کے سوا دوسرا لفظ نہ نکلے میرے
یں کالا ناگ ثابت ہوگا۔ جس کا کاٹا کبھی بچ نہ سکے گا۔ ان ہی گندم نما جو فروش
وں کے حالات پر ریمارک کرتے ہوئے ایک معزز ہمعصر لکھتا ہے۔ کہ
یسے صوفیوں اور فقیروں کو سلام ہے جو نفس کے بندے ہو کر مال فراہم
ے کی دھن میں لوگوں کو ٹھگتے پھرتے اور ناخدا ترسی سے ناواقفوں کا الٹی
ی سے گلا کاٹتے ہیں لیکن اُف تک نہیں کرتے۔" اس میں ذرا بھی شک و
نہیں کہ جس شخص نے فقر اور تصوف کو اپنی خبیث اور ناپاک نفسانی خواہشوں
حیوانی جذبات سے بہرہ حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دے رکھا ہے اور انسانی
ملت اسلامی برتری رعلمی حرمت کو نیست و نابود کر کے ذلت کے آخری درجہ
پہنچا رکھا ہے اس کی ذات نہایت نفرت ناک اور سخت تنفر انگیز ہے جو لوگ
و تصوف کے ظاہری لباس سے آراستہ ہوتے اور رنگین کپڑے پہن کر گلے
تسبیح ڈال کر فقیری کے پردہ میں غریبوں کی گاڑھی کمائی کا مال غصب کرتے
ان کے حلقوں سے بڑی بے دردی اور ظلم سے لقمہ نکال لیتے ہیں۔ ان پر نیز
ان کی فقیری پر دو حرف۔ فقر و تصوف بجائے خود کوئی مضر اور شرع کے خلاف
ریں نہیں ہیں بلکہ ان سے انسان کے ضمیری جوہر نہایت روشن و چمکدار ہونے
اپنے میں خدا تعالے کے سچے جلال و جبروت کی تابانی رکھتے ہیں۔ لیکن ایسے
و تصوف پر خدا کی لعنت جو انسانی شرافت و عظمت کے مٹانے والے اور
نی جوہروں کے خون کرنے والے ہوں۔ فقر کی فضیلت و بزرگی قرآن مجید کی

Marfat.com

متعدد آیات اور بے شمار حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے لیکن اس میں وہ دنیا دار فقیر ہرگز داخل نہیں ہیں جو فقیری کی آڑ میں دنیا حاصل کرتے اور غریبوں کے بے دریغ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ بلکہ اصلی فقیر وہ ہے جو اپنا مال و متاع خدا کی راہ میں قربان کر دے اور خدا کی رضا مندی و خوشنودی میں جان تک دریغ نہ کرے یہ شان فقیری ہے اور حقیقت میں انہیں فقیروں کی نسبت جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

شان فقیری | ید خل فقراء امتی الجنۃ قبل الاغنیاء بخمسمائۃ عام یعنی امت کے فقراء غنی اور دولت مندوں سے پانسو سال پیشتر جنت میں داخل ہوں گے لیکن اس فقیری کی نسبت جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ آپ صاف لفظوں میں فرماتے ہیں کہ کاد الفقران یکون کفرا اسی فقیری کا یہ اثر ہے کہ کیمیا گر درویش ابھی ابھی زہد و پارسائی کے لباس میں خان عالم کے باغ میں بیٹھا نظر آتا تھا یہاں سے غریب خان عالم کا کثیر التعداد روپیہ غارت کر کے مخفی ہوا تو تمام زہد و پارسائی کو چھوڑ کر فسق و فجور اختیار کیا اور مذہب سے اس قدر دور ہو گیا کہ موچھ منڈا کر برہمن کا روپ بھرا اور سادہ لوح ہندوؤں کو ٹھگنا شروع کیا۔ جب خان عالم ایران کی سفارت کی تکمیل کر کے دہلی واپس آیا تو اثنا سفر میں حافظ محمد نے جو خان عالم کا متبنے تھا اور تفرس و ذکاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ اس عیار درویش کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور گرفتار کر کے خان عالم کے پاس لے آیا۔ مکار نے اگرچہ پہلے پہل اپنا حال مخفی کرنے میں بہت کوشش کی لیکن جب ہر طرح کی ایذا اور المناک سزا دی گئی تو آخر کار اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا

Marfat.com

...ی کے بعد کچھ مال بھی برآمد ہوا۔

اس کے بعد خان عالم نے خواب میں دیکھا کہ ایک جلیل القدر اور واجب ...ترام بزرگ کی خدمت میں پہنچ کر اُس سے بیعت کی ہے اور اُس کی اطاعت و ...لی کا حلقہ اپنے کان میں ڈال لیا ہے فوراً بے چینی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور ...تصویر کشی میں پوری مہارت رکھتا تھا صبح کو اُس بزرگ کی تصویر ایک کاغذ پر ...بنی اور جناب خواجہ محمد باقی کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کی تعبیر دریافت کی ...کاغذی تصویر ملاحظہ کے لئے پیش کی خواجہ نے فرمایا کہ تصویر دیکھنے کی کوئی ...بت نہیں میں اُس عزیز کو پہچان گیا ہوں تمہیں چاہیئے کہ شیخ رفیع الدین محمد ...بیعت کر و اور اُن کے فرمان پر گردن تسلیم خم کردو۔ چنانچہ خان عالم شیخ کی خدمت ...حاضر ہوا اور عذر و معذرت کر کے بیعت کی تجدید کی۔

الغرض شیخ رفیع الدین محمد صاحب کے اوصاف و کمالات اور خدا ترسی و ...حانی جوہروں کی جہاں تک سچی تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔ آپ کے تاریخی ...ات و واقعات کتابوں میں اس قدر لکھے گئے ہیں کہ اگر اُن کا دسواں حصہ بھی ...کیا جائے تو حیات ولی اُن کی وسعت نہیں رکھتی اس لئے میں اُن تمام واقعات ...لم انداز کر کے صرف ایک ایسے واقعہ پر آپ کے حالات کو ختم کرتا ہوں جو ...یت ہی دلچسپ اور نشاط انگیز ہے۔

...خ رفیع الدین محمد کے اخلاق

شیخ رفیع الدین محمد کے اگر تمام اوصاف و اخلاق سے قطع نظر کی جائے اور خواجہ محمد باقی کی خلافت کے انتساب کو بھی الگ ...دیا جائے تو بھی کرم و مروت کی ایک ایسی صفت آپ میں پائی جاتی تھی جس

Marfat.com

سے مخیروں اور عالی ہمتوں کی فہرست میں آپ کا نام نہایت روشن اور جلی حروف میں نظر آتا ہے اور غالبًا ایک اسی مروت پسندی کی صفت نے آپ کو دنیا میں مشہور کر دیا ہے۔ آپ کی مروت و حوصلہ مندی کی مثالیں اگرچہ تذکروں میں کچھ پائی جاتی ہیں لیکن میں اس مقام پر صرف ایک واقعہ لکھتا ہوں جس سے واضح ہو جائے گا کہ شیخ صاحب کو اس صفت میں اعلےٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔

شیخ کی مروت کا ایک دلچسپ واقعہ

شیخ رفیع الدین محمد دولت علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مال بھی تھے اور یہ تمام دولت مندی و تمول انہیں اپنے والد قطب العالم کے ورثہ سے حاصل ہوا تھا۔ یہ بات نہایت قابل تعریف ہے کہ آپ اس تمول کے ساتھ اس زیور سے بھی آراستہ تھے جو مال و دولت کے واسطے زیب و زینت کا باعث ہے یعنی کرم و سخاوت جوانمردی خوش خلقی مروت سب باتیں آپ میں بوجہ احسن پائی جاتی تھیں۔ فقرا اور مساکین کے ساتھ سلوک کرنے اور رحیمانہ برتاؤ سے پیش آنے کے سوا طلبہ سے بہت رعایت کرتے اور تا بامکان ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے۔ آپ کا تمول تخصیص کے ساتھ اس وجہ سے اور بھی قابل ذکر ہے کہ باوجودیکہ آپ کی دولت مندی اور تمول تمام دلی میں اشاعت پا چکا تھا اور حقیقت میں آپ کا تمول ایک امیر کبیر کی دولت کے ساتھ ہمسری کا دعوےٰ کرتا تھا لیکن آپ ایسے سادہ طریقے سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے جو ایک دولت مند سے مشکل اور سخت مشکل ہے۔ آپ ہر شخص سے خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہوتا نہایت عاجزی و انکسار اور تواضع

Marfat.com

ق سے پیش آتے ۔

ی مروت کا اور دلچسپ واقعہ | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رہزنوں کی ایک جماعت نے آپ کے تمول کی شہرت سُنکر آپ کے مکان پر حملہ کرنا چاہا ۔

ن اس سے قبل کر سب مل کر یکبارگی مکان پر پل پڑیں اور آپ کا مال و متاع
ت کر کے لے جائیں اپنے میں سے ایک شخص کو اس لئے منتخب کر کے
نہ کیا کہ آمدورفت کے رستہ سے واقف ہو جائے اور نقد و اسباب کا
لگا لائے اور یہ بھی معلوم کر آئے کہ گھر کے لوگ غافل ہیں یا ہشیار ۔ چنانچہ
زنوں کا منتخب کیا ہُوا جاسوس لوگوں کو غفلت میں پاکر شیخ کے مکان میں دزدانہ
گھس گیا لیکن خدا کی شان گھر میں داخل ہوتے ہی اندھا ہو گیا اور نہایت
بےچینی کے ساتھ چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارنے لگا ۔ اُس کی یہ آہٹ محسوس
کے گھر والے جاگ اُٹھے اور چراغ لے کر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا ۔
ب حقیقت حال پر مطلع ہوئے ۔ تو شیخ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے
ی انتہا درجہ کی مروت و کرم کی وجہ سے اہل خانہ کو حکم دیا کہ اُس سے کسی طرح
تعرض نہ کرو اور کچھ دے کر رخصت کر دو ۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کی فوراً
میل ہوئی اور گھر والوں نے اُسے کچھ نقد اور کھانا دے کر رخصت ہونے
کی اجازت دی ۔ لیکن جاسوس نے بھرائی ہوئی آواز میں غل مچا کر کہا کہ میں کس
طرح جاؤں نہ تو آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے نہ پاؤں میں رفتار کی طاقت ہے
میری آنکھیں بالکل اندھی ہو گئیں اور گھٹنے ٹوٹ گئے ہیں یہ سُنکر شیخ بستر
خواب سے اُٹھے اور نہایت شفقت اور مہربانی سے اپنی لکڑی اس کی آنکھو

Marfat.com

اور گھٹنوں سے چھوا دی۔ جاسوس بینا و تندرست ہو کر اپنی جماعت سے ملا اور تمام واقعہ بجنسہٖ نقل کر دیا۔ رہزنوں کی جماعت نہایت نادم و پشیمان ہو اور تاسف کرتی ہوئی لوٹ گئی۔ اسکے بعد پھر کبھی اُنہوں نے اس طرف رخ کیا۔ حالانکہ شیخ کا مکان شہر اور آبادی سے الگ واقع تھا اور مکان کی عمارت سنگین و پختہ نہ تھی بلکہ نہایت خام اور بودی تھی۔ طرفہ یہ کہ آپ کا تمول مشہور و معروف تھا اور کوئی پہرہ چوکی دینے والا موجود نہ تھا۔

شیخ رفیع الدین محمد کی اس قدر معرفی کے بعد اب ہم آپکے آبا و اجداد میں خاصکر اُن حضرات کے حالات مختصراً ذکر کرتے ہیں جو ذیل کے سلسلہ نسب میں تاریخی شہرت زیادہ رکھتے ہیں اور جن کے واقعات دلچسپی اور ندرت و جدت کے سامان بہت کچھ اپنے ساتھ لئے ہوئے ہیں۔

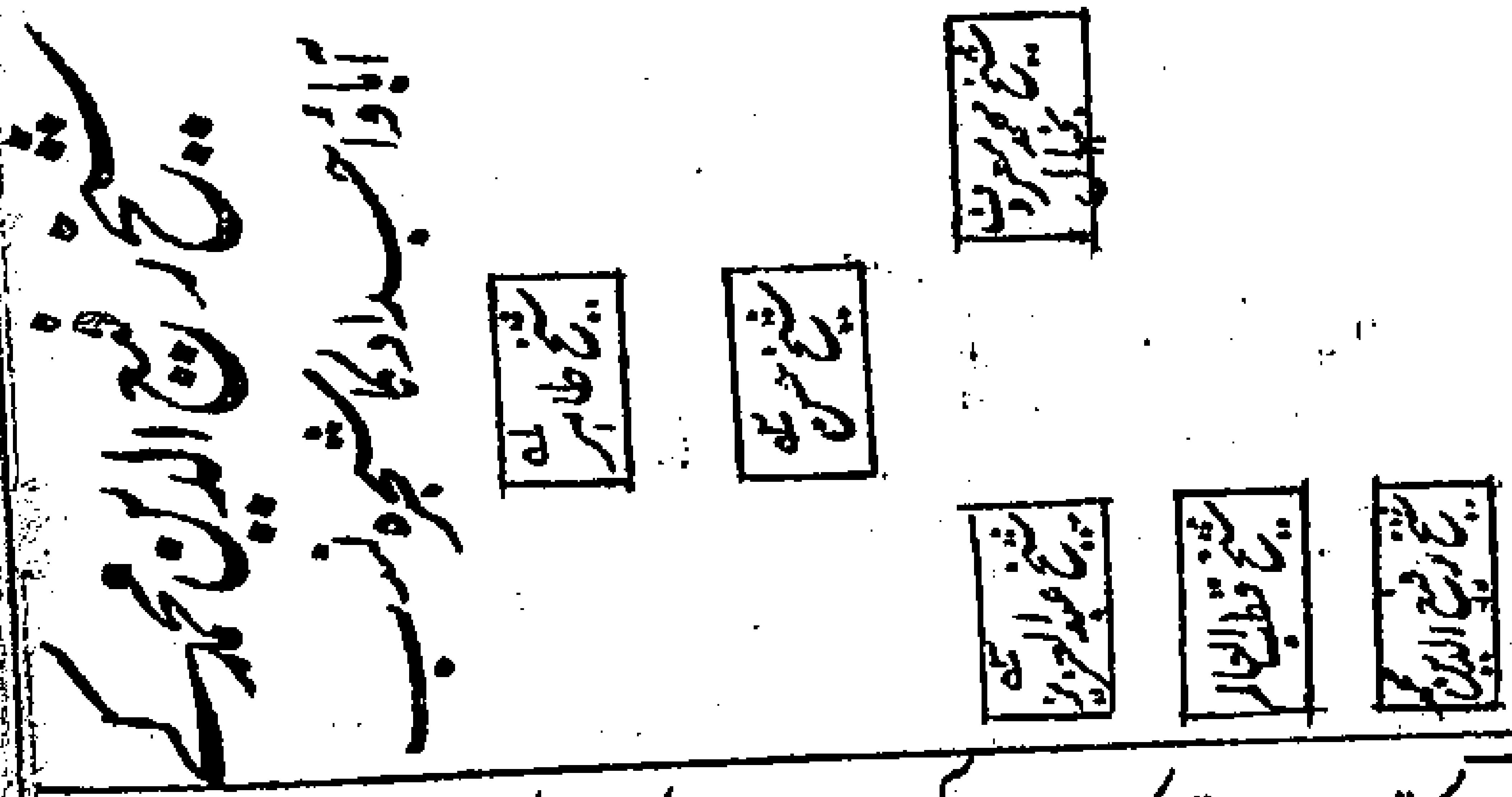

۱؎ شیخ طاہر کے تین فرزند تھے لیکن دو حضرات کے نام باوجود تحقیق کے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔
۲؎ شیخ حسن کے چار فرزند تھے مگر مجھے بجز شیخ محمد المعروف بہ جیالی اور شیخ عبدالعزیز صاحب کے دوسرے دو صاحبوں کے نام کا پتہ نہیں لگا۔ ۱۲ ۳؎ شیخ عبدالعزیز صاحب کے تین صاحبزادے تھے جنمیں دو صاحبزادوں کے نام کا پتہ نہیں ... رفیع الدین

محمد طاہر اور ن کا خاندان

شیخ محمد طاہر جو شیخ رفیع الدین محمد کے جد اعلےٰ تھے
اور جو پورب میں بڑے مشہور اور نامور عالم شمار کئے
تے ۔ تھے ملتان میں پیدا ہوئے آپ کا خاندان ملتان میں بڑی ناموری
ینک نامی کے ساتھ مشہور تھا جس کی نجابت اور شرافت نہ صرف
ن کے باشندے بلکہ دور دراز کے لوگ تسلیم کرتے تھے اور جس کا اعزاز
تدار ہر طبقہ کے لوگ ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اس واجب الاحترام
شریف خاندان میں بہت سے ایسے مقتدر اور باوقعت لوگ موجود
ے جن کے فضل و کمال کا تمام زمانے کو اعتراف تھا اور جس شہرت سے
الفدان کا نام پکارا جاتا تھا اس سے کہیں زیادہ وقعت لوگوں کے دلوں
ں پیدا ہو گئی تھی غرضکہ محترم شیخ محمد طاہر جن پر تاریخی روشنی ہمیشہ چمکیگی اس
مزز و مقتدر خاندان میں پیدا ہوئے ۔

شیخ کی تعلیم

ابتدائی زمانہ میں اگرچہ شیخ محمد طاہر کو حسب معمول قرآن شریف
ی تعلیم پانے کے لئے مکتب میں سپرد کیا گیا لیکن یہ تعجب اور تعجب کے
ساتھ حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ انہوں نے تعلیم کی طرف بالکل توجہ نہیں کی
بلکہ ہمیشہ سیر و شکار میں مصروف رہے اور یہی مصروفیت تحصیل علوم سے
مانع ہوئی ۔ مگر جب آپ عمر کے ابتدائی مرحلے طے کر کے سن بلوغ کو پہنچے
تو ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کی ہمشیرہ نے قرآن مجید کی ایک آیت پیش کی اور
اس کی تفسیر دریافت کی جس کا جواب شیخ سے کچھ بن نہ پڑا لیکن اس کے
ساتھ ہی آپ کو اس درجہ ندامت حاصل ہوئی کہ کسی طرح سے سر نہ

Marfat.com

اُٹھا سکے۔ اُس وقت آپ کی غیرت میں اس قدر سلسلہ جنبانی ہوئی
قرآن مجید بغل میں لے کر اپنے وطن مالوف کو خدا حافظ کہا۔ اور تحصیل علم
کے لیئے مسافرت کی ناگوار سختیاں برداشت کرنا اختیار کیں۔

شیخ کا تحصیل علوم کے لیئے وطن سے نکلنا

اب آپ کی یہ کیفیت تھی کہ جس شہر یا قصبہ میں کسی
عالم کی شہرت سنتے اُس کی خدمت میں حاضر ہو
کچھ نہ کچھ حاصل کرتے۔ چند روز میں آپ تھانیسر پہنچے اور یہاں اس
قابلیت پیدا ہو گئی کہ قرآن شریف کے معانی و مطالب اخذ کرنے کی کا
مہارت اور تامہ قدرت حاصل ہو گئی۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ کو خط لکھا او
ساتھ ہی اُس آیت کی تفسیر لکھ دی جس کی بابت اُنہوں نے استفسا
کیا تھا۔

شیخ کا تکمیل علوم کے لیئے بہار پہنچنا

شیخ محمد طاہر کو اس وقت اگرچہ تمام علوم وفنون میں کا
دسترس پیدا ہو گئی تھی لیکن ہمت کی بلند پرواز شاہی
نے اس پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اُن کا ذوق علمی تھانیسر سے صوبہ بہار میں کھینچ
لایا۔ کیونکہ اس عہد میں بہار کے سوا تحصیل علوم اور تکمیل فنون کا کوئی دوسرا مو
طالب علموں کے حق میں نہ تھا۔ یہاں اُس وقت اہل علم کا بہت بڑا مجمع
تھا اور ہر موقع پر علماء کے جمگھٹے رہتے تھے۔ جب آپ بہار میں پہنچے
ایک مشہور علامہ کی خدمت میں تکمیل علوم کی غرض سے تشریف لے گئے
اور اُس نے آپ کو رشد نی اور ہونہار سمجھ کر اپنے درس میں داخل کر لیا او
نہایت محنت و جانفشانی سے چند روز میں تمام کتب درسیہ اور فنون رسم

Marfat.com

یور کرا دیا اب وہ زمانہ آیا کہ آپ کی بے مثال جودت طبع اور لاثانی حافظہ
علماء کے عام طبقوں میں چرچا ہونے لگا اور رشدہ شدہ آپ کی عدیم
نظیر ذہانت اور استحضار علوم کی بے انتہا شہرت نے لوگوں کو آپ کی طرف
رجوع کیا لوگ جوق جوق آپ کی زیارت کے لئے آتے اور آپکے فضل و کمال
اور علمی تبحر کا بدل اعتراف کرتے ۔

کے عام اخلاق | علاوہ ازیں آپ کے اخلاق ایسے وسیع اور عام تھے
کہ ان کا جادو بہار کے تمام باشندوں پر اپنا اثر ڈال چکا تھا اور جستہ جستہ
آپ کی فطانت نیک چلنی عام اخلاق کی ہر جگہ داد دی جاتی تھی ۔ بہار کا
شخص جس کی شرافت و ایمانداری کی تمام اہل شہر قدر کرتے تھے اور
جس نے اپنی زیبا و پسندیدہ عادات اور شائستہ اخلاق سے مسلمانوں
کے تسخیر قلوب میں عام طور پر ناموری حاصل کی تھی اس نے جب شیخ
محمد طاہر کے فضل و کمال اور وجاہت و نجابت کو دیکھا تو اپنی عزیز و پیاری
لڑکی کو آپ کے عقد میں دے دیا۔ عقد کے چند روز بعد آپ نے بہار
کو چھوڑ دیا اور پورب کے کسی اور اطراف میں قیام فرمایا ۔

شیخ کی کتخدائی | الغرض خدا تعالےٰ نے شیخ محمد طاہر کو وہ اندازہ کرنے
والا دماغ اور جانچنے والی عقل عطا کی تھی جس کی نظیر اس عہد میں بہت مشکل
سے ملتی تھی ۔ آپ تمام علوم کو جامع اور مروجہ فنون کو حاوی تھے آپ
کی نظر ایسی وسیع اور غائر تھی کہ تمام علوم سے عمدہ عمدہ نتائج اخذ کر لینے
اور انکے جزئی و کلی مسائل کا پورے طور پر انتخاب کر لیتے تھے بہرحال

Marfat.com

آخر عمر میں آپ کو وہ مرتبہ حاصل ہوگیا تھا کہ اپنے زمانہ کے علماء کے اور ثقات بزرگواروں کے معتقد علیہ تسلیم کئے جاتے تھے شیخ کے قاضی بہار کی پاک دامن دختر کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے جن میں سب سے بڑے اور بزرگ فرزند شیخ حسن تھے۔

شیخ کا انتقال | شیخ محمد طاہر صاحب آخری عمر میں اپنے فرزندوں اور اہل و ... ساتھ لے کر شہر جونپور میں چلے آئے تھے۔ یہیں آپ نے انتقال فر... یہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر شریف ہنوز موجود ہے اور لوگ دور دو... زیارت کے لئے آتے ہیں۔

شیخ حسن صاحب | شیخ حسن صاحب جو شیخ طاہر کے بڑے فرزند تھے ... کے زمانہ میں نہایت دھیمی اور حلیم فطرت رکھتے تھے۔ لیکن جوں جوں آپ ... عمر کے مرحلے طے کرتے گئے۔ مزاج میں تواضع وانکساری آتی گئی نو سال ... عمر میں آپ نے قرآن مجید یاد کرلیا اور اب تک کتب متداولہ کی تحصیل میں م... ہوئے۔ علم صرف و نحو کی معمولی کتابیں پڑھنی شروع کیں اور دو تین ہی ... اس فن کی تمام درسی کتابیں نکال لیں گیارہ یا بارہ سال کی عمر میں آپ کو ص... میں کامل مہارت اور تامہ لیاقت ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے فقہ و حد... وغیرہ علوم کی تعلیم پائی۔

شیخ حسن کی تعلیم | فقہ و حدیث کے علوم اگرچہ نہایت سخت اور دشوار گز... ہیں۔ لیکن شیخ حسن صاحب کو اپنے بے مثل حافظہ اور عدیم المثل ذہانت ... بدولت یہ اہم اور مشکل علوم بھی پانی تھے۔ غرضکہ آپ اٹھارہ سال کی

Marfat.com

م علوم متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے ۔

خ کی تربیت | اگرچہ اس امر میں ہماری واقفیت محدود ہے اور ہمیں یہ بتانا بہت کل ہے کہ شیخ حسن کی خدمت معلمی کن علماء کے سپرد کی گئی۔ لیکن اس میں ذرا ک نہیں کہ تعلیم کا دوسرا جزو جسے تربیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کی اتالیقی خود اب شیخ محمد طاہر کے ہاتھ میں تھی۔ اور شیخ محمد طاہر اس پایہ کے شخص تھے کہ اُس ند میں بڑے بڑے نامور اور مشہور علماء کی اتالیقی آپ کے سپرد تھی جیسا کہ ہم اوپر کر آئے ہیں بہر حال شیخ حسن کو تعلیم و تربیت کے اعتبار سے اعلےٰ درجہ کے اہل مال میں شمار کرنا ضرور ہے ۔

شیخ کا علمی اقتدار | جب شیخ حسن صاحب فارغ التحصیل ہوئے تو دُور دُور سے وگ آپ سے فقہ و حدیث کی تعلیم پانے کی غرض سے جوق جوق آنے لگے اور کمسنی اور ابتدائی عمر میں آپ مقتدائے خواص اور معتقد علیہ علماء تسلیم کئے گئے ۔ یکن آپ کی طفلانہ نظریں پہلے ہی سے اس بات کی پشین گوئی کرتی تھیں کہ یہ شریف ونجیب بچہ آیندہ زمانے میں علم طریقت کا سرتاج اور مشائخ صوفیہ کا پیشوا قرار دیا جائے گا۔ اور بچپن کے زمانہ میں آپ کی پیشانی سے وہ رشد و طلب کے آثار نمایاں تھے جو صاف طور پر اسبات کی شہادت دیتے تھے کہ یہ ہونہار بچہ درویشوں کا معتقد ہو گا ۔

شیخ حسن کا مرید ہونا | چنانچہ جس زمانہ میں سید حامد راجی شاہ کی عظمت وشہرت کا ستارہ اوج عروج پر شہاب ثاقب بن کر چمک رہا تھا اور اقبال کی یاوری اور کمال علم کا آفتاب اپنی پوری تابانی دکھا رہا تھا۔ نیز اُن کے ضمیری جوہروں اور روحانی جذبات

Marfat.com

کی روشنی اطراف عالم میں پھیل گئی تھی تو شیخ حسن بزرگ سید کے امتحان کی غرض سے اُن کی خدمت میں پہنچے۔ اور پہلے ہی مرحلہ میں جاذبہ ازلی نے محترم حلقہ میں آپ کو کھینچ لیا۔

سید حامد راجی شاہ کا اعزاز سید حامد راجی شاہ اپنے وقت کے مشائخ میں اچھی نظروں سے دیکھے جاتے تھے اور علم طریقت میں آپ نے وہ نام پایا تھا کہ مشائخ زمانہ آپ کو نہایت معزز اور مقتدر القاب سے یاد کرتے تھے۔ علاوہ ازیں جو عظمت اور قدر منزلت اُن کے دلوں میں موجود تھی وہ اس اعلےٰ درجہ کی تھی جس کا کوئی کافی اندازہ نہیں کر سکتا۔

شیخ حسام الدین کا ذکر آپ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ممتاز خلیفہ تھے جو حقیقت میں شریعت و طریقت دونوں طرح کے علوم کو جامع اور مشائخ چشتیہ میں اعلےٰ درجہ کا اعزاز و اقتدار رکھتے تھے اس کے علاوہ شیخ نور قطب العالم کی خلافت کا منصب بھی آپ کو حاصل تھا۔ غرضکہ شیخ حسام الدین صاحب اپنے عہد میں ایک مسلم الثبوت صوفی تھے جو ہر بات میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کا زہد و تقویٰ و ورع ضرب المثل تھا اور آپ کا مستجاب الدعوات ہونا خواص میں بے مثل شہرت پا چکا تھا۔

شیخ نور قطب العالم کی مجمل ہسٹری شیخ نور قطب العالم ہندوستان کے نامور اور مشہور مشائخ میں سے تھے عشق و محبت۔ ذوق و شوق تصرف و کرامات ریاضات و مجاہدات اور مذہبی مباحث میں سب سے زیادہ حصہ رکھتے تھے بلکہ اُس عہد میں کوئی شخص ان باتوں میں آپ کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہ کر

Marfat.com

...کثرت ریاضات نے تمام عالم میں شہرت عام پیدا کردی تھی۔ اور علما و فضلا
...یخ کا مجمع آپ کے مکان پر لگا رہتا تھا شیخ نور قطب العالم کی الفت میں جو
...سب سے زیادہ استعجاب کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ وہ آپ کی دینداری
...مذہبی تقدس و جوش ہے جس کی نظیر اُس زمانہ کے مشائخ میں بہت مشکل سے
...ی ہے۔

...علاء الحق | آپ اپنے والد شیخ علاء الحق بن سعد کے خلیفہ بھی تھے جو جامع علم
...ہر و باطن اور مرجع خواص و عوام تھے۔ گو خلافت کے اِس ممتاز منصب نے
...ی نور قطب العالم کو اور بھی مشہور و معروف کر دیا تھا۔ لیکن واقعی بات یہ ہے
...س چیز نے آپ کے فضل و کمال کو منصب خلافت کے علاوہ تمام ہندستان
...ں مشہور کر دیا وہ آپ کے علمی کارنامے اور تصرف و کرامات کے سچے واقعات
...ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تک صفحات تواریخ پر اُن کی گہری جھلک پڑ
...رہی ہے۔

شیخ علاء الحق قطع نظر اس کے کہ بنگالہ اور پورب کے تمام مشائخ میں نہایت
...قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اور اُس عہد کے علما و مشائخ میں
...غیر معمولی شہرت رکھتے تھے۔ شریعت و طریقت کے دونوں علموں کو جامع اور
...علمی تبحر میں بے مثل تھے۔ آپ کا علم و فضل میں وہ پایہ تھا جو محتاج بیان نہیں یہ
...بات بجز آپ کے اور کسی کو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ جس نے آپ سے فیض
...صحبت اور علمی تعلیم کا حصہ لیا وہ علم و فضل میں کامل اور بے نظیر ثابت ہُوا۔
شیخ سراج الدین اودھی | شیخ علاء الحق جناب شیخ سراج الدین اودھی کے خلیفہ میں

Marfat.com

جو شیخ نظام الدین قدس سرہ کے معزز جانشین اور ایک نہایت بزرگ اور اولوا
خلیفہ شمار کئے جاتے تھے ۔ الغرض جناب شیخ محمد طاہر کے فرزند رشید شیخ محمد
بزرگ و محترم سید حامد راجی شاہ کے مرید و معتقد تھے اور ان کے کمال علم اد
کی وجہ سے انہیں مشائخ کا پیشوا اور علمائے شریعت و طریقت کا سرتاج جا
تھے ۔ چنانچہ آپ کے اس دلی اعتقاد کی مثال جو سید حامد راجی شاہ کے بارہ میں
تھے ، ایک تاریخی واقعہ سے خوب ظاہر ہوتی ہے ۔

شیخ حسن کے اس اعتقاد کی مثال جو آپ کو سید حامد راجی شاہ کی نسبت تھا	بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ہدّاد شارح ہدایہ چند نامور علمانے جو شیخ حسن کے درس

شریک اور آپ کے جلیس و انیس تھے ۔ آپ کے اس اعتقاد کو جو بزرگ سید
حق میں رکھتے تھے استعجاب کی نظر سے دیکھا اور ایک دفعہ تو برملا یہ کہہ بھی دیا
سید حامد راجی شاہ سے آپ کا بیعت کرنا اور ان کی متابعت کا حلقہ اپنے کا
میں ڈالنا نہایت ہی بعید اور دور از قیاس بات ہے کیونکہ آپ قطع نظر خاندا
عظمت و شان کے علوم و فنون میں عام طور پر اپنے ہمعصروں میں ممتاز ہیں او
آپ کے ضمیری و روحانی جوہر رتبے میں ممتازیت کی گہری تہ رکھتے ہیں ۔ ا
سو آپ کی دانش و فضل کا شہرہ تمام ملک میں پھیل گیا ہے اور اہل ملک کی نگا
آپ پر وقعت کے ساتھ پڑتی ہیں ۔ باوجود اس فضل و شہرت کے آپ کا
حامد سے بیعت کرنا جو علم مکتب سے چنداں حصہ نہیں رکھتے سخت تعجب اور تعج
کے ساتھ حیرت سے دیکھا جاتا ہے ۔
شیخ ہدّاد کی یہ تقریر سن کر جناب شیخ محمد حسن نے نہایت متانت اور س

Marfat.com

سے فرمایا کہ پیارے شیخ امداد! تمہارا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ واجب الاحترام اور
عز خاندان وقوم سید حامد راجی شاہ مکتبی علم سے حصہ نہیں رکھتے لیکن تمہیں یہ
علوم ہے کہ ظاہری کتابی تعلیم جو ہر انسان کو مکتب میں دی جاتی ہے اس کے
لئے کچھ یہی ضرور نہیں کہ ہر انسان اس تعلیم سے مصلح قوم اور ریفارمر بننے کی قابلیت
لیاقت پیدا کرلے۔ بلکہ فطرت جس انسان کو اپنے ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے۔
س کے ضمیر کو اول ہی روز سے روحانی جوہروں اور باقی قابلیتوں کے زیور سے
راستہ کردیتی ہے۔ ایسے وقت میں اگر اسے مکتبی تعلیم نہ بھی دی جائے تو بھی کوئی
اندیشہ اور مضائقہ کی بات نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے روحانی جوہر جو پہلے ہی
ے اس میں مضمر کئے گئے ہیں ایک نہ ایک روز اپنی اصلی تابانی اور روشنی دکھا کر
ضرور رہیں گے۔

یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ظاہری کسب اور محنت کو ہر چیز میں مداخلت
ہے گو کوئی شخص کیسا ہی غبی اور کند ذہن ہو مگر پھر بھی محنت ایک ایسی چیز ہے
کہ اگر اسے باقاعدہ عمل میں لایا جائے تو کچھ نہ کچھ حاصل ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن
اس کے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ذہانت وحافظہ فطرت
کی خاص عنایتیں ہیں۔ جو مقدس اور پاک نفوس کو بغیر ظاہری تعلیم کے بھی حاصل
ہوسکتی ہیں اور باقی قابلیتوں کی وہ درخشانی وتابانی جو کسی پاک دل پر پرتو افگن
ہوجاتی ہے۔ نہ جانکاہ محنت سے میسر ہوسکتی ہے نہ عرق ریزی وہاں کچھ کام دے
سکتی ہے لیکن اس پر بھی میں چاہتا ہوں کہ اہل علم کی ایک جماعت منتخب ہوکر
محترم سید کی خدمت میں بھیجی جائے تاکہ جو مشکل اور اہم مسائل اور علمی باریکیاں

Marfat.com

دل میں کھٹکتی ہیں انہیں سید کی خدمت میں پیش کریں۔ اگر سید کی توجہ سے ہو جائیں اور اُن کا جواب با صواب حاصل ہو تو میری طرح اُن کو بھی معتقد مرید ہونا چاہیئے ورنہ خیر۔ چنانچہ شیخ ہداد وغیرہ نے اہل علم کی ایک جماعت سید کے امتحان کے لئے منتخب کی اور اُسے آپ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ بعض لوگوں کے اشکال تو راستہ ہی حل ہو گئے اور بعضوں سے بزرگ سید کے پُر انوار جمال کے دیکھنے سے باقی لوگوں کے شکوک و شبہات آپ کے حکمت آمیز اور پراسرار کلام کے سننے سے مٹ گئے۔ حاضرین آپ کے اس بے مثل اور عدیم المثال تصرف کو دیکھ کر قدموں پر گر پڑے اور فوراً بیعت کر کے ربقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

شیخ حسن کی دہلی میں تشریف آوری | الغرض شیخ حسن صاحب ایک دراز مدت تک اسی سرزمین میں طالبوں کے ارشاد و تعلیم میں مصروف و مشغول رہے لیکن بعد ازاں سلطان سکندر کی استدعا سے جو سلاطین دہلی میں ایک انصاف پسند اور منصف مزاج بادشاہ تھا اور جو فیاضی اور سخاوت میں سب سے افضل و فائق شمار کیا جاتا ہے پُرانی دہلی میں تشریف لائے اور محل نیچے منڈل میں اقامت اختیار کی۔

مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شائقین کی بصیرت و اطلاع کے لئے نیچے منڈل کی مجمل ہسٹری مختصراً قلمبند کروں۔ ناظرین سے امید ہے کہ خارج از بحث کا الزام دینے سے معذور سمجھیں گے۔

نیچے منڈل کی مختصر تاریخ | نیچے منڈل ایک نہایت عظیم الشان اور خوشنما محل

Marfat.com

ںطب صاحب کے راستہ میں حوض خاص کے سامنے واقع ہے یہ
ں نہایت عالیشان عجیب وغریب اور حیرت افزا عمارت ہے۔ دلچسپ
شا ہونے کے سوا کسی زمانہ میں بہت ہی خوش منظر اور پرفضا ہوگی لیکن
کی موجودہ ویران حالت دیکھ کر اُس شاہانہ شوق پر انتہا سے زیادہ افسوس
ہے جس نے اس عظیم الشان اور دلگیر عمارت کی بنیاد ڈالی ہوگی۔ بیان کیا
ہے کہ یہ عمارت حوصلہ مند فیروز شاہ کے شوق کا نتیجہ ہے جس نے
لتعداد لاگت سے اسے تیار کیا تھا اسی عمارت کو جہاں نما بھی کہا جاتا
اور بدیع منزل کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے لیکن عوام الناس
منڈل کہتے ہیں کتب تواریخ پر غائر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ
الی شان اور خوبصورت عمارت اسی زمانہ میں بنائی گئی تھی جس زمانہ میں
وز شاہ نے فیروز آباد آباد کیا تھا۔ فیروز آباد کی تعمیر ۷۵۵ھ ہجری میں ہوئی
س کے چند سال بعد بجے منڈل کی تعمیر ہونی شروع ہوئی۔ اس عمارت کی
ع وضع نہایت ہی عجیب وغریب ہے۔ ایک بلند اور اونچے برج پر چار
ردں کا ایک خوبصورت کمرہ بنایا گیا ہے۔ اس کمرہ میں سے گزر کر اس کی تعلی
ریں اوپر جانے کا زینہ رکھا گیا ہے۔ چند زینے چڑھ کر اوپر جانا ہوتا
ہ۔ یہاں ایک نہایت کشادہ اور سنگین بارہ دری تھی جس کی خوشنمائی اور
لی کو اس کے عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا۔ یہاں بجز اس عمارت کے
کوئی چیز ایسی نہ تھی جس پر انسان کی نظر شوق سے پڑے لیکن افسوس
اب وہ عمارت بھی ٹوٹ پھوٹ کر ڈھیر ہوگئی اور بجز علامات و نشانات

Marfat.com

سے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ مدتوں کی بے حرمتی نے نازک خیال معمار کی عجیب و غریب صنعت اور حیرت انگیز کاریگری کو بالکل بے رونق کر دیا اور بجائے اس کے کہ کبھی اس سے تفریح ہوتی تھی۔ دل گھبراتا اور وحشت ہوتا ہے۔ مورخوں کا بیان ہے کہ فیروز شاہ نے ایک نقب بنائی تھی کہ فیروز آباد سے اس مکان میں ہوکر نقب کے راستہ سے سوارہ حوض خاص تک چلے جاتے تھے۔ اگرچہ یہ عمارت اب بہت شکستہ اور خراب ہے لیکن پھر بھی نقشہ اور ہیئت اور وضع قطع اچھی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جناب شیخ حسن پرانی دہلی میں تشریف لائے اور نجے منڈل میں اقامت اختیار کی اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا اور یہیں مدفون ہوئے۔ کہتے ہیں کہ سلطان سکندر کا بلند اقبال اور نامور فرزند فتح خاں شیخ کا بہت بڑا معتقد تھا۔ ایک دفعہ اس کے دل میں آیا کہ باپ سے بغاوت کرے اور امراء کی ایک جماعت کی سرکردگی میں دار الحکومت پر حملہ آور ہو کر مستقل بادشاہ بن جائے۔ دربار کے بہت سے ندیموں اور سلطنت کے امراء اور کارکنوں نے اس معاملہ اس بارہ میں اتفاق کر لیا اور مسلح ہو کر وقت کے منتظر رہے۔

فتح خاں ابن سلطان سکندر شیخ حسن کا بڑا معتقد تھا

لیکن جب فتح خاں نے اس بارہ میں شیخ سے مشورہ کیا تو آپ نے اسے بغاوت سے منع کیا۔ اور امن و امان کی بشارت دی۔ اس سے سلطان سکندر بھی آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کے اعزاز و اقتدار کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

بعض مورخوں کا یہ بھی بیان ہے کہ جب شیخ دہلی میں تشریف لائے

Marfat.com

ناہ وقت شیخ کے بعض کمالات پر خواب میں مطلع ہوا جس نے اس کے پہلے
نا میں ایک اور بھی نئی اور تازہ روح ڈال دی۔

حسن کا انتقال | جناب شیخ حسن ۹۰۹ھ ہجری کو بجے منڈل کے محل میں بحالت
فوت ہوئے۔ آپ خاصے تندرست اور چست و چاق تھے کسی طرح
بیماری عارض نہ تھی۔ آپ کی مجلس میں طالبین کا جھمگٹا لگا ہوا تھا اور ایک
ل جس کا اول مصرعہ "اے ساقی ازاں مے کہ دل و دین من است" ہے
ر پڑھی جاتی تھی جس سے آپ پر وجد طاری ہوا اور اسی حال میں آپ کی
ل روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
کتاب مفتاح الفیض جو علم سلوک میں تصنیف کی گئی ہے شیخ کی بہت بڑی
ار ہے جس سے آپ کے باطنی علم اور بے مثال روحانی جذبات کی شان و
ت بڑی خوبی سے واضح و آشکارا ہوتی ہے۔

حسن کی اولاد ذکور | شیخ حسن کے انتقال کے بعد آپ کے چار فرزند یادگار
رہے۔ لیکن اُن میں سے جنہیں تاریخی شہرت حاصل ہے اور جن سے شیخ صاحب
آئندہ نسلوں کا سلسلہ بڑھا وہ صرف دو فرزند ہیں شیخ محمد المعروف بہ خیالی اور
خ عبدالعزیز۔ یہی وہ دو شخص ہیں جن کے فضل و کمال کی شہرت عام طور پر
م ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جو علم سلوک کے کتاب کے پڑے
چے اور الولد سر لابیہ کے کامل فوٹو تھے۔

بار دہلی میں شیخ خیالی کا اعزاز | شیخ محمد خیالی صحیح الحال لطیف المشرب قوی الریاضت تھے
اور علم سلوک کے دوسرے بازو سمجھے جاتے ہیں۔ حکومت

Marfat.com

دہلی کی طرف آپ کا وہی اعزاز و اقتدار کیا جاتا تھا جو جناب شیخ حسن آپ کے والد بزرگوار سے وابستہ تھا سلطان دہلی آپ کی بڑی عزت کرتا تھا اور سفر میں اکثر اوقات اپنے ساتھ رکھتا تھا بلکہ کمال قدر دانی سے آپ کو تخت پر جگہ دیتا تھا اور یہ اُس قابلیت اور پولٹیکل لیاقت کا نتیجہ تھا جو اول ہی سے آپ میں مضمر تھی۔ لیکن آپ نے باوجود حکومت کے اس قدر شرکت اور شاہی اعزاز و اقتدار کے اپنی اصلی حالت نہیں چھوڑی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اپنے عہد میں پیشوائے مذہبی تسلیم کئے گئے ہیں۔

شیخ محمد خیالی کی لیاقت | شیخ محمد خیالی کی شہرت اگرچہ زیادہ تر علوم سلوک میں ہے لیکن آپ فقہ و حدیث اور ادب و کلام میں بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ ابتدا میں اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے اور انہیں کے طریقہ کو استعمال میں لاتے تھے۔ مگر انجام کار آپ کا وہ ارتباط جو سلسلہ قادریہ کے ساتھ وابستہ تھا آپ پر غالب آیا اور اسی زمانہ میں آپ نے تکمیل فن کی غرض سے دہلی سے سفر کیا۔ اور ملک عرب میں پہنچ کر حرم مدینہ میں کئی سال رہا ضدات شاقہ میں زندگی بسر کی۔ جب حاجی عبدالوہاب بخاری دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے شیخ محمد خیالی کو بشارت دی کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ہندی شیخ زادے نے ایک مدت دراز سے زندگی بسر کی ہے اب تو اُسے ہندوستان میں پہنچا دے۔

لہٰذا میں بکمال لجاجت عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ہندوستان

Marfat.com

یف لے چلیں شیخ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن تا وقتیکہ خود مجھے اس کا حکم نہ ہو میں ہندوستان نہیں جا سکتا۔

کا انتقال | چنانچہ جب آپ اس پر مامور ہوئے تو حاجی عبدالوہاب ہی آپ کو ہندوستان میں لایا۔ اور یہاں پہنچ کر آپ کا انتقال ہوگیا۔ بجے منڈل میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

کے خلفا، | شیخ محمد خیالی کے خلفا بے شمار اور انگنت ہیں اور یہ آپ کے بے مثل فیض کا نتیجہ تھا کہ جس نے آپ سے فیض صحبت حاصل کیا ہی علم و فضل میں کمال عروج کو پہنچ گیا اور شہرت میں بے نظیر اور عدیم المثال ت ہوا آپ کی خانقاہ میں بعض ایسے بھی معزز و مقتدر خلیفہ ہیں۔ جو امام وقت اور مجتہد فن کہلائے جاتے ہیں اور جو کمال و تکمیل کے مرتبہ پر چکے ہیں شیخ امان اللہ پانی پتی اور شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی کو کون نہیں نتا اور کونسا آدمی ایسا ہے جو انکے فضل و کمال سے واقف نہیں ہے یہ ایسے نہیں ہیں جن کے تبحر اور فیض صحبت میں ہندوستان کے مشہور اور ور مشائخ کو کلام ہو۔

عبدالعزیز | شیخ حسن صاحب کے دوسرے مشہور اور دنیا کے نامور فرزند رشید شیخ عبدالعزیز ہیں جن کی تاریخی زندگی کے لات میں سب سے اول اور سب سے مفصل لکھنا چاہتا تھا کیونکہ میرا ذاتی ق اور اس نجیب و شریف خاندان کے معزز حضرات کے حالات کی غایت لحاظ سے یہی ایک مضمون اس قابل تھا جو سب سے پیشتر مفصل لکھا

Marfat.com

جاتا مگر ترتیب مضامین اور نسق کلام کی وجہ سے میں اس مضمون پر ذر
پہنچا۔ حقیقت میں شیخ عبدالعزیز ہی ایک ایسے مقدس اور فقیر طبیعت
تھے جن کی ذاتی شرافت و نجابت۔ جن کی محتاط زندگی۔ جن کی تورع و
نے آپ کو دور دور مشہور کردیا تھا۔ اور جن کی تقدس مآبی اور پاکی کی نام
نے آپ کے شریف و معزز خاندان میں اور بھی جان ڈال دی تھی۔ آپ
بچپن کا زمانہ دراصل آپ کی آئندہ لائف کا ایک مختصر دیباچہ اور
تھا دیکھنے والے اس شدنی اور ہونہار بچے کی طفلانہ نظروں سے
تاڑ گئے تھے کہ کچھ دنوں بعد یہی ہلالی ماہ میں بدر کامل ہو کر چمکنے وا
اپنی پوری تابانی سے ایک عالم کو روشن و منور کرنے والا ہے اور در حقیقت
ایسا ہی ہوا یعنی طبقہ علمائے صوفیہ میں جس قدر مشہور و معروف خاندان و
گذرے ہیں۔ اُن میں سے یہ خصوصیت خاص پہلے ہی روز سے آپ
میں تھی کہ علاوہ تکمیل علوم درسیہ اور فنون رسمیہ کے سلسلہ سہروردیہ او
کے خرقہ سے ممتاز ہوں۔ دنیا میں ہر شخص کے ایک فنی ہونے کی شہرت
ہے اور ایک ہی علم میں اس کی نظر وسیع ہوتی ہے اور وہ اُس میں تبحر
کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو فن تک اس کا شاہین کمال بلند پرواز کیا
کرتا ہے لیکن یہ تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ آپ تمام علوم کو جا
سب میں تبحر رکھتے تھے اور ہر علم میں ویسی ہی بحث کر سکتے تھے جیسے
شخص اپنے علم خاص میں بحث کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کیا فخر کا باعث
ہو سکتا ہے کہ آپ کی قابلیت و لیاقت ہر قسم کے اہل فن کو تسلیم تھی

Marfat.com

سب کو آپکے فضل کا اعتراف تھا۔

شیخ عبدالعزیز کا بچپن | شیخ عبدالعزیز صاحب ہنوز دو تین ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار اپنی عمر شریف کے مرحلے طے کرکے رہگرائے سفر عالم آخرت ہوئے اور اپنا فیض باطن شیخ قاضی خان ظفرآبادی کے حوالے کر گئے جو آپ کے ایک نہایت معزز خلیفہ تھے اور جن کی استقامت وکرامت زہد و تجرید۔ ریاضت ومجاہدات تاثیر صحبت کا اس زمانہ میں کوئی دوسرا دعویدار نہ تھا اور تصرف وکرامت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

شیخ عبدالعزیز کی تعلیم وتربیت | شیخ عبدالعزیز جب ابتدائی عمر کے مرحلے طے کرکے سن تمیز کو پہنچے تو جناب سید محمد بخاری ابن حاجی عبدالوہاب بخاری کی خدمت میں تحصیل علوم کی غرض سے حاضر ہوئے۔ چونکہ سید محمد اور خود اُن کے والد بزرگوار حاجی عبدالوہاب بخاری جناب سید حسن صاحب کے فضل وکمال کے معترف اور اس امر کی علی الاعلان شہادت دیتے تھے کہ درحقیقت شیخ حسن ہی اس زمانہ میں تمام علوم وفنون میں فرد ہیں۔ نیز شیخ عبدالعزیز کی ذاتی خوبیوں اور فطری قابلیتوں نے سید محمد بخاری کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔ اس لئے انہوں نے شیخ عبدالعزیز کی اتالیقی کے نازک اور اہم فرائض کو اپنے ہاتھ میں لیا اور نہایت قابلیت اور دلسوزی سے ان فرائض کو ادا کیا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ چند روز میں شیخ عبدالعزیز کو اُنکے فیض صحبت اور تعلیم وتربیت نے فقہ حدیث ادب کلام اور تمام دینیات میں کامل کردیا۔

شیخ عبدالعزیز کی علم سلوک میں تکمیل | جب شیخ عبدالعزیز درسی کتابوں کی تکمیل سے

Marfat.com

فارغ ہوئے تو حاجی عبدالوہاب بخاری کی خدمت میں چند روز رہکر خصوصیات حاصل کیا اور خرقۂ سہروردیہ زیب تن فرمایا۔ حاجی عبدالوہاب بخاری نے سید راجو قتال سے خرقہ حاصل کیا تھا جو جناب مخدوم جہانیاں کے چھوٹے بھائی تھے اور جو بہت معمر اور مسن ہوکر راہ آخرت پر گامزن ہوئے تھے۔ آپ نے خود مخدوم جہانیاں اور نیز شیخ رکن الدین ابوالفتح سے خرقہ حاصل کیا تھا۔ اُن کی سند طبقۂ صوفیہ میں بہت بڑی شہرت رکھتی ہے۔ جناب حاجی عبدالوہاب صاحب نے جس طرح سید راجو قتال کی صحبت سے فیض اُٹھایا تھا اسی طرح مدت تک شیخ عبداللہ قریشی کی صحبت میں بھی حاضر رہ کر فیضیاب ہوئے تھے۔ الغرض جب شیخ عبدالعزیز صاحب نے اس فضل و کمال کی شہرت حاصل کی اور علم شریعت و طریقت میں پورے طور پر تکمیل کرلی۔ تو شیخ قاضی خاں نے اپنے فرزند رشید شیخ عبداللہ کو ظفرآباد سے شیخ عبدالعزیز کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ وہ اُس فیض باطن کو یاددہانی کرے جو شیخ حسن صاحب نے قاضی خاں کے حوالہ کیا تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں خود حاضر خدمت ہوتا ہوں مگر اس میں طلب شرط ہے شیخ عبدالعزیز یہ پیام پاتے ہی متوجہ ظفرآباد ہوئے اور جب وہاں پہنچے تو زر نقد مال و متاع۔ گھوڑا کپڑا وغیرہ جو کچھ پاس رکھتے تھے سب راہ خدا میں صرف کردیا اور حالت تجرید میں پورے تین سال تک طرح طرح کی مشقتوں اور ریاضتوں کی برداشت کی یہاں تک کہ ارشاد و تکمیل کے مرتبہ پر پہنچ گئے اور اس میں آپ کو خاطر خواہ عروج حاصل ہوگیا۔

جب یہ سب کچھ ہوگیا تو شیخ قاضی خاں ظفرآبادی نے جناب شیخ حسن کا

علمی فیض آپ کے سپرد کر دیا۔ اور دہلی کی طرف مراجعت کرنے کی اجازت
تا آپ ان سے رخصت ہو کر اپنے قدیم قیامگاہ میں تشریف لائے اور ارشاد
کے قوانین و قواعد کی بنیاد ڈالی اور مسائل سلوکیہ کا اچھی طرح اعلان کیا۔ اگر شیخ
عبدالعزیز نہایت ذکی الطبع اور ذہین تھے اور اس کے ساتھ ہی فقہ حدیث
علم سلوک میں کامل مہارت حاصل کر چکے تھے۔ مگر پھر بھی اس اثنا میں سید
ابراہیم ایرجی کی خدمت میں مدت تک علوم تصوف کے دقائق اور باریکیاں
حاصل کرتے رہے اور انجام کار سلسلہ قادریہ کے خرقہ سے سرفراز کئے گئے
سید ابراہیم ایرجی تمام فنون علم میں کامل اور اکثر خانوادوں کی برکات کے جامع
تھے۔ لیکن نسبت قادریہ اس پر غالب آگئی تھی اور خرقہ قادریہ شیخ بہاؤالدین
قادری سے زیب تن فرمایا تھا۔

خلاصہ یہ کہ شیخ عبدالعزیز صاحب ہمیشہ ریاضت و مجاہدت میں مصروف
رہے اور جو کچھ آپ نے جوانی کی حالت میں اپنے اوپر لازم کیا۔ اسے آخر وقت
تک نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ ادا کیا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب کی تاریخی
زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید ہے وہ یہ ہے
کہ آپ نے اپنے خاندان کے طریقہ کی اتباع اور اسلاف کے رویہ کی پیروی
میں کوئی دقیقہ کبھی فروگزاشت نہیں کیا اس سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہے
کہ آپ آداب مشائخ کے تحفظ میں انتہا درجہ کی کوشش کیا کرتے تھے۔

آداب مشائخ | آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی شیخ کا نام نہیں لیا۔ بلکہ
ہمیشہ معزز الفاظ اور وزنی خطابات سے یاد کیا کرتے تھے۔ بالخصوص اپنے

Marfat.com

موجودہ مشائخ کا۔ غایت درجہ اعزاز واحترام پیش نظر رکھتے اور اُن کا بڑے قیمتی الفاظ میں شکریہ ادا کرتے۔

شیخ کی فیاضی | آپ میں فیاضی کا مادہ نیچرل اور فطرتی تھا۔ علاوہ اُس فیاضی کے آپ سے عام طور پر ظہور میں آئی خفیہ طور پر بھی علماء صلحاء اور حاجت مندو کی اعانت میں کثیر التعداد رقمیں صرف ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح صوفیو اور مشائخوں اور علماء کے طبقوں میں آپ کے فضل و کمال اور تصرف و کرامت کی ایک غیر معمولی شہرت اور دھوم مچی ہوئی ہے اسی طرح مشہور و نامور فیاضوں کی فہرست میں بھی آپ جلی اور روشن حرفوں میں دیکھے جاتے ہیں۔

شیخ کے عادات و اخلاق | باوجود اس شان و شوکت اور اعزاز و اقتدار کے آپ کے مزاج میں انتہا درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تھا۔ درویشوں اور عالموں سے خو اُن کے قیام گاہوں میں جاکر ملاقات کرتے اور ہر شخص سے خواہ کسی مرتبہ کا آدمی ہوتا نہایت خندہ پیشانی اور متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اگر کسی کی بیماری حال آپ کو معلوم ہوتا تو دن میں کئی کئی مرتبہ جاکر عیادت کرتے۔ اس کے علاوہ عفو و ترحم حد اعتدال سے متجاوز تھے۔ گو بعض ناسمجھ خدام اور جہلا عوام بدتمیزی کرتے تھے مگر آپ اپنی بلند نظری اور حوصلہ مندی سے ہمیشہ درگزر کیا کرتے اپنی عام فیاضیوں سے دشمن و دوست کو مالا مال کردیتے تھے۔

ان ہی باتوں پر کیا منحصر ہے۔ حلم۔ بردباری۔ صبر۔ رضا۔ تسلیم غرضکہ جس قدر عمدہ اور اچھے اخلاق ایک نہایت اولوالعزم اور بزرگ شخص میں پائے جانے ضرور و لازم ہیں سب آپ میں بوجہ احسن پائے جاتے تھے اور ان تمام

Marfat.com

ں آپ کا کمال اُس عہد کے لوگوں کو تسلیم تھا۔ اس لئے ہم نہایت زور
رکھہ سکتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ شیخ عبدالعزیز صاحب تمام
ا محمودہ میں مشائخ چشت کی ایک محسوس یادگار اور دنیا کے ممتاز و مشہور اہل
یں سے تھے۔

انتقال	آپ نے ۲۰ رجادی الاخریٰ ۹۷۵ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور آیۂ

ن الذی بیدہ ملکوت کل شیٔ والیہ ترجعون پر آپ کا خاتمہ ہُوا۔ آخر
اُس سلسلہ قادریہ کو اس مقام پر تبرکاً نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو خاص
عبدالعزیز صاحب کی قلم سے لکھا ہُوا ہے اور چونکہ عربی داں کے لئے
ں زیادہ حصّہ ہے اس لئے بجنسہٖ عربی میں لکھتے ہیں۔

للہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی ھدنا الی سبیل الرشاد وامرنا باتباع
ی والسداد والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ اولی الولایۃ والارشاد
بیہ الاکرمین الاکملین الامجاد وبعد فیقول العبد تراب الاقدام
ام اھل بیت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرہ ناچیز عبدالعزیز بن
ن نصرہ اللہ بعیوب نفسہ وجعل یومہ خیرا من امسہ ان الاخ الاعز
کرم العامل العالم افتخار الافاضل والاکامل سلالۃ الاولیا رفقۃ الاصفیاء
ز یحیی بن الشیخ معین الدین خالدی جعل اللہ تعالیٰ من اھل صفوتہ واصطفا
من محبتہ وکمال معرفتہ لما شرفنا بشرف حضورہ وصحبتہ وتقرر لدی رسوخ
تقادہ ومحبتہ عقدت معہ عقد الاخوۃ الدینیۃ والبستہ خرقۃ المشائخ الصوفیۃ قدس
للہ تعالیٰ ارواحہم ونور اشباحہم وانا البستھا بطریق الاشارۃ والوکالۃ والنیابۃ والاجازۃ

Marfat.com

والخلافة من شیخی ومرشدی ومخدومی وسیدی وسندی سید السادات
السید ابراہیم بن معین بن عبد القادر بن مرتضی الحسنی القادری سلمہ اللہ
شیخی ومرشدی المشار الیہ لبس من شیخہ ومرشدہ ابی البرکات بہاء الملۃ والدین
ابراہیم الانصاری القادری افاض اللہ علینا شآبیب برکاتہم وشیخہ ومرشدہ
الیہ لبس من شیخہ السید السند قطب الوقت ابی العباس احمد بن حسن الجیلی
الشافعی وھو من ابیہ السید السند الشریف السید حسن وھو من ابیہ السید
موسی وھو من ابیہ السید السند الشریف وھو من ابیہ السید السند الشریف
وھو من ابیہ السید الشریف حسن وھو من ابیہ السید الشریف محمد صلوۃ
وھو من ابیہ السید الشریف محی الدین ابی نصر وھو من ابیہ السید الشریف
ابی صالح وھو من ابیہ السید الشریف عبد الرزاق وھو من ابیہ القطب
والغوث الصمدانی محی الملۃ والدین ابی محمد عبد القادر الحسینی الحسنی
الجیلانی وھو من شیخہ ابی سعید علی المخرمی ومن شیخہ الاسلام ابی
الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الہکاری وھو من شیخہ ابی الفرح
الطرسوسی وھو من الشیخ عبد الواحد بن عبد العزیز الیمنی وھو من
ابی بکر الشبلی وھو من سید الطائفہ جنید البغدادی وھو من سری
وھو من معروف الکرخی وھو من ابی سلیمان داؤد بن نصر الطائی وھو من
الامام علی بن موسی الرضی وھو اخذ العلم والادب من والدہ الامام موسی
وھو من والدہ الامام جعفر الصادق وھو من والدہ الامام محمد الباقر وھو من
والدہ الامام زین العابدین وھو من والدہ الامام حسین وھو من والدہ الامام علی

Marfat.com

لب رضی اللہ عنہم وھو من سید المرسلین وخاتم النبیین حبیب رب العالمین محمد بن
بن اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ الطیبین والطاہرین وھو قال ادبنی ربی فاحسن
ادیبی - انتہی کلامہ ۔

جناب شیخ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد اُنکے چند فرزند باقی تھے جن میں
شیخ قطب العالم بلحاظ فضل وکمال - علم و دانش - جود و سخا سب سے ممتاز اور
مستثنےٰ تھے - علمی ذوق و شوق خدا نے آپ کو پہلے ہی سے دیا تھا - یہی وجہ تھی
کہ تربیت کی اتالیقی جو تعلیم کا دوسرا جزو ہے شیخ عبدالعزیز ہی کے ہاتھ میں تھی
لیکن مختلف علوم جو اُس زمانہ میں رائج اور درس میں داخل تھے آپ نے ہر فن
کے مجتہدین سے جدا جدا حاصل کئے - علم فقہ و حدیث کو خاص طور پر علمائے وقت
سے حاصل کیا - صرف و نحو کلام و ادب اور اسی قسم کے وہ فنون جو عربیت کے
جزو اعظم کہلائے جاتے ہیں اور جو اہل علم کے واسطے گراں مایہ جوہر ہیں اُن میں
آپ کو اس قدر کمال تھا کہ ماہرین فن میں شمار کئے جاتے تھے - علیٰ ہذا القیاس
وہ تمام مجلسی علوم جن کی مختلف ممالک و اقوام میں بہت بڑی عزت کی جاتی ہے
اُن میں بھی آپ کی طبیعت نہایت موزوں اور قابل واقع ہوئی تھی - یہی وہ اوصاف
تھے جن کی وجہ سے آپ تمام بھائیوں کی نسبت اپنے میں ممتازیت کی گہری ننہ
رکھتے اور سب سے ممتاز و مستثنےٰ سمجھے جاتے تھے ۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں آپ کو وجد سماع کے طریقہ سے بالکل
انکار تھا بلکہ صوفیوں کے تمام اوضاع و اطوار سے کلیتہً اعراض تھا - آپ ہمیشہ
ان باتوں سے مجتنب و محترز رہتے اور وجد و سماع کی مجلسوں میں شریک ہونے

Marfat.com

کو لہو و لعب سے زیادہ تصور نہ کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب شیخ عبدالعزیز صاحب کی مجلس سلوک گرم تھی اور وعظ و ارشاد کا دروازہ کھلا ہوا تھا صوفیوں کے جھمگٹے لگے ہوئے تھے۔ علماء کا مجمع مجلس کی رونق دوبالا کئے ہوئے تھا اسی اثناء میں شیخ قطب العالم بھی تشریف لے آئے اور خاموشی و متانت کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ شیخ عبدالعزیز صاحب اپنے فرزند رشید کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس روحانی توجہ اور زبردست کشش کا آپ پر یہ اثر پڑا کہ بے خود ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور غل مچا کر کہا الحمد للہ کہ آپ کے صاحبزادے صوفیوں اور اُن کے طریقہ کے معتقد ہو جائینگے اور اپنے انکار و اعتراض سے پشیمان ہو کر قائل ہو جائیں گے۔ لیکن شیخ عبدالعزیز نے فوراً انہیں خاموش کر دیا اور شاہانہ لہجہ میں فرمایا کہ قطب العالم کا انکار ایک ایسا مستحکم و مضبوط ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ علاوہ اسکے ہنوز اُن کی طلب کا زمانہ نہیں آیا ہے جس سے وہ مجبور ہیں۔

چنانچہ جب آپ کی بے خودی دور ہو گئی اور ہوش میں آئے تو حاضرین نے اُس کیفیت کی بابت سوال کیا فرمایا خواب کی طرح ایک قسم کی بے ہوشی مجھ پر طاری ہو گئی تھی۔ جو کسی طرح قابل اعتبار اور لائق لحاظ نہیں ہو سکتی لیکن جب شیخ عبدالعزیز صاحب کا پیمانہ حیات لبریز ہو کر چھلک گیا اور آپ دنیا سے سفر کر کے رہگرائے عالم آخرت ہوئے تو شیخ نجم الحق جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کے نہایت ممتاز و معزز خلیفہ تھے اور جن کی باطنی توجہ ذلطف کی دھوم ایک عالم میں مچی ہوئی تھی اپنے مرحوم و مغفور شیخ کے مرقد شریف

Marfat.com

رت اور ماتم زدوں کی تعزیت کی غرض سے تشریف لائے۔ جب
ت سے فارغ ہوئے اور شیخ مرحوم کے عزیز واقارب سے ملاقاتیں کر
اور دہلی سے وطن مالوف کی طرف مراجعت کرنی چاہی تو شیخ قطب العالم
رگاہ میں تشریف لے گئے آپ اس وقت طلبہ کے درس میں مشغول تھے
ہایت توجہ واطمینان کے ساتھ علوم کے رموز و باریکیاں بیان فرما رہے
شیخ نجم الحق نے آپ کی طرف نظر التفات سے دیکھا اور ایک عجیب غریب
ت کرکے جھٹ سوار ہو گئے۔ آپ کی پالکی ہنوز تھوڑی دور پہنچی کہ شیخ قطب العالم
انتہا سے زیادہ کرب و بے چینی ظاہر ہوئی اور یہ کیفیت ساعت بساعت
را ناً فاناً بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ آپ پا پیادہ افتاں وخیزاں شیخ نجم الحق کی
رف متوجہ ہوئے اور ان سے بیعت کرکے طریقہ صوفیہ حاصل کیا۔

اس کے بعد جب خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ طریقہ نقشبندیہ کے پھیلانے
ور اس کے عام رواج دینے میں مشغول ہوئے اور آپ کی شہرت کا ستارہ
مراج کمال پر پہنچا تو شیخ قطب العالم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
رت تک فیض صحبت حاصل کرتے رہے یہ عجیب بات ہے کہ خواجہ محمد باقی
جو ابتدا میں شیخ قطب العالم کے سلسلہ تلامذہ میں داخل تھے اور ایک مدت
ک آپ کی خانقاہ کے مجاور رہے تھے۔ اب خود شیخ قطب العالم نے ان
کا تلمذ اختیار کیا لیکن نہایت مسرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ شیخ نے
کبھی اس بات کا خیال تک نہیں کیا اور ان سے فیض صحبت حاصل کرنے
میں برابر مستغرق رہے حقیقت یہ ہے کہ اہل کمالات جب تک ہر درجے

Marfat.com

آدمی سے استفادہ حاصل نہیں کر لیتے اپنے تئیں اہلِ کمال میں ہرگز
کرتے۔ امام بخاری جو فن حدیث میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور اپنے
ایک ایسے مسلم الثبوت محدث تھے جن کے علم و فضل میں کسی کو کلام نہ
تحقیق مدارج پر ریمارک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "محدث اس وقت تک
نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے سے اعلےٰ درجہ کا شاگرد نہ ہو اور اپنے برابر و
سے استفادہ حاصل نہ کرے اور اپنے کمتر سے سماعت حدیث نہ کرلے
کو تحقیق کا ایسا درجہ حاصل کرنا چاہیئے کہ ہر ایک مرتبہ کے لوگوں سے اپنے
کی بات اور مفید مضمون کو تحقیق کرتا رہے۔" واقعی امام بخاری کا یہ قیمتی اور و
ریمارک قابل نوٹ ہے جو لوگ اپنے سے کم درجہ لوگوں سے استف
لینے کو معیوب سمجھتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

خواجہ محمد باقی کی ابتدائی خدمت اور شیخ قطب العالم کے تلمذ اختیار ک
کا صحیح زمانہ بتانا اگرچہ بہت مشکل ہے لیکن اس قدر یقین کے ساتھ کہا جا
ہے کہ جس وقت خواجہ ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کر رہے تھے شیخ قطب العالم
کے سلسلہ تلامذہ میں تھے اور علمی ذوق و شوق میں آپ کا میلان طبعی شیخ
طرف تھا۔ جس زمانہ میں خواجہ محمد باقی شیخ کی خانقاہ کے مجاور تھے اسی زمانہ
ذکر ہے کہ ایک دفعہ آدھی رات کو شیخ پر منکشف ہوا کہ خواجہ محمد باقی کی تعلیم
تلقین کی تکمیل مشائخ بخارا کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ آپ اسی وقت با
تشریف لائے اور خواجہ سے فرمایا تمہیں بخارا کے مشائخ طلب کرتے ہیں
اسی وقت ادھر متوجہ ہونا چاہیئے خواجہ نے فوراً سفر کی تیاری کردی اور ش

Marfat.com

صت ہوکر عنان توجہ بخارا کی طرف متوجہ کی۔ چونکہ شیخ کے پاس اِس وقت
بند کے خرقہ موجود نہ تھا اِس لئے آپ نے تہ بند ہی خواجہ کو عنایت فرمایا
خواجہ نے دستار کے طور پر سر سے لپیٹ لیا اور فوراً بخارا کے قصد سے
متوجہ ہو گئے۔

بخارا میں پہنچکر خواجہ محمد باقی۔ خواجہ لکنکی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک
م طریقے اور باطنی فیوض حاصل کئے۔ چند روز میں آپ کی روحانی قوت
معمولی ترقی کی اور آپ کے فضل وکمال کا آفتاب اپنے انتہائی مرکز پر
ا۔

شیخ قطب العالم کے چند فرزند تھے لیکن سب سے افضل اور عمر میں سب
لے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا شیخ رفیع الدین محمد تھے جن کے
لی حالات باب اول کے شروع میں ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کر
ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے جدا مجد شیخ رفیع الدین محمد کے خاندان کے
ت جس قدر ہمیں لکھنے مقصود تھے سب لکھ چکے لیکن سچ پوچھئے تو ابھی
بہت کچھ لکھنا باقی ہے کیونکہ یہ حالات شیخ عبدالرحیم صاحب کے ننھیال کے
ن لکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ تاوقتیکہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے
ل کے واقعات اور اس خاندان کے مشہور ومعروف حضرات کے حالات
ے جائیں تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا مصور نے یک رخی تصویر دکھائی ہے۔
لئے ہمیں ضرور ہے کہ دوسرے باب میں شاہ صاحب کے ننھیال کا مختصر

Marfat.com

تذکرہ لکھیں وجہ یہ کہ جو تاریخی شہرت اور عظمت وجبروت اس شریف
خاندان نے حاصل کی ہے وہ دنیا میں ہمیشہ کے لئے ایک محسوس یادگار
جو آج تک اُسے زندہ کئے ہوئے ہے +

باب دوم

حضرت شیخ محمد پُھلتی

حضرت شیخ محمد، عارف باللہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے نا
اُن نامور اور معزز شیخ کے بلند اقبال فرزند ہیں جن کا نام شیخ محمد عاقل تھا
جن کے جود وسخا۔ زہد و تقویٰ نے طالب العلموں اور مساکین و فقرا کی
اور علمی کارناموں کا امتیازی پھریرا تمام ہندوستان میں اُڑتا تھا اور جن
تصرفات و توجہات کے پُرفخر اور قابل قدر حالات سے اب تک تاریخ
پر روشنی چمک رہی ہے۔ شیخ محمد اپنے تمام بھائیوں میں سب سے افضل
عمر میں سب سے بڑے ہیں۔ گو شیخ محمد کے دوسرے فرزندوں نے بھی
کے دائرہ سے نکل کر تاریخی شہرت عمدہ طور پر حاصل کر لی ہے اور علم
میں ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے لیکن اُن سب میں بلحاظ شہرت
انتخاب شیخ محمد ہی ہیں جو خاص فضائل سے منسوب ہیں۔ یہی ایک وہ
نامور شخص ہے جس نے اپنے خاندان کو دنیا بھر میں مشہور کر دیا۔ لوگ

Marfat.com

نہایت صحیح اور قابل نوٹ ہے کہ اگر اس خاندان میں شیخ محمد نہ ہوتے تو یہ خاندان
گمنامی کے دائرہ سے نکل کر کبھی اس قدر تاریخی شہرت حاصل نہ کرتا۔

شیخ محمد کی ولادت و بچپن

شیخ محمد کے بچپن کا زمانہ حقیقت میں آیندہ اعزاز و
اقتدار اور فطری ضمیری جوہروں کا ایک ایسا قابل آئینہ تھا جس پر آیندہ
زمانے میں تجلیات ربانی کا پر تو بخوبی پڑ سکا۔ ابتدا نشوونما سے رشد و ہدایت
کے آثار آپ کی مبارک اور صاف پیشانی پر درخشاں تھے۔ جسے دیکھ کر اہل
دل آپ کے حال پر بے انتہا التفات کرتے اور صاف کہتے تھے کہ کچھ
دن بعد یہ ہلال ہندوستان میں چودھویں رات کا چاند بن کر اپنی پوری تابانی
دکھانے والا ہے۔ چنانچہ شیخ جلال نے جو دنیا کے نامور اور مشہور ولی جناب
شیخ آدم بنوری کے نہایت معزز و معتدر خلیفہ تھے اور شیخ محمد عاقل سے
بے حد محبت و دوستی رکھتے تھے شیخ محمد کے پیدا ہونے پر بہت خوش
ہوئے اور خاص خاص لوگوں کو صراحتاً اور کنایتہً مطلع کیا کہ یہ بچہ رشدنی اور
ہونہار ہے جو آیندہ زمانہ میں بڑی قدر و منزلت کو پہنچے گا۔ دنیاوی حشمت و
شوکت اس کے قدموں کو بوسہ دیں گی اور یہ اہل دل کے حلقوں کا پیشوا اور
سرتاج قرار دیا جائے گا۔

جب شیخ محمد پیدا ہونے کو تھے تو جناب شیخ جلال آپ کے والد بزرگوار
کے پاس آئے اور ایک طلائی دینار ہدیۃً پیش کیا۔ اور جب آپ دنیا سے
منہ موڑ کر عالم بالا میں تشریف لے جانے لگے تو حاضرین کو وصیت فرمائی۔
کہ میرا مصحف مقدس جس میں میں تلاوت کیا کرتا ہوں شیخ محمد کو پہنچا دیا جائے

Marfat.com

چنانچہ آپ کے اس ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ اور آپ کا مصحف شیخ کو پہنچا دیا جسے شیخ نے بڑی مشکوری کے ساتھ قبول کیا۔

شیخ محمد کی تعلیم | جب شیخ محمد صاحب ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر کے سن کو پہنچے تو تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ کچھ عرصہ تک نارنول میں ایک مشہور عالم کے درس گاہ میں تعلیم پائی۔ بعد ازاں جناب شیخ ابوالرضا محمد کی خدمت حاضر ہوئے اور کچھ دنوں آپ سے تعلیم پاتے رہے لیکن جب آپ طبیعت یہاں سے اُچاٹ ہوئی تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ صحبت میں تشریف لائے اور یہ صحبت آپکی طبیعت کے بہت ہی مناسب پڑی چونکہ آپ کا دل و دماغ پہلے ہی سے اُن جوہروں سے آراستہ تھا جنہیں فطرت کی خاص بخشش کہنی چاہئیں۔ اور آپ کے ضمیری جوہر عجیب غریب قابلیت کا جامہ رکھتے تھے۔ لہذا تھوڑے عرصہ میں آپ نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔ جو لوگ آپ کے ہم سبق تھے اُنہیں آپ کی اس عاجلانہ ترقی اور تمام علوم پر اس قدر جلد عبور کر جانے پر تعجب اور تعجب کے ساتھ رشک تھا۔ لیکن عمیق اور عمیق نظریں خوب سمجھ گئی تھیں کہ اس روشن ضمیر میں خدا کی طرف سے وہ قوت ودلیت کی گئی ہے جو ربانی نکات کے سمجھنے میں ید طولیٰ رکھتی ہے۔

شیخ کا خدا طلبی میں سفر کرنا | جب آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور علمی تحقیقات پر اس سرے سے اُس سرے تک عبور کر گئے تو آپ داعیہ غیب نے خدا طلبی کی طرف دعوت کی جس کی آپ نے مردانِ باہمت کی طرح اجابت کی

Marfat.com

طن مالوف کو خدا حافظ کہہ کے اہل کمال کی تلاش میں اکناف و اطراف
کا سفر کیا اور علمائے کاملین کی صحبتوں میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے
سال کشاکش طلب میں نہایت مستعدی سے زندگی بسر کی اور باطنی علوم
شغال میں ہمہ تن مصروف رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے فضل و کمال
ہ تمام بلاد میں پھیل گیا اور اہل دنیا کی نگاہیں بڑی وقعت کے ساتھ پڑنے
رجب آپ تکمیل کے مرتبہ کو پہنچ گئے اور سلوک و ارشاد کے تمام مراتب
رچکے تو پھر وطن مالوف میں تشریف لائے اور علم ظاہری و باطنی
درس میں مشغول ہو گئے ۔

جناب شیخ محمد صاحب کے عام اخلاق و عادات

کے عام اخلاق و عادات | اب ہم شیخ محمد کے اُن معاملات اور تاریخی حالات
چھوڑ کر جو تعلیم و تعلم سے متعلق ہیں آپ کے عام اخلاق و عادات پر
ر کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر کہ شیخ موصوف کے اخلاق و عادات پر
لو کریں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس خاندان کے طبقہ علما میں کوئی عالم ایسا
گزرا ہے جو علمی فیاضی جود و سخا، ترک حظ نفس توکل و قناعت زہد و
قا میں آپ کا دعوے دار ہو اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کوئی شخص کسی
ت میں آپ کا شریک ہو بھی تو اُس کا یہ دعوے قطعی طور پر نادرست ہوگا
خدا ترسی اور زہد و اتقا میں بھی وہ آپ سے افضل یا برابر ہوگا۔ آپ کی خدا
رستی تواضع بردباری اور سب سے بڑھ کر عظمت و کرامت اس درجہ شہرت

Marfat.com

پکڑ گئی تھی۔ کہ بڑے بڑے باکمال لوگ دُور دُور سے حاضرِ خدمت
اور آپ کے تلامذہ اور مریدوں کے حلقہ میں شریک ہونے کو مایۂ
واقتدار سمجھتے۔ گو آپ کے چہرہ سے نورانی عظمت وجلال برستا تھا
شان وشوکت رعب و دبدبہ نمایاں تھا جس سے دیکھنے والوں پر
ہیبت طاری ہوتی تھی۔ لیکن آپ کی عاجزی وانکساری حدِ اعتدال
بڑھ گئی تھی اور باوجود اس شان وشوکت کے مزاج میں انتہا درجہ کا
انکسار تھا۔ آپ ہر ایک شخص سے نہایت خندہ پیشانی اور متواضعانہ ا
کے ساتھ پیش آتے اور اس کی رضامندی وخوشنودی میں کوئی دقیقہ اٹھا
رکھتے۔ صدق وراست گوئی اور تحقیق واعتبار میں ایسے مسلم الثبو
تھے کہ لوگ آپ کے قول ونقل کو بلا تامل بغیر سند وحجت کے پیش
آپ کا طرزِ معاشرت بالکل نرالا اور انوکھا تھا جس پر کبھی کسی کو نکتہ چینی
موقع ہی نہ ملا۔

آپ کی تاریخی زندگی میں جو بات سب سے زیادہ قابلِ تعریف ا
لائقِ تقلید ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے شیخ کے احترام واعزاز اور اُنھ
راضی رکھنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کرتے تھے۔ طالب العلمی
زمانہ سے لے کر ارشاد وتکمیل کے عہد تک کبھی کوئی بات ایسی ظہور میں نہیں
آئی جو شیخ کی مرضی کے ذرا خلاف ہو اور یہ ایک ایسی بات ہے جس
نظیر دنیا میں بہت مشکل سے مل سکتی ہے۔ آپ کے اس قسم کے بہت
سے دلچسپ واقعات ہیں جن سے ناظرین کو اس بات کا اندازہ ہو سکتا

Marfat.com

...ناب شیخ محمد صاحب کے دل میں اپنے واجب الاحترام اور معزز ...ں کی کہاں تک عظمت وعزت قائم تھی۔ لہٰذا میں چند واقعات مختصراً ...میں قلمبند کرتا ہوں۔

پہلا واقعہ

واقعہ شیخ محمد صاحب خود اپنے قلم مبارک سے لکھتے ہیں کہ اثنائے ...یل میں چونکہ ہمارے معزز و محترم شیخ کی طبیعت اکثر اوقات تجرد کی طرف ...ب و مائل تھی اس لئے ہم لوگوں کا سبق روزانہ نہ ہوتا تھا اور ہوتا بھی ...ا تو بہت تھوڑا۔ اس صورت میں مجھے اپنے اوقات کے ضائع ہونے کا ...ت صدمہ تھا چند روز تک تو میں اسی کشاکش میں رہا۔ کہ اب مجھے کیا کرنا ...ہیئے۔ کیا میں شیخ کی صحبت سے علیحدہ ہو کر کسی اور درسگاہ میں تعلیم لوں یا ...ی معمولی حیثیت میں اوقات بسر کروں آخر کار میں نے دل میں اس بات کا ...ی فیصلہ کر لیا کہ صرف اسی قلیل مقدار تعلیم پر قناعت کرنا اور موجودہ فرصت ...ریوں ضائع و برباد کرنا بہرحال بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ ہمت کے شاہین بلند ...رواز نے بال و پر کھولے اور اب میں علمائے کاملین کی درسگاہیں تلاش کرنے ...و نکلا۔ اتفاق سے شہر کی ایک نامور اور فاضل اجل کی درسگاہ میں میرا گزر ...ہوا جو طالب علموں کو نہایت محنت اور جانفشانی سے درس دیتا اور ان کی ترقی تعلیم میں بے حد کوشش کرتا تھا۔ اس کی یہ محنت و کوشش دیکھ کر میرا عزم مصمم ہو گیا کہ چند درسی کتابیں یہاں نکال لینی چاہئیں۔ لیکن جب میں

Marfat.com

وہاں سے واپس ہو کر شیخ کی مجلس میں پہنچا تو آپ نے اول میری طرف اٹھا کر دیکھا۔ پھر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر دو تین کلمے لکھ کر زمین دیا اور خود اٹھ کر گھر میں تشریف لے گئے۔ شیخ کے چلے جانے کے میں نے کاغذ اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا کہ "آج تم کہاں گئے تھے مجھے تمہارا باطن ظلمت و تاریکی سے مکدر نظر آتا ہے"۔ میں نے فوراً اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا اور پھر کبھی اس قسم کا خیال تک میرے ذہن نہیں گزرا۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ | ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے شیخ نے اپنے ایک مرید کو حکم یہ بکری میرے فلاں دوست کے مکان پر پہنچا دے۔ مرید نے فوراً آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور بکری لے کر چلا۔ رستہ میں بکری لے چلنے سے انکار کیا۔ اور ایک مقام پر اڑ کر کھڑی ہو گئی ہر چند اس نے اس کے چلانے میں کوشش کی۔ مگر بکری جگہ سے ہلی تک نہیں چونکہ اس نے بکری کا چلانا اور کندھے پر لاد کر لے جانا دونوں باتیں حرج سے خالی نہیں دیکھیں اس اب اسے یہ فکر ہوا کہ کسی مزدور کو کچھ اجرت دے کر بکری پہنچا دینی چاہئے لیکن اتفاق سے اس وقت کوئی مزدور دستیاب نہ ہوا۔ اور اس صورت میں شیخ کی خدمت بجا آوری میں قاصر رہا۔ شیخ محمد صاحب کو جب اس واقعہ پر اطلاع ہوئی تو آپ نے ایک عاجلانہ حرکت کی اور جلدی سے بکری

Marfat.com

ھے پر لاد کر روانہ ہو گئے۔ جب واپس آئے اور شیخ کی خدمت میں حاضر
ئے تو آپ نے دونوں صاحبوں کے حال پر مطلع ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ محمد کو
لی حسن خدمات نے مقربین کے درجہ پر پہنچایا۔ اور دوسرے مُرید کو اُسکے
رنے اس مرتبہ کے حاصل کرنے سے باز رکھا۔

تیسرا واقعہ

واقعہ | شیخ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ آدھی رات کا وقت تھا یا اس سے
کم و بیش تھا عالم پر خاموشی اور سکوت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تاریکی
ب طرف حکومت کر رہی تھی کہ میرے معزز شیخ مسجد سے اُٹھ کر باہر
نے میں آپ کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے چلا آتا تھا جب آپ
وازے پر پہنچے تو لمحہ بھر ہیئت مراقبہ میں کھڑے رہے۔ زاں بعد میری
ت متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ اگر کوئی طالب تمہارے پاس رجوع لاتے تو اُسے
راُ وہ تمام باتیں تلقین کردو جو ہم سے تمہیں پہنچی ہیں۔ ہم تم کو بخوشی اجازت
تے ہیں میں آپ کی یہ باتیں (اور سچ پوچھئے تو خداوندی الہام) سن کر حیرت زدہ
گیا اور سوچنے لگا کہ اس عظیم الشان منصب کی مجھ میں قابلیت کہاں ہے۔
ان باتوں کا خیال تک کبھی میرے ذہن میں نہیں گزرا ہے شیخ صاحب یہ
با فرما رہے ہیں۔ آپ نے میرے اس خطرہ کو فوراً دریافت کر لیا اور ایک نہایت
رش آیندہ لہجہ میں فرمایا کہ تم نے جو کچھ اس وقت میری زبان سے سُنا ہے
واقعی باتیں ہیں۔ اس وقت خدا تعالےٰ نے مجھے اُن تمام لوگوں کے نام

Marfat.com

تعلیم کر دینے ہیں جو تم سے بے واسطہ یا بواسطہ بیعت کریں گے۔ اور اگر
چاہتے ہو تو میں تمہارے سامنے ان لوگوں کے نام مفصل بیان کر سکتا
تمہارا اس بارہ میں توقف وحیرت کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ جو کام خداوند
میں مقرر ہو چکتا ہے وہ ہرگز محل توقف میں نہیں ہوتا۔

ان واقعات سے قطع نظر اس احترام و اعزاز کے ثبوت کے جو شیخ
کے دل میں اپنے معزز شیخ کا قائم تھا آپ کی عظمت و بزرگی کا بھی بخوبی ا
ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خداوندی عنایتیں اور فطرت کی بخ
پہلے ہی سے آپ کے حال پر مبذول تھیں۔ اور روز اول ہی سے خدا کی
رحمت آپ پر پڑ چکی تھی۔ آپ اکثر اوقات یہ رباعی پڑھا کرتے تھے

اے دوست ترا بہر مکان می جستم | ور تو خبر این و آن می جستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی | خجلت زدہ ام کز تو نشان می جستم

شیخ محمد صاحب کی عظمت و بزرگی کی ایک اور تمثیلی حکایت بیان کی
ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدا ہی سے نہایت معزز اور مقتدر
آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اقارب میں سے ایک شخص محمد سحی نام بود
کے کسی ناحیہ میں شہید ہو گئے تھے میں طالب العلمی کے عہد میں ایک
مسجد جتو کے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا اور حجرے کا دروازہ بند کئے ہو
کتاب کے مطالعہ میں مستغرق کہ دفعۃً وہ عزیز متمثل ہو کر میرے حجرے
آ کھڑا ہوا۔ اس کے بدن کو فوجی لباس ڈھانکے ہوئے تھا اور ہتھیار
ہوئے تھے جن کی چمک زمین پر برابر پڑ رہی تھی۔ میں نے یہ صورت

Marfat.com

کر کہا کہ مجھے اپنے حالات سناؤ بولے جس وقت میرے جسم پر زخم لگتا تھا ایک ایسی لذت پاتا تھا جس کی حلاوت اب تک میرے دل میں باقی ہے وقت چونکہ بادشاہ اسلام کی جرار فوج فلاں مشہور بت خانے کے مسمار کرنے کے لئے جا رہی تھی اس لئے ہمیں اُن کی رفاقت و امداد کا ہوا اور اس تقریب سے ہمارا گذر اس راہ میں بھی ہوا۔ مجھے تم سے ملنے سے زیادہ شوق تھا لہذا تمہارے حجرے میں آیا اور نیاز قدم بوسی حاصل

باب شیخ محمد صاحب کے تصرفات اور باطنی توجہات و کرامات اور پیشین گوئیاں وغیرہ

صاحب کے تصرفات | جن لوگوں نے مخدومی شیخ محمد کی قابلیت اور خداداد قت پر مختصر طور پر ریمارک کئے ہیں اُنکے متفق الفاظ یہ ہیں کہ اس تمام خاندان شیخ محمد سے بڑھ کر کوئی شخص عالی دماغ۔ حوصلہ مند۔ خوش اخلاق۔ قوانین اسلام کا پابند۔ بزرگان اسلام کے احترام وقار کی رعایت کرنے والا نہیں دار۔ بالخصوص آپ کے باطنی توجہات و تصرفات کے اس قدر حالات ہیں کہ اگر فیصدی دس کا بھی انتخاب کیا جائے تو بھی حیات ولی کی وسعت اُس کے لئے ناکافی ہے پھر بھی ہم اس مقام میں آپ کے تصرفات کے وہ چند واقعات لکھتے ہیں جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

Marfat.com

سید علی کا ایک عجیب واقعہ | سید علی جو آپ کے مریدوں میں سے ایک مخلص و مستثنیٰ مرید ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں جوش جوانی کے زمانہ میں شراب بکثرت استعمال میں لایا کرتا تھا گویا ہر وقت اور ہر ساعت اُسی میں مستغرق و مخمور رہتا اور کوئی ممنوع و قبیح فعل ایسا نہ تھا جس کا میں مرتکب نہ ہوتا تھا۔ جب میری پستی و خرابی اسکے انتہائی درجہ پر پہنچ گئی اور تمام اخلاق و عادات بگڑ گئے تو میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کرلیا کہ اگر مجھے کوئی ایسا کامل عارف ملے گا جس کی پُر اثر نظریں پڑتے ہی میں اپنے ان ناشائستہ و قبیح افعال سے باز آجاؤں گا اور اتقا و پرہیزگاری کی خواہش میرے دل میں فوراً پیدا ہو جائے تو میں اس کی صحبت و خدمت کو اپنے لئے ضروری اور لازمی سمجھوں گا۔ اور اس کی ارادت و اعتقاد کا حلقہ گوش دل میں ڈالوں گا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ اور پھر ان ممنوعات کے گرد نہ پھٹکوں گا۔ اتفاق سے جناب شیخ صاحب کسی تقریب کی وجہ سے قریہ سرلسٹے میں تشریف لائے حقیقت یہ وہ زمانہ تھا جس میں میرے اقبال و سعادت کا ستارہ پستی سے نکل کر کمال پر شہاب ثاقب بن کر چمکنے والا تھا چونکہ میرے والد بزرگوار پہلے شیخ کے معتقد تھے اس وجہ سے میں بھی اُن کے ساتھ واجب الاحترام شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ایک سرسری نظر مجھ پر ڈالی اور فرمایا تم کہاں رہتے ہو اور کس جگہ نوکر ہو۔ ہنوز یہ دو تین باتیں ہی آپ کی زبان مبارک سے نکلی تھیں کہ میرے دل میں ایک عجیب قسم کا انجذاب واقع ہوا اور جن ممنوعات و مناہی میں ایک مدت سے آلودہ تھا اُن سے فوراً طبعی تنفر پیدا ہوا

Marfat.com

...فوقتاً آناً فاناً زیادہ ترقی کرتا گیا میں فوراً اُٹھ کر گھر آیا اور شراب کے
...شوں کو چور چور کر ڈالا۔ مناہی کے جس قدر اسباب و ذرائع میرے مکان
...موجود تھے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ بعض چیزیں ایسی بھی تھیں جو نہایت
...تی اور مجھے بے حد عزیز تھیں اور جن کا مجھے شاید تمام عمر اپنے پاس سے
...جدہ کرنا گوارا نہ ہوتا۔ لیکن شیخ کی روحانی توجہ اور باطنی تصرف نے مجھ میں
...قدر اثر ڈالا کہ میری نظروں میں تمام وزنی اور قیمتی سامان بالکل ہیچ نظر آیا
...ایک ایسی طبعی نفرت پیدا ہوئی کہ بغیر لحاظ کسی امر کے میں نے تمام سامان
...ت کو خاک میں ملا دیا اور مجھے اُن کے غارت کرنے میں کسی طرح کا دریغ نہ آیا
...ب میں ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا۔ تو غسل کر کے نئی پوشاک زیب بدن
...اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبۃ النصوح کی اور بیعت کر کے آپ کی
...بیت کا التزام اپنے اوپر فرض سمجھا۔ ایک عرصہ کے بعد مجھے سفر کابل کا اتفاق
...را۔ اور میں نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ گو کمترین کی دلی آرزو
...ی کہ چند روز حضور کے فیض صحبت میں زندگی بسر کر کے دارین کی فلاح و
...سعادت حاصل کرتا۔ لیکن افسوس کہ میری بدقسمتی۔ مجھے کابل کی طرف کھینچے
...لئے جاتی ہے اور میں بدنصیب مجبوراً آپ سے رخصت ہوتا ہوں شیخ صاحب
...نے نہایت خوش آیندہ مسکراہٹ کے ساتھ یہ مشہور بیت پڑھی اور نہایت
...کشندہ پیشانی سے مجھے رخصت کیا ؎

گر در یمنی چو با منی پیش منی
در پیش منی چو بے منی در یمنی

یعنے اگر تم میرے ساتھ ہو تو گو یمن میں ہو لیکن میرے سامنے موجود ہو
میرا خیال تمہارے دل سے مٹ گیا ہے تو اگرچہ میرے پاس مگر حقیقت
میں یمن میں ہو ۔

الغرض میں کابل کی طرف روانہ ہوا اور چند روز وہاں رہنے کا اتفاق
ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک نہایت حسین وخوبصورت عورت سے مجھے ملاقات
ہوئی اور بدکاری کی خواہش نے میرے دل پر ہجوم کیا قریب تھا کہ توبہ کی
گرہ کھل جائے اور میں فسق وفجور میں مبتلا ہو کر دین ودنیا سے گیا گذرا ہو جاؤں
کہ دفعتاً ایسے خطرناک اور نازک موقع میں شیخ کی مبارک صورت میرے سامنے
آموجود ہوئی ۔ جونہی اس شکل شمائل پر میری نظر پڑی گویا نفسانی خواہش
تک کو نہ تھی ۔ شہوت کا تمام نشہ اتر گیا ۔ اور میں اپنی اصلی حالت پر آگیا
اس کے بعد اگرچہ مجھے تین یا چار سال تک کابل میں رہنے کا اتفاق ہوا لیکن
کبھی عورت کی رغبت نے میرے دل میں خطور نہیں کیا ۔ میرا گمان تھا کہ میں
بالکل عنین اور نامرد ہو گیا ہوں اور رجولیت کا مادہ مجھ سے سلب کر لیا گیا ہے
مگر جب میں وطن مالوف کی طرف لوٹا اور اپنی شرعی بی بی سے ہمبستر ہوا تو معلوم
ہوا کہ وہ عنینیت ونامردی نہ تھی ملکہ عصمت حق کی جلوہ گری تھی ۔ اس واقعہ
صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد صاحب کی روحانی توجہ اور باطنی تصرف
ایک عجیب وغریب اثر تھا جس کی نظیر اور اہل ولوں کے حلقہ میں بہت کم
سے پائی جاتی ہے ۔

ایک اور واقعہ | جناب شیخ محمد صاحب کے تصرف کا ایک اور حیرت

Marfat.com

یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک طالب العلم عظمت اللہ نام آپ کی خانقاہ میں سکونت رکھتا تھا۔ چونکہ دلگیر صورت سے قطع نظر کرکے خوش لحن بھی تھا اس لیئے آپ کو اُس سے معمولی محبت ہوگئی تھی اور جب وہ اپنی موسیقی آواز سے کوئی غزل پڑھتا تھا تو آپ اُس سے بہت خوش ہوتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ جوش مسرت سے بھرے بیٹھے تھے۔ اور کمال وجد کا سرور انبساط حاصل تھا کہ عظمت اللہ کو نغمہ چھیڑ دینے کا حکم فرمایا۔ لیکن اُس نے اِس موقع پر تن داری برتی اور آپ کے ارشاد کی تعمیل سے روگردانی کی۔ دو تین مرتبہ آپ نے اُس کو طلب کیا۔ مگر اُس نے ہر دفعہ انکار اور انکار کے ساتھ اصرار کیا۔ آپ کی طبیعت اُس سے بے حد مکدر و منغص ہوئی اور غضب ناک اور قہر آلود نگاہ سے اس کی طرف التفات کیا اس کے اثر سے اُس کی حالت میں عجیب و غریب انقلاب پیدا ہوا رخسار چہرے پر زردی اور زردی کے ساتھ مردنی چھا گئی۔ اور جسم پر لرزہ پڑا اور آناً فاناً بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ہلاکت کا خوف اُس پر غالب آیا۔ اور اپنی زیست سے محض مایوس و ناامید ہوگیا۔ محمد جعفر جو شیخ صاحب کے خادم قدیم تھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور لجاجت کے لہجہ میں عظمت اللہ کی سفارش کی بابت لب جنبانی کی آپ کا غصّہ فرو ہوا اُس کی اس گستاخی سے درگزر کی۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اب اسے وہ خوش الحانی اور وہ دلفریب آواز میسر نہیں ہوسکے گی جس پر مجھے رغبت تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اُس کی آواز کی ملاحت اور خوش لحنی جاتی رہی

Marfat.com

اور مردود جمیع طبائع ہو گیا جو لوگ اِس سے پیشتر اُس کی آؤ بھگت کرتے تھے اب نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور جو اپنے سر و آنکھوں پر جگہ دیتے تھے صف نعال میں بھی بیٹھنے کو ناگوار جاننے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ طرح طرح کے فسق و فساد میں مبتلا ہوا۔ اور کسی جگہ اس کو آرام سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔

الحاصل شیخ محمد صاحب کے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں لیکن ہم نے صرف ان ہی دو ایک واقعوں کے قلمبند کرنے پر اکتفا کیا تاکہ یہ تذکرہ زیادہ طول نہ پکڑ جائے اور معزز ناظرین کو بہت انتظار نہ کرنا پڑے لیکن شیخ کے حالات زندگی ختم کرنے سے پیشتر مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کے روحانی تصرف کے دلچسپ واقعات سے ناظرین نے لطف اٹھایا ہے اسی طرح آپ کے سلب امراض کے چند واقعات جو تصرف کا دوسرا جزو ہے مختصراً درج کروں تاکہ اہل مذاق اپنے اپنے مذاق کے مطابق دلچسپی لیں۔

سلب امراض | شیخ محمد صاحب کو تصرف کی اس دوسری شاخ سلب امراض میں بھی وہ قوت حاصل تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ ایک دفعہ سید برہان بخاری کو قولنج عارض ہوا جس کی وجہ سے نہایت کرب و بے چینی اور اضطراب و بے قراری پیدا ہوئی اُن کے رفقا نے آپ سے التجا کی آپ سید برہان کے مکان پر تشریف لے گئے مریض کے سرہانے بیٹھ کر اُس کے مرض کو سلب کر لیا اور اُس نے فوراً شفائے کلی پائی لیکن

یخ صاحب میں کبھی کبھی ظاہر ہوتا تھا۔ اور آپ گاہے ماہے تولیخ میں
ہو جاتے تھے۔ میر عبداللہ جو آپ کے خواص کے حلقہ میں ایک معزز
ماہیں نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کسی موضع کو تشریف لے گئے
ں خدمت میں حاضر تھا جب وہاں سے مراجعت کرنے کا قصد ہوا
مجھے سخت و شدید تپ عارض ہوئی اور ایک دو ہی روز میں اس قدر
قت ہو گیا کہ جنبش کرنے تک کی طاقت نہیں رہی۔ شیخ نے جب میری
حالت دیکھی تو میرے واسطے سواری کی جستجو کی۔ اتفاق سے اس وقت
کی کہیں میسر نہیں ہوئی۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تم میرے
رسے کے آگے آگے چل سکتے ہو تو تیار ہو جاؤ۔ تمہیں اس وقت عجیب
ب واقعات پیش آئیں گے۔ میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ چنانچہ بہزار
نہ و دقت لوگوں نے مجھے کھڑا کیا اور شیخ کی نظر مبارک کے سامنے
یا۔ فوراً مجھے مرض میں تخفیف معلوم ہوئی اور اب میں نہایت چاق و
ت ہو کر آپ کے گھوڑے کے آگے آگے چلنے لگا۔ جوں جوں قدم
ے ڈالتا تھا مجھ میں طاقت و توانائی آتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ مجھے شفائے
حاصل ہوئی اگرچہ ساری منزل پاپیادہ قطع کی لیکن مجھے حیرت تھی
ابھی تکان و کاہلی معلوم نہ ہوتی تھی۔
ت شیخ محمد صاحب کی کرامتوں کے بھی بہت سے دلچسپ واقعات
ایک دفعہ بمقام سنوتہ آپ کے ایک بے ریا اور مخلص دوست نے
ت کی اور صرف اس قدر کھانا پکایا جو پندرہ آدمیوں کو کافی ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

جب دستر خوان بچھایا گیا تو تلونبہ کا حاکم شیخ محمد یعقوب آدمیوں کی ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ شیخ کی زیارت کے لئے آموجود ہوا۔ ایسے محل پر لوگوں کے ایک جم غفیر کے دفعتاً آجانے سے میزبان گھبرا گیا اور اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ شیخ صاحب نے اس کی یہ گھبراہٹ معلوم کر کے فرمایا تم کسی طرح کا فکر نہ کرو۔ ان لوگوں کی دعوت ہمارے ذمہ ہے لیکن تمہیں اس قدر تکلیف کرنا ضرور ہو گی کہ کثیر التعداد طباق جمع کر دو۔ انشاء اللہ قلیل مقدار کھانا بہت ہو جائے گا اور تمام حاضرین سیر ہو کر کھائیں گے اور ایسا ہی ہوا بھی۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک خوش آیندہ تبسم کے ساتھ فرمایا کہ فقیر لوگ گاہے گاہے ایسا بھی کیا کرتے ہیں۔

شیخ الٰہ بخش جو آپ کے قبیلہ میں ایک ذی وجاہت اور صاحب ثروت شخص تھا۔ اور تمول و دولت مندی کے نشہ میں چکنا چور ہو رہا تھا اس نے ایک دفعہ جناب شیخ صاحب کی خدمت مبارک میں کچھ ایسی گستاخی اور بے ادبی کی جس سے آپ کو سخت رنج ہوا آپ نے منغض ہو کر فرمایا کہ اس کے بعد اس شخص کا منہ مجھے نہ دکھا یو۔ یہ کہہ کر آپ تو سوار ہوئے اور پیچھے شیخ الٰہ بخش ایک نہایت مہلک اور خطرناک مرض میں گرفتار ہو گیا جس سے ہزار علاج کے بعد بھی جانبر نہ ہو سکا۔ دو روز تک حالت نزع میں رہا تیسرے روز جبکہ آپ نے مکان پر مراجعت فرمائی مر گیا۔ شیخ نے اس کے جنازے پر نماز پڑھی اور لوگوں نے دفن کر دیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالوہاب آپ کے چچا زاد بھائی نے ایک خوبصورت اور عالی شان عمارت بنائی۔ عمارت جب بن بنا کر تیار ہو گئی شیخ عبدالوہاب کو ایک اتفاقی سفر پیش آیا۔ ان کے چلے جانے کے بعد طرف کے ایک رئیس رستم نامی نے جسے شیخ عبدالوہاب سے دلی عداوت اس عمارت کے مسمار و خراب کر ڈالنے کا قصد کیا۔ جب شیخ محمد صاحب کے اس ارادے پر مطلع ہوئے تو فرمایا سخت افسوس کی بات ہے۔ کہ عبدالوہاب کی عمارت بلا وجہ ڈھائی جائے اور ہم موجود ہوں اور چونکہ کرنا فقیروں کا شیوہ نہیں ہے۔ اس لئے میں ایک تصرف کرتا ہوں کہ یہاں تک پہنچ ہی نہ سکے۔ چنانچہ جب رستم نے شیخ عبدالوہاب کی عمارت کرنے کے ارادے سے فوج کا ایک دستہ فراہم کیا اور سب لوگ کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تو سید لشکر خاں کے عاملوں میں سے شخص نے اس کے ساتھ اس بارے میں اتفاق نہیں کیا اور اس مہم میں ایک ہونے سے صاف انکار کر دیا۔ رستہ میں رستم نے اس سے سختی اس کا یہ انجام ہوا کہ عاقل کا حقیقی بھائی مار ڈالا گیا۔ اس قتل کے وبال میں سے مواخذہ کیا گیا اور وہ اسی مواخذہ میں مر گیا۔

سید محمد وارث جو نہایت معتبر اور صادق القول شخص ہے بیان کرتا کہ مجھے ایک مرتبہ سفر پیش آیا میں رخصتانہ ملاقات کے لئے شیخ محمد صاحب خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے عافیت کی خوشخبری دی اور مصافحہ کے رخصت کیا۔ اتفاقاً اثنائے سفر میں ایک رات خونی ڈاکوؤں نے

Marfat.com

ہجوم کیا اور مجھ پر ہلاکت کا خوف غالب آیا۔ اس نازک اور خطرناک مو
پر مجھ سے بجز اس کے اور کچھ نہ ہو سکا کہ شیخ صاحب کی جانب متوجہ
ہوا۔ اور آپ کا تصوّر ذہن نشین کر کے بچھونے پر جا لیٹا۔ کرب و بے
کے ساتھ چند کروٹیں لیں اور آخر کار نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ
شیخ صاحب کھڑے فرما رہے ہیں کہ محمد وارث اٹھو اور بے خوف
یہاں سے نکل جاؤ۔ تم سے کوئی تعرض نہیں کر سکتا۔ لو یہ دو لڈو ناشتہ
کے لئے رکھ لو۔ میں نے لڈو لے کر اسی حالت میں جیب میں ڈال
جب میں بیدار ہوا تو ہنوز میرے جسم پر رعشہ کا اثر باقی تھا اور ڈاکو
کا دہشتناک خیال مجھے رہ رہ کر دہلا رہا تھا۔ لیکن جب میں نے وہ
لڈو جو خواب میں شیخ نے عنایت فرمائے تھے بعینہٖ جیب میں دیکھے تو
فوری اطمینان نے میرے گئے ہوئے ہوش و حواس بجا کر دیئے۔ میں
دل کو نہایت مضبوط اور قوی پا کر بچھونے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سو
منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گیا۔ ڈاکوؤں کو یا تو میری مزاحمت کرنے
جرأت ہی نہیں ہوئی یا سب کے سب مجھ سے غافل رہے۔ بہر حال
میں بڑی جرأت اور آزادی سے نکل کر روانہ ہوا اور کسی نے میرا تعاقب
نہیں کیا۔ شیخ صاحب کے عنایت کئے ہوئے لڈو مدت تک تبرکاً
پاس رہے۔ لیکن جب آپ ناپائدار اور فانی دنیا سے رہگرائے عالم
ہوئے تو میں انہیں کھا گیا۔

پیشین گوئی | ۱۱۱۹ھ میں جب عالمگیر بادشاہ کے فرزندوں شاہ عالم

Marfat.com

...ظم میں بمقام اکبر آباد خونخوار اور عظیم الشان جنگ واقع ہوئی تو شیخ ...احب کے معتقدوں میں سے کسی نے آپ کو بایں مضمون عریضہ لکھا ...ی دونوں وارثان تخت وتاج میں سے کس کے نصیب میں فتح مقدر ...اپ اُن میں سے جسے فاتح تسلیم کریں میں اُسی کی جانب داری کروں ...صاحب نے فوراً لکھ بھیجا کہ شاہ عالم کی فتح ہوگی۔ اور محمد اعظم عین ...ی جنگ میں مارا جائے گا۔ انجام کار ایسا ہی ہوا اور آپ کی پیشین گوئی ...م وکاست سچی ہوئی۔

...اب شیخ محمد صاحب کی صحبت و نظر کا اثر

یہ عنوان اس قدر وسیع ہے جس کی تفصیل اور توضیح کے لئے کئی جزو ...ار ہیں لیکن مختصر یہ ہے کہ شیخ محمد صاحب کے علم و فضل اور فیض صحبت ...یہ اس قدر ارفع و اعلےٰ تھا کہ جس نے آپ سے فیض صحبت حاصل ... وہ بھی تصرف و توجہ میں کامل اور بے نظیر ثابت ہوا۔ جن لوگوں نے ...پ کی مریدی و تلمذ اختیار کیا۔ اُن کی ٹھیک تعداد بتانا بہت مشکل ہے ...ق تاہم جنہیں تاریخی شہرت حاصل ہے ان کی تعداد بھی اس قدر ہے ...نا کی مختصر فہرست کی وسعت حیات دل نہیں رکھتی اس لئے ہم چند ...ضرات کی مجمل فہرست ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس باب کو ختم ...رتے ہیں۔

شیخ کے تلامذہ | سید عبدالرحیم اور سید ہاشم جو معقولی و منقولی علوم میں شہرۂ آفاق

Marfat.com

تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت و صحبت
سے وہ ارتباط حاصل کیا کہ آپ نے ایک دن ان پر نظر التفات
جس کی تاثیر یہ ہوئی کہ ہر ایک میں ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی
عبدالرحیم کو کشف خواطر اور کشف تبور حاصل ہوا۔ یعنے آپ
ایک شخص کے دلی بھید اور مخفی اسرار ظاہر کر دیتے اور جس قبر پر
اس کی حقیقت بیان کر دیتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہا
قبرستان میں سے گزر رہے تھے۔ ہمراہیوں سے فرمایا کہ میں د
ہوں کہ آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ زمین سے نکل کر آسمان تک پہنچ
رہے اور جب چند قدم آگے بڑھے تو ایک قبر کو دیکھ کر فرمایا کہ
کا شعلہ اس قبر سے نکل رہا ہے۔ لوگوں نے اس کا کھوج لگایا تو م
ہوا یہ قبر ایک ایسے شخص کی ہے جو ظلم و فسق کے ساتھ متصف
اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا اور آپ
اس کے دل کا حال ظاہر کر دیا۔ لیکن رفتہ رفتہ آپ مسلوب ا
گئے۔ اور مجذوبوں کی طرح بازاروں میں پھرنے لگے۔ سید عبدا
کی والدہ اپنے فرزند کا یہ حال دیکھ کر شیخ کی خدمت میں حاضر
اور بالحاح تمام عرض کیا کہ عبدالرحیم پر ایسی توجہ فرمایئے کہ اس
گئے ہوئے ہوش و حواس بجا ہو جائیں فرمایا اسے چند روز تک ہ
خدمت میں حاضر رہنا چاہیئے۔ چنانچہ لوگوں نے سید عبدالرحیم
زنجیروں میں کس کر چند روز تک آپ کی نظر مبارک میں رکھا تھا

Marfat.com

دنوں میں اُن کے ہوش و حواس درست ہو گئے۔
سید ہاشم کی یہ کیفیت تھی کہ جو آسیب زدہ آپ کے سامنے لایا
نا فوراً جن وآسیب کا اثر مریض سے جاتا رہتا۔ ایک عالم آپ کی
فیض اثر کی بدولت آسیب وجن سے خلاصی پاتا تھا اور جنوں کی
اسے مریضوں کو صحت وتندرستی حاصل ہوتی تھی۔ رشدہ شدہ اُن
بھی جذب واقع ہوا اور مستانہ وار صحرا وبیابان میں گشت لگانے
ے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سید ہاشم ایک رات ایک ہندو فقیر کے
یہ میں پہنچے جو اُس زمانہ میں ہنود کا مقتدا اور پیشوا تسلیم کیا جاتا تھا۔
رجس کا جادو دنیا میں مشہور ومعروف تھا جس وقت آپ اُس کے
یہ میں پہنچے ہیں تو سحر کی وجہ سے حوض کے دونوں کناروں پر خشک کھال
ے سنگریزوں پر لڑھکنے کی خوفناک آواز اُن کے کان میں پہنچی لیکن
آپ نے اس طرف ذرا التفات نہیں کیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی
کہ ایک مہیب دیو بھینسے کی شکل میں نمودار ہوا جس نے بڑی خونخواری
سے آپ پر حملہ کیا۔ آپ مستانہ وار حق حق کہتے ہوئے اس کے پیچھے
دوڑے اور وہ آناً فاناً میں غبار بن کر اُڑ گیا۔ ہندو نے یہ واقعہ دیکھ
کر جادو سے توبہ کی اور جھٹ مسلمان ہو گیا۔
ایک دفعہ عبدالسبحان نامی ایک شخص جناب شیخ محمد صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ آپ نے جوں ہی اس پر نظر التفات ڈالی۔ فی الحال ایک
قسم کی توحید منکشف ہوئی جس سے وہ دیوانہ وار کوچہ و بازار میں پھرنے

Marfat.com

اور ہر چیز کو خدا کہنے لگا۔ تمام شرعی و عرفی آداب بالائے
رکھ دیئے اور کسی بات کا پابند نہ رہا۔ اور جب اس کے تمام
و خیالات اور بھی بگڑتے چلے تو لوگ اس کی اس آزادی سے
ہو کر دوبارہ شیخ صاحب کی خدمت میں لائے اور آپ نے اُ
کیفیت جذب کو ایک ہی نظر میں سلب کر دیا اور ایک خاص
جس سے عبدالسبحان بدستور سابق عقل و ہوش میں آگیا اور تما
پن جاتا رہا۔

سید عنایت اللہ باشندہ سنبلہیڑہ کو شیخ صاحب کی توجہ
بہت تھوڑے سے زمانہ میں غیب کی باتوں کا کشف حاصل ہو گیا
اور وہ صدہا کوس کی باتیں فوراً دریافت کر لیتا تھا۔ قرب وجوار
لوگوں کی حرکت و سکون سے واقف ہونا اُس کے آگے کوئی با
ہی نہ تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ سید عنایت اللہ بیمار
شیخ صاحب اُن کی عیادت کے لئے وطن سے چلے سید عنای
کو اُن کے سوار ہونے سے گھر پہنچنے تک کے سارے حالات
تھے۔ گو بستر مرض پر پڑے ہوئے آنکھوں سے تمام واقعات
رہے تھے۔ جب شیخ صاحب سوار ہوئے تو سید عنایت اللہ
سے چونک پڑے اور حاضرین سے کہنے لگے۔ اس وقت شیخ صاح
سوار ہو گئے ہیں۔ پھر کہا اب فلاں موضع میں پہنچے ہیں اور اب فلاں
پر تشریف رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ شیخ صاحب سنبلہیڑہ کے قر

Marfat.com

کہا اب شیخ صاحب ہمارے شہر میں آگئے ہیں - یارو! جلد اٹھو اور
جوش مسرت کے ساتھ شیخ کا استقبال کرو بعدازاں حاضرین کی طرف
ہوکر کہنے لگے ۔ مجھے اٹھا کر بٹھاؤ - کیونکہ شیخ اب دروازے پر آ

ں

سید ملتانی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ کے فیض صحبت
یب و غریب غیبت حاصل ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلائق کا شور و شغب
وس نہ کرتے تھے ۔ اور عالم پر سکوت و خاموشی کا سناٹا چھا گیا ہوا معلوم
ا۔ توحید کا غلبہ اس درجہ تھا کہ جب کسی نے ان سے توحید کی مثال دریافت
لے توحید کی مثال بالتشبیہ ایسی سمجھنی چاہیئے کہ ایک مٹی کی ٹھلیا کو ریت
ریزہ کر کے پانی سے بھر دیا جائے ۔ بعدازاں غور سے دیکھا جائے تو
اہر جزو ریت کے ہر ہر جزو میں سرایت کیا ہوا نظر پڑے گا - اسی
توحید خداوندی تمام مخلوق میں ساری ہے ۔
محمد محسن جو معقول و منقول میں کامل مہارت رکھتا تھا شیخ کی خدمت میں
رہا اور چند روز میں آگاہی کے شرف سے ممتاز ہوا آخرکار ہمہ اوست
مرفت اس پر غالب ہوتی اور رفتہ رفتہ قیود شرعی سے قدم باہر نکلنے لگے
نے محمد جعفر کو جو آپ کا مخلص و بے ریا خادم تھا اس پر متعین کیا کہ مفروضہ
یں محمد محسن سے فوت نہ ہونے پائیں لیکن پھر تھوڑے عرصہ میں اس کا نشہ
رہا اور تمام ہوش و حواس بجا ہو گئے ۔ محمد محسن کی توجہ باطنی یہاں تک
گئی تھی کہ ایک جوان صالح کسی عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا تھا اور

Marfat.com

دیوانوں کی طرح ہوش باختہ آہ وزاری کرتا پھرتا تھا۔ لوگوں نے آپ
کہا۔ افسوس ہے کہ ایک ایسا نیک دل اور خداشناس آدمی یوں
سے جا رہا ہے محمد محسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور ایک نظر
فوراً اس کے دل سے عورت کی محبت جاتی رہی اور بجائے اسکے محبت
کے نقوش اس کے لوح دل پر کندہ ہو گئے۔

عبدالہادی جو سماع ووجد کے سخت منکر ومخالف تھے۔ شیخ کی
میں آئے اتفاق سے اس روز آپ مجلس سماع میں مدعو تھے۔ جب
مجلس سماع میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے جانے لگے
عبدالہادی بھی ساتھ ہو لئے۔ اثنار راہ میں شیخ نے فرمایا کیا حالت
میں تم پر کبھی وجد بھی طاری ہوا ہے۔ جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا تم وجد
ہو۔ عبدالہادی نے آپ کی طرف استعجاب کی نظر سے دیکھا گویا انہوں
تعجب کیا کہ لوگوں پر کس طرح اور کیونکر وجد طاری ہو سکتا ہے۔ شیخ صا
عبدالہادی کا استعجاب دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ لیکن جب مجلس میں
محفل سماع گرم ہوئی تو آپ نے ان کی طرف نظر التفات ڈالی۔ اور
ایسا روحانی تصرف کیا کہ عبدالہادی سے حرکات مستانہ ظاہر ہونے
لحظہ بلحظہ اس میں ترقی ہوتی گئی۔ کامل دو روز تک بے خود رہے اور
میں آنے کے بعد سماع ووجد کے قائل ہو گئے۔

ایک دفعہ سنبلھیڑہ کے باشندوں نے شیخ سے استدعا کی کہ آپ
توجہ باطنی اور تاثیر روحانی کا کرشمہ دکھائیں۔ اس وقت شیخ کی مجلس

Marfat.com

حاضر تھے آپ نے فوراً ایک سرسری نظر حاضرین پر ڈالی۔ سترہ آدمی سید نور علی اور سید عثمانی بھی شریک تھے۔ بے خود ہو گئے اور عرصہ الم بے ہوشی میں پڑے رہے۔ ایک مرتبہ شیخ مانکہ باشندہ قصبہ لاور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضرت! میں آپ کی باطنی توجہ و تاثیر امتحان کی غرض سے آیا ہوں شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اشراق وقت سے جمعہ کے وقت تک بے ہوش پڑا رہا۔ گو آپ نے اس کے پکڑ کر خوب جھنجوڑا اور متنبہ کیا پھر بھی مستانہ وار حرکتیں کرنے لگا لیکن کے بعد جب ہوش میں آیا تو لوگوں نے حال دریافت کیا۔ بولا اگر شیخ لمحہ در توجہ فرماتے تو میری روح بدن سے مفارقت کر جاتی۔

الغرض شیخ محمد صاحب کے تصرفات و توجہات کی مثالیں اس قدر ہیں۔ ر فیصدی پانچ بھی بیان کی جائیں تو بھی اُن کے لیئے ایک طولانی دفتر ہیئے۔ اس لئے ہم نے باستثنائے چند آپ کے تصرفات کے تمام واقعات انداز کر دیئے ہیں۔ معزز ناظرین سے امید ہے کہ وہ ہمیں اس کا الزام نہ گے۔

عبیداللہ | جناب شیخ محمد صاحب کے کئی صاحبزادے تھے لیکن ان سب میں شاہ عبیداللہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جو عمر میں سب سے ے اور عظمت و بزرگی میں سب سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ اپنی بےنظیر ابلیت اور عدیم المثال لیاقت کی وجہ سے اس قدر معزز و ممتاز تھے کہ خاندان علیہ کے وارثان تخت و تاج باوجود اس شان و شوکت اور جاہ و جلال کے

Marfat.com

تعظیم کرتے اور اس عہد کے مشائخ اپنی آنکھوں پر جگہ دیتے تھے آپ کی مختصر الفاظ میں یہ تعریف کافی ہے کہ آپ ایک ایسے معزز و ممتاز کے فرزند رشید ہیں جن پر نہ صرف قصبہ پھلت کو بلکہ ہندوستان کے طبقوں کو فخر اصل ہے۔ قطع نظر اس خاندانی عزت و بزرگی کے آپ میں بھی وہ جوہر تاباں تھے جن سے ایک عالم منور و روشن تھا۔

جناب شیخ محمد صاحب خود اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہ ایک دن نے اس فقیر پر ایک آشنا کی صورت میں تجلی فرمائی یعنے ایک بچہ کی انگلی ہوئے میری طرف بڑھا چلا آرہا ہے جب میرے قریب پہنچا تو ارشاد محمد! میں اس بچہ کو تیرے گھر میں پیدا کرتا ہوں۔ فقیر نے کمال لجاجت والحاح کے عرض کیا کہ خداوندا یہ تیری مخلوق ہے جہاں منظور ہو پیدا کر۔ اس واقعہ کے چند روز شاہ عبید اللہ پیدا ہوئے پس اگر شاہ عبید اللہ کے تمام خاندانی اور ذاتی اعزاز سے قطع کی جائے تو بھی صرف ایک ہی خصوصیت اس قسم کی ہے کہ جس کے مقابلہ میں تمام اور واقعات پاسنگ کے برابر بھی نظر نہیں آتے۔ یہ خصوصیت و تنزل سے آپ ہی کے تھی کہ خدا تعالے نے آپ کی نسبت ایسا کچھ فرمائے۔ شاہ عبید اللہ کے خصوصاً اور تمام خاندان کو عموماً اس سے زیادہ اور کیا ذریعہ فخر ہو سکتا۔

الغرض شیخ محمد نے ۸۔ جمادی الاولی ۱۱۲۵ھ میں انتقال فرمایا۔ جب مدفون ہوئے تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ نے آپ کی قبر بیٹھ کر حاضرین مجلس کو جہری ذکر کا حکم فرمایا۔ اس صحبت کے بعد جناب عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد کی روح نے مجھ پر ظاہر

Marfat.com

اپنے جسم میں متمثل ہو کر تمہارے پاس آنا چاہتا تھا اور یہ قدرت خدا
رف سے مجھے عنایت ہو گئی ہے لیکن مصلحت اس میں ہے کہ مجسم
تمہارے سامنے نہ آؤں۔

اسی طرح آپ کے انتقال کے بعد کا ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے
یک بڑھیا جو شیخ کی دلی عقیدت مند اور با اخلاص خدمت گزار تھی۔ آپ
انتقال کے بعد تپ لرزہ میں مبتلا ہوئی اور اس درجہ ضعیف و ناتواں ہو گئی
یک رات پانی پینے اور لحاف اوڑھنے کے لئے سخت بے قرار تھی۔ نہ تو
ئی آدمی ہی پاس تھا کہ پانی پلاتا اور لحاف اُڑھاتا نہ اُس میں اس قدر طاقت
تھی کہ خود اُٹھ کر اپنے کام کا انجام دیتی۔ ایسے نازک اور بے کسی کے
ت بڑھیا زار و قطار روتی جاتی اور شیخ کو یاد کرتی جاتی تھی کہ اتنے میں آپ
نل ہو کر اُس کے پاس تشریف لائے پانی پلایا لحاف اُڑھایا اور اطمینان
لی کر کے تشریف لے گئے۔

معزز ناظرین! الشیخ محمد صاحب جو دوسرے باب کے معزز و بلند
نبال ہیرو ہیں۔ اُن کے حالات زندگی کی بابت مجھے جو کچھ لکھنا تھا سب
لکھ چکا۔ اب میں آپ کے سلسلہ نسب پر ایک سرسری اور اجمالی نظر ڈالتا
ور آپ کے اجداد عظام اور آبائے کرام میں سے چند مشہور و معروف
حضرات کی نہایت مختصر لائف پیش کر کے ختم بات کرتا ہوں۔

شجرہ

Marfat.com

شیخ محمد صاحب کا شجرہ نسب یہ ہے

شیخ یوسف

شیخ محمود — شیخ احمد

(شیخ محمود) شیخ فرید — شیخ محمد

(شیخ فرید) شیخ فیروز — شیخ ابوالفتح — شیخ عبدالرحمن

(شیخ عبدالرحمن) شیخ ابوالفضل

(شیخ ابوالفضل) شیخ ابوالاکرم — شیخ محمد عاقل

(شیخ محمد عاقل) شیخ محمد

شاہ عبیداللہ

واضح ہو کہ شیخ محمد صاحب کے اجداد عظام نے اول اول مقام سد
میں جو یورپ میں ایک مشہور و معروف شہر ہے سکونت اختیار کی تھی۔ ان
کے اکابر و اسلاف رونق افزائے محفل درس تھے یہاں تک کہ شیخ احمد
شیخ یوسف جن پر اس خاندان کے نامور اور دنیا کے مشہور مشائخ کا سلسلہ

منتہی ہوتا ہے۔ سلطان سکندر تاجدار ہندوستان کے عالی شان دربار
پہنچے اور چند ہی روز میں اپنی بے نظیر قابلیت سے شاہی دربار میں وہ اعزاز
بار پیدا کر لیا کہ سلطنت کی طرف سے چند قریے آپ کو مدد معاش کے
نسلاً بعد نسل عنایت ہو گئے۔ اس تقریب کی وجہ سے اس خاندان کے اسلاف
پھلت میں لباست اختیار کی اور ایک دراز زمانہ تک اُن کی اولاد و احفاد
یہاں توطن کیا۔ شیخ احمد کے حقیقی بھائی شیخ محمود کے دو فرزند تھے۔ شیخ فرید
شیخ محمد جوائی موضع پھلت میں سکونت رکھتے تھے۔

شیخ فرید | شیخ فرید اپنے آباء کرام کے طریقہ و طرز پر اکتسابی و وہبی فضائل کے
لقہ موصوف تھے اور آپ کے فضل و کمال کی شہرت قصبہ پھلت کی چار
دیواری سے نکل کر دُور دُور تک پھیل گئی تھی۔ آپ کے انتقال کے بعد آپکے
ان فرزند بے مثل یادگار باقی رہے۔ شیخ فیروز۔ شیخ ابوالفتح۔ شیخ عبدالرحمان،
ان سب میں شیخ ابوالفتح خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

شیخ ابوالفتح اور ان کی تعلیم | آپ عنفوان شباب میں علوم کی تحصیل میں مشغول
ہوئے۔ جب تمام علمی تحقیقات سے فارغ ہوئے اور ہر قسم کے علوم میں
کامل دستگاہ حاصل کر چکے تو آپکی عالی ہمتی نے صرف ان ہی علوم کی تحصیل
پر قناعت نہیں کی بلکہ ہمت کے شاہین نے تحصیل سلوک کی طرف بال و پر
کھولے اور آپ مشائخ کاملین کی خدمت کی طرف متوجہ ہوئے۔ مدتوں تک
اُس زمانہ کے صوفیوں کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اور مشائخ زمانہ کے فیض
صحبت سے سعادت اندوز ہوئے۔ چنانچہ چند مستند شہادتوں اور نقل

Marfat.com

صحیح ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ شیخ عبدالعزیز کی خدمت
میں پہنچے اور ان سے استفادہ حاصل کیا بعدازاں شیخ نظام نارنولی کی ص
میں آئے جو مشائخ چشتیہ میں سے ایک مشہور و نامور شیخ تھے اور جو خواجہ
گوالیاری کے ممتاز خلیفہ تھے شیخ ابوالفتح کو شیخ نظام کی صحبت نہایت
اور بغایت مفید پڑی۔ سالہا سال ریاضات و مجاہدات میں بسر کئے اور
کے فیض سے بہرہ اندوز و کامیاب ہوئے۔ آخرکار جب ارشاد تکمیل کے
پر پہنچے اور آپ کے اقبال و یاوری اور فضل و کمال کے ستارہ نے اوج کم
پر قدم رکھا تو پھر وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور درس و تدریس و
تلقین میں مصروف ہوئے۔ یہ تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ شیخ نظام ع
مروجہ پر چنداں اطلاع نہ رکھتے تھے لیکن تو بھی شیخ ابوالفتح جو تمام علوم و
پر کمال اقتدار رکھتے تھے آپ کی صحبت میں فیض یاب تھے شیخ نظام کے
خاندان میں جو علوم نے شہرت پائی وہ شیخ ابوالفتح ہی کی علمی فیاضیوں کا سبب
ہے کیونکہ جس اثنا میں آپ شیخ نظام کی صحبت میں تھے تو انہوں نے اپنی او
کے علوم کی تکمیل اور تربیت کی خدمت جو تعلیم کا دوسرا عنصر ہے آپ ہی کے
سپرد کر دی تھی۔ جسے شیخ ابوالفتح نے بڑی قابلیت اور دلسوزی کے سا
ادا کیا اور جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ میں شیخ نظام کی اولاد نہا
قابل و دانشمند اور دنیا میں مشہور و نامور ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صا
نے شیخ ابوالفتح کو شیخ نظام کی خدمت میں دیکھ کر نہایت استعجاب کے
میں فرمایا کہ "آفتاب ستاروں کی پناہ میں آیا ہے"!

Marfat.com

سنا جاتا ہے کہ شیخ ہیبت اللہ انصاری نے جو شیخ عبدالعزیز پہلتی کے ...رر خلیفہ تھے اپنے انتقال کے وقت وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز ...ابوالفتح پڑھائیں جس وقت آپ کا انتقال ہوا شیخ ابوالفتح نارنول میں ... لوگ وضو کرتے جاتے تھے اور شیخ کے انتظار میں کھڑے ہوتے جاتے ... دفعتہ سامنے سے شیخ نمودار ہوئے اور شیخ ہیبت اللہ کے جنازہ کی نماز ...ھائی۔ گویا آپ کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے ایک نہایت ...لانہ حرکت کے ساتھ وطن پہنچنا چاہیئے۔ یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ شیخ ...بت اللہ انتقال کر گئے اور لوگ اُن کی وصیت کے مطابق میرا انتظار ...رہے ہیں۔

...خ ابوالفتح کا ازدواج

شیخ ابوالفتح نے خواجہ طیفور کی محترم و باعصمت لڑکی ...نکاح کیا۔ جب مجلس عقد گرم ہوئی تو زمزمۂ غنا چھیڑ دیا گیا۔ شیخ ابوالفتح ...حالت ساعت بساعت متغیر ہونے لگی اور رفتہ رفتہ وجد و رقص ...نوبت پہنچی۔ خواجہ طیفور کے مشرب میں سماع منع تھا اور وہ وجد و رقص کے ...نت مخالف تھے لوگوں نے جب یہ کیفیت خواجہ کے گوش گزار کی تو آپ

... یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ہیبت اللہ انصاری اور شیخ ابوالفتح نے باہم عہد و پیمان کیا تھا ...باہم میں جو شخص پہلے انتقال کرے دوسرا اس کے جنازے کی نماز پڑھائے جس زمانہ میں شیخ ہیبت اللہ ...پڑے شیخ ابوالفتح نے نارنول کا قصد کیا رخصت کے وقت شیخ ہیبت اللہ نے اس عہد کو ...دلایا جسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو میں اسے ضرور انجام دونگا چنانچہ اسی مرض میں شیخ ہیبت اللہ نے انتقال فرمایا اور شیخ ابوالفتح نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی ۱۲

Marfat.com

مجلس میں تشریف لائے اور شیخ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا چونکہ ان پر وجد حقیقی طاری ہے اسلئے اس کا انکار کرنا نہیں چاہیئے۔

شیخ ابوالفتح کا انتقال | شیخ ابوالفتح کے انتقال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے اپنے بھتیجے شیخ ابوالحسن کو بُلا کر فرمایا کہ قرآن مجید کی کوئی سورت میرے سامنے پڑھو۔ آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی۔ اور شیخ ابوالحسن نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کی چند آیتیں پڑھیں۔ تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد شیخ نے فاتحہ کے لیئے ہاتھ اٹھائے اور آیہ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ پڑھ کر منہ پر ملے کہ آپ کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا اور ادمشائخ میں شیخ ابوالفتح کا ایک رسالہ دنیا میں آپ کی یادگار باقی ہے جو بلحاظ مضامین نہایت لطیف اور اعلےٰ درجہ کا رسالہ ہے۔

شیخ ابوالفضل | شیخ ابوالفتح کے انتقال کے بعد آپکے بڑے فرزند شیخ ابوالفضل سریرآرائے خلافت ہوئے اور افادہ ظاہری وباطنی کی مسند پر جلوس فرمایا آپ نے طولانی عمر پائی اور سب کی سب مرضیات الٰہی۔ ترک دنیا و درس علوم دینیہ کتب سلوک کے عمل جیسے احیا اور عین العلم[1] میں بسر

---

[1] جناب شاہ ولی اللہ صاحب کتاب عین العلوم پر ریویو کرتے ہوتے فرماتے ہیں کہ یہ آنکھ سے دیکھی ہے اس میں جا بجا شیخ ابوالفضل کے نہایت مفید و کارآمد حاشیے خود کے مبارک سے لکھے ہوئے ہیں حقیقت میں یہ حاشیے آب زر سے لکھنے کے قابل اور سلوک کو دستور العمل بنانے کے لائق ہیں جنکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا علوم میں کامل تبحر اور پوری دستگاہ رکھتا ہے اور اس کی تحقیق اعلےٰ درجہ کی ہے۔

Marfat.com

پ آداب طریقت و شریعت میں نہایت اعتدال کے ساتھ اور افراط و
ریط سے دُور رہتے تھے ۔

خ ابوالکرم | جب شیخ ابوالفضل کا جام حیات لبریز ہو کر چھلک پڑا
آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ ابوالکرم جو سابق میں شاہی نوکری
معروف تھے سجادہ نشینی کے درپے ہوئے اور اس کام کو اپنے
ہ لینا چاہا۔ شیخ ابوالکرم اگرچہ نہایت ذکی الطبع، خوش تقریر و فصیح اور
ل تھے اور اُس کے ساتھ علوم فقہ و حدیث وغیرہ میں بھی آپ کو
ل مہارت حاصل تھی۔ لیکن کسی قدر عیش طلب اور راحت پسند تھے
ر چونکہ ابتدائے زمانہ سے اس وقت تک شاہی ملازمت میں زندگی
سر کی تھی۔ اس لئے ریاضات و مجاہدات کی زیادہ محنت و مشقت
ی نہیں اٹھائی تھی۔ جناب شیخ ابوالفضل کو بھی دن بدن اُن کی راحت طلبی
زیادہ یقین ہوتا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اُن کے بارہ میں
ی اس بات کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ کہ میرے بعد سجادہ نشینی کا حق شیخ
ابوالکرم کو حاصل ہے لیکن تاہم شیخ ابوالکرم کی ذاتی خوبیوں اور شرعی قیود
کی پابندیوں نے قبیلہ کے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ اس لئے
دہ شیخ ابوالکرم کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا استحقاق
ثابت کر کے سجادہ نشینی کی مسند پر بٹھا دیا۔ شیخ ابوالفضل کے معتقدوں
اور مریدوں نے اُن لوگوں کے دباؤ سے شیخ ابوالکرم کی سجادہ نشینی نہایت
تحمل کے ساتھ تسلیم کی لیکن بایں ہمہ شیخ مبارک نے جو شیخ ابوالفضل

Marfat.com

کے جان نثار خادم تھے۔ اس سجادہ نشینی کو تسلیم نہیں کیا اور گھبرا کر
کے سالف شیخ کی روح کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ حقیقت حال پر
شیخ ابوالفضل ان کے خواب میں تشریف لائے اور صاف لفظوں
فرمایا میری سجادہ نشینی کا استحقاق اس شخص کو حاصل ہے جو کل فلاں
کے نیچے کھانا تقسیم کرے گا۔ جب شیخ مبارک بیدار ہوئے تو تمام
اس واقعہ کا اظہار کیا۔ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جب صبح کو
ہونے لگا تو شدہ کھانے کی تقسیم شیخ ابوالفضل کے بتائے
درخت کے نیچے شیخ محمد عاقل کے ہاتھ میں تھی۔

شیخ محمد عاقل لوگوں نے یہ صورت دیکھ کر شیخ محمد عاقل کو شیخ مرحوم کا
نشین تسلیم کیا ادھر رفتہ رفتہ چند اس قسم کے اسباب پیدا ہو گئے کہ جن
سے شیخ ابوالکرم کی جمعیت منتشر ہو گئی اور راس افلاس و تنگدستی میں
درویشی سے صبر و تحمل نہ کر سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے سجادہ نشینی سے دستبرداری کی اور

لہ شیخ محمد عاقل کو ظاہری و باطنی علم کا کافی حصہ قدرت سے عطا ہوا تھا اور روزانہ
اہل اللہ کی فہرست میں آپ کا نام نامی درج ہو چکا تھا۔ آپ فقرا اور طالب العلموں کی رعایت
کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ خدا ترسوں نیک دلوں کی صحبت پسند کرتے
اپنی اوقات کا اکثر حصہ تو اوراد و وظائف میں صرف کرتے تھے اور باقی حصہ طلبہ کو در
تدریس میں جود و سخا اور مہمان نوازی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ترک دنیا میں آپ اپنے ہم
پر فوقیت لے گئے تھے غرض وہ تمام عام اخلاص اور نیک اطوار جو ایک خدا کے نیک اور
برگزیدہ بندے میں ہونے لازم و ضروری ہیں شیخ محمد عاقل میں بوجہ احسن پائے جاتے تھے

Marfat.com

سجادہ نشین قرار دیئے گئے۔

رچہ آپ کے کئی صاحبزادے تھے لیکن عمر میں سب سے
اور قدر و منزلت میں سب سے افضل شیخ محمد ہیں جنکا ذکر قدرے
ں کے ساتھ میں اوپر کر آیا ہوں *

دوسرا حصہ ختم ہوا

Marfat.com

تیسرا حصہ

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب

تمہید حضرات ناظرین! اب میں عارف باللہ حضرت شاہ ولی
صاحب کے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی لائف شر
کرتا ہوں۔ اس میں ذرا شبہہ نہیں کہ میں اس عنوان پر جس کے تفصیلی حالا
سے آپ کو زمانہ دراز سے ایک خاص دلچسپی اور دلچسپی کے ساتھ کما
اشتیاق تھا نیز جسے مجھے سب سے اول اور سب سے زیادہ مفص
لکھنا چاہیئے تھا بہت دیر میں پہنچا لیکن میرے سلسلۂ بیان میں بھی چ
در چند ایسی ضروری اور معقول مزاحمتیں واقع ہوئیں جن کی وجہ سے میں
کے اشتیاق کے جلد پورا کرنے میں معذور رہا والعذر عند کرام الناس
مقبول اب جبکہ میں پہلے اور دوسرے حصے میں شیخ صاحب کے مقد
اور جلیل القدر خاندان کے مفصل حالات ختم کر چکا تو آپکے حالات
زندگی پر قلم اُٹھاتا اور جس قدر مفصل حالات مجھے دستیاب ہو سکے
ترتیب وار قلمبند کرتا ہوں تاکہ آپ کا نام نامی دنیا میں زندہ ہو اور
کے خاص فضائل و کمالات سے قوم میں ایک غیر معمولی تحریک اور
کے ساتھ مبارک جوش پیدا ہو وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

Marfat.com

ہا کے کہ میں محترم شیخ کے ان فضل اور آپ کے روحانی وضمیری
ں اور علمی کارناموں کو ترتیب وار قلمبند کروں جو ضرب المثل کے
آج تک تاریخوں میں محسوس یادگار ہیں مناسب ہوگا کہ آپ کے
زندگی اور فضائل وکمالات کا اجمالی طور پر سرسری خاکا کھینچوں
ترین کو آپکے قابل تقلید واقعات دیکھنے کی زیادہ رغبت ہو اور
ں زیادہ شوق سے پڑھیں ۔

اجمالی حالات | واجب الاحترام شیخ عبدالرحیم صاحب دہلی
ت ایسے نامور اور مشہور بزرگ گزرے ہیں جن کا نام نامی بچہ بچہ
ہے اور جن سے نہ صرف دہلی ہی کے باشندے روشناس ہیں
م ہندوستان اور ہندوستان سے لے کر عرب تک آپکے
امتیازی پھریرا اڑ رہا ہے یہی وہ بزرگوار ہیں جن کے وہبی اکتسابی
کا سمندر بڑے زور شور سے چاروں طرف پڑا ابل رہا ہے ۔
ریث وتفسیر کا چمکدار اور ستھرا ہوا چشمہ گلی گلی اور کوچے کوچے
تہا کی پیاری اور دلگیر ادا کے ساتھ بہ رہا ہے جس میں سے بیشمار
وار وشیریں نہریں کٹ کر دور دور تک چلی گئی ہیں اور جنھوں نے
شادابی سے ایک عالم کو سرسبز اور لہلہا رکھا ہے ہجرت کی دسویں
میں اس فاضل اجل نے اپنے علم وفضل کے عالیشان جھنڈے
عالم میں گاڑ دیئے تھے اور طائر خیال بلند پرواز اس کے مراتب
ور شان کمال کی رفعت وبلندی کو پا نہیں سکتا تھا۔ ہندوستان

Marfat.com

ہیں آپ وہ پہلے ہی نامور ہیں جنہوں نے طالبان علم دین کے لیے
عام دی اور اپنے بے نظیر فیضان اور عدیم المثال صحبت سے
کو نہال کر دیا۔ حدیث وفقہ کے مختلف علمی معلومات اور سلوک
کی باریکیوں اور نازک و دقیق مسائل کو دنیا کے سامنے پیش کیا جس
فیض سے آج تک ہندوستان کے علمی کارناموں کے چراغ
ہیں۔

حقیقت میں ہندوستان کے علما پر شیخ کا اس قدر احسان
جس کے بار سے وہ سر نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن تعجب اور تعجب کے
افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت کم ایسے معزز علما ہیں جو آپ
تاریخی حالات سے واقف ہیں۔ گو ہمیں یہ بات عموماً تسلیم کرنی پڑتی
کہ نامور و مشہور حضرات کے واقعات کچھ نہ کچھ مشہور ہو جاتے اور ان
ان کی شہرت خاص خاص لوگوں میں پھیل جاتی ہے۔ تاہم یہ ضرور
ہے کہ ایک دنیا کے نامور اور مشہور شخص کے جہاں تک جزوی اور
واقعات پر عبور ہوتا ہے وہ اسی قدر زیادہ مفید و کارآمد ثابت ہو
ہیں جن سے اس کے خاص فضائل اور کمالات کی وجہ سے
ایک عجیب و غریب تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور جن کے پڑھنے سے
طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل کمال کی ترقی کے سامان کیونکر پیدا
ہیں۔ اور انسانی کمال جو اس کا اصلی شریف عنصر ہے وہ کن طریقوں
حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ پہلے میں لکھ آیا ہوں کہ جناب شیخ وجیہ الدین

Marfat.com

نا فرزند رشید تھے۔ شیخ عبد الحکیم جو سب میں چھوٹے صاحبزادے
ان کے حالات زندگی چونکہ بالکل تاریکی میں ہیں اس لئے افسوس ہے
را تذکرہ اُن سے خالی رہا جاتا ہے شیخ عبد الرحیم صاحب جناب
وجیہ الدین کے نامور فرزند اگرچہ عمر میں شیخ ابوالرضا محمد سے چھوٹے
لیکن علم حدیث و فقہ کی اشاعت دینے میں شیخ ابوالرضا محمد سے افضل
ر علمی فیاضیوں کی شہرت میں ہر ایک دوسرے سے بڑھکر تھا۔
قتضائے شیخ عبد الحکیم کے باقی دونوں حضرات کے حالات اس حصّہ میں
جائیں گے اس لئے اس حصّہ کے بھی دو باب مقرر کئے گئے ہیں۔
باب میں شیخ عبد الرحیم کے حالات زندگی ہوں گے اور دوسرے میں
بو الرضا محمد کے۔

الغرض جناب شیخ عبد الرحیم صاحب عجیب و غریب قابلیت کے شخص
آپ کے روحانی و ضمیری جوہر اپنے میں گہری ممتازیت کی تہ رکھتے
اور تمام علوم و فنون میں قابل انتخاب تھے آپ جس طرح علم حدیث
یر میں عدیم المثال اور بے نظیر تسلیم کئے جاتے تھے اسی طرح فقہ
ب وغیرہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ باوجو
شرعی علوم و فنون کے وہبی علوم کا کافی حصّہ رکھتے تھے جیسا کہ آگے
کر مفصل طور پر آپ کو معلوم ہوگا۔ ہندوستان میں جس معزز اور بزرگوا
سب سے بیشتر حدیث کے درس و تدریس کی بنیاد ڈالی اور جس مشہور
وقت نے اس غریب علم کے شائع کرنے اور پھیلانے میں کوشش بلیغ

Marfat.com

کی وہ شیخ عبدالرحیم صاحب تھے۔ ربانی نکات اور آسمانی اسرار
وحدیث کے الفاظ میں خمیر کر دیئے گئے ہیں آپ ہی نے
ہندوستانیوں پر واضح کیا اور جن لوگوں کے دلوں پر صدیوں
جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آپ ہی نے اپنے پُر اثر وعظ
غیر معمولی تلقین سے منور کر دیا۔

شیخ عبدالرحیم صاحب کو قدرتاً علم سے زیادہ دلچسپی تھی
فطرت نے اس مقدس نفس اور پاک طینت کی ذات میں علمی
کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اکثر اوقات علم
کے مطالعہ اور قرآن وحدیث کی اشاعت میں مصروف رہتے
سلوک کے رواج دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ آپ کی
زندگی اتقا و پرہیزگاری ترک دنیا و اہل دنیا نفس کشی۔ عام
خدا ترسی کی بے نظیر شہادت دہلی کی چار دیواری سے نکل کر د

لہ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کا ایک مخلص و بے ریا معتقد
اورنگ زیب کے سلسلہ خواص میں داخل تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عالمگیر کو
تھا کہ دفعتہً اس پر محویت غالب ہوئی اور پنکھا ہاتھ سے چھوٹ کر اس زور
پر گرا جس سے وہ فوراً چونک پڑا بیدار ہونے کے بعد دریافت کیا کہ اس بے
کے ظہور پذیر ہونے کی کیا وجہ ہے۔ غریب خواص نے کانپتی اور تھرتھراتی ہو
سے شیخ صاحب کا کچھ حال اور آپ کی طرف اپنے انتساب کا ذکر کیا جسے
رغبت کے کانوں سے سُنا اور غائبانہ مشتاق ملاقات ہو کر بولا کہ شیخ کو میر

Marfat.com

پھیل گئی تھی۔ اور علم و ہنر۔ فہم و فراست، عزم و ثبات نے آپ کی شہرت پر بھی چمکا دیا تھا آپ کی علمی فیاضیوں کے ندائے عام نے دلوں میں وہ ن شوق پیدا کر دیا تھا کہ دور دور کے اہل کمال آپ کے درسگاہ پہنچ آئے تھے اور پرانی دہلی جمیع علوم و فنون کا مرکز بن گئی تھی۔

قدرت کے نازک اور پیارے ہاتھوں نے جس علم و فیض کی قیمتی پکے موزوں قد و قامت پر سجائی تھی وہ دوسرے قد پر بمشکل موزوں ٹھیک آ سکتی تھی گویا خیاط ازل نے علم اور اس کے ساتھ عمل و خلوص

ہ ذوٹ صـ۱۹۸) بلا لا۔ اس نے نہایت سماجت سے عرض کیا کہ بادشاہوں کی ں اور امرا کے گھروں میں جانا شیخ کا دستور نہیں ہے۔ چونکہ عالمگیر مذہب کا سخت تھا اور مذہبی تقدس کے علاوہ اہل اللہ کا ہمیشہ شائق اور انکے عشق و محبت کا تھا۔ خواص کی یہ آزادانہ گفتگو سنکر اسکے اشتیاق کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے ر کے ایک معتمد علیہ کو جو شیخ سے غایت درجہ کا اتحاد رکھتا تھا آپ کی خدمت میں روانہ اور اپنے اشتیاق اور استدعائے ملاقات کی کیفیت کہلا بھیجی۔ اس شخص نے عالمگیر کا و کیا اگرچہ بہت کچھ مبالغہ کیا مگر کچھ بھی مفید نہ پڑا شیخ نے قطعی طور پر انکار کر دیا ا عالمگیر سے ملاقات کرنے کے لئے اسکے دربار میں نہیں جا سکتا۔ عالمگیر کا فرستادہ ں مایوس ہو گیا تو بولا مجھے ایک کاغذ لکھ کر دیدیجیئے تاکہ بادشاہ میری تقصیر پر محمول نہ ے آپ نے ایک نہایت حقیر اور تبذل کاغذ جس میں جوتیاں لپٹی ہوئی دھری تھیں۔ ں سے اٹھا کر ذیل کی عبارت لکھی۔ کہ مردان اہل اللہ کی جماعت کا اسپر اجماع ہو چکا ر بئس الفقیر علی باب الامیر اور حق سبحانہ تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں فرماتا ہے۔

Marfat.com

ئی پوشاک روزاول ہی سے آپ کے لئے قطع کی تھی جس
وقت آپ نے اپنے جسم کو سجایا۔ آپ کی معجزنما کرامات اور رو
تصرفات و توجہات کا چرچہ ایک عالم میں پھیلا ہوا تھا اور آپ کی
لیاقتوں اور ذاتی جوہروں کے ڈنکے تمام دنیا میں بج گئے تھے
کے مزاج میں استغنائی اس درجہ تھی جس کی نظیر سے علما وکا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹) ومتاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل قرآن مقدس کے
جملہ پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر تمہیں دنیاوی اعزاز اور حشمت وشوکت
ایک نہایت ہی اقل القلیل جزو ہے۔ اگر میں بفرض محال اسباب کو تسلیم بھی کر لوں کہ تم
مل کر خوش ہو گے اور اپنی دنیاوی شوکت وحشمت میں سے کچھ میرے حوالہ کر دو گے
بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ جزو لایتجزیٰ دو گے اور میں اس جزو لایتجزیٰ کیلئے اپنا نام خدا کے
سے نکلنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ بزرگان چشتیہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ جسکا نام بادشا
رجسٹر میں درج ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے دفتر سے اسکا نام کھرچ ڈالا جاتا ہے۔ یہ عبا
کر آپ نے عالمگیر کو بھیجدی۔ عالمگیر نے جب اس رقعہ کو دیکھا تو بڑے غور سے پڑا۔ بار
پرشوق نظریں عبارت پر پڑتی تھیں اور ہر دفعہ ایک نیا مزہ آتا تھا۔ انجام کار اس نے
رقعہ جیب میں ڈال لیا اور مدت تک تعویذ بازو بنا کر رکھا جب نیا خلعت زیب تن کرتا
سے نکال کر دوسری جیب میں رکھ لیتا۔ فرصت کے وقت ہمیشہ مطالعہ کیا کرتا۔ اور تا
رویا کرتا اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب امرا اور
سے کمال تنفر تھے اور دنیا اور اس کے تجملات کو سخت حقارت اور نفرت انگیز نگاہ
دیکھتے تھے ۱۲

Marfat.com

قے خالی نظر آتے ہیں۔ گو آپ کی طبیعت میں پرلے درجہ کی بے تکلفی
، لیکن امراؤ رؤسا کے مکانوں پر کبھی نہیں جاتے تھے اور اس
وازے کو کلیتہً بند کر رکھا تھا۔ ہاں اگر یہ لوگ آپ کی زیارت کے
ے حاضر ہوتے تو نہایت متواضعانہ اخلاق اور خندہ پیشانی سے ملاقات
تے اور معززین قوم کا خصوصیت کے ساتھ اعزاز و اکرام فرماتے اگر
لوگ نصیحت کی طرف راغب ہوتے تو نہایت نرمی و تلطف سے
ل نصیحت ادا کرتے اور امر معروف اور نہی منکر کے منصب کو بڑی
رات و آزادی کے ساتھ ادا کرتے۔

آپ کو جس طرح جہل و جاہلوں سے طبعی نفرت تھی اسی طرح ہمیشہ
لم و علماء کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ مذہبی عقائد و خیالات میں مستحکم
ر زندقہ و الحاد کے قطعی دشمن تھے۔ ہر حال میں احادیث نبویہ کا
تبع کرتے اور کوئی جزئی و فروعی بات حدیث کے خلاف نہ کرتے
آپ کی استقامت کا ادنےٰ نمونہ ہے کہ عمر بھر میں جماعت سوائے
دمی عذر کے فوت نہیں ہوئی۔ بچپن کے زمانہ سے لے کر آخر عمر تک
منوع باتوں کی طرف کبھی میل نہیں کیا۔ طریقہ محمدیہ کی پیروی آپ کی
جبلی عادت تھی۔ باوجود اس فضل و کمال کے مزاج میں غایت درجہ کا
انکسار و عجز تھا۔ طرز معاشرت بالکل سادہ اور تکلف و بناوٹ سے دور
تھی۔ امور ضروریہ کو خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور بیع و شرا میں
خود تصرف کرتے۔ آپ کا لباس نہ تو زاہدان خشک اور فقہا کے

Marfat.com

ظاہری کی ہی ہیبت پر ہوتا تھا نہ فقراء آزادی کے طریقہ پر۔ بلکہ وصوفیہ کے مطابق ہوتا تھا جس طرح خود بغیر اشد ضرورت کے لینا مکروہ جانتے تھے اسی طرح اُن لوگوں سے بھی ناخوش ہوتے ملامت کرتے تھے جو کھانے اور تنعم وتفکر وغیرہ کے لئے قرض تھے۔ رطبی معلومات میں آپ کا ذہن نہایت رسا وسلیم تھا۔ اور علمی تجربات خاص طور پر مشہور تھے۔ آپ کا وظیفہ نوافل تہجد تھا۔ جن تعداد رکعت کی قید کچھ نہ ہوتی تھی۔ بلکہ جب تک دل میں نشاط ورغبت ہوتی تھی نوافل میں مصروف رہتے تھے۔ اشراق وچاشت کی نماز ادا کرتے اور بعد مغرب دو رکعتیں نماز اپنے والدین اور برادر کو ثواب پہنچانے کی غرض ادا کیا کرتے۔ عذر کے سوا ہمیشہ تلاوت قرآن میں مشغول رہتے اور نہایت خوش الحانی اور قواعد تجوید کی رعایت سے پڑھتے حلقۂ یاروں کے علاوہ قرآن مجید کے دو تین رکوع تدبر معانی کے ساتھ پڑھنا آپ کا دستور تھا۔ ہزار بار درود اور ہزار دفعہ نفی اثبات بعد فجر سے پیشتر بعض بجہر بعض بخفی اور بارہ ہزار مرتبہ ہم ذات کا ہمیشہ ورد کیا کرتے۔ رجب جناب شیخ ابوالرضا محمد آپ کے برادر کلان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے بعض یاروں کی استدعا واصرار سے وعظ کہنا شروع کیا۔ اکثر مشکوٰۃ شریف کی حدیثیں نہایت تشریح وتوضیح کے ساتھ بیان فرماتے اور کچھ تنبیہ الغافلین اور غنیۃ الطالبین کا حصہ بیان آخر میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنی شروع کی لیکن ہنوز تکمیل کو

Marfat.com

بھی پہنچی کہ ضعف مرض غالب آیا۔ اور اسی مرض میں انتقال فرما گئے۔

باب اوّل

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے مفصّل حالات

شیخ کی ولادت و طفولیت تعلیم و تربیت

شیخ عبدالرحیم صاحب کی ولادت

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے ولادت کی صحیح تاریخ اور سال و دن بتانا اگرچہ بہت مشکل ہے کیونکہ کسی تذکرہ و تاریخی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن آپ کا سال ولادت سنہ وفات سے جہاں تک مطابقت کیا جاتا ہے تو اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۰۵۴ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں اور یہ غالباً صحیح ہے کیونکہ مستند تواریخ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے سترّ برس کی عمر پاکر سنہ ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ اور جب سنہ ۱۱۳۱ھ میں سے سترّ تفریق کئے جائیں گے۔ تو سنہ ۱۰۵۴ھ باقی رہے۔ اس لئے آپ کا سنہ ولادت شروع سنہ ۱۰۵۴ھ سمجھنا چاہیئے جو حسابی قاعدہ سے نہایت صحیح اور درست ہے شیخ کے پیدا ہونے سے پیشتر ہی بعض ان پاک نفوس اور صاف باطن حضرات نے جنہیں فطرت سے ممتازیت کا کافی حصّہ ملا تھا اور جن کے دلوں میں ربانی جلال بڑے زور شور

Marfat.com

سے چمک چکا تھا نیز جنہوں نے روحانی ذریعہ سے تعلیم پائی تھی صاف لفظ
میں جناب شیخ وجیہ الدین آپ کے والد بزرگوار کو بشارت دی تھی کہ تمہا
پشت سے ایک ایسا پاک نفس اور نیک فطرت لڑکا پیدا ہوگا جس کی فرز
کے انتساب سے نہ صرف تم بلکہ تمہارا سارا خاندان دنیا میں روشناس ہو
اور ہندوستان سے لے کر عربستان تک اس کے نام کا امتیازی حص
جائے گا چنانچہ شیخ رفیع الدین محمد صاحب نے جن کے علمی وعملی کارنا
دنیا میں خاص طور پر مشہور ہو چکے تھے اور جن کا فضل وکمال اعلےٰ درجہ
وقعت کے ساتھ ذکر کیا جاتا تھا صریح لفظوں میں شیخ عبدالرحیم صاحب
بابت پیشین گوئی کی تھی جسے میں اس مقام پر مختصراً ذکر کرتا ہوں۔

جب شیخ رفیع الدین محمد (جو آخر میں شیخ عبدالرحیم صاحب کے حقیق
ہوئے اور جن کی لاالفت میں دوسرے حصہ کے باب اول میں تفصیل کے
ذکر کر آیا ہوں) کا جام حیات لبریز ہونے کے قریب ہوا تو ایک دن آپ
اپنا تمام اثاث بیت جمع کیا اور تمام وارثوں کو شرعی حصہ پر تقسیم کر دیا اپنی
میں سے ہر ایک شخص کو اس کے حسب حال عنایت فرمایا۔ جب آپ کی س
چھوٹی صاحبزادی کی نوبت پہنچی (جو آئندہ شیخ عبدالرحیم صاحب کی وا
ہوئیں) تو آپ نے انہیں فوائد طریقت کے چند جزء اور پیروں کا شجرہ عطا
شیخ کی بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کی ہنوز شادی نہیں ہوئی ہے ا
کے مناسب حال یہ کاغذ کے چند اوراق نہیں ہیں بلکہ شادی کے سامان مہیا
ضروری ہیں شیخ محمد صاحب نے جواب دیا کہ یہ کاغذ کے چند اجزا ہمار

Marfat.com

شتہ اسلاف کی ایک محسوس یادگار اور میراث ہیں جنہیں ہم دنیا کے تمام
ات وشوکت سے افضل اور قیمتی سمجھتے ہیں اس لڑکی کے ایک فرزند پیدا
جو بڑا ہو کر اہل اللہ کی جماعت کا سرتاج قرار دیا جائے گا اور عالم کا مقتداو
التسلیم ہوگا۔ چونکہ وہ ہماری اس معنوی میراث کا مستحق ہوگا لہذا یہ تمام اوراق
کے حوالہ کر دینا۔ رہے شادی کے سامان اُن کا ہمیں ذرا فکر نہ کرنا چاہیے
تعالےٰ مسبب الاسباب ہے خود مہیا کر دے گا۔ چنانچہ جب شیخ عبدالرحیم
حب پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر کے سن رشد کو پہنچے
پ کی نانی صاحبہ نے وہ اوراق آپ کے سپرد کر دیئے جو آپ کے بہت
م آئے جس مبارک زمانہ میں شیخ عبدالرحیم صاحب کی ولادت ہوئی۔ اُس وقت
نگ زیب عالمگیر بادشاہ سریر آرائے سلطنت تھا اور آپ کے والد
رگوار شیخ وجیہ الدین صاحب سلطنت کی طرف سے ایک معزز عہدہ پر ممتاز۔
ے قطع نظر اس کے آپ خود بھی دولت و ثروت رکھتے تھے غرضیکہ شیخ عبدالرحیم
اقبال یاوری سے وہ تمام سامان مہیا ہو گئے تھے جو ایک خوش قسمت بچہ
پرورش کے لئے درکار ہوتے ہیں۔ لہذا نہایت ناز و نعمت کے ساتھ
پ کی پرورش ہوئی تھی آپ کے بچپن کا زمانہ حقیقت میں آپ کی آئندہ حالات
ایک ایسا دیباچہ تھا جسے سرسری طور پر دیکھ کر مبصرین صاف کہتے تھے
عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں یہی نونہال بچہ اپنے مذہبی تقدس
ور روحانی تصرفات کی وجہ سے تمام عالم کا ایک معزز و معتقد ریفارمر تسلیم
یا جائے گا۔ تمام ملک و قوم اسے نہایت اعزاز کے ساتھ اپنی آنکھوں پر

Marfat.com

جگہ دے گی اور اُس کے سامنے سلاطین کی گردنیں جھک جائیں گی۔ چنانچہ اس قسم کی پیشین گوئیوں کے واقعات بہت سے ہیں جن میں سے بعض وہ ہیں جو خود شیخ عبدالرحیم صاحب کے قلم مبارک کے لکھے ہوئے ہیں اور چونکہ وہ زیادہ دلچسپ ہیں اس لئے صرف اُن ہی کے قلمبند کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ماموں شیخ عبدالحی ایک نہایت صالح اور خدا ترس آدمی تھے اتقا و پرہیزگاری کے سوا دنیا اور اہل دنیا سے طبعی نفرت رکھتے اور بالکل اپنے اسلاف کے قدم بقدم چلتے تھے گو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں بے انتہا کوشش کرتے تھے لیکن خدا کی شان کہ اُن کی طبیعتیں متاثر نہ ہوتی تھیں اور لکھنے پڑھنے کی طرف ذرا متوجہ نہ تھیں جس کی وجہ سے بزرگ شیخ اپنی فلاح اور معزز خاندان کے نام کو برقرار رکھنے سے بالکل مایوس و ناامید ہو گئے تھے۔ عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ ماں باپ دولتمند ہوں یا مفلس اُن کی بڑھی آرزوئیں اپنے ہونہار بچوں کی کوششوں سے وابستہ ہوتی ہیں لیکن جب وہ اپنی اولاد کے اطوار اس قسم کے دیکھتے ہیں جن سے کسی طرح کی اُمید نہیں بندھتی تو اُن کی مایوسی و شکستہ دلی سخت خطرناک ہوتی ہے ایسی حرمانی اور مایوسی کے وقت اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ قبل از وقت جان دینے کو مصلحت و عزت سمجھتے ہیں اور بعض مرتے نہیں تو مرلے سے بدتر ہو جاتے ہیں کیونکہ اُن کی زندگی نہایت دردناک طریقہ سے آخر ہوتی ہے بجنسہٖ یہی حالت شیخ عبدالحی صاحب کی تھی آپ کو رہ رہ کر یہی خیال پیدا ہوتا تھا کہ افسوس جو علمی فضیلت ہمارے بزرگوں نے حاصل کی ہے میری اولاد

Marfat.com

بیاقتی اسے دنیا سے مٹا ڈالے گی یہی ایک خیال تھا جو شیخ کو ہمیشہ
ور نجور رکھتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں بچپن کی حالت میں سر سے
اتار کر زانو پر رکھے ہوئے وضو کر رہا تھا اور جس قدر وضو میں سنن و آداب
ب کی برابر رعایت کرتا جاتا تھا آپ نے مجھے اس حالت میں دیکھ کر
رجہ کا جوش مسرت ظاہر کیا اور نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا خدا کا شکر
میں اپنی اولاد کی ناقابلیت دیکھ دیکھ کر ہمیشہ ڈرتا تھا کہ ہمارے اسلاف
ہماری اولاد سے منقطع ہو جائے گا لیکن اب مجھے قطعی طور پر معلوم ہو
لس سر کا حامل ہمارے خاندان میں موجود ہے گو اپنی نسل میں نہ سہی بہن کی
یا موجود ہے۔

) شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں ہنوز میں خورد سال بچہ تھا کہ سلسلہ
مدیہ میں کے ایک عزیز خواجہ ہاشم نام بخارا سے آئے اور ہمارے محلہ
سکونت اختیار کی جب مجھے دیکھتے بہ محبت پیش آتے اور بہت ہی توجہ
بات فرماتے ایک دفعہ فرمایا مجھے ایک ورد یاد ہے جس کا عامل ہمیشہ
ی و دولتمند رہتا ہے چونکہ میرا دل اس وقت دنیا کے تمام تعلقات سے
ج تھا اس لئے ان کے جواب میں عرض کیا کہ جب خداتعالے مجھے بلا
لہ قوت لایموت پہنچاتا ہے اور میری مایحتاج کا وہ خود متکفل ہو چکا ہے
ہیں دوسرے سے کوئی حاجت نہیں رکھتا خواجہ ہاشم میری اس برجستہ
قول جواب کو سنکر خاموش ہو گئے لیکن چند روز کے بعد فرمایا کہ ہمیں
ایسی موثر دعا سینہ بسینہ پہنچی ہے کہ اگر مجذوم پر پڑھکر پھونکی جائے

Marfat.com

تو اُس کا جذام فوراً جاتا رہے میں نے کہا خدا کا شکر ہے کہ میں ا
خبیث اور موذی مرض سے محفوظ ہوں ہاں اگر کوئی مبتلائے جذام میر
نظر پڑے گا اُسے خدمت مبارک میں لا حاضر کروں گا آخر کار چند ر
کے بعد خواجہ ہاشم نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ برخوردار من! اس ر
کے ذکر کرنے سے مجھے تمہارا انکار کرنا مقصود تھا کیونکہ تم استعداد
رکھتے ہو اب امتحان سے معلوم ہوا کہ تم میرے خیال سے بھی بڑھ
عالی ہمت ۔ حوصلہ مند ۔ بلند خیال ۔ دقیق النظر ہو میرا دلی مقصد یہ
کہ تم اشغال صوفیہ میں سے کوئی شغل اختیار کرو میں نے خواجہ کی یہ دل
دیکھ کر کہا تو آپ ہی کوئی شغل بتائیے ۔ چنانچہ خواجہ نے مجھے اس ذا
کی تلقین کی اور فرمایا کہ ایک کاغذ کے تختہ پر ہمیشہ اسم ذات کو لکھتے
یہاں تک کہ تمہارے خیال میں بڑی مضبوطی اور استحکامی کے ساتھ
جائے میں نے اس شغل کو اختیار کیا اور چند ہی روز میں اس کی کیفیت
پر غالب ہوگئی ۔ اُس زمانہ میں میں شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھ
تھا اور حاشیہ ملا عبدالحکیم کے لکھنے کا ارادہ تھا ۔ جب میں نے لکھ
شروع کیا تو ایک جزو کے قریب اسم ذات لکھ گیا اور مجھے بالکل شعو
کہ کیا لکھ رہا ہوں ۔

الغرض جناب شیخ عبدالرحیم کی طفولیت کا زمانہ نہایت ہی مبارک
مقدس زمانہ تھا جس میں آپ کی نہایت ہی ناز و نعمت اور عمدہ طور سے
پرورش ہوئی شیخ کے زمانہ طفولیت کے حالات اگرچہ ہمیں کسی ا

Marfat.com

لہ سے نہیں دستیاب ہوئے جن پر ہم بلا تامل بھروسہ کریں لیکن
جو ہمیں تحقیق ہوا ہے۔ بیان قلمبند کرتے ہیں آپ کا بچپن فطرت کی
ب و غریب خوبیوں کو لئے ہوئے تھا جن کی نظیر دوسرے بچوں
شکل سے پائے جانے کی امید ہوسکتی ہے آپ کا نات حسن
ب لباب اور دنیا بھر کے حسین نہ تھے تو بھی آپ کے چہرہ میں
ایسی قسم کی نمکینی و ملاحت تھی جس سے شان کبریائی کے عجیب و
ب نمونے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کی صاف اور ستھری پیشانی اپنے
ایک خاص عالمانہ تزک و احتشام کی تابانی رکھتی تھی اور اس میں
عجیب نوعیت کی بزرگانہ متانت کا چمکارا نمودار تھا۔ آپ کی لفرب
انہ حرکتوں میں اس غضب کی کشش تھی جنہوں نے ایک عالم کو اپنا
بندہ کر لیا تھا۔

بزرگ شیخ کی بچپنے کی سکوت خیز صورت آپ کی مزاج کے تحمل
دباری کی صاف شہادت دیتی تھی اور قیافہ شناس نظریں خوب
تی تھیں کہ آپ کی یہ خاموشی ربانی نکات اور ضمیری جوہر دل کی کوئی
ری تہ اپنے میں رکھتی ہے وہ ناز بھری اور خوشنما ہٹیں جو عموماً بچے
پنے ناز بردار اور مہربان والدین سے کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی نہیں
یں۔ ادب کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی اپنے والدین کے سامنے
نچی نگاہیں کر کے بات نہیں کی اور ہر بات پر بجا و درست کہتے
ر گردن نیچی کر کے نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ جواب دیتے

Marfat.com

عادت تھی غرضیکہ محترم و معزز شیخ کی طفولیت کا زمانہ ایسا عجیب و غریب اور حیرت ناک زمانہ تھا جس کی نظیر سے اس عہد کے تمام بچے خالی تھے۔

شیخ کی تعلیم و تربیت | اگرچہ اس امر میں ہماری واقفیت محدود ہے کہ شیخ کی تعلیم و تربیت کب شروع ہوئی۔ لیکن مختلف واقعات اور اس جلیل الشان عظیم القدر خاندان کے دستور پر نظر ڈالنے سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا کہ اس مزید عنصر نے چوتھے سال میں قدم رکھا تھا کہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب نے قرآن مجید پڑھانا شروع کیا۔

مگر یہ تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا تھا کہ اس کم سن بچے نے اس لو عمر میں تعلیم قرآن کی طرف اس قدر توجہ مبذول کی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں ختم کر لیا زاں بعد صرف و نحو اور ادب کی کتابیں جو دینی علوم کے عنصر ہیں پڑھنی شروع کیں اور ابھی آپ آٹھ سال کے تھے کہ یہ علوم کچھ ایسے پانی ہو گئے کہ بڑے بڑے تجربہ کار لگانہ کھاتے تھے۔ اس زمانہ میں علم و ادب میں آپ کو وہ کمال حاصل ہو گیا تھا کہ فصاحت و بلاغت اور لغت کے متعلق شعرا اور شارحوں کو غلطیاں بتا دیتے تھے کہ یہاں یوں ہونا چاہیئے لیکن خود شعر نہ کہتے تھے اور شاعری کو بلحاظ ایک متفتہ رعلامہ ہونے کے مایۂ فخر نہ سمجھتے تھے جب آپ کو زاں یا دسواں سال شروع تھا تو شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھتے تھے اور معقول کی اکثر کتابیں نکال چکے تھے جس زمانہ میں اورنگ زیب اکبر آباد میں جلو

تھا تو آپ کے والد بزرگوار شیخ وجیہ الدین صاحب بھی وہاں موجود
۔ اور اس تقریب سے آپ اکبر آباد میں شیخ مرزا محمد زاہد ہروی سے
م پاتے۔ ابتدائی رسائل سے شرح عقائد اور حاشیہ خیالی تک تو
پ نے اپنے برادر کلاں شیخ ابو الرضا محمد سے نکالے اور شرح عقائد
حاشیہ خیالی تک تو آپ نے اپنے برادر کلاں شیخ ابو الرضا محمد
نکالے اور شرح مواقف اور تمام کتب کلامیہ و اصولیہ میرزا زاہد
ی سے پڑھیں جب شرح مواقف پڑھتے تھے تو آپ کے درس میں
بھی کئی بڑی عمر کے طلبہ شریک تھے لیکن سب کے سب آپ سے

مرزا محمد زاہد ہروی قاضی اسلم کے فرزند رشید ہیں۔ قاضی اسلم جہانگیر کے عہد میں
ت سے ہندوستان میں آئے اور اپنی ذاتی خوبیوں اور علمی قابلیتوں کی وجہ سے
نگیر کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ جہانگیر نے جب ان کی لیاقت کا اچھی طرح امتحان کر لیا تو
ضی القضاۃ کے معزز منصب پر ممتاز کیا دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس میں اس
ے زیادہ اور کونسا درجہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ایسے عہدے پر ممتاز تھے جس
سامنے خداوند تخت و تاراج کی بھی گردن تسلیم خم ہوتی تھی۔ قاضی اسلم ملا
وفا راشدہ درخشاں کے شاگرد رشید تھے جب ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے
چکے تو کابل میں پہنچے اور ملا صادق حلوائی کا تلمذ اختیار کیا بعد ازاں توران میں گئے اور
مرزا جان شیرازی کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور وہیں مرزا جان کے تلمیذ
شہید ملا یوسف سے حکمت کے فنون و طبی معلومات حاصل کیں جو اس عہد کے تمام
مشہور اساتذہ میں نہایت امتیازیہ نظروں سے دیکھے جاتے تھے جب قاضی اسلم

Marfat.com

ناراض اور کبیدہ ہوتے کیونکہ آپ شرح مواقف جیسی مشکل کتاب کے کئی کئی صفحے استاد سے دریافت کئے بغیر صاف پڑھ جایا کرتے تھے اور کسی مقام پر دم نہ لیتے تھے۔ حالانکہ ہر طالب العلم کتاب کے ایک ایک مقام کو سمجھ اور اس پر بحث کرنا چاہتا تھا۔ بھلا یہ بات شیخ صاحب سے کب ممکن ہو یہاں تو خیال و دماغ عقل کامل سے پہلے ہی آراستہ ہو چکا تھا اور یہیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۱) ان تمام علوم سے فارغ التحصیل ہو گئے تو لاہور تشریف لائے اور ملا جلال لاہوری سے جو علوم عربیہ میں یگانہ روزگار اور فرید عصر تسلیم کیا جاتا تھا اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کو جامع و حاوی تھا تفسیر و اصول کا درس مرزا محمد زاہد تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ آپ کے بے نظیر جودت ذہن اور عدیم المثال فہم و فراست سے تمام اجلہ علما کے حلقے خالی حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ شرح تہذیب اور حاشیہ رسالہ تصور و تصدیق آپ کی محسوس یادگاریں ہیں علاوہ ان تصانیف کے آپ کی چند اور تصانیف بھی مشہور ہیں۔ جیسے حاشیہ شرح تجرید۔ حاشیہ ہیاکل وغیرہ۔ آپ اورنگ زیب کے عہد میں منصب احتساب پر ممتاز تھے ایک عرصہ کے بعد اس عہدہ سے مستعفی ہو کر کابل تشریف لے گئے اور عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی آپ علم ظاہر کے علاوہ باطنی علم کا بھی حصہ رکھتے تھے اور اکابر صوفیہ میں سے ایک ایسے واجب الاحترام بزرگ کی صحبت سے فیض یاب تھے جس نے روحانی ذریعہ سے تعلیم حاصل کی تھی جیسا کہ آپ کی بعض تصانیف خاص سے معلوم ہوتا ہے آپ نے مبحث وجود اور مبحث علم واجب الوجود میں ایک نہایت نتیجہ خیز تقریر کی ہے

Marfat.com

لتا میں آپکے سامنے بالکل بانی تھیں شیخ حامد جو بڑے طباع اور ذہین شخص تھے اور کتب کلامیہ کی تعلیم میں شیخ کے ہم درس بھی تھے اب کے اس لگاتار پڑھنے سے اور کسی مقام کو دریافت نہ کرنے سے سخت ناخوش تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ شیخ کتاب کا مشکل مقام پڑھ رہے تھے شیخ حامد کو یقین تھا کہ آج یہ اس مقام پر ضرور رکیں گے لیکن جب آپ وہ مشکل مقام بھی لگاتار پڑھتے چلے گئے تو شیخ حامد جھلا اٹھے اور آپ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲) چونکہ وہ حضرات صوفیہ کی دلچسپی سے خالی نہیں لہٰذا میں اس مقام پر اسے نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ بحث وجود میں لکھتے ہیں والتحقیق ان الوجود بالمعنی المصدری امر اعتباری متحقق فی نفس الامر وبمعنی ما به الموجودیة موجود بنفسه بل واجب لذاته وذلک لان معنی کون الشئی اعتباریا متحقق فی نفس الامر ان یکون موصوفہ بحیث یصح انتزاعه عنه فهہنا ثلثة امور الاول المنتزع عنه وهو الماهیة من حیث هی والثانی المنتزع وهو الوجود بالمعنی المصدری والثالث منشأ الانتزاع وهو الوجود بمعنی ما به الموجودیة وهو الوجود القائم بنفسه الواجب لذاته لانه لیس قائما بالماهیة لا علی وجه الانضمام والا یلزم تاخرہ عن وجود الموصوف ولا علی وجه الانتزاع والا یلزم حین انتزاع الوجود المصدری انتزاع آخر بل انتزاعات غیر متناهیة اسی طرح آپ علم واجب الوجود کے بحث میں فرماتے ہیں اعلم ان الواجب تعالی علما اجمالیا وعلما تفصیلیا اما العلم الاجمالی فهو مبدأ للعلم التفصیلی وخلاق الصورة الذهنیة والخارجیة وهو العلم الحقیقی وهو صفة الکمال وعین الذات وتحقیقه علی ما الهمنی ربی بفضله ومنه ان للممکن جهتین جهة الوجود والفعلیة وجهة العدم

Marfat.com

سے باہر ہو کے کہنے لگے کہ شیخ صاحب آپ کچھ سمجھتے بھی ہیں یا یوں
ورق گردانی کرتے ہیں شیخ نے اپنے دوست کا یہ طیش و غضب دیکھ
نہایت عجز و انکساری سے کہا شیخ صاحب! مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ مقام
آپ کی سمجھ میں نہیں آیا ہے اگر حقیقت میں یہ مقام بغیر سمجھے رہ گیا
تو آپ مجھ سے دریافت کرلیں شیخ حامد نے سب سے مشکل مقام
اشارہ کر کے کہا اسی کو سمجھا دیجئے اس وقت خود میرزا محمد زاہد اور آپ کے
تمام ہم سبقوں کی پُر شوق نظریں شیخ پر برابر اُٹھ رہی تھیں اور ہر ایک شخص
دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ آج شیخ کی علمی لیاقت کا پورا امتحان ہو جائے گا
حقیقت میں ایسے مقام پر جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی جانچ نہایت ہی
قابل وقعت تھی آپ نے ایک ایسے سہل اور آسان طریقہ پر اس مشکل مقام
کی تقریر کی جس سے تمام حاضرین آپ کے بے مثل جودت ذہن اور

والانفعالیۃ وھو بحسب الجہۃ الثانیۃ لا یصلح ان یتعلق بہ العلم فانہ بھذہ الجہۃ معدوم محض فالجہۃ التی بحسبہا یتعلق بہ العلم ھی الجہۃ الاولی وھی راجعۃ الیہ لان وجودہ ھو بعینہ وجود الواجب کما ذھب الیہ اھل التحقیق فعلمہ تعالی بالممکنات ینطوی فی علمہ بذاتہ بحیث لا یعزب عنہ شیٔ منہا وبعینہ علی نحو ذلک حال الاوصاف الانتزاعیۃ مع موصوفاتہا فان لہما وجودا بحتا واحدا والوجود الخارجی فی ترتب الآثار وھو ما الاتصاف وبحسبہ الامتیاز بینہا وبین موصوفاتہا واما العلم التفصیلی فھو ما یحتوی بالموجودات الخارجیۃ وبالصور الذھنیۃ العلویۃ والسفلیۃ فتامل لعلہ یحتاج الی تجرید الذھن وقد زدنا علی ذلک فی تعلیقات شرح التجرید ۱۲

عدیم المثال فہم پر عش عش کرنے لگے اور تحیر انگیز صورت سے آپ کے چہرے کو تکنے لگے۔ جس تحیر کے ساتھ آپ نے اس اشکال کی تقریر کی وہ ایسی معمولی تقریر نہ تھی جس سے لوگوں کو استعجاب اور استعجاب کے ساتھ حیرت ہوتی جملہ طلبہ آپ کے فضل و کمال کے قائل ہو گئے اور جس شہرت کے ساتھ آپ مشہور تھے اب اس سے بہت زیادہ وقعت لوگوں کے دل میں پیدا ہو گئی۔

اگرچہ میرزا محمد زاہد پہلے ہی سے شیخ کو ہونہار اور رشید جانتے تھے لیکن اس وقت کی یہ علمی قابلیت دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں اس نونہال پودے کی خوش آئندہ جھونکے ایک عالم کے دل و دماغ کو معطر کریں گے اور یہی ہلال آئندہ زمانہ میں بدر کامل ہو کر فلک میں چمکے گا۔ یہی وجہ تھی کہ میرزا موصوف شیخ پر حد سے زیادہ التفات کرتے اور ہر وقت آپ کی دلجوئی و خوشنودی میں مصروف رہتے تھے چنانچہ خود جناب شیخ عبدالرحیم صاحب مرزا صاحب کے حالات پر مختصر ریمارک کرتے ہوئے آپ کی ان مہربانیوں کا ذکر کرتے ہیں جو ایام درس میں آپ پر مبذول تھیں۔

مرزا محمد زاہد کی مہربانیاں آپ فرماتے ہیں کہ "جناب مرزا محمد زاہد جن سے میں نے تمام کتب کلامیہ و اصولیہ پڑھیں اور جو تمام علوم میں مجتہدانہ کمال رکھتے تھے مجھ پر نہایت مہربان تھے اور بڑے شوق و ذوق سے میری تعلیم میں شب و روز مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ جس روز میں کسی قوی عذر کی وجہ سے

Marfat.com

کتاب کا مطالعہ نہ کرتا تھا۔ تو آپ فرمایا کرتے تھے فرزند من! ایک دو سطریں پڑھ لو تاکہ ناغہ نہ ہو عالمگیر بادشاہ آپ کی اس قدر عزت کرتا کہ آپ کو ندیموں اور وزراء کے زمرہ میں جگہ دیتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے عالمگیر نے آپ کو بلایا اور آپ بہت جلد اس طرف متوجہ ہوئے جو آپ دروازہ سے نکلنے لگے میں نے دروازہ کی دونوں بغلیاں مضبوط پکڑ کر کہا تاوقتیکہ آپ میرا فلاں کام سرانجام نہ دے لیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گا۔ آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور خوش آئندہ تبسم کے ساتھ فرمایا بیٹھو میں ابھی آتا ہوں اطمینان و دلجمعی سے تمہاری بات سنوں گا اور تمہارا کام کو انجام دوں گا۔ اس وقت میں متردد ہوں اور شاہی دربار میں جانے کی غرض سے پا برکاب ہوں میں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کو اپنے کام کی انجام دہی بغیر چھوڑ دوں۔ جب آپ نے میرا یہ اصرار ملاحظہ کیا تو واپس آئے اور جب تک میرا کام پورا پورا انجام کو نہ پہنچا دیا قدم آگے نہ بڑھایا دوسرے طلبہ جب اس قسم کی مہربانیاں مجھ پر دیکھتے تھے تو تعجب کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے میں محسود طلبہ تھا۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میرے استاد مرزا محمد زاہد میں سب سے زیادہ قابل تعریف ایک یہ بات تھی کہ جب کسی معاملہ میں آپ سے فروگذاشت ہو جاتی اور کوئی متنبہ کرتا تو فوراً قبول کر لیتے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے آپ نے رمضان میں میری دعوت کی میں آپ کے مکان پر موجود تھا اور مغرب کے وقت قریب آگیا تھا۔ اتنے میں ایک کباب فروش آیا اور

Marfat.com

ن آپ کے سامنے رکھ کر عرض کیا کہ یہ آپ کی نذر ہیں مرزا صاحب
ملا کر فرمایا کہ اے عزیز! میں نہ تو تیرا پیر ہی ہوں نہ اُستاد ہی نذرانہ
نی؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے تیری کوئی اور غرض ہے اگرچہ اُس نے
اوّل اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے سے انکار کیا لیکن آپ کے مبالغہ
ار سے معلوم ہُوا کہ اُس کی دوکان برسرِ راہ واقع ہے اور مرزا کے ماتحت
اس کی دوکان وہاں سے اٹھانا چاہتے ہیں۔ جب یہ کیفیت آپ کو
ہوئی تو فرمایا کل میں ایک متدین اور معتبر آدمی بھیجوں گا جو نہایت عدل
صاف سے فیصلہ کر دے گا اب تو جا اور اطمینان رکھ۔ کباب فروش
ہا حضور! یہ کباب میں نے خاص آپ کے لئے تیار کئے تھے اور اب
نے میں اس قدر گنجائش نہیں رہی کہ یہ فروخت ہو سکیں آپ نے ایک شخص
د مرزا موصوف کے بچوں کا معلم تھا۔ حکم فرمایا کہ ان کبابوں کی قیمت کا اندازہ
کے گھر سے قیمت دلا دو چنانچہ اُس نے آٹھ آنے دلا دیئے اور کباب
ہا کے سامنے رکھ دیئے میں نے یہ صورت دیکھ کر عرض کیا کہ آپ کی غرض
ت سے بچنے کی تھی لیکن افسوس کہ وہ ہنوز حاصل نہیں ہوئی کیوں کہ ان کبابوں
یمت بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کباب فروش آٹھ آنے پر صرف اس
ن سے راضی ہو گیا کہ اُس سے آپ کا کام متعلق ہے آپ فوراً متنبہ
ے اور اُسی وقت کباب فروش کو بلا کر دریافت کیا کہ تو نے گوشت کتنے
خریدا تھا اور مصالح کتنے کا ایندھن میں کیا خرچ ہُوا اور نفع کس قدر حاصل
لیا ہے۔ حساب لگانے سے معلوم ہُوا کہ وہ ساڑھے تین روپے کے کباب

Marfat.com

تھے۔ آپ نے پورے دام اُس کے حوالہ کئے اور معلم کو بلا کر سمجھ کے بعد فرمایا کیا تو جانتا تھا کہ میں حرام چیز سے روزہ افطار کروں۔ یہ اور کونسی دوستی کی بات ہے۔ اس کے بعد آپ نے اور آپ کے نے کھانا تناول کیا۔

علمی ترقی الحاصل جناب شیخ عبدالرحیم صاحب دس سال کی عمر میں ادب کلام اصول معقول حکمت وغیرہ تمام علوم رسمیہ کی تکمیل کر چکے آپ نے گیارھویں سال میں قدم رکھا تو فقہ و حدیث کی تحصیل میں مصروف لیکن کسی تذکرہ اور مستند تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان علوم کی کن علماء کے سپرد تھی البتہ ایک مورخ کے مجمل ریمارک سے اس قدر کہ صرف فقہ کی تعلیم آپ نے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی خدمت میں پائی اور چونکہ شیخ وجیہ الدین صاحب متعدد علوم میں کامل تھے کچھ عجب نہیں کہ علم حدیث کی تکمیل بھی آپ ہی کی خدمت میں حاصل ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اس علم کی دوسرے معلم سے تحصیل کی اس فن شریف کے اساتذہ کے متعلق ہماری واقفیت محدود ہے" ... کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس عہد میں علمی روشنی ہر طرف پھیل رہی عالمگیری دربار میں بڑے بڑے علما اور مجتہدین موجود تھے قطع نظر ابھی تک شیخ کی ننھیال میں اس قسم کے اہل کمال موجود تھے جو یگانہ فرید عصر تسلیم کئے جاتے اور دنیا کے ممتاز و مشہور اہل کمال میں گنے تھے۔ غرضکہ شیخ نے حدیث و فقہ کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی پائی جس میں

Marfat.com

شک وشبہ نہیں ہوسکتا اور جب آپ کے اس کمال پر نظر ڈالی
ہے جو اس علم میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو حاصل تھا تو صاف
ہوتا ہے کہ اس خدمت کو بالفرد ان حضرات نے انجام دیا ہے۔
ی دنیا میں ممتاز و مشہور ہو چکے تھے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے
کے حالات زندگی قلمبند کئے ہیں۔ انہوں نے آپ کے علمی تبحر
ارک کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ علم حدیث پر نہایت قیمتی
رنی ریویو کئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ جیسے فاضل اجل شخص ہمیشہ فرمایا کرتے
کہ "اس نیلگوں آسمان کے نیچے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سے زیادہ
مدیث میں طاق اور جاننے والا اس عہد میں کوئی نہ تھا اگر میں انصاف
آپ کی نسبت کوئی رائے ظاہر کروں تو بلا تامل اس امر کا اعتراف کروں گا
ہانے ان جیسا ایک شخص بھی نہیں دیکھا جو تمام علوم میں عموماً اور حدیث
میں خصوصاً تبحر رکھتا ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد آپ جیسے محدث
مرفقیہ کو ہندوستان کی گود میں پرورش پانا بہت کم نصیب ہوا ہوگا
کو صحاح کی اکثر حدیثیں ازبر تھیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام حدیثیں
اسناد کے بلا تکلف نقل کرنے میں ملکہ خاص حاصل تھا۔"
شاہ ولی اللہ صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "میں اپنے والد بزرگوار
علم کے آگے دنیا بھر کے علماء کے علوم کو بالکل ایسا دیکھتا ہوں جیسے
کے مقابلہ میں قطرہ۔" حقیقت میں شاہ صاحب کی یہ تعریف مبالغہ آمیز
ر جھوٹی تعریف نہیں ہے بلکہ جس شخص نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب

Marfat.com

کی تصنیفات اور اُن حواشی کو دیکھا ہے جو آپ نے حدیث و فقہ
پر چڑھائے ہیں۔ وہ اُن سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے
پورے طور پر اندازہ کر سکتا ہے کہ کہاں تک ٹھیک اور درست

تکمیل علوم | الغرض جناب شیخ عبدالرحیم صاحب بارہ سال کے
حدیث و فقہ کی تکمیل کر چکے تھے اور آپ کو تمام و کمال اس پر
گویا یہی سال آپ کے فارغ التحصیل ہونے کا تھا آپ کا اس
میں تمام درسیہ کتب سے فارغ التحصیل ہو جانا اور پھر ہر مضمون
از بر یاد رکھنا نیز اُن سے ہزارہا جدید مسائل اور صدہا نکات و
کرنا اگرچہ آپ کے جودت ذہن اور بے نظیر فہم و درایت کی
ہے لیکن مبصرین خوب سمجھتے ہیں کہ یہ اُن وہبی علوم اور ربانی
پرتو ہے جو روز ازل سے اُن پاک نفوس حضرات کے حجلہ دل میں
ہے جنہوں نے روحانی ذریعہ سے تعلیم پائی ہے۔

ابتدائے سلوک | معزز اور واجب الاحترام شیخ جب دینیات سے
التحصیل ہو گئے تو لوگ آپکے پاس تحصیل علوم کی غرض سے جوق
لگے اور اسی چھوٹی سی عمر میں سب نے آپ کو اپنا سرتاج مان لیا لیکن
کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی نے ان ہی علوم پر قناعت نہیں کی بلکہ
بلند پرواز شاہین نے باطنی علوم کی تحصیل کی طرف بال و پر کھولے اور
اہل اللہ کی جستجو کے درپے ہوئے اگرچہ یہ شوق آپ کو اتنا کچھ
دامنگیر تھا اور لگا ہے گا ہے ادھر متوجہ بھی ہوتے تھے مگر اس کے بجود

Marfat.com

تحصیل ہونے کے بعد ہوا جیسا کہ ایک جگہ آپ خود اپنی قلم مبارک
بر فرماتے ہیں کہ "جب میں بارہ یا تیرہ سال کا تھا تو ایک رات حضرت
بسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے
ست شفقت پھیرا اور اسم ذات کے شغل کی تلقین فرمائی۔ جس کی
درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ باوجودیکہ میں تحصیل علم میں شب و روز مصروف
ر کی طرف میری توجہ بہت کم مبذول تھی۔ لیکن پھر بھی جو بات
مجھے حاصل تھی اس کی نظیر سے بڑے بڑے قوی الطلب
کے حلقے خالی تھے۔ جب میں دینیات سے فراغت پا چکا تو
شیخ عبدالعزیز[1] قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں "فرزند من!
خواجہ تمہیں نظر قبول سے دیکھیں اپنی عقیدت مندی کا ہاتھ دوسرے
کے ہاتھ میں نہ دینا پھر اس کے بعد تمہیں اختیار ہے۔" چنانچہ میں نے
ر کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا اور تعبیر دریافت کی اور یہ بھی عرض
کہ اس شہر میں آپ کے سوا دوسرا شخص خواجہ کے لقب سے نہیں
ااس لئے معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر یہ آپ ہی ہیں" خواجہ نے جواب دیا
ن! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں جناب خواجہ کائنات علیہ
صلوات والتحیات کی بیعت میسر ہو گی اور اس فقیر کا رتبہ اس سے
کم ہے کہ جناب شیخ عبدالعزیز جیسے متقدر بزرگ خواجہ کے ساتھ

---

[1] عبدالعزیز قدس سرہٗ۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے پرنانا ہیں جن کے حالات دوسرے
پہلے باب میں لکھے جا چکے ہیں ۱۲ سے خواجہ خرد جناب خواجہ محمد باقی کے فرزند

Marfat.com

مجھے تعبیر فرمائیں" چنانچہ میں اس کے بعد بشارت مذکور کا منتظر رہا اور شب
درود پڑھنے میں مستغرق رہا ایک رات کا ذکر ہے کہ میں درود پڑھ رہا تھا
آسمان پر مہتاب جیسا ایک نور چمکا حالانکہ وہ رات تاریک تھی اور چاند
طلوع ہونے کا زمانہ نہ تھا غرضکہ وہ نور آہستہ آہستہ زمین پر پھیلتا رہا
اور ناگاہ میری طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ میری تمام چارپائی
پر چھا گیا اور میں بالکل نور میں ڈوب گیا جب تک وہ نور میرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱) رشید اور طریقہ نقشبندیہ کے دوسرے بازو میں
صغیر سن ہی تھے کہ خواجہ محمد باقی رحلت فرما کر آسے عالم آخرت ہوئے جب خواجہ خرد ابتدائی
مرحلے طے کرکے سن بلوغ کو پہنچے تو شیخ احمد سرہندی کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے
اخذ طریقہ کیا اور زمانہ دراز کے بعد اجازت حاصل کرکے وطن مالوف کی طرف مراجعت
فرمائی یہاں چند روز رہکر خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد کی صحبت میں حاضر ہوئے خواجہ
محمد باقی کے تمام خلفاء میں نہایت بلند رتبہ تھے خواجہ حسام الدین ابتدائی زمانہ میں ایک
اور مشہور امیر تھے اور انکے والد اس زمانہ میں تمام امراء میں خصوصیت و وقعت کی نگاہ
سے دیکھے جاتے تھے خواجہ حسام الدین جب خواجہ محمد باقی کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے
جذبات نے ان میں تاثیر کی تو آپ اپنے تمام عزیز و اقارب اور مال و دولت کو ترک کر
گھر سے نکل آئے اور چونکہ آپکے اقربا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور فقرا کے لباس میں
نہ کرتے تھے اس لئے آپ نے اپنے تئیں دیوانگی میں ڈال دیا اور داشتہ کپڑوں کو نجاست
آلودہ کرکے سودائیوں جیسے پھرنے لگے اب آپکے عزیز و اقارب کو مایوسی ہوگئی اور انہوں نے
آپ کو مطلق العنان کر دیا اسکے بعد خواجہ حسام الدین اطمینان سے جناب خواجہ محمد باقی

Marfat.com

ے ذوق شوق سے درود پڑھتا رہا لیکن جوں ہی سر پر آیا فوراً بیہوش
ب مجھے اپنے آپے تک کی خبر نہیں رہی میرے والد کچھ لے سے
ہر چند کہ میری جستجو کی مگر کہیں پتہ نہ چلا معلوم ہوتا ہے کہ میرا ظاہری وجود
ہو گیا تھا الغرض اس حالت غیبت میں میں آسمانوں کو یکے بعد
طے کرتا ہوا اوپر پہنچا اور جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت
لی آپ نے مجھ سے بیعت لی اور نفی اثبات کا طریقہ تلقین فرمایا۔

زندگی بسر کرنے لگے اور انجام کار آپکے فیض صحبت سے بہرہ یاب ہوئے الغرض
ب خواجہ حسام الدین کی خدمت میں پہنچے تو آپ خاص مراعات سے پیش آئے
دوز میں ارشاد تکمیل کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ خواجہ خرد کی شہرت اگرچہ زیادہ تر سلوک و تصوف
ں آپ حدیث و تفسیر اور فقہ وغیرہ علوم میں بھی مجتہدین فن کہلائے جاتے تھے سب سے بڑا
حاصل ہوا کہ شیخ عبدالرحیم صاحب جیسے علامہ آپکے تلامذہ کے حلقے میں داخل تھے
چل کر شیخ صاحب کے اساتذہ کے ذکر میں مفصلاً لکھا جائے گا۔ جب آپکا جام حیات
ے کے قریب ہوا تو آپنے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خواجہ محمد باقی قدس
وضہ سے ورے ہٹکر اس مقام پر دفن کرنا جہاں زائرین کی جوتیاں اترتی ہیں آپ
ا کے انتساب کے لحاظ سے مقبرہ کے اندر دفن نہ کرنا کیونکہ میں اس مقام کے لائق نہیں
ے جواب دیا کہ چونکہ یہ کام آپکے ورثہ کے ہاتھ میں ہوگا اس لئے ممکن ہے کہ میں آپکے
میل میں قاصر رہوں فرمایا تمہارا کام تبلیغ ہے چنانچہ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب خواجہ کا
ا تو میں نے آپکی وصیت کا اعلان کر دیا اور آپکی ورثہ کو اس پر متنبہ کر دیا لیکن انہوں نے
اور خواجہ کی وصیت کے برخلاف مقبرہ کے اندر دفن کیا ۱۲

Marfat.com

جب میں ہوش میں آیا تو اپنی حالت کو بالکل بدلا ہوا پایا گویا اب میں ایک دوسرے ہی عالم میں تھا چند روز کے بعد پھر خواجہ خرد کے پاس گیا اور اپنی گزشتہ کیفیت بیان کرکے التماس کی کہ اب آپ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں۔ فرمایا تمہیں بھی کسی بزرگ سے بیعت کرنا مناسب ہے" میں نے کہا کہ میں آپ سے بزرگ و مقتدر دوسرا شخص نہیں پاتا فرمایا چونکہ میں تمہیں نہایت عزیز رکھتا ہوں اس لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مجھ سے بیعت کرو عرض کیا میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ مجھے دوست بھی رکھتے ہیں اور پھر بیعت سے انکار بھی فرماتے ہیں آخر اس کی کچھ وجہ؟ فرمایا حقیقت یہ ہے کہ میں بعض ممنوعات کا مرتکب ہوں اور سنت نبویہ کی اتباع میں قدرے تساہل کرتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ میرے ارتباط کی وجہ سے تمہارا قدم راہ تشرع سے ڈگمگا جائے۔ ہاں فیض صحبت پہنچانے میں کبھی دریغ نہ کروں گا میں نے خواجہ کی یہ تقریر جو دلسوزی اور خیر خواہی سے بھری ہوئی تھی سنکر عرض کیا کہ پھر مجھے کس سے بیعت کرنا چاہیئے فرمایا اگر شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے ممتاز خلفاء میں سے کوئی بزرگ مل جائے تو بہت اچھا ہے کیونکہ وہ تشرع تہذیب اور ترک دنیا میں ایسا کمال رکھتے ہیں جو دوسرے کو اس زمانہ میں میسر نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہماری پڑوس میں سید عبداللہ[1] سکونت رکھتے ہیں جو شیخ

---

[1] سید عبداللہ اصل میں کھیڑی بستی کے رہنے والے تھے انکے والد بزرگوار نے اسی میں بسا ست اختیار کی تھی۔ ابھی یہ کم سن ہی تھے کہ والد نے انتقال کیا اور آپ کو خدا طلبی کا داعیہ پیدا ہوا۔ جابجا اولیاء اللہ کا کھوج لگاتے پھرتے اور اتفاق سے

Marfat.com

کے ایک معزز خلیفہ ہیں فرمایا بہت مغتنم ہیں اُن سے بیعت کر لینی مناسب
چنانچہ میں بزرگ سید کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن چونکہ آپ پر اخفا و خمول
ب تھا۔ اس لئے پہلی مرتبہ آپ نے میری بیعت لینے سے انکار کر دیا مگر
رکار میں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا اور آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔

حاشیہ صفحہ ۲۲۴) کے اطراف میں ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچے جو قرأت میں ید طولیٰ
تھا اور جس نے قواعد تجوید و ترتیل کو معراج کمال تک پہنچا دیا تھا یہ بزرگ دنیا اور اہل دنیا
حافظ کہہ کے صحرا کی ایک مسجد میں زندگی بسر کرتا اور آدمیوں کے اختلاط اور انکی آمد و شد سے
ت پاک توکل و قناعت کے ساتھ موصوف تھا واجب الاحترام سید ایک مدت تک انکی
ت میں رہے اور خدا طلبی کا رستہ دریافت کیا فرمایا کہ تمہارا ارشاد و تلقین تو ایک اور
یز پر موقوف ہے جسکی خدمت میں انشاء اللہ عنقریب پہنچنے والے ہو لیکن حفظ قرآن
سے کر لو چنانچہ آپ قرآن مجید پڑھنے لگے اور اسی اثنا میں اس عزیز کی صحبت کی برکت
ے تجرید و ترک دنیا اور نفس و شیطان کی دھوکا دہی سے بچنے کے آداب حاصل کر لئے
ن کیا جاتا ہے کہ ایک دن سید اور وہ بزرگ باہم قرآن مجید کے دور میں مصروف تھے کہ بہت سے
دمی عربی سبز لباس زیب تن کئے ہوئے جوق جوق ظاہر ہوئے اُن کا سردار مسجد کے قریب آیا
ور اس بزرگ کی قرأت سنکر فرمانے لگا بارک اللہ ادیت حق القرآن یعنی خدا برکت دے
تو نے قرآن کا حق ادا کیا یہ کہا اور واپس چلا گیا اس عزیز کا دستور تھا کہ قرآن پڑھتے وقت
نکھیں بند کر لیتا تھا اور کسی چیز کی طرف ذرا التفات نہ کرتا تھا جب سورت ختم کر چکا تو سید سے
دریافت کیا کہ یہ کون لوگ تھے جن کی ہیبت سے میرا دل کانپ رہا تھا ہر چند کہ میں اُٹھنا چاہتا تھا
لیکن قرآن کی حرمت کی وجہ سے اُٹھ نہ سکا۔ سید نے جواب دیا کہ عربی شکل و شباہت کے بہت سے

Marfat.com

یہ سب کچھ تھا لیکن اسم ذات کا شغل جو مجھے حالت غیبت میں حضرت علیہ السلام سے حاصل ہوا تھا غالب تھا اور حقیقت یہ ہے کہ جو لطف اس میں ملتا تھا دوسرے شغل میں وہ لذت نہ پاتا تھا نفی اثبات کا شغل اد سے بن ہی نہ آتا تھا اور اگر طبیعت پر زور ڈال کر کبھی مصروف بھی ہوتا تھا تو آتا تھا۔ اس سے مجھے اس درجہ شرمندگی و ندامت ہوتی تھی کہ محترم سید

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵) آدمی تھے جن کے جسموں کو سبز لباس ڈھانکے ہوتے تھا سردار اس طرف بڑا تو میں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ اس کی تعظیم میں کھڑا ہو گیا باتوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ اسی شکل و شمائل کا ایک شخص آکر بولا کہ کل میں آنحضرت صلعم وسلم کے مجمع میں حاضر تھا آپ ایک حافظ کی تعریف فرما رہے تھے جو اسی صحرا میں سکونت رکھتا ہے اور یہ بھی فرما رہے تھے کہ کل صبح کے وقت میں اُسے دیکھوں گا اور اس کی قرأت سنوں گا میں آپ لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ حضور تشریف فرما ہوئے تھے کہ نہیں اگر ہو تو کس طرف تشریف لے گئے ان دونوں حضرات نے جب اسکی یہ حیرت انگیز تقریر سنی تو ادھر دوڑنے لگے اور ہر چند تفحص کیا لیکن کہیں سراغ نہ ملا۔ الغرض جب بزرگ سید قرآن ترائم عزیز نے انہیں رخصت کیا اور کہا اب تم جاؤ اور جس جگہ صاحب ولایت پاؤ اس کی میں انتہا سے زیادہ کوشش کرو سید عبداللہ شہر بشہر اور قصبہ بہ قصبہ گشت لگاتے ہوئے تا میں پہنچے اور شیخ ادریس رحمۃ اللہ سامانی کی خدمت میں حاضر ہوئے جو سلسلہ قادریہ کے باز واور سلوک و تصوف میں مشہور زمانہ تھے توکل و قناعت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا اور ریاضت و مجاہدہ لباس۔ آپ آمد و رفت کا دروازہ بند کئے ہوئے محنت و سختی میں زندگی بسر کرتے شدت و عسرت سے لذت اٹھاتے تھے۔ پہلی دفعہ جب محترم سید نے شیخ ادریس

Marfat.com

بسر نہ اٹھا سکتا تھا۔ انجام کار میں نے سید صاحب سے اس کا علاج دریافت
پہلے تو آپ نے چند مرتبہ مجھ پر نظر خاص ڈالی اور روحانی تصرف کے ساتھ
ہوئے لیکن جب آپ کا تصرف ذرا کارگر نہ ہوا تو فرمایا جس چیز نے انبیا علیہم
سلام کے انفاس طیبہ کی توسط سے استقرار پایا ہے ہم اسے بدل نہیں سکتے
اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کی طرف متوجہ ہو اس کا علاج

حاشیہ صفحہ ۲۲۶) ملاقات کی تو آپ نے انہیں کورا جواب دے دیا کہ دنیا میں قیصر بنشاہ
یاں جا ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس وہی شخص رہ سکتا ہے جو مردہ کی طرح کھانے پہننے لگرگ
ملنے جلنے سے بالکل علیحدگی اختیار کرلے اور حاجت ضروریہ کے سوا میرے دروازہ
باہر نہ جائے بزرگ سید نے ان تمام شرطوں کو منظور کیا اور طریقہ سلوک کی تکمیل میں مصروف
نے اولوالعزم اور عالی ہمتوں کی طرح سید نے ان جانکاہ محنتوں پر جنہیں حقیقت میں اختیاری
نا کہنا چاہیئے نہ صرف صبر کیا بلکہ بدل راضی رہے شیخ ادریس سید کی یہ جانفشانیاں اور کار
ریاں ملاحظہ فرما کر بہت محظوظ ہوئے اور دن بدن انکے حال پر توجہ زیادہ مبذول کی اسی اثنا
شیخ کے فرزند رشید نے سید سے قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا تھا جس نے شیخ کی توجہ میں
ن اور جلا پیدا کر دی تھی الغرض حافظ سید عبداللہ زمانہ دراز تک شیخ ادریس کی خدمت میں فیضیاب
ہے لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو شیخ آدم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اس زمانہ میں
کے پیشوائے مذہبی تسلیم کئے جاتے تھے اور سالکین وقت کی گردنیں جن کے سامنے جھکی رہتی
تھیں سید نے آپ کو ایک عالی مقام شیخ متشرع عظیم المعرفت قوی التاثیر پا کر اور کہیں جانے کا
ارادہ بالکل فسخ کر دیا اور سالہا سال آپ ہی کی صحبت میں گزار دیئے لیکن جب شیخ آدم کا بھی انتقال
ہو گیا تو سید عبداللہ اپنے عم بزرگوار سید عبدالرحمٰن کے پاس چلے آئے جو شیخ آدم کے ایک مخلص

Marfat.com

وہیں سے میسر ہوگا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اُس وقت سے نفی و اثبات مجھ پر غالب آیا اور اس قدر آسان ہو گیا کہ بارہ یا تیرہ برس کی عمر میں ایک میں دو سو دفعہ بآسانی کہہ لیتا تھا۔ گو میں اس زمانہ میں بھی تحصیل علوم سے نہ تھا اور بہت سے علائق و موانع میرے ساتھ وابستہ تھے لیکن باد کے جو انجذاب و کشش مجھے حاصل تھا دوسرے طالب کو کم نصیب واجب الاعتصام سید اس فقیر پر نہایت مہربانیاں فرمایا کرتے اکثر کہا کرتے تھے شیخ! تم ہنوز بچے تھے اور اپنے ہم عمروں میں کھیلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۷) اور بے ریا مرید تھے اور ہمیشہ ان ہی کی صحبت میں رہے جو میں شیخ آدم اور سید عبدالرحمٰن کی باہم خط و کتابت ہوئی تھی تو جو مکتوب شیخ کی طرف سے لکھے ان میں سید عبدالرحمان کے ساتھ سید عبداللہ کا نام بھی ہوتا چنانچہ میں اس مقام پر شیخ کے نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن سے علاوہ باہمی اتحاد و محبت کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے آدم بزرگ سید کی بہت عزت کرتے تھے مکتوب اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العا والصلوٰۃ والسّلام علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین الاکرمین حضرت اللہ تعالےٰ در امور دینی و دنیاوی بحسب مرضات خود موفق بجمعیت خالص مخلص دارد سہ زاں یار دلنوازم شکریست کہ گر نکتہ دان عشقی خوش بشنو این حکایت + این سلام نامہ فقیرانہ بآن برادران معنوی بنظر مطالعہ باد وقت گذران سست کار رفتار درعمل فرا مجبوست۔ واللہ ولی التوفیق و منہ الہدا علےٰ الصراط السداد بحرمۃ حبیبہ و آلہ و اصحابہ و نبیہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام یاران این جا سلام برادرانہ خوانند مکتوب دوم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین علےٰ خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین الاکرمین۔ ملازمین اخوی معنوی سیادت پناہ توفیق آثار سید

Marfat.com

ہماری طبیعت تمہاری طرف مائل تھی میں تمہیں دیکھ کر خدا تعالے سے
بدعا ہوتا تھا کہ خداوندا اس بچہ کو اپنے اولیا کے زمرہ میں داخل کرلے۔
کا کمال میرے ہاتھ سے ظاہر کر سو خدا کا شکر ہے کہ اس کا نتیجہ ظہور
لیا۔

شیخ کے اساتذہ اور اُنکے اجمالی حالات

ابوالرضا محمد | ابتدائی زمانہ میں شیخ عبدالرحیم صاحب کی تعلیم کا دوسرا جُز
جناب شیخ وجیہ الدین آپ کے والد بزرگوار اور شیخ ابوالرضا محمد آپکے
مہربان کے ہاتھ میں تھی اور چونکہ یہ دونوں اس قدر و منزلت کے شخص
جن کی علمی و عملی نظیر سے تمام ہندوستان خالی تھا اس لئے تعلیم و
بیت کے اعتبار سے شیخ عبدالرحیم صاحب کو اعلے درجہ کے اہل کمال میں
رنا چاہیئے ابتدائی تعلیم کے سلسلہ میں شیخ عبدالرحیم صاحب نے ان
مقدس اور پاک نفوس حضرات سے کون کون کتابیں نکالیں یہ ظاہر کرنا

(حاشیہ صفحہ ۲۲۸) حافظ عبدالرحمن بعد سلام فقیرانہ مطالعہ فرمایند احوال این محال مستوجب
سلامت و استقامت برادران مطلوب است والاجابۃ من اللہ سبحانہ لقیۃ المرام یک
نامہ گرامی اخلاص مشحون از مقام بارہ از ایشان و ثانی از حافظین از مقام اکبرآباد رسیدہ
الحمد للہ والمنۃ کہ بصحت و سلامت اند و از یاد فقیران غافل نیستند متوقع بہر حال کہ این خلاص
بخش سعادت دارین باشند بمنہ و فضلہ سبحانہ و تعالے ای برادر وقت گذران است سعی تبصر شود
با صادقان مزدریست کہ حق سبحانہ و تعالیٰ باقی عمر ازین دار فانی ضایع نگذارد ۱۲

Marfat.com

بہت مشکل ہے کیونکہ باوجود تلاش کے اس وقت تک کسی تاریخ و تذکرہ
اس کا پتہ نہیں چلتا لیکن تاہم اس قدر لفین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ
سلسلہ عقائد کے ابتدائی رسائل سے شرح عقائد اور شرح خیالی تک کی
شیخ ابوالرضا محمد سے پائی۔ چنانچہ خود شیخ عبدالرحیم صاحب اپنے سلسلہ
پر ریویو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں اخی معظم شیخ ابوالرضا
سے شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھتا تھا اس وقت حاشیہ خیالی
ایک اعتراض کیا اور مخدومی اخوی جواب کے درپے ہوئے شدہ شدہ
مناظرہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ مجھ میں اور برادر مہربان میں رنجش پیدا ہو
نے پڑھنا چھوڑ دیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم دونوں خواجہ خرد کی ملاقات
لئے گئے آپ نے معمولی مزاج پرسی کے بعد فرمایا کہ اب تمہاری خیالی کہاں
پہنچی ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت! چند روز سے میں نے اُسے چھوڑ دیا
فرمایا کیوں؟ عرض کیا کہ نماز روزے کے ضروری احکام معلوم ہو جانے
بعد اس کی چنداں ضرورت نہیں دیکھی لیکن جب آپ نے اصل حقیقت
کرنے پر مبالغہ اور مبالغہ کے ساتھ بیحد اصرار کیا تو اصلی واقعہ بے کم و کاست
بیان کیا گیا خواجہ خرد نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اچھا شرح خیالی
پڑھ لو اور کل صبح کو ضرور آؤ چنانچہ میں دوسرے دن کتاب لے کر جا
اور آپ نے تقریر کرنی شروع کی۔ میرے اعتراض کو نہ صرف پسند ہی
بلکہ اس کی قوت و تائید ظاہر کی تین روز تک یہی صحبت رہی اور اس اثنا
میں نے شرح خیالی کا بہت سا حصہ نکال لیا چوتھے دن جب میں گیا

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو فرمایا چونکہ تمہارے محترم اور بزرگ نانا
رفیع الدین محمد نے مجھے تین ہی سبق پڑھائے تھے اس لئے میں بھی تمہیں
روز سے زیادہ درس نہیں دوں گا۔
رفیع الدین محمد | اور اس کا قصہ یہ ہے کہ میں عنفوان شباب میں ظاہری
خوبصورتی کو دوست رکھتا تھا شیخ رفیع الدین محمد صاحب کا ایک فرزند
نہایت دلگیر صورت رکھتا تھا اور اس کے حسن و جمال کا چرچا گھر گھر پھیلا
میں ایک دن اسے دیکھنے کے قصد سے گیا اور شرح لمعات ساتھ
تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ میں تصوفی مسائل کی تحقیقات کے لئے آیا ہوں
شیخ موصوف ہمارے شہر میں مشکلات تصوف کے حل کرنے میں اپنا
نظیر رکھتے تھے اور علمی فضیلت میں تمام ملک میں مسلم الثبوت تھے جب
آپ کی خدمت میں پہنچا تو نہایت جوش مسرت سے میرا استقبال کیا۔
بڑی مہربانی سے پاس بٹھایا جب میں نے شیخ کے سامنے کتاب رکھی تو
سامنے دو تین جملے سرسری طور پر فرما کر کتاب بند کر دی اور زیادہ تحقیق
فرمائی اور اس کے بعد ہی اپنے فرزند رشید کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ کی خدمت
حاضر رہو میں یہ صورت دیکھ کر سخت نادم ہوا۔ اور شرمندگی کے مارے
شیخ کے سامنے سر نہ اٹھا سکا لیکن چونکہ جوانی کا زمانہ تھا اس پر ذرا بھی
التفات نہیں کیا اور دوسرے روز اسی نیت اور اسی اسلوب پر حاضر ہوا
وہاں جا کر بدستور سابق معاملہ دیکھا تیسرے روز ایک قوی ندامت مجھ پر
مسلط ہوئی اور میں نے ان خیالات سے جو میرے دل میں جم گئے تھے

Marfat.com

توجہ کی اس روز آپ نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور
زیادہ ملتفت ہوکر تصوفی تحقیقات کے درپے ہوئے اور خاص خ
علمی نکات بیان فرمائے درس سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر آپ
اس فن کی تحقیق پیش نظر ہے تو مجھے حکم دیجئے تاکہ روزانہ دولت خانہ پر
ہوکر جو کچھ فقیر کو آتا ہے عرض کروں لیکن میں آپ کے یہاں آنے کو
نہیں کرتا کیونکہ آپ کی عزت و توقیر کا پایہ اس سے کہیں زائد بلند ہے
نے شیخ کی یہ دلسوزی اور مہربانیوں سے بھری ہوئی تقریر سنکر التماس
کہ جب حضرت میری حضوری تجویز نہیں فرماتے ہیں تو میں آپ کی اس تکلیف
کو کب گوارا کر سکتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ سلسلہ بند ہوا چاہتا ہے
یہ تحقیق عنقریب بنا جنم لیا چاہتی ہے شیخ میرے یہ برجستہ فقرے سن کر
محظوظ ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد فیروز شاہ میں تشریف لائے اور
جگہ معین کرکے فرمایا آپ کو یہاں بیٹھنا اور تصوف کے مشکل سے مشکل
مغلق مقامات کا مطالعہ کرنا چاہیئے اگر کوئی مقام مشکل حل ہونے سے
باقی رہ جائے گا تو اس کا حل کرنا میرے ذمہ ہے چنانچہ اس روز سے
یہ حالت ہوئی کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی تو شیخ کے بتائے ہوئے
مقام پر جاکر مطالعہ کرنا اور مشکل مقام خود بخود پانی ہوجاتا۔ یہ تعجب سے
سنا لطف دیکھا جاتا تھا کہ اگر میں اس معین جگہ سے ایک بالشت کے فاصلہ کا
تفاوت کرتا تو وہاں یہ بات میسر نہیں ہوتی تھی۔
شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب خواجہ نے اپنی تقریر

Marfat.com

۔ یہاں تک پہنچایا تو میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ ان تین سبقوں پر لرنا اسی کرامت کے ساتھ مفید ہے خواجہ بھی اگر اس قسم کا تصرف فرمائیں ت ہی مناسب ہوگا خواجہ نے فرمایا میرے اس واقعہ کے بیان کرنے ی غرض تھی اور نہیں اس بات پر برانگیختہ کرنا منظور تھا پس اگر آج سے یں کسی علم میں کوئی ایسی مشکل وقت پیش آئے جو تم سے حل نہ ہو سکی ، مجھ پر ظاہر کرنا انشاء اللہ حل ہو جائے گی ۔

شیخ کا بیان ہے کہ خدا کا شکر ہے اس روز سے مجھے کوئی مشکل پیش آئی گو میں مرزا محمد زاہد کی خدمت میں تحصیل علوم کرتا تھا لیکن حقیقت میں ہر کتاب کے مضامین پر تمام وکمال عبور حاصل تھا اکثر ایسا اتفاق پڑا لہ میں ایک کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھتا اور آخر حصہ کی لوگوں کی تعلیم دیتا

واقعہ مذکورہ بالا سے جس طرح یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ شیخ الرحیم صاحب کی ابتدائی تعلیم جناب شیخ ابوالرضا محمد کے ہاتھ میں تھی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپکے سلسلہ اساتذہ میں جناب خواجہ اور میرزا محمد زاہد ہروی بھی داخل ہیں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ شیخ اور بھی چند اساتذہ ہیں جن میں سے خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی خصوصیت ساتھ نہایت بلند رتبہ کے آدمی ہیں اور جن کی شہرت اگرچہ زیادہ تر نوی تحقیقات میں ہے لیکن حقیقت میں تمام علوم میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور ہندوستان میں مجتہدین فن تسلیم کئے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ

Marfat.com

شیخ عبدالرحیم صاحب کے جن اساتذہ کی مختصر فہرست نہایت تلاش اور سخت جانکاہی سے ہمیں دستیاب ہوئی ہے ان کے نام نامی حسب تفصیل ذیل میں درج ہیں۔ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید۔ جناب ابوالرضا محمد صاحب۔ جناب حافظ سید عبداللہ صاحب جناب خواجہ خورد صاحب۔ جناب خواجہ ابوالقاسم صاحب اکبر آبادی قدس اللہ اسرارہم شیخ وجیہ الدین صاحب شہید کے حالات ہم پہلے حصہ میں نہایت بسط و شرح کے ساتھ ذکر کر آئے ہیں اور شیخ ابوالرضا محمد صاحب کے واقعات اسی کتاب کے دوسرے باب میں درج ہونگے۔ باستثناء ان دونوں حضرات کے باقی اہل کمال کے مختصر حالات اس موقع پر لکھے جاتے ہیں امید ہے کہ معزز ناظرین خاص دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے۔

حافظ سید عبداللہ قدس سرہ

سید عبداللہ کا ابتدائی زمانہ

جناب سید عبداللہ صاحب اصل قصبہ کھیڑی ضلع بارہہ کے رہنے والے ہیں ابھی آپ نہایت کمسن تھے کہ والد کا سایہ عاطفت سر پر سے اٹھ گیا اور اس زمانہ میں آپ کو داعیہ خداطلبی ہوا۔ اولیاء اللہ کی جابجا تلاش کرتے پھرے اور آخرکار ضلع پنجاب کے ایک بزرگ کے پاس پہنچکر قرآن مجید حفظ کیا ازاں بعد سامانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ادریس سامانی کی خدمت میں پہنچے اور محنت و خدمت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا سید عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں

Marfat.com

یخ ادریس کی صحبت میں حاضر تھا میری عادت ہوگئی تھی کہ فقیروں کے
ے کے لئے پتھر سے ڈھیلوں کو صاف کیا کرتا تھا۔ ایک دن مجھے اپنی
دمت اور کارگزاری پر خوشی اور خودی کے ساتھ عجب پیدا ہوا لیکن
نے باطنی اشراق سے فوراً معلوم کر کے فرمایا عبداللہ! تمہیں میرے
ے اور بدن پر کچھ کھرونچوں کے نشانات اور تغیرات معلوم ہوتے ہیں؟
نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا میں خدا طلبی کے ابتدائی زمانہ میں ایک
کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ان کے استنجے کے لئے اپنے بدن اور
ے سے ڈھیلے صاف کیا کرتا تھا حقیقت یہ ہے کہ جو لذت مجھے اس
ا میں حاصل ہوتی تھی اب تک اس کا اثر میرے دل میں باقی ہے۔ یہ
ں کے نشان اسی مالش کے اثر ہیں۔

ست کارگزاری | سید عبداللہ فرماتے ہیں کہ شیخ ادریس کے زمانہ خدمت
ایک یہ کام بھی میں نے اپنے ذمہ کر لیا تھا کہ جمعرات کے روز شیخ
آپ کے گھر والوں کے میلے کپڑے دریا پر لے جاتا اور اپنے ہاتھ
ے صاف کر کے خدمت شیخ میں حاضر کیا کرتا آپ نماز جمعہ ان ہی سفید
ڑوں کو زیب بدن فرما کر ادا کیا کرتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جمعرات کو
ب تر کی وجہ سے میری بری حالت تھی اور بھوک کے مارے بیتاب تھا
ن اسی حالت میں بدستور سابق شیخ کے کپڑے لے کر دریا پر پہنچا اور
وں سے پرے ہٹ کر ایک تنہا مقام پر کپڑے دھونے میں مشغول
ا۔ جوں جوں آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا اور دھوپ میں حرارت و تیزی

Marfat.com

ترقی کرتی جاتی تھی۔ مجھ پر بھوک اور پیاس غالب ہوتی جاتی تھی۔ آخر میں بے ہوش ہو گیا اور مجھے اپنے آپ تک کی خبر نہیں رہی اسی اثنا ایک برقع پوش مرد میرے پاس آیا اور نہایت نرمی اور آہستگی سے بیدار کر کے برقع کے اندر سے گرما گرم روٹی نکال کر دی اور ساتھ ہی کہا کہ کیا تم نے قرآن مجید میں آیۂ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ نہیں پڑھی ہے میں نے بایں خوف وہ روٹی قبول نہیں کی کہ مبادا ہوا اور مجھے دھوکا دیتا ہو لیکن اس عزیز نے میری یہ اندرونی خلش دریافت کر لی اور ایک نہایت ہی تسلی کے لہجہ میں فرمایا کہ اے شخص خیال کو دل سے نکال ڈال اور اس روٹی کو غیبی رزق یقین کر۔ چنانچہ ان کے اس ارشاد سے میرا دلی کھٹکا جاتا رہا اور میں نے خوب سیر ہو کر روٹی کھائی۔ اسی اثنا میں میں نے دل میں کہا کہ دریا کا پانی گرم ہے کاش پانی یہاں ہوتا تو بہت اچھا ہوتا میرے دل میں اس خطرہ کے گزرتے ہی برقع پوش نے مجھے ٹھنڈا پانی دیا جسے میں نے خوب سیر ہو کر پیا کپڑے دھو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ سید! تم نے خضر کے[1] ہاتھ سے روٹی لے کر کھائی بہتر کیا لیکن محمدیوں کو خضر کا احسان اٹھانا زیبا نہیں ہے۔

شیخ آدم کی صحبت و خدمت | الغرض جب شیخ ادریس صاحب کا انتقال ہو گیا تو محترم بزرگ سید عبداللہ جناب شیخ آدم کی خدمت میں پہنچے اور ان کا طریقہ آپ کو بہت پسند آیا۔ اس لیے زمانہ دراز تک ان ہی

[1] یہ بات تحقیق کے خلاف ہے (ناشر)

Marfat.com

ت میں زندگی بسر کی۔

ید عبداللہ کی خوش لحنی | بزرگ سید عبداللہ کے عام اوصاف اور خاص فضائل سے قطع نظر کرکے آپ کی خوش لحنی اور ملکۂ علم تجوید خصوصیت

ساتھ قابل ذکر ہے۔ یہ خصوصیت روز ازل سے آپ ہی کے حصّہ میں

کہ جب قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتے تو جس قدر چرند پرند اُس

م پر ہوتے آپ کی موسیقی خیز آواز اور لحن داودی کے اثر سے مردوں

طرح گر پڑتے۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ سید عبداللہ

ایسے درد انگیز لہجہ میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے کہ تمام حاضرین پر

طرح کی محویت طاری ہو جاتی تھی اور جس قدر لوگ مسجد میں موجود ہوتے

سب محو سماع ہو جاتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ داراشکوہ کے قاریوں

سے نو مشہور و منتخب قاری آپ کے امتحان کے لئے آئے جن میں سے

یک شخص قواعد تجوید میں ید طولےٰ رکھتا تھا ان لوگوں نے استدعا کی

قرآن کا کچھ حصّہ ہمارے سامنے پڑھیے۔ سید نے فرمایا کہ اگر تمہیں ایک

رکوع سننے میں تو میں ابھی پڑھتا ہوں اور اگر زیادہ کی رغبت ہے تو تھوڑی

توقف کرو۔ چاشت کی نماز کے بعد حسب دستور دو سیپارہ پڑھوں گا۔

انچہ وہ نماز چاشت تک ٹھیرے رہے اور آپ نے نماز کے بعد دو

سیپارہ پڑھے معترضوں نے اگرچہ اعتراض کرنے کی بہت کوشش کی لیکن

میں کوئی اعتراض کرتے بن نہ پڑا۔ زاں بعد سید نے فرمایا کہ لوگ قرأت

بعہ کو بایں طریق پڑھتے ہیں کہ ایک ایک لفظ چند طریقوں سے تلفظ کرتے

Marfat.com

ہیں مگر یہ طریقہ میرے نزدیک ذرا بھی وقعت نہیں رکھتا میں اس
پسند کرتا ہوں کہ ایک دفعہ صرف عاصم کی کسی طریقہ پر تلاوت کی جا
اس میں دوسرے طریقہ کا ذرا بھی اختلاط نہ ہو پھر ابو عمر کے قاعدہ کے
اور اسی طرح ساتوں قاریوں کے قرارت پڑھے ممتحن لوگ آپ کی اس
سے حیرت زدہ ہو گئے اور کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ رہی۔

سید کی باطنی تصرفات | محترم بزرگ سید کی باطنی تصرفات اور روحانی
کے بہت سے دلچسپ واقعات مشہور ہیں جنہیں میں اس مقام پر ذکر کر
کتاب کو طول نہیں دینا مختصراً اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ آپ
درحقیقت وہ تمام خصلتیں مجتمع تھیں جو ایک پاکباز اور متشرع ولی میں
چاہئیں اور جن کی نظیر سے اس عہد کے مشائخ کے حلقے بالکل خالی
آتے تھے۔ علوم و فنون اور عام خاندانی حیثیت سے قطع نظر کرکے
قابلیتوں اور فطری ضمیری جوہروں نے آپ کی شہرت کو اور بھی چمکا دیا
اور آپ کی معجز نما کرامتوں کے ڈنکے ایک عالم میں بج گئے تھے۔ آپ
انتقال اکبر آباد میں ہوا شیخ عبدالرحیم صاحب خود اپنی قلم سے لکھتے ہیں
کہ جس زمانہ میں اورنگ زیب اکبر آباد میں جلوس فرما تھا میں اپنے والد
کی خدمت میں حاضر تھا اسی زمانہ میں سید عبداللہ بھی۔ سید عبدالرحمان کے
ساتھ اکبر آباد میں تشریف رکھتے تھے۔ وہیں آپ بیمار ہوئے اور وہیں
فرمائی۔ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وصیت
کہ مجھے قبرستان کے ایسے موقع میں دفن کرنا جہاں کوئی پہچان

Marfat.com

چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اتفاق وقت سے میں اس وقت بیمار تھا اور سخت تھا۔ مرض نے مجھے یہاں تک ضعیف و کمزور کر دیا تھا کہ سید عبداللہ کے ساتھ تک جا نہ سکا۔ لیکن جب مرض میں تخفیف ہوئی اور کچھ قوت آ گئی تو میں ایک ایسے شخص کو ہمراہ لے کر روانہ قبرستان ہوا جو بزرگ سید کے دفن میں شریک تھا قبرستان میں پہنچ کر جب میں نے سید کے مرقد کی زیارت کرنے کا قصد کیا اور ہمراہی سے دریافت کیا تو وہ سید کی قبر بتا نہ سکا لیکن قیاس سے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ سید کا مدفن ہے میں اس جگہ بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔ دفعتاً بزرگ سید نے مجھے پشت سے آواز دی کہ عبدالرحیم! فقیر کی قبر یہ ہے لیکن تم نے جو کچھ پڑھنا شروع کیا ہے اُسے وہیں تمام کرو اور اُسی قبر کی میت کو ثواب پہنچاؤ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ قرأت سے فارغ ہو کر میں نے اپنے ساتھی سے کہا ذرا غور سے دیکھ کہ جس قبر کی طرف تو نے اشارہ کیا ہے کیا حقیقت میں یہی سید عبداللہ کی قبر ہے یا میرے پس پشت واقع ہے۔ اُس نے جواب دیا میں عرصہ سے اس میں غور کر رہا ہوں لیکن آپ کے کہنے سے مجھے یاد آیا کہ دراصل مجھ سے چوک ہو گئی تھی۔ بیشک سید صاحب کی قبر شریف آپ کی پشت ہی کی طرف واقع ہے میں وہاں سے اُٹھ کر محترم سید کے مرقد پر آیا اور قرآن پڑھنے لگا اُس وقت مجھے غم و اندوہ کی وجہ سے کچھ ملال و برخاستگی طبع حاصل ہوئی کہ قرأت کے قواعد کی رعایت بخوبی نہیں کر سکا۔ دفعتاً قبر کے اندر سے آواز آئی کہ عبدالرحیم! تم نے فلاں فلاں مقام

Marfat.com

پر مساہلہ کیا۔ حالانکہ قرارت کے بارہ میں تا بہ امکان احتیاط کرنی چاہ

خواجۂ خرُد قدس سرہٗ

خواجہ خرد کے ابتدائی واقعات

خواجۂ خُرد۔ جناب خواجہ محمد باقی کے فرزند
اور اہل کمال میں بڑے پایہ کے شخص ہیں۔ ہنوز آپ صغیرسن اور کمسن ہی
کے والد بزرگوار خواجہ محمد باقی رہگرآئے سفر آخرت ہو گئے تھے جب
عمر کے ابتدائی مراحل طے کر کے سن رشد میں قدم رکھا تو شیخ احمد سرہ
خدمت میں پہنچے اور زمانہ دراز تک اُن کی خدمت میں فیض یاب ر
بعدازاں آپ خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد کے پاس تشریف لا
خواجہ محمد باقی کے مشہور و ممتاز خلیفے تھے۔ یہاں سے آپ نے اجا
اور اخذ طریقہ کی سند حاصل کی اور درس وتدریس کا دروازہ کھولا۔

خواجہ خرد کے اگرچہ ایک اور بھائی بھی تھے جو عمر میں بڑے ا
فضل میں آپ سے افضل تھے لیکن باطنی تصرفات اور روحانی توجہا
جو شہرت آپ کو حاصل تھی وہ خواجہ کلاں کو میسر نہ تھی۔ خواجہ کلاں
صفت میں آپ کی ہمسری اور برابری کا دعوے نہ کر سکتے تھے آپ
باطنی علم نے تمام ملک میں شہرت عام پیدا کر دیتی تھی اور طالبان
دراز ملکوں سے خطرناک اور دشوار گذار راہیں طے کر کے خدمت میں
ہوتے تھے۔ علمار، فضلا مشائخ کا مجمع ہمیشہ آپ کی درگاہ میں رہتا
اور سینکڑوں طلبہ کامیاب اور بامراد ہو کر جاتے تھے۔ آپ کی کرا

Marfat.com

قعات نہایت دلچسپ ہیں منجملہ اُن کے دو ایک واقعات اس جگہ قلمبند
یا کرتے ہیں۔

شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور میرے ساتھ
ی شیخ ابوالرضا محمد خواجہ خورد کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ
و سبق پڑھا رہے تھے اور بھوک کی وجہ سے نہایت بیتاب تھے
فتہ بھوک یہاں تک غالب ہوئی کہ آپ سبق پڑھا نہ سکے ایک شخص
ر بھیجا کہ کھانے کی کوئی چیز ہو تو لے آیئے۔ لیکن گھر والوں نے صاف
ے دیا کہ ہمارے پاس بجز دو ایک لقموں کے جو بچے کے واسطے
رکھے ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ گھر میں دو ایک لقموں کے
اور کچھ کھانا نہیں ہے اور وہ بھی بچے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ فرمایا اُس
سے تھوڑا سا لے آؤ چنانچہ خادم دوبارہ گیا اور ایک چھوٹی تشتری میں
ذرا سا کھانا لے آیا۔ آپ نے ہاتھ دھوئے اور حاضرین سے فرمایا کہ تم
بھی فقیر کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ اس بات کا خیال نہ کرو کہ
تھوڑا ہے خدا برکت دے گا اور تم سب سیر ہو کر کھا لوگے حاضرین
آپ کے اس ارشاد سے تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت ہوئی خواجہ نے
دونوں بھائیوں کو خصوصیت کے ساتھ مکرر فرمایا اور اس وجہ سے ہمیں
کے ساتھ ضرور شریک ہونا پڑا۔ انجام کار ہم تینوں شخصوں نے خوب سیر
کھایا اور تشتری میں اسی قدر کھانا بچ رہا جس قدر خادم گھر سے لایا تھا
نے تشتری خادم کے حوالہ کی اور فرمایا یہ بچے کے لئے لے جاؤ۔

Marfat.com

(۲) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ خرد کے پاس ایک شخص نے آ کر
التماس کی کہ بادشاہ مجھے ایک مہم سر کرنے کی غرض سے ایک بہت
مقام پر بھیجتا ہے اول تو وہ ملک ہی نہایت دُور ہے۔ دوسرے
دشمن تعداد میں کثیر اور اسباب جنگ میں ید طولےٰ رکھتے ہیں بخلاف
اس کے نہ تو میرے پاس اس قدر جنگی سامان ہی ہے نہ جنگی فوج
اور سب سے زیادہ مصیبت کی یہ بات ہے کہ بادشاہ سے کسی طرح
عذر نہیں کر سکتا۔ آپ مجھ پر توجہ کیجئے اور اس نازک اور خطرناک موقع
پر امداد فرمائیے خواجہ نے بطریق خوش طبعی فرمایا کہ کچھ نقدی پیش کرو تا کہ
ہماری خاطر تمہاری طرف متوجہ ہو زاں بعد آپ نے فرمایا کہ تم فلاں
روز جنگ کرنا اور اپنی قلت دشمنوں کی کثرت سے ذرا بھی خوف
کرنا انشاء اللہ فتح یاب ہو گے۔ شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ
جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو دن میں نے اس شخص کے
لئے مقرر کیا ہے اُسے یاد رکھنا اور جب وہ وقت آ جائے تو مجھے یاد
دلانا۔ چنانچہ جب وہ وقت ہوا تو میں نے خواجہ کو یاد دلایا۔ آپ حجرہ
میں تشریف لے گئے اور مجھے دروازہ پر بٹھا کر فرما گئے کہ کسی کو اندر
نہ آنے دینا تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ شاداں و فرحاں حجرہ سے
باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں عین معرکۂ جنگ میں پہنچا
حقیقت میں دشمنوں کی تعداد بکثرت تھی اور یہ لوگ نہایت ہی قلیل
اول مرتبہ اگرچہ ان مٹھی بھر آدمیوں کو شکست ہوئی۔ لیکن اس عزیز

Marfat.com

ثابت قدمی کی اور اپنی جگہ سے تل بھر نہ ہٹا اسی اثنا میں میں معرکہ میں پہنچ گیا۔ اور خدا کے فضل سے اس عزیز کی فتح ہوئی بہت سے قتل کیے گئے اور بقیۃ السیف شکست کھا کر بھاگ گئے میں نے تمام واقعہ کو ایک کاغذ پر لکھا ہے اور دن تاریخ وغیرہ ثبت کر کے پاس رکھا ایک عرصہ کے بعد اس شخص کا خط آیا اور جو کچھ خواجہ نے فرمایا تھا بجنسہ وہی باتیں خط میں مندرج تھیں۔

(۱) خواجہ خُرد زردکوشک کے محلہ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کی کہ حضور مجھ پر کوئی ایسی توجہ دیں کہ تحصیل علم سے فراغت پا جاؤں فرمایا کہ میں تمہارے اس سوال کا قریب جواب دوں گا اور جواب شافی دوں گا وہ شخص تو اپنے گھر چلا آیا خواجہ نے اس کے عقب میں ایک شخص روانہ کیا اور ایک رقعہ اُس کے ہاتھ لکھ کر بھیجا جس میں لکھا تھا کہ کل انشاء اللہ تم تمام علوم سے فارغ التحصیل ہو جاؤ گے۔ وہ شخص یہ غیر مترقبہ بشارت سنکر نہایت متعجب ہوا دوسرے روز اتفاق سے یہ شخص سو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس فانی جہان کو رخصت کر گیا۔

باوجود اس عظمت وجودت اور باطنی وظاہری کمالات کے خواجہ خُرد کے مزاج میں حد سے زیادہ عاجزی وانکساری تھی۔ آپ ہر شخص کے ساتھ اپنے عام متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اور اہل علم کے اعزاز وقعت میں پلے درجہ کی کوشش کرتے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ

Marfat.com

شیخ عبدالرحیم صاحب آپ کی درسگاہ میں تشریف لے گئے اُس و
خواجہ چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور تمام طلبہ بوریئے پر
ہوئے جوں ہی شیخ صاحب درسگاہ میں داخل ہوئے خواجہ نے انتہا
زیادہ تعظیم کی خود پائنتی اور شیخ کو سرہانے کی جانب بٹھایا۔ ہرچند شیخ
نے مقام صدر میں بیٹھنے کو بے ادبی سمجھا اور بہت کچھ معذرت کی ل
خواجہ نے باصرار تمام آپ کو مقام صدر میں بیٹھنے پر مجبور کیا اس تعجب
معاملہ سے تمام حاضرین دریائے تحیر میں غرق ہو گئے انجام کار خواجہ ح
آپ کے فرزند رشید نے اُٹھ کر التماس کی کہ حضرت! اس مجلس میں بعض
لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو عمر میں سب سے بڑے اور فضل و علم میں س
سے افضل ہیں اور اس وجہ سے تعظیم و تکریم کے قابل بھی ہو سکتے ہیں
باوجود اس کے آپ کے شیخ عبدالرحیم صاحب کو اس اعزاز کے سا
خاص کرنے میں کیا نکتہ ہے۔ خواجہ نے فرمایا شیخ عبدالرحیم کی خصوصیت
کے ساتھ تعظیم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو مجھے یہ بات دکھا
مقصود تھی کہ جو وقعت و بزرگی اس محترم اور جلیل القدر خاندان کی
دل میں ہے تم اُسے محسوس کر کے اس معاملہ میں میری تقلید کرو اور جس طر
میں اُن کی تعظیم و توقیر کرتا ہوں اسی طرح تم بھی انہیں نگاہ وقعت سے
دیکھو جس زمانہ میں میں انکے جدامجد شیخ رفیع الدین صاحب کی خدمت
میں حاضر تھا اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا تو شیخ صاحب
دستور تھا کہ جب میں حاضر ہوتا تھا اسی تواضع سے پیش آتے تھے

Marfat.com

باوجودیکہ وہ میرے استاد تھے اور میں نے اُن کی خدمت میں بہت فیض حاصل کیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس جناب شیخ رفیع الدین صاحب جب ہمارے والد بزرگوار خواجہ محمد باقی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ یوں ہی پیش آتے تھے حالانکہ شیخ صاحب خواجہ کے مشہور خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ نے چونکہ سلوک کے ابتدائی زمانہ میں شیخ قطب العالم جناب شیخ رفیع الدین صاحب کے والد بزرگوار کی خدمت میں تحصیل علوم کی تھی اور اُن سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا تھا۔ اس لحاظ ہمیں اپنے اس محسن خاندان سے اسی طرح کا سلوک کرنا زیبا ہے۔ شیخ عبدالرحیم صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن خواجہ خرد کے خدام میں سے ایک خادم شراب کے نشہ میں مست تھا۔ ایسے موقعہ پر مجھے اُس کے ساتھ بحث کرنے کا اتفاق پڑا چونکہ وہ مخمور تھا اور میری ہر بات کا جواب نامعقول دیتا تھا۔ اس لئے میری طبیعت منغص ہو گئی اور اب میں نے عزم بالجزم کر لیا کہ اس کے بعد یہاں کبھی نہیں آؤں گا۔ ابھی دو تین ہی دن گذرے تھے کہ خود خواجہ تشریف لائے اور میرے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک بڑھیا سے میرا پتہ پوچھا اُس نے جواب دیا کہ عبدالرحیم اس وقت سوتا ہے فرمایا جب وہ بیدار ہوں تو کہہ دینا خرد تمہیں ڈھونڈتا آیا تھا۔ اور اب وہ جمنا کی مسجد میں ملے گا۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو بڑھیا نے سارا ماجرا مجھ سے بیان کیا میں فوراً اس مسجد میں پہنچا خواجہ خرد اپنا عمامہ سر کے نیچے رکھے ہوئے بے تکلف سوتے تھے میں جا کر بیٹھ گیا اتنے

Marfat.com

میں ظہر کی اذان ہوئی خواجہ اُٹھے اور نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آئے
معمولی مزاج پرسی کے بعد اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے اور انتہائی
میری دلجوئی کی۔

خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی قدس سرہ

خلیفہ ابو القاسم۔ ملا عمر کے داماد تھے جو اپنے زمانہ کے مشہور
علماء میں ایک منتخب اور ممتاز عالم و فاضل گنے جاتے تھے۔ شرح
ایک بسیط اور نہایت مفید و کارآمد حاشیہ ہے وہ ملا عمر ہی کی خداداد
اور ذہانت کا بدیہی نتیجہ ہے۔ خلیفہ ابو القاسم ملا ولی محمد کے شاگرد رشید
جو اعیان دولت اور رؤسا شہر میں شمار کئے جاتے اور حضرت امیر
معزز علماء میں گنے جاتے تھے حضرت امیر کے خلفاء میں آپ بالکل

لہ حضرت امیر ابو العلےٰ کے والد بزرگوار میر ابو الوفا اور دادا امیر عبد السلام ہیں
خواجہ ابو الفیض بن خواجہ عبد اللہ بن خواجہ احرار کی اولاد میں ہیں۔ حضرت امیر ابو العلےٰ
طرف سے حسینی سید اور میر تقی الدین کرمانی کی اولاد میں سے ہیں جس زمانہ میں انکے
اور جد امجد سمرقند کو چھوڑ کر ہندوستان کو عبور کرتے ہوئے مکہ معظمہ جا رہے
زمانہ میں حالت سفر میں پیدا ہوئے انکے والد اور دادا ارض حجاز میں ہی انتقال کر گئے
تھے ان کی وفات کے بعد آپ نے خواجہ فیضی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اس
زمانہ میں مان سنگھ پورب کے گورنر کی رفاقت میں ایک معزز و ممتاز عہدہ رکھتے تھے
جب میر ابو العلےٰ ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کر کے سن بلوغ کو پہنچے اور عالم شباب

Marfat.com

رکھتے تھے جو نسبت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ کو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین صاحب قدس سرہٗ کے اصحاب میں حاصل تھی۔ خلیفہ ابوالقاسم نے تمام علوم کی تحصیل ملا ولی محمد سے کی اور اُن ہی کی خدمت میں علم باطنی حاصل کر کے بیعت کی۔ آپ ہمیشہ گمنامی اور عزلت نشینی کو دوست رکھتے تھے اور یہی طریقہ آپ پر غالب تھا لوگوں سے ملنا جلنا بالکل ترک کر دیا تھا اور ابناء ملوک کی صحبت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۶) میں قدم رکھا تو خواجہ فیضی کا سایہ بھی آپ کے سر پر سے اُٹھ گیا فیضی کے انتقال کے بعد آپ چند روز تک نوکر پیشہ رہے اور سپاہیانہ طریق پر زندگی بسر کی اسی اثنا میں ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تین بزرگ کھڑے فرما رہے ہیں کہ ابوالعلےٰ تم نے یہ کیا وضع اختیار کر رکھی ہے تم وہی وضع رکھو جس وضع میں ہمیں دیکھ رہے ہو اور اسباب معاش کی طرف سے ذرا بھی متفکر نہ رہو کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض۔ ازاں بعد ان بزرگوں میں سے ایک نے اُسترہ نکال کر میر ابوالعلےٰ کا سر مونڈا اور دوسرے نے اپنا قمیص اُن کے زیب بدن کیا تیسرے نے اپنی دستار عنایت کی میر ابوالعلےٰ یہ دیکھ کر بڑی بیتابی کے ساتھ چونک پڑے اور اُسی وقت سے اُنکے دل میں ایک طرح کا قلق و اضطراب پیدا ہوا ہر چند چاہا کہ نوکری کو بالائے طاق رکھیں لیکن مان سنگھ مانع آیا اور آپ کا استعفا منظور نہیں کیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ چند اس قسم کے اسباب جمع ہو گئے جن سے طوعاً و کرہاً میر ابوالعلےٰ کو ملازمت ترک کرنی پڑی ملازمت کے تعلق سے سبکدوش ہونے ہی آپ ہمہ تن خدا طلبی میں مصروف ہو گئے اغلب اوقات خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کے مزار کی طرف متوجہ ہوتے اور وہاں سے قسم قسم کے فیوض سے بہرہ ور ہوتے ازاں بعد آپنے امیر عبداللہ سے بیعت کی جو آپ کے عم بزرگوار اور بڑے محترم و معزز شخص

Marfat.com

اپنے حق میں سم قاتل سمجھتے تھے۔ آپ کا مشرب ترک اکتساب اور توکل تھا
یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا کہ ولی کے
نشان لوگوں میں مشہور ہیں لیکن چوتھا نشان یہ ہے کہ خداوند تعالے
کسی واسطہ کے اس کی معیشت کا متکفل اور ذمہ دار ہو جائے۔ چنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۷) تھے گویا آپ بظاہر نوکری پیشہ تھے لیکن حقیقت میں ان
کے آثار ان کی تابان پیشانی صاف عیاں تھے حضرت امیر العلی پر ایک دفعہ فالج گرا جس
آپ کو سخت تکلیف ہوئی لیکن آپ نے اس وقت بھی محنت وجانفشانی کا کوئی د
اٹھا نہ رکھا۔ گو آپ کی طہارت و وضو کے وقت بہت ہی مشقت اٹھانی پڑتی تھی مگر تو بھی
بے وضو نہ رہتے تھے ایک دن آپ یہ بیت پڑھ رہے تھے ؎ دردم از یار ست و درمان
دل فدائے او شد جان نیز ہم + اسی بیت کو پڑھتے تھے آپ پر ایک قوی وجد طاری
جس کی حرارت سے تمام اعضا کھل گئے اور ان میں اصلی قوت عود کر آئی آپ کو وہ قوی
اور باطنی تصرف حاصل تھا کہ جس شخص پر نظر خاص ڈالتے بیخود ہو کر مردہ کی طرح گر پڑتا۔ آپ
طریقہ بجز اتباع شریعت نبوی اور پیروی جادہ محمدی کے اور کچھ نہ تھا شرعی احکام سے
کبھی سرمو انحراف نہ کرتے بلکہ آپکے تمام اقوال وافعال شریعت کے مطابق ہوتے او
آپ کے تمام تلامذہ اور مرید جیسے ملا ولی محمد وغیرہ بالکل آپکے ہی کے قدم بقدم چلتے
اور آپکے طریقہ و روش کے ذرا بھی مخالف نہ تھے لیکن ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوئی
نے بحکم ؎ بدنام کن مردنکو نامی چند کے نفسانی خواہشوں کی پیروی اختیار کی اور عقاید
پرکار بند ہو کر یہ وصف ذریتہ محسن وظالم لنفسہ مبین کے مصداق قرار دے د
حضرت امیر ابوالعلی کا دامن اس قسم کے گندگیوں سے بالکل پاک اور ستھرا ہے چنانچہ ملا

Marfat.com

دالرحیم صاحب فرماتے ہیں حقیقت میں جناب خلیفہ ابوالقاسم کے توکل
ر دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی اور چونکہ آپ کو حقیقی توکل حاصل تھا۔ اس
دالغا سے آپ کی تمام ضرورتوں اور حاجتوں کا خود کفیل ہو گیا تھا۔ اگرچہ
معاش کا کوئی سبب اور وسیلہ نہ رکھتے تھے لیکن ہمیشہ خوشحالی اور
آسودگی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ
مر میں گھی ختم ہو چکا اور دوسرا گھی کہیں سے نہ آیا خلیفہ متحیر تھے اور بغیر گھی

حاشیہ صفحہ ۲۴۸) جامع مقامات میں حضرت امیر نے اس امر کو اپنی تالیف میں خوب واضح
بیان کیا ہے۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوالعلی کے فرزند رشید
العلی سے ملا حقیقت میں جن کمالات کے ساتھ آپ موصوف تھے دوسرے لوگوں میں ان کی
ل پائی جا سکتی تھی جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید آپ میں پائی جاتی تھی وہ
راستبازی اور صادق القول تھی۔ میں نے جہاں تک لوگوں پر خیال دوڑایا کوئی شخص آپ سے
راستباز اور سچا نہیں پایا میں نے ایکدن ان سے مل کر پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ میر ابوالعلی سماع
ت بہت راغب تھے فرمایا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے کبھی راگ سنا ہو ہاں چند بار ایسا ہوا
کہ حضور میں کسی نے کوئی غزل یا قصیدہ پڑھا اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا دوبارہ میں نے
ت کیا لوگ کہتے ہیں کہ امیر ابوالعلی جس شخص پر نظر خاص ڈالتے یا اپنے منہ کا چبا ہوا پان کسی
منہ میں ڈال دیتے تو وہ بے ہوش ہو جاتا تھا فرمایا کلیۃً یہ بات نہ تھی البتہ گاہے گاہے
ہوتا تھا خود میں نے ہزار ہا دفعہ آپ کے منہ کا پان کھایا ہے لیکن کبھی بے ہوش نہیں
امیر نورالعلی بہت روز آپ کی خدمت میں رہے ہیں اور امیر ابوالعلی سے کلاہ اور خرقہ
ہے ۱۲

Marfat.com

کے کھانا تناول فرماتے تھے ایک روز کسی تقریب سے آپ گھ
لے گئے اور بالا بالا گھر کی تلاشی لی معلوم ہُوا کہ گھی کی ایک ٹھلیا کس
کر کے رکھ دی ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ گھی نہ آنے کا
تھا چنانچہ خلیفہ نے اُسے فوراً خرچ کر ڈالا اور اُسی اثنا میں بہ
ہدیۃً آگیا۔

خلیفہ ابوالقاسم جب علوم دینی کی تحصیل سے فارغ ہوئے
تکمیل کے درجہ کو پہنچ گئے۔ نیز طالبان حق کی گو وہاں فوائد و فیوض
کر چکے تو آپ کو سفر حج کی عزیمت پیدا ہوئی گھر سے باہر تشریف لا
اور بغیر ترتیب زاد و راحلہ اور بدوں گھر والوں سے ملے جُلے عرب
توجہ مبذول فرمائی رستہ میں آپ کے بعض مخلص اور بے ریا معتقد
آپ کی ہمراہی میں ہو لئے لیکن آپ نے مجرد اور تنہا لوگوں کو ا
چلنے کی اجازت دی اور جو لوگ اہل و عیال رکھتے تھے اُنہیں و
اور فرمایا چونکہ ہم نے ایک دور و دراز سفر کا قصد کیا ہے اور ساما
خالی ہاتھ ہیں۔ اس لئے عجب نہیں کہ ارض حجاز اور اس کے اط
ہمیں ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ تم لوگ اہل و عیال رکھتے
ہیں تمہارا اہل و عیال ہی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ زاں بعد آپ جا
حجاز ہو گئے اور اسی بے سر و سامانی کی حالت سے مکہ معظمہ پہنچ گئے
مدت تک حجاز میں رہے اور پھر صحیح و سالم وطن مالوف میں تشریف لا
اس مابین سفر میں بہت سی خوارق عادات باتیں اور تعجب ناک وا

Marfat.com

ب سے ظہور میں آئے جن میں سے بعض واقعات خصوصیت کے ساتھ
ل ذکر ہیں -

رق عادات | ازاں جملہ یہ کہ خلیفہ کے یاروں میں یہ بات مشہور تھی کہ جس
ت آپ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہیں تو آپ کی جیب میں بجز
ک پاؤلی کے اور کچھ نہ تھا لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ آپ اس دور دراز
ر میں کبھی اور کسی مقام پر محتاج نہیں ہوئے - یہاں تک کہ جب سفر سے
جعت فرماکر گھر تشریف لائے تو ہنوز وہ پاؤلی جیب خاص میں تھی شیخ
بدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس واقعہ کی شہرت سنی تو
لیفہ سے اس کی بابت دریافت کیا فرمایا عبدالرحیم اب تک کسی نے
بھ سے اس واقعہ کو دریافت نہیں کیا. نہ میں نے اس کا بھید کسی پر ظاہر کیا
مل قصہ یہ ہے کہ جب میں حج کے ارادہ سے شہر سے نکلا تو ایک اجنبی
نفص میرے پاس آیا اور ایک پاؤلی بطرز نیاز پیش کی میں نے اس سے
ے کر جیب میں ڈال لی - پھر خدا تعالےٰ نے خود بخود سامان مہیا کر دیئے
ور مجھے اس پاؤلی کے خرچ کرنے کی حاجت نہیں پڑی اسی طرح جب
ں نے میلے کپڑے اتار کر اجلے کپڑے پہنے تو یاروں نے میرے میلے
پڑے لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لئے اور خدا تعالےٰ نے مجھے دوسرے
کپڑے عنایت فرمائے غرضکہ تمین سفر میں نہ مجھے کپڑوں کی ضرورت پڑی
اور نہ اس پاؤلی کی حاجت ہوئی جب میں گھر آیا تو وہ کپڑے اور پاؤلی برآمد
ہوئی اور لوگوں میں یہ بات شہرت پکڑ گئی -

Marfat.com

ازاں جملہ یہ کہ ایک دن اپنے جہاز میں بیٹھے ہوئے اپنے یاروں سے اولیاء اللہ کے مقامات و کرامات کا ذکر چھیڑ دیا تھا اور بیان کا سلسلہ یہاں تک پہنچا یا تھا کہ خدا کے برگزیدہ اور مقبول بندے دور و دراز مسافت چشم زدن میں طے کر لیتے اور پانی کی سطح پر اسی طرح دوڑتے ہیں جیسے زمین کی سطح پر۔ ناخدا نے آپ کی یہ تقریر سنکر کہا کہ اس قسم کے جھوٹے بناوٹی کہانیاں بہت سُنی گئی ہیں میں نے تو کسی کو بھی ایسا نہیں دیکھا۔ خلیفہ نے جوں ہی ناخدا کا یہ مضحکہ آمیز قول سُنا آپ کی غیرت کی رگ حرکت میں آئی سمندر میں کود پڑے اور بلا تکلف پانی کی سطح پر چلنے لگے جہاز والوں نے ناخدا کو سخت ملامت کی اور وہ بھی نادم و پشیمان ہوا کہ ایک فقیر میرے کہنے کے سبب سے معرض ہلاکت میں پڑا اُدھر آپ چلے ہی سے رہا معتقدین آپ کے غائب ہونے کے رنج میں سخت محزون و متالم ہوئے کہ دفعتہً خلیفہ نے بآواز بلند فرمایا کہ یارو! میں بخیریت ہوں اور سطح آب پر بلا تکلف سیر کر رہا ہوں تم ذرا رنج نہ کرو یہ صورت دیکھ کر ناخدا اور تمام اہل جہاز نے توبہ کی اور نیاز مندانہ عاجزی کا اظہار کر کے خلیفہ کو سمندر سے جہاز میں لائے اور خاطر و مدارات کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔

ازاں جملہ یہ کہ حرمین میں ایک بزرگ متوطن تھے جنہوں نے اپنے والدین سے نسلاً بعد نسل حضرت غوث الاعظم کی کلاہ شریف تبرکاً حاصل کی تھی اور اسی باعث جو ارض حجاز اور اُس کے اطراف میں ایک معزز و ممتاز شخص شمار کیا جاتا تھے جب بزرگ خلیفہ ابوالقاسم مکہ معظمہ میں پہنچے تو ایک رات حضرت

شخص کے خواب میں تشریف لاکر فرمایا کہ یہ کلاہ جو تمہارے پاس بطرِ یق
امانت ہے خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی کے حوالہ کردو صبح کو جب یہ بزرگ اٹھے
تو ان کو خیال آیا کہ حضرت غوث الاعظم نے جو خلیفہ ابوالقاسم کو خصوصیت کے
ساتھ ذکر فرمایا ہے تو اس تخصیص میں کوئی خاص وجہ مضمر ہے چنانچہ انہوں نے
خلیفہ کے امتحان کی غرض سے ایک قیمتی اور وزنی جبہ کلاہ کے ساتھ منضم
کیا اور پوچھتے پوچھتے خلیفہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یہ دونوں
چیزیں حضرت غوث الاعظم کے ہیں جن کی بابت مجھے خواب میں ارشاد ہوا
ہے کہ ان امانتوں کو آپ کے سپرد کر دوں خلیفہ نے کلاہ اور کلاہ کے ساتھ
جبہ بھی قبول کیا اور نہایت مسرور و شاداں ہوئے زاں بعد اس بزرگ نے
کہا کہ چونکہ یہ تبرک خدا کی ایک نعمت عظیم ہے اس لئے آپ کو اس کے شکریہ
میں بہت سا کھانا پکا کر شہر کے رؤسا کو مدعو کرنا چاہیئے خلیفہ نے فرمایا تم
رؤسا شہر کی دعوت کر دو اور کل سب کو لے کر آجاؤ ہم وافر کھانا تیار
کر رکھیں گے۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ بزرگ رؤسا شہر کو ساتھ
لے آیا اور سیر ہو کر کھانا تناول کیا جب کھانا کھا چکے اور فاتحہ سے فارغ
ہوئے تو اس بزرگ نے خلیفہ سے کہا کہ جب آپ متوکل ہیں اور معاش کے
ظاہری اسباب نہیں رکھتے ہیں تو فرمائیے کہ اس قدر کھانا کہاں سے مہیا ہوا
خلیفہ نے ایک نہایت خوش آیند تبسم کے ساتھ فرمایا کہ ہم نے جبہ کو فروخت
کر کے کھانے کا سامان مہیا کیا یہ کہنا تھا کہ اس عزیز نے ایک شور مچایا اور
آہ و فریاد شروع کی کہ میں نے اس فقیر کو اہل دل خیال کیا تھا لیکن افسوس

Marfat.com

میرا خیال بالکل غلط ثابت ہوا اور یہ شخص نہایت ناقابل ظاہر ہوا حضر
میں یہ ایک مکار شخص ہے جو فقیروں کے لباس میں لوگوں کو دھوکا دیتا
ہے حیف اس نے اُن عظیم الشان تبرکات کی کچھ قدر و منزلت نہ کی اور
حقیر داموں پر فروخت کر دیا۔ خلیفہ ابوالقاسم نے ایک نہایت تندی اور
تیزی کے لہجہ میں فرمایا کہ بس خاموش رہ زیادہ دُندنہ مچا جو تبرک تھا اُسے
تعویذ بازو بنا کر رکھا ہے اور جو در اصل تبرک نہ تھا بلکہ ہمارے امتحان
غرض سے تو نے پیش کیا تھا اُسے ہم نے فروخت کر ڈالا اور حقیقی تبرک
شکرانہ میں صرف کر دیا۔ یہ سُنکر وہ بزرگ متنبہ ہوا اور تمام اہل مجلس سے
حقیقت حال بیان کیا۔ حاضرین مجلس کی زبان سے ایک بے اختیارانہ جوش
سا لغہ نکلا کہ الحمد للہ یہ تبرک ایک ایسے شخص کو پہنچا جو اس کا اہل اور مستحق
خلیفہ ابوالقاسم اگرچہ امیر ابوالعلی کی صحبت میں بھی پہنچے ہیں اور اُن
خدمت سے بھی بے انتہا فوائد اٹھائے ہیں لیکن ارتباط استفاضہ اور
بیعت ملا ولی محمد ہی کی خدمت میں رکھتے تھے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے
کہ حضرت امیر نے خلیفہ سے فرمایا کہ تم ہم سے بیعت کیوں نہیں کرتے جواب
دیا کہ چونکہ ملا ولی محمد خود حضرت امیر کی خدمت سے فیض یاب ہیں اور ان
نے تمام علوم کی تحصیل اُن ہی کی خدمت میں کی ہے اور اُن ہی کی جناب
الفت تمام رکھتا ہے اس لئے ارتباط بیعت بھی اُن ہی کے حضور میں بہت
مناسب دیکھا۔ حضرت امیر ابوالعلی نے آپ کی یہ شستہ تقریر سُنکر تبسم کیا
مرحبا کہہ کر دعائیں دیں آپ کا انتقال اکبر آباد میں ہوا اور وہیں دفن کئے۔

Marfat.com

اجازت عامہ

ان حضرات کی تعداد صحیح اندازے کے ساتھ بتانا سخت مشکل
ے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اجازت عامہ حاصل کی۔
ر ہزار تلاش و تتبع کے ہنوز کوئی ایسی مفصل فہرست دستیاب
جس سے اس بات کا پتہ چل سکے لیکن قیاس اس بات کو چاہتا ہے
تلف اشخاص اور متعدد اساتذہ سے اجازت عامہ حاصل ہوئی
جن حضرات کی خدمت میں استفادہ کے لئے حاضر ہوئے اور جس
یل میں مشغول ہوئے اُسے بالضرور تکمیل کے مرتبہ پر پہنچایا اور جب
ن کی درسگاہ سے فارغ التحصیل اور کامل ہو کر علیحدہ ہوئے
ے کہ ہر شخص سے اجازت اور عام سند حاصل کی ہو لیکن جہاں
غ سے پتہ چلتا ہے ان سب سے اس قدر یقین کے ساتھ معلوم ہوتا ہے
بداللہ اور خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی اور سید عظمت اللہ جیسے مجتہدین
ں کمالات کی فیض صحبت اور تعلیم و تربیت نے جناب شیخ عبدالرحیم
دینی فنون اور وہبی علوم میں کامل کر دیا تھا اور آپ میں ہر قسم کی اہلیت
ت پاکر اجازت عامہ سے ممتاز و سرفراز فرمایا تھا۔ چنانچہ ہم اس امر
ں میں خود جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ہی کے بیان کو پیش کرتے ہیں
ے بڑھ کر کوئی اور مستند شہادت ہو نہیں سکتی۔

ابوالقاسم اکبرآبادی کی اجازت آپ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ابوالقاسم

Marfat.com

نے مجھے تکمیل وارشاد کی اجازت سے سرفراز فرمانا چاہا تو آپ نے
مخلص اور بے ریا عقیدت مند مرید کو حکم فرمایا کہ ہمارے تمام شنا
اور مریدوں کی دعوت کرو اور کافی مقدار کھانا مہیا کرو چنانچہ اس
آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی جب کھانا پک کر تیار ہوا۔ اور تمام
جمع ہو گئے تو آپ نے فقیر کو طلب کیا میرے سر پر دستار باندھی
اجازت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا اس وقت میں نے التماس کی کہ حضو
میں اس عظیم الشان اور جلیل القدر کی قابلیت نہیں رکھتا اور ان حقوق
و برداشت کی اپنے میں طاقت نہیں دیکھتا فرمایا کوئی مضائقہ نہیں آخر
دوسری جگہ سے بھی اجازت عامہ حاصل کی ہے بھلا بتاؤ سید عبداللہ
ساتھ تمہارا معاملہ کس طرح تھا میں نے عرض کیا انہوں نے اپنے تمام حقو
مجھے معاف کر دیئے تھے فرمایا میں نے بھی اپنے تمام ظاہری و باطنی
تمہیں معاف کر دیئے۔ عبدالرحیم! یہ فرقہ جو کام کرتا ہے اس کا انجام
سے پیش نظر رکھ لیتا ہے۔

سید عبداللہ کی اجازت جب یہ سب کچھ ہو چکا تو آپ نے مجھے طالبا
حق کی رہنمائی اور دینی علوم کی اشاعت و درس کی اجازت دی اور
فرمایا کہ اب اگر تم مناسب سمجھو تو دھلی میں جا کر رہو اور وہاں کے با
میں دینیات کی اشاعت دو لیکن میں نے عرض کیا کہ ابھی چند روز
میں آپ ہی کے قدموں میں رہنا پسند کرتا ہوں چنانچہ آپ اس سے
بہت خوش ہوئے اور روز بروز زیادہ توجہ مبذول فرماتے ر

Marfat.com

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ عبدالرحیم! تم شہر میں گشت لگایا کرو اور
بتوں کی زیارت کیا کرو لیکن فقیر اس وجہ سے تعلل کیا کرتا تھا کہ
ی خاطر کلی صرف خلیفہ ہی کی طرف منجذب تھی جب آپ نے میری
ت دیکھی تو ایک دفعہ بتاکید فرمایا اور ایک خادم کو میرے ہمراہ کر کے
یا کہ انہیں سید عظمت اللہ کے پاس لے جاؤ انہیں میرا سلام پہنچا
کہ آپ کی ملاقات کے لئے اس عزیز کو بھیجا ہے چنانچہ میں خلیفہ
ادم کے ساتھ سید عظمت اللہ کی ملاقات کے لئے چلا لیکن جب
ونوں بزرگ و محترم سید کے محلہ میں پہنچے تو خادم ان کا گھر بھول گیا اتفاق
اسی مقام پر محلہ کے بچے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک ہونہار بچے
یری نظر پڑی میں نے خادم سے کہا یہ لڑکا بزرگ زادہ معلوم ہوتا ہے
سے سید کا مکان پوچھنا چاہیئے استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سید
ت اللہ کا فرزند رشید ہے وہ ہمیں مکان پر لے گیا اور سید کو ہمارا پیام

سید عظمت اللہ بن عبداللطیف بن بدالدین بن سید جلال قادری متوکل اکبرآبادی سادات
ہی سے تھے آپ اکبرآباد میں پیدا ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی اس زمانہ میں آپکا وجود
وجود نہایت مغتنم تھا مزاج میں اس قدر استغنا تھا کہ فقرا اور اغنیا میں سے کسی کے مکان پر کبھی تشریف
لے جاتے تھے اور گوشۂ قناعت میں زندگی بسر کرتے تھے گو مشائخ چشتیہ میں ایک مشہور و
فرز شخص گنے جاتے تھے اور سلسلہ چشتیہ سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے لیکن لوگوں کو عام طور
پر سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ و نقشبندیہ میں مرید کیا کرتے تھے آپ نے ۱۰۸۴ھ میں چوتھی ربیع الاول
کو ۷۲ سال کی عمر میں بمقام اکبرآباد انتقال کیا اور جس محلہ میں سکونت رکھتے تھے وہیں مدفون ہوئے ۱۲

Marfat.com

پہنچا یا اُس زمانہ میں سید عظمت اللہ بیمار تھے اور ضعف کی وجہ سے باہر نہ آ سکتے تھے اندر سے کہلا بھیجا مجھے افسوس ہے کہ میں مرض کی اشتداد کے سبب صاحب فراش ہوں اور ذرا بھی جنبش کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور چونکہ اس وقت مستورات کا ہجوم ہے اس لئے پردہ کرانا بھی ناممکن ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ میری معذرت کو نگاہ قبول سے دیکھیں گے چنانچہ سید کے فرزند نے ہم سے تمام باتیں بیان کیں لیکن ہنوز اس کی تقریر کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ سید نے ایک شخص کو بھیجا کہ خلیفہ کے فرستادوں کو بٹھاؤ اور خدام سے فرمایا کہ جس چارپائی میں لیٹا ہوں یونہی اُٹھا کر دروازہ کے قریب لے چلو۔ چنانچہ آپکے ارشاد کی تعمیل ہوئی اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے مجھ سے ملاقات کر کے فرمایا میں معذور تھا اس لئے آپ کی خدمت میں معذرت کہلا بھیجی تھی لیکن پھر فوراً خیال ہوا کہ خلیفہ کا ایک عزیز کو میری ملاقات کے لئے بھیجنا ضرور کسی حکمت پر مبنی ہوگا لہذا خود حاضر خدمت ہوا۔ ازاں بعد سید صاحب نے میرا نام نسب اور وطن دریافت کیا اور خوب کرید کرید کر پوچھا میں نے اپنا نام و نسب وطن سب بتا دیا لیکن شیخ عبدالعزیز کی نسبت کو مخفی رکھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ سید کا سلسلہ وہاں تک پہنچتا ہے جب آپ سنیں گے کہ شیخ عبدالعزیز میرے جد امجد ہوتے تو ضرور تواضع سے پیش آئیں گے جو ایسے نازک اور خطرناک موقع پر نہ صرف تکلیف کا موجب ہے بلکہ اشتداد مرض کا سخت خوف ہے اگرچہ میں نے اس نسبت کو ہزار چھپایا لیکن بزرگ سید نے خداداد فراست سے خود دریافت کر لیا ازاں بعد ایک اشکال کی تقریر کی اور مجھ سے جواب کے طالب ہوئے میں نے عرض کی

Marfat.com

حضرت! میں استفادہ کے لئے حاضر ہوا ہوں نہ افادہ کے واسطے فرمایا ہم یہی
رہیں۔ الغرض بہت سی ردوکد کے بعد جو کچھ اس وقت مجھ سے بن آیا بزرگ
کے اشکال کا جواب دیا جسے آپ سنکر نہایت شاد ہوئے۔ اپنے تئیں چارپائی
سے نیچے ڈال دیا اور بے حد تواضع سے پیش آئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ میں اپنی
تقصیر کی معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو پہلے سے میں نے معلوم نہیں کیا ازاں بعد فرمایا
شیخ عبدالعزیز قدس سرہ نے ہمارے جدامجد کو وصیت کی تھی کہ اگر ہماری
اولاد میں سے کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور اس اشکال کی بایں وضع تقریر
کرے تو اسے ہماری یہ امانت یعنی طریقہ کی اجازت اور کچھ تبرکات حوالے کر دینا
میرے بزرگوار دادا اپنے زمانۂ حیات میں اس امر کے متلاشی رہے مگر کوئی شخص
اس قدرومنزلت کا نہ پایا چنانچہ جب اُن کا جام زندگی ابریز ہو کر چھلکنے لگا۔ تو
انہوں نے میرے والد بزرگوار کو یہی وصیت فرمائی والد ماجد نے ہر چند تفحص کیا
لیکن وہ بھی ناکام رہے انجام کار میری نوبت پہنچی میں اُس وقت سے اس زمانہ
تک برابر اسی کھوج میں لگا ہوا تھا۔ لیکن بجز آپکے اور کسی شخص کو نہ پایا چونکہ میں
اس رخت پا بر رکاب تھا اور کوئی ایسا فرزند جو اس عظیم الشان منصب کی قابلیت رکھتا
ہو نہ دیکھتا تھا۔ اس لئے شب وروز افسوس کرتا تھا۔ الحمد للہ کہ آج میری اُمید
کا پژمردہ درخت سرسبز و شاداب ہو کر کھلا پھولا اور میں اُس بار امانت سے
سبکدوش ہوا یہ کہہ کر سید نے عمامہ میرے سر پر باندھا اور اجازت عمامہ عنایت
فرمائی۔ کثیر المقدار شیرینی اور کچھ نقدی میرے ساتھ کی اور بڑی خوشی کے ساتھ
رخصت کیا جب میں وہاں سے واپس ہو کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

Marfat.com

جوشِ مسرت کے ساتھ میرا استقبال کیا اور بے ساختہ آپ کی زبان سے
کہ آج تم بھرپور ہو کر آئے ہو میں نے وہ تمام عطیات آپکے سامنے رکھ
فرمایا عبدالرحیم! نقدی ظاہری جمعیت کی طرف اشارہ ہے اور عمامہ اجاز
عامہ اور باطنی جمعیت کی طرف مشیر ہے ان دونوں باتوں میں کوئی دوسرا شخ
شریک نہیں ہو سکتا۔ البتہ شرینی ایک ایسی چیز ہے جس میں تمہیں شریک ہو
ہے۔ چنانچہ تھوڑی سی شرینی آپ نے قبول کی اور باقی درویشوں کو تقس
دی +

شیخ عبدالرحیم صاحب کی ملاقات اہل اللہ اور مجذوبوں سے

جناب شیخ عبدالرحیم کے اہل اللہ اور مجاذیب سے ملاقات کرنے کے
اس قدر واقعات ہیں کہ اگر ہم فیصدی دس کا بھی انتخاب کریں تو بھی حیات و
کی وسعت انکے لئے ناکافی ہو تاہم چند ایسے واقعات قلمبند کیے جاتے ہیں
جو خاص دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں اور جن سے شیخ عبدالرحیم صاحب کے خاص
فضائل اور عظمت و شوکت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور جنہیں خود شیخ صا
نے اپنی پر زور قلم سے تحریر کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت اکبر آباد کا گشت لگا رہا
ایک موقع پر مجذوب درویش میری نظر پڑا جو دنیا کے مجذوبوں کا نام شمار میں
لا رہا اور کہہ رہا تھا کہ ملک شام میں فلاں مجذوب ہے اور روم میں فلاں اس
وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش ہندوستانی مجذوبوں کی نسبت

Marfat.com

کہتا تو لطف سے خالی نہ ہوتا بمجرد اس خطرہ کے درویش نے ہندوستان
مجذوبوں کے نام لینے شروع کیئے اور بیان کرتے کرتے یہاں تک پہنچا
بیکا مجذوب خوب ہے اور پیرا ئیم مجذوب ہے اسی اثنا میں مجھے یہ
ش پیدا ہوا کہ اگر ہندوستان کے سالکوں کا ذکر کرے تو مزید اطلاع کا
ث ہو درویش میرے اس خطرہ پر بھی آگاہ ہو گیا اور ایک تند و تیز لہجہ
ں کہا کہ خلیفہ ابوالقاسم خاص فضائل و کمالات میں ایسا معزز و ممتاز شخص
ے جس کی نظیر سے سارا اکبر آباد خالی ہے یہ کہہ کر میری طرف متوجہ ہوا اور
اتم یہاں کیوں کھڑے ہو جاؤ اور اپنے کام میں مصروف ہو۔ چنانچہ میں
لا آیا۔

شیخ کا بیان ہے کہ میں سونی پت میں کسی تقریب سے گیا اتفاقاً دل میں
آیا کہ منور مجذوب کو دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ میں اُس کے مقام پر گیا جب میں
وہاں پہنچا ہوں تو وہ سوتا تھا جوں ہی میری حرکت محسوس کی اپنی گدڑی چاروں
طرف سے سمیٹ کر اس میں لپٹ گیا اور ہوش و حواس بجا کر کے بیٹھ گیا میں
تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا اور جب دیکھا کہ کوئی بات نہیں کرتا ہے تو خود میں نے
کلام کی سلسلہ جنبانی کی اور کہا مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔
اگر تم عقل و ہوشیاری کے ساتھ جواب دو تو بہتر ورنہ خیر جواب دیا کہ
میں جواب دینے میں تا بہ امکان احتیاط کروں گا میں نے کہا صرف اتنا بتا دو
کہ تمہیں ایسی کونسی چیز حاصل ہوئی ہے جس نے تمہاری ساری عقل و تمیز کو کھو دیا ہے
اور ہوش و حواس سلب کر لئے ہیں اُس نے میری بات سُنکر اول تو کچھ

Marfat.com

سکوت کیا گویا کسی گہرے خیال میں ڈوب گیا۔ لیکن پھر سر اٹھا کر بولا عزیز
یہ ایک ایسا نازک اور باریک سوال ہے جس کا جواب عبارت کے قالب
ڈھالنا اور الفاظ کے ساتھ تعبیر کرنا ناممکن ہے مگر ایک مثال کے پیرا
اس کی کیفیت تم پر ظاہر کرتا ہوں سنو! جس چیز نے ہماری عقل و تمیز کو
کر کے مجنونوں اور دیوانوں کے زمرہ میں داخل کیا ہے وہ ایک ایسی کیفیت
سے تعبیر کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص نے مقدار سے زیادہ گرمی پائی اور
میں غرق ہو گیا دفعتہً ایک نہایت سرد اور خوش آئندہ ہوا کے جھونکے
شروع ہوئے جن سے اُسے راحت کلی حاصل ہوئی بس یہی کیفیت ہم لو
پر طاری ہو کر اس درجہ کو پہنچا دیتی ہے میں نے کہا اس سے بہتر کیفیت
سالکوں کو حاصل ہوتی ہے مگر پھر بھی اُن کی عقل بجا اور ہوش و حواس قائم ر
ہیں جواب دیا کہ عزیز من! یہ داشت الٰہی ہے جس شخص کو جیسا چاہتے
رکھتے ہیں۔

واجب الاحترام اور معزز شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد
دور دراز سفر سے مراجعت فرمائے وطن ہوئے لیکن آپ کا قصد تھا کہ
میں داخل نہ ہوں اور بالا بالا دوسرے سفر کی جانب عنان توجہ مبذول
فرمائیں اس لئے مجھے آپ نے بلا بھیجا میں والد ماجد کی زیارت کے لئے
شہر کے باہر گیا۔ اثناء راہ میں میرا گذر ایک باغ پر ہوا جو نہایت شاداب
پر رونق تھا اور جس کی انتہا سے بڑھی ہوئی زینت اور سرسبزی نے مجھے
بے اختیار اپنی طرف مائل کر لیا۔ میں اس کی خوبصورت روشوں اور لہلہاتے

Marfat.com

ں کی سیر کرتا ہوا ایک ایسے گنجان درخت کے قریب پہنچا جس کی نرم
ں شاخیں جھوم جھوم کر زمین کا بوسہ لے رہی تھیں اُن کی آڑ میں ایک
یب مغل صورت بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی غل مچا کر کہا اے عزیز ادھر
رتھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھ جاؤ چنانچہ میں اُس کے پاس جا بیٹھا اور وہ
سلوک وریاضتوں کی حکایتیں بیان کرنے لگا ازاں بعد بولا تمہارے پاس
ں قسم کا کھانا ہے تدرے میرے لئے منگا دُمیں نے فورا اپنے آدمی
واز دی اور کھانا اس کے سامنے پیش کیا پھر بولا کہ تمہاری جیب میں اس
پیسے ہیں میں صرف ایک پیسہ کا محتاج ہوں کہ حجام کو دے کر سراور ڈاڑھی
ست کراؤں میں نے چند پیسے اُس کے سامنے رکھے لیکن اُس نے بجز ایک
ے کے اور کسی چیز کو نگاہ قبول سے نہ دیکھا۔

شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ موضع میرواڑہ میں ایک مجذوب تھا جس کی
رت تمام اطراف میں پھیلی ہوئی تھی اس کا عام دستور تھا کہ کبھی مسجد میں
م نہ رکھتا اور جب اُس سے دریافت کرتے تو کہتا ہم نجس و ناپاک ہیں اور
جد میں داخل ہونے کو اپنے مناسب حال نہیں دیکھتے اسی طرح اس کا یہ کبھی
ب تھا کہ وہاں کے زمینداروں کا کھانا نہ کھاتا تھا کہ اس کھانے میں بستگی ہے
ب میرا اُس موضع میں جانے کا اتفاق ہوا تو میری ملاقات کے لئے مسجد میں
یا اور میرے ہی ساتھ کھانا تناول کیا لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو
ولا اس عزیز کی وجہ سے میری نجاست جاتی رہی اور تمہارے کھانے سے
ستگی دور ہوگئی ۔

Marfat.com

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ صوفیہ کے لباس میں مقید رہنا بہر حال تکلف سے خالی نہیں ہے اور اس خیال نے مجھ پر اس درجہ ہجوم کیا کہ میں نے فوراً وہ لباس اتار پھینکا سپاہیانہ طور پر کمر میں تلوار لگائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک مجذوب سامنے سے آکر کہنے لگا کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص چاند کو گرد سے چھپائے ہرگز نہیں۔ عزیز من! تیرے معبود کی قسم کہ یہ لباس تیری شان کے سزاوار و لائق نہیں اسے اتار ڈال اور لباس صوفیہ زیب بدن کر چنانچہ اسی وقت سے میں نے لباس صوفیہ کو بالالتزام اختیار کیا اور اس کے علاوہ کسی اور قسم کا لباس پہننا پسند نہیں کیا۔

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ایک نہایت صالح و نیک شخص سکونت رکھتا تھا جو علم وفضل کے علاوہ توکل و قناعت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا اس کے مزاج میں اس درجہ خداداد استغنائی تھی جس نے تمام چیزوں سے اسے بے تعلق و بے پروا کر دیا تھا۔ سعد اللہ خاں کے بعض نواسے ان سے تحصیل علوم کرتے تھے اور وہی ان کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے ہر چند کہ سعد اللہ خاں نے کئی دفعہ انہیں بلایا اور ایک دو دفعہ خود بھی ملاقات کے لئے در دولت پر حاضر ہوا لیکن آپ نے اس سے ملنا پسند نہیں کیا۔ اتفاق وقت سے ایک دن میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس زمانہ میں میں نہایت کم سن تھا اور علم نحو میں کافیہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک خواجہ سرا نے مبحث منادی کا ایک جزئی مسئلہ مجھ سے دریافت کیا جس کا مفهوم

وقت مجھ سے بن نہ پڑا اس سے مجھے نہایت قلق و رنج ہوا اور میں اپنے
ہی دل میں سخت شرمندہ ہوا لیکن وہ عزیز میری تغیر حالت کو فوراً
گیا اور میرے حزن و رنج کا سبب معلوم کرکے ایک نہایت برہمی کے
میں خواجہ سرا کو عتاب کیا اور کہا تو اس لڑکے کو نہیں جانتا کہ کون ہے اور
قدر قیمتی جوہر اپنے میں مضمر رکھتا ہے۔ عنقریب وہ زمانہ چلا آتا ہے
یہی لڑکا جو ہنوز ہلال کی صورت میں نظر آتا ہے ملک پر بدر کامل ہو کر
لے گا اور ایک عالم کو اپنے علمی نور سے روشن و منور کرے گا کوئی دن جاتا
کہ اس بچے کی پاپوش تیرے آقا کے سر پر رکھے جانے سے سخت ننگ و
عار کرے گی۔ بڑے بڑے باشان و شوکت حکمران اس کے قدموں کو بوسہ
یں گے اور اس کی قدمبوسی کو ذریعہ فخر سمجھیں گے +

شیخ کے عام اخلاق و عادات اور فضل و کمال

شیخ عبدالرحیم صاحب کے ان خاص فضائل اور معاملات کو نظر انداز
کرکے اب ہم آپ کے علمی فضائل و کمال اور عام اخلاق و عادات قلمبند
کرتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے حالات زندگی میں بھی وہ صاف آئینہ ہے
جس میں مختلف ہیئتوں کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں شیخ کے علمی فضل و کمال
کا جو بیان مختصراً لکھا جا چکا ہے اس سے زیادہ تشریح و تفصیل کی ہم اس
موقع پر ضرورت نہیں سمجھتے لیکن تاہم ان علوم کی نسبت اجمالی طور پر بیان
کرنا مناسب سمجھتے ہیں جن میں بزرگ شیخ کو کامل مہارت اور پوری دستگاہ

Marfat.com

تھی اور جنہیں اپنے خداداد قابلیت اور فطری بخشش کی بدولت اس قدر
کرایا تھا کہ اس سے جلد تکمیل کے درجہ کو پہنچنا کسی بشر کا کام نہیں ہے

صرف ونحو | صرف ونحو جو علوم عربیہ کے عنصر ہیں ان میں شیخ کو اس قدر کم
کہ موجدین فن میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ طلبہ کے درس کے وقت اس
فن میں ایسے ایسے نکات اور باریکیاں بیان کرتے تھے جنہیں سنکر
بڑے علامہ اور ماہرین فن دنگ رہ جاتے تھے یہی وجہ تھی کہ شیخ کا
اس علم میں یہاں تک ہوا کہ آپ علماً وعملاً مسلم الثبوت استاد تسلیم کئے
مجتہدین فن دور دور سے تعلیم کے لئے حاضر ہوتے اور آپ کی شاگردی
باعث فخر جانتے۔

حدیث وفقہ | حدیث وفقہ میں آپ کو وہ کمال تھا جس کی نظیر اس عہد میں
نہ تھی علم حدیث کے ماہرین نے آپ کو شیخ الحدیث کا خطاب دیا تھا
فقیہی لوگ فقہ کا دوسرا بازو سمجھتے تھے آپ کو حدیث وفقہ کی ہزاروں
جزئیات ازبر تھیں اور بہت سی حدیثیں معہ اسناد نوک زبان تھیں آپ
دیگر مشاغل علمیہ میں التفات تھا لیکن جس قدر علم حدیث میں انہماک و شغف
تھا کسی اور علم میں نہ تھا آپ کی صحبت میں ہمیشہ اپنی علم کا چرچا رہتا
اس سبب سے ہر وقت آپ کی درسگاہ میں طالبان حدیث کا ایک جمگھٹ
اور مجمع کثیر لگا رہتا جو آپ کے بیانات شافیہ سے اپنی معلومات بڑھاتے
فیض علم سے بہرہ ور اور کامیاب ہو کر جاتے غرضکہ شیخ کی فقہ و حدیث
میں اس قدر شہرت تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ اس فن خاص کے

Marfat.com

ہ کے شہسوار مشہور ہو گئے تھے اور اُن مقتدر لوگوں کے معتقد علیہ مانے
تھے جو خود امام وقت اور مجتہد فن کہلائے جاتے تھے۔
پھر جیسا آپ کو فقہ و حدیث میں کمال تھا ویسے ہی علم تفسیر میں اپنا
رکھتے تھے وہ الہامی نکات اور ربانی اسرار جو قرآن مجید کے لفظ لفظ میں
کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں آپ ایسے تبحر کے ساتھ بیان کرتے جسے
بڑے بڑے علامہ اور ماہرین فن حیرت زدہ ہو جاتے جب آپ
کی تفسیر بیان کرنے لگ جاتے تو سامعین کو معلوم ہوتا تھا کہ وحی اُتر رہی
حقیقت میں یہ شیخ صاحب ہی کا بیج ڈالا ہُوا ہے جو اس وقت تک حدیث
کا درخت پھلا پھولا اور لہلہاتا نظر آتا ہے اور یہ احسان ہندوستان
اور دہلی پر خصوصًا آپ ہی کا ہے جس کے بار سے اُس کا سر اوپر
اُٹھ سکتا کیوں کہ اس سے پیشتر تمام ہندوستان میں جہل و بدعت کی
پھیلی ہوئی تھی اور کوئی شخص حدیث و تفسیر سے واقف نہ تھا۔ ایک
اجل ہمعصر جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات پر ریویو کرتے ہوئے
ہے کہ "شاہ عبدالرحیم صاحب جنہوں نے پہلی ضرورت ہندی مسلمانوں میں
نبوی کی اشاعت دیکھی واقعی ایک برتر الہامی خیال تھا جو بجلی کی طرح
کے دماغ میں کوندا۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے ایک مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد
اور اس میں علم حدیث کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس تعلیم نے چند سال میں اپنا
اثر مسلمانوں پر ڈالا اور اب جوق جوق طلبہ آپ سے حدیث سیکھنے کے
لئے آنے لگے گویا اسی تاریخ سے مذہب بدعت و شرک کے ساکن سمندر میں

Marfat.com

ایک تحریک سی پیدا ہونے لگی مگر یہ خفیف تحریک ایسی نہ تھی کہ ا
عظیم الشان میں کچھ معلوم ہوتی اور ایک تموج خیز طوفان اس میں پید
شاہ عبدالرحیم صاحب قوانین فطرت کی باریکیوں اور مفہوم کو خوب
تھے وہ جانتے تھے کہ معمولی تختہ پر جب تک کہ اسے ہموار نہ کیا جا
اس پر ملتانی نہ پھیری جائے کبھی صفائی اور آسانی سے لکھا نہیں
اس لئے انہوں نے اپنی کوششوں کو بظاہر ناکامی کا جامہ پہنے ہو
کر کچھ ہراس نہیں کیا اور ہمیشہ دل میں یہ یقین رکھا کہ یہ ناکامیاں خوش
ہیں کیونکہ یہ بدیہی امر ہے کہ مرض ہر طرح برا ہوتا ہے لیکن اس م
مبارک کہنا چاہیئے جس کا انجام صحت ہو۔

غرضکہ یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تفسیر واحادیث کی اشاع
میں جو سرگرمی اور کوشش شیخ عبدالرحیم صاحب نے فرمائی اس میں مت
ومتاخرین میں سے کوئی شخص آپ کا دعوےدار نہیں ہو سکتا اور اگر
کرے بھی تو اس کا یہ دعوے چل نہیں سکتا بھلا ایسے شخص کی کون
کرسکتا ہے جسے خود فطرت اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہو
ایسی لیاقت وقابلیت کا کون مقابلہ کرسکتا ہے جو پہلے ہی سے
قابلیتوں اور روحانی جوہروں سے آراستہ کی گئی ہو۔

اگرچہ شیخ کو علم حدیث وتفسیر کے مشاغل میں زیادہ تر انہماک
لیکن باوجود اس مشاغل کے علم ادب اور مناظرہ کا بھی چرچا رہتا تھا
ان علوم سے آپ کو غفلت نہ تھی۔

Marfat.com

مناظرہ | علم ادب میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا جو اس وقت تک
فن کو تسلیم ہے آپ کے علمی مناظروں پر نظر ڈالنے سے صاف
ہوتا ہے کہ قدما اور جاہلیت کے شاعروں کے اشعار بکثرت یاد
میں سند کے ہر ہر مقام پر بے ساختہ پیش کرتے تھے۔

شاعری | علم ادب کا بہت بڑا جوہر کہنا چاہیئے۔ اس میں بھی
مہارت تامہ حاصل تھی لیکن آپ کے اشعار ہمیشہ مبالغہ آمیز اقوال
ول وبے ہودہ عبارتوں سے خالی ہوتے اور پند و نصائح سے
میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے ذیل کی رباعی آپ ہی کی موزون طبیعت
ہی نتیجہ ہے ؎

اے کہ نعمتہا ۔۔ تو از حد فزوں | شکر نعمتہا ۔۔ تو از حد برون
عجز از شکر تو باشد شکر ما | گر بود فضل تو مارا رہنمون

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے والد بزرگوار
ظہر کے متصل دفعتہً میری طرف متوجہ ہوئے اور برجستہ یہ دو شعر
نے رباعی۔

گر تو راہ حق بخواہی اے پسر | خاطر کس را مرنجاں الحذر
در طریقت رکن اعظم رحمت است | این چنین فرمود آں خیر البشر

عی پڑھ کر فرمایا۔ ولی اللہ! دوات قلم لا کر اس رباعی کو قید کرتا ہے،
لے آو۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے دفعتہً میرے دل میں اس مضمون کو بایں
القا فرمایا ہے کہ تمہیں وصیت کروں۔

Marfat.com

علمی مجلسیں | ان رباعیات سے عمدگی مضامین کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا کو نظم پر کس قدر اقتدار تھا۔ اور وہ کس مرتبہ کے شاعر تھے شیخ کی اور آپ کے مناظرہ کے حالات اس میں شک نہیں کہ تشریعین و ... کی روح وجان ہیں لیکن افسوس ہے کہ آپکے خاص خاص مناظرے علمی بحثیں جس سے آپ کی جودت طبع ذہانت وسعت نظر اور ... کا حال معلوم ہو ہمیں کہیں سے دستیاب نہیں ہوئیں البتہ کسی قدر علمی کے حالات کا آپ کے ملفوظات سے پتا چلتا ہے جنہیں ہم آگے جدا عنوان سے بیان کریں گے شیخ کی ذہانت وطباعی میں بہت دلچسپ واقعات مشہور ہیں لیکن ہم اس موقع پر صرف وہی ایک وا... ہیں جس کا جناب شاہ ولی اللہ صاحب آپکے فرزند رشید نے اکثر ... میں ذکر کیا ہے۔

ذہانت وطباعی | شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہے میرے والد ... اکبر آباد میں تھے کہ حضرت سید عبد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اس وجہ ... کو سخت اندوہ و رنج ہوا۔ اور کسی عزیز کی صحبت کے طالب ... اسی اثنا میں حضرت خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی کے فضائل و منا... جستہ آپکے کان میں پہنچے اور آپ غائبانہ انکے گرویدہ ہو کر ایک ... کی ہمراہی میں خلیفہ کی خدمت میں پہنچے دیکھا تو وہ اپنے مکان کی ... مشغول تھے اور نازک خیال معمار کو مکان کے مقامات بتا... اسی اثنا میں آپ کی زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوئے

ہرکرا ذرہ وجود بود — پیش ہر ذرہ در سجود بود

ے والد بزرگوار نے فوراً بیت مذکور کا اس طرح اعادہ کیا ؎

ہرکرا ذرۂ شہود بود — پیش ہر ذرۂ در سجود بود

نے اس بیت کو سنتے ہی شیخ صاحب کی طرف التفات کر کے
یں نے ایک معتبر و مستند نسخہ میں لفظ وجود ہی لکھا دیکھا ہے شیخ
ا آپ بجا فرماتے ہیں لیکن میری نظر سے بھی ایک صحیح نسخہ گزرا ہے
ں لفظ شہود لکھا ہوا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر تک دونوں حضرات میں
رہا لیکن باوجود ردو قدح کے مسئلہ متنازعہ فیہ طے نہیں ہوا۔ اسی
ں خلیفہ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم علوم و فنون کا کافی حصہ رکھتے
خ نے فرمایا۔ اگر یہ علم راہ حق میں مضر ہے تو میں توبہ کرتا ہوں فرمایا علم
ے خود کوئی مضر چیز نہیں لیکن یہ دل و دماغ کی خوبی ہے کہ علم مضر اور
ب بن جاتا ہے اس لئے یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ علم نہ تو ہر شخص کے لئے مضر
ہے نہ ہر متنفس کے لئے مفید و نافع ہی۔ زاں بعد آپ نے استدلالاً
یت پڑھے ؎

علم را برتن زنے مارے بود
علم را بر دل زنے یارے بود

رض چونکہ اس مناظرہ کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا اس لئے شیخ صاحب خلیفہ کی
ں سے اُٹھ کر چلے آئے لیکن دوسرے دن باین خیال کہ خلیفہ عمارت
شغول تھے زیادہ تحقیق نہ کر سکے اور بات کی تکمیل نہیں ہوئی پھر تشریف

Marfat.com

لے گئے جب آپ وہاں پہنچے تو خلیفہ نے بڑے جوش مسرت سے استقبال
کیا اور فرمایا کل میں عبارت میں مشغول تھا اس لئے بات نا تمام رہ گئی تھی
اب کہیئے نسخہ شہود کی کیا توجیہ ہے شیخ نے فرمایا اس کی توجیہ ظاہر ہے
کہ جس شخص کی نظر میں حق تعالےٰ کا شہود ذرات عالم میں سما جاتا ہے
بالضرور ہر ذرہ کے آگے سر بسجود ہوتا ہے لیکن جو شخص جمع کے مرتبہ میں
رہتا ہے جسے وجود سے تعبیر کرتے ہیں وہ سجدہ سے فارغ ہو جاتا ہے
ازاں بعد خلیفہ نے فرمایا کہ اچھا جس صحیح نسخہ میں لفظ وجود لکھا ہوا دیکھا ہے
اس کی توجیہ کیا ہے شیخ نے فرمایا کچھ عجب نہیں کہ وجود معنی وجدان ہو
یہ وجود شہود کے معنی کے قریب قریب ہے شیخ کی اس علمی تقریر سے
خلیفہ بیحد خوش ہوئے اور ہمیشہ اعزاز و توقیر سے پیش آتے رہے۔

تصرف و کشف | شیخ کے تصرف و کشف کے حالات کتابوں میں جستہ جستہ
مذکور ہیں چنانچہ اس مقام پر بعض واقعات جنہیں مستند و معتبر لوگوں
کے حالات میں بیان کیا ہے لکھے جاتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ
ایوب مراد آبادی واجب الاحترام شیخ کی ملاقات کے لئے آئے اور
کے قصد سے اپنے لوگوں اور اسباب کو کسی دور مقام پر چھوڑ کر تنہا
کی خدمت میں حاضر ہوئے اتفاق سے اس وقت بزرگ شیخ تیر انداز
مشق میں مصروف تھے شیخ ایوب کو دیکھتے ہی آپ نے کمان زمین پر
اور جوش مسرت کے ساتھ خیر مقدم ادا کیا معمولی مزاج پرسی کے بعد
عیال کی خیریت دریافت کی شیخ ایوب نے نہایت ادب سے سر جھکا کر

Marfat.com

ترین کو ان سے پیشتر قدمبوسی کا اعزاز حاصل نہیں ہوا ہے۔ تعجب ہے
م شیخ محمد سے روشناس ہیں۔ فرمایا تمہارا نام ایوب ہے شیخ ایوب کہتے
واجب الاحترام شیخ کے اس فقرہ نے مجھے اور بھی تعجب وحیرت میں ڈال
یں دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اتنے میں شیخ نے فرمایا۔
ں میری خیر و عافیت دریافت کرنے سے تعجب ہوا ہوگا۔ پھر تمہارا نام
بھی حیرت و استعجاب کا باعث ہوا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ بے شک
ے ایسے ہی خیالات تھے۔ لہٰذا یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا
نام ایوب ہے۔ فرمایا تمہاری صورت دیکھتے ہی میرے دل نے گواہی دی
را نام ایوب ہے زاں بعد شیخ ایوب نے کہا۔ مجھے اطلاع دیجئے کہ جس کام
ے میں لشکر میں جاتا ہوں۔ اس میں کامیاب ہوں گا کہ نہیں فرمایا نہیں شیخ
سے کہتے ہیں کہ چند مجبوریاں اس قسم کی پیش آئیں جن سے مجھے لشکر میں جانا
ر ہر چند کہ اپنی کامیابیوں میں صدہا کوششیں کیں لیکن سب کی سب بے سود
ائگاں گئیں۔

ایک ذی وجاہت اور با حشمت و شوکت امیر محمد فاضل کے پڑوس میں
ت رکھتا تھا جو شاہی طرز کی عمارت بنانا چاہتا تھا جب اُس نے سلسلہ
جاری کرنا چاہا تو حویلی کے ایک موضع میں کجی نکلی امیر چاہتا تھا کہ دوچند
ر سہ چند یا جس قیمت پر محمد فاضل راضی ہو جائے قدرے زمین خرید کر اپنی
ی میں ملحق کر لے لیکن محمد فاضل نے دوچند سہ چند قیمت کو بھی نگاہ قبول سے
ں دیکھا اور باہمی ردوقدح کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں میں سخت رنجش و

Marfat.com

عداوت ہوگئی۔ انتہائی غیظ میں امیر کے منہ سے نکل گیا کہ میں صبح کو
سے شکایت کروں گا۔ کہ یہ شاہی زمین ہے جس پر محمد فاضل نے غاصبانہ
تصرف کر رکھا ہے غرضکہ جہاں تک بن پڑے گا اس زمین کو لئے بغیر
چھوڑوں گا۔ گر لاکھ روپیہ تک خرچ کیوں نہ ہوجائیں۔ جب رات ہوئی
محمد فاضل شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے اُسے متفکر و اداس دیکھ
کا سبب دریافت کیا۔ عرض کیا کہ آج صبح سے میں متفکر ہوں کیونکہ مکان
زمین کی بابت فلاں امیر سے مناقشہ ہوگیا ہے اور وہ بادشاہ سے شکایت
کرنے پر آمادہ ہے شیخ نے فرمایا تم مطمئن رہو۔ اُسے بادشاہ سے ملاقات
ہی نصیب نہ ہوگی۔ چنانچہ صبح کو جب وہ درباری لباس پہن کر بادشاہ کے
میں حاضر ہونے کے قصد سے نکلا تو رستہ میں چند شاہی افسروں نے
بادشاہ کا پیام دیا کہ فلاں مہم کی انجام دہی میں اسی وقت کوچ کرنا چاہیے
اگرچہ اُس امیر نے بہت اصرار کیا کہ میں بالمشافہ رخصت ہونا چاہتا ہوں اور
ضروری مطالب شہنشاہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں لیکن شاہی افسروں نے
اس کی ایک نہ سنی اور جبراً شہر سے باہر نکال دیا۔ اور اتفاق سے اُس کا
انتقال ہوگیا۔

شیخ عبدالرحیم صاحب ایک دفعہ شیخ عبدالاحد کے مکان پر گئے
نے اپنے لڑکے سے کہا جاؤ اور شیخ کے لئے گلاب کا شیشہ لے آؤ
عبدالاحد کے مکان میں گلاب کے دو شیشے دھرے تھے لڑکا چھوٹا شیشہ اٹھا
لایا۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا برخوردار من! گلاب کا بڑا شیشہ کیوں چھوڑ آئے

Marfat.com

ن اللہ صاحب کا بیان ہے کہ جب شیخ عبدالاحد صاحب بیمار پڑے
ب والد بزرگوار اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اُس وقت اتفاق
سے فقیر بھی حاضر خدمت تھا شیخ عبدالاحد کے اقربا نے آپ سے استدعا
یض کے لئے دعا کیجیے کہ خدا تعالیٰ شفا عاجل عطا کرے۔ لیکن آپ نے
ت کے اور کوئی جواب نہیں دیا اس پر شیخ کے اقربا نے مبالغہ کے ساتھ
اور بجز خاموشی کے کوئی جواب نہیں پایا دفعتہً شیخ عبدالاحد نے آپ کا
ضمیر دریافت کر کے اقربا کو مبالغہ سے منع کیا اور فرمایا لوگو! اولیاء اللہ کی
یں کسی امر کی نسبت مبالغہ کرنا نہ صرف بے ادبی و گستاخی ہی ہے۔ بلکہ
ممنوع ہے والد بزرگوار جب اُس مجلس سے اُٹھے تو فقیر کی طرف متوجہ ہو کر
لے لگے چونکہ شیخ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور اُن کی زندگی کا یہ اخیر
ہی طے ہونے کو باقی ہے اس لئے ایسے وقت میں دعا کرنا بے سود تھا
ری خاموشی کی بھی یہی وجہ تھی۔ چنانچہ اس کے چند روز بعد شیخ عبدالاحد
تقال ہو گیا۔

ایک دفعہ محمد قلی اورنگ زیب کے لشکر میں کسی سمت کو روانہ ہوا تھا۔ چونکہ
ۂ دراز تک اُس کی کوئی خبر عزیز و اقربا کو نہیں ملی۔ اس لئے اُس کی اس
فقودالخبری نے بالخصوص اُس کے برادر محمد سلطان کو سخت بے چین کر دیا اور
ب وہ بہت ہی بے تاب ہوا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ اُس
گشتہ کی خبر دیں۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے توجہ کی اور ہر چند کہ اُسے
شکر کے ایک ایک خیمہ میں ڈھونڈا لیکن کہیں سراغ نہ چلا۔ اموات کے زمرہ

Marfat.com

میں تلاش کیا وہاں بھی پتہ نہ لگا زاں بعد میں لشکر کے ارد گرد غور میں ڈوبی
نظروں سے دیکھا معلوم ہوا کہ غسل صحت پا کر سبزی رنگ کا لباس
بدن کئے ہوئے ایک کرسی پر جلوہ آزما ہے اور وطن مالوف میں آنے
کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے بھائی سے بیان کیا کہ محمد قلی زندہ
اور دو تین مہینہ میں آیا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو بجنسہ یہی قصہ
کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سلطان نے
خوبصورت گھوڑا خرید کیا اور میرے والد بزرگوار کو دکھایا۔ آپ نے انہیں
میں طلب کیا اتفاق سے یہ فقیر بھی موجود تھا جب محمد سلطان حاضر ہو
تو آپ نے فرمایا عزیز من! تمہارا گھوڑا ہے تو بہت اچھا لیکن اس کی
ہے۔ خواجہ محمد سلطان کی بی بی نہایت زبان دراز اور بد خو تھی۔ اس کی
سے یہ عزیز بہت ہی عاجز تھا شیخ کی یہ تقریر سُنکر بولا کاش میری
اس گھوڑے کا فدیہ ہو جائے آپ نے مسکرا کر فرمایا گھبراؤ نہیں ایسا ہو
خدا کی قدرت ابھی تین مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ اس کی عورت مر گئی
گھوڑا ایسی قیمت پر فروخت ہوا جس میں اُسے خاطر خواہ نفع ہوا۔

شیخ کی حذاقت | شیخ کی حذاقت بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر
تو اس معزز اور جلیل القدر خاندان کی حذاقت اور جودت ذہن عموماً تمام
کو تسلیم ہے لیکن شیخ عبدالرحیم صاحب کی حذاقت وجودت ذہن کا عا
کے لوگوں کو خصوصاً دلی اعتراف ہے۔ اعلےٰ درجہ کے ادبیات اور فقہ و
حدیث کے نکات و باریکیوں اور منطقی ابحاث کلام کے مشکل مقامات

Marfat.com

ں معلومات انتہائی درجہ پر تھی باوجود ان تمام کمالات کے آپ کے
لم کا ممبر سب سے بڑھا ہوا تھا سچ تو یہ ہے کہ اگر ہندوستان شیخ
لات پر فخر کرے تو کچھ نازیبا نہیں ہے میں اس مقام پر آپ کی ذہانت
ے ایک دو واقعہ لکھتا ہوں جس سے شیخ کے کمالات کا بے چون وچرا
ی ہونا پڑتا ہے۔

المگیر چونکہ علم و فضل کا حامی و مددگار تھا اس لئے اسکے دربار کو ماہرین
ور مجتہدین فنون سے زیادہ تر رونق تھی اور جیسا خود اعلےٰ درجہ کا
اور بے نظیر عالم تھا۔ ویسے ہی اس کے دربار کے رکن اعظم باکمال
ں زمانہ میں کتاب فتاوی عالمگیری اس کے حکم سے مدون ہو رہی تھی۔
ا کی نظر ثانی کی جا رہی تھی تو اس کا اہتمام شیخ حامد کے سپرد تھا جو مرزا
ہد ہروی کی درسگاہ میں۔ ہمارے معزز و ممتاز شیخ کا ہم سبق تھا۔ شیخ
ایک دن جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے پاس آکر کہنے لگے کہ اگر آپ
ام میں میری مدد کریں گے تو اس کے صلہ میں ایک معقول رقم روزانہ آپ
لئے مقرر ہو جائے گی لیکن شیخ کے مزاج میں قدرتی طور پر وہ استغنائی
پ نے شیخ حامد کی اس التماس کو رغبت کے کانوں سے نہیں سنا۔
نہایت بے توجہی سے ٹال دیا۔ اتفاق سے شیخ کی محترم والدہ کے کان
س قصہ کی بھنک پہنچ گئی اور انہوں نے اس شغل کے قبول کر لینے پر
نا اصرار و مبالغہ کیا کہ شیخ بالکل مجبور ہو گئے اور فتاوی عالمگیری کی
دلی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ فتاوی عالمگیری

Marfat.com

کے ایک مقام کی جانچ پڑتال کر رہے تھے۔ کہ ایک ایسی نامرجہ عبا
نظر پڑی جس میں اختلال کلی تھا اور اس اختلال کی وجہ سے مسئلہ کی ص
بگڑ گئی تھی۔ آپ نے فوراً شیخ حامد کو فتاوی عالمگیری کے مؤلف کی
پر تنبیہ کی اور فرمایا میرے نزدیک یہ عبارت مختل ہے اور اصل مسئلہ
ہوتا ہے لیکن شیخ حامد نے اس پر بالکل توجہ نہیں کی اور مؤلف کی
وسیع وعمیق نظر پر بھروسہ کرکے شیخ کے اس اعتراض کو نگاہ وقعت
نہیں دیکھا مگر شیخ نے اپنے خیال کی تائید و توثیق کے لئے جب اس
ماخذ کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ دو کتابوں میں مختلف عبارتوں
ساتھ لکھا گیا ہے چونکہ فتاوی عالمگیر کے مؤلف نے دونوں عبارتوں کو
ایک جگہ جمع کر دیا ہے اس وجہ سے صورت اختلال ظاہر ہوئی ہے
نے کتاب کے حاشیہ پر فوراً ذیل کی عبارت لکھ دی :۔ من لم یتفق
الدین قد حنف فیہ ھذا غلط وصوابہ کذا۔ ان دنوں عالمگیر
کتاب کی تدوین وتصنیف کے بارہ میں بہت کچھ اہتمام تھا اور ملا
جیسے فقہ میں مجتہدانہ کمال حاصل تھا روزمرہ ایک دو صفحہ بادشاہ کے
پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ عالمگیر کو اس علم سے خاص دلچسپی تھی اس لئے
عالمگیری کے ایک ایک مسئلہ کو غور میں ڈوبی ہوئی نظر سے دیکھتا تھا اور
کی بعض بعض غلطیاں خود بنا دیتا تھا جب ملا نظام اس مقام پر پہنچا
شیخ نے مختصر ریمارک کیا تھا تو اتفاق سے اس نے حاشیہ کو متن
ملا کر پڑھ دیا۔ عالمگیر اس عبارت کے سنتے ہی فوراً کھٹک گیا اور

Marfat.com

دیکھا کہ ملا نظام اس موقع پر نہیں رُکتا تو خود ٹوک کر کہا یہ عبارت کیسی ہے
ر کے پڑھو ملا دوسری دفعہ بھی یونہی پڑھ گیا۔ تب عالمگیر نے اُسے تنبیہ
یکن ملا نظام کو فی الوقت کوئی جواب دیتے بن نہ پڑا۔ بلکہ بطریق تدافع عرض
ہ اس کتاب میں نے مطالعہ نہیں کیا ہے کل مفصل عرض کروں گا۔ چنانچہ جب
ظام شاہی دربار سے واپس آیا تو شیخ حامد کو سخت عتاب کے بعد فرمایا
یں اس جلد کو میں نے تمہارے بھروسہ پر چھوڑ دیا تھا مگر تم نے ذرا
غور نہیں کیا اور مجھے بادشاہ کے سامنے انتہا سے زیادہ خفیف و شرمند
یا۔ شیخ حامد نے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا اور جناب شیخ عبدالرحیم
حب کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام قصہ دوہرایا آپ نے وہ دونوں
ابیں جو اس مسئلہ کی ماخذ تھیں شیخ حامد کے سامنے دھر دیں اور عبارت
پریشانی و اختلال ایسے طریق پر واضح کیا جسے سُنکر تمام لوگ دنگ رہ گئے
شیخ کی ذہانت وحذاقت پر عش عش کرنے لگے اور اسی وجہ سے آپ محسود
لماء ہو گئے۔

یخ کی پیشین گوئی | ایک دفعہ محمد فاضل نے اپنے فرزند رشید کو اجمیر بھیجنا چاہا
بن چونکہ سفر دور دراز اور خطرناک تھا اس لئے خود بھی اُس کے ہمراہ جانے
قصد کیا جب شیخ سے رخصت ہونے گیا تو آپ نے فرمایا تمہارے جانے
ا چنداں ضرورت نہیں لڑکا بخیر و عافیت واپس آجائے گا اور رستہ میں
ی طرح کی زحمت و تکلیف نہ پہنچے گی البتہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل
ے فاصلہ پر وہاں کے ڈاکو قافلہ کو لوٹیں گے لیکن تم مطمئن رہو اس کی مال وجان

Marfat.com

کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ ہاں لڑکے سے اتنا کہہ دو کہ اُس اپنی سواری کو یکسو کرلے جبکہ ڈاکو حملہ آور ہوں شاہ ولی اللہ صاحب فر ہیں کہ جب وہ وقت پہنچا تو شیخ صاحب متوجہ ہوئے اور اس توجہ میں ملال کے آثار آپکے چہرے سے ظاہر ہوئے لوگوں نے اس کا سبب کیا تو فرمایا مسافت چند روزہ طے کرنے کے سبب سے کچھ ماندگی عاد ہے۔ چنانچہ جب محمد فاضل کا لڑکا وطن کو واپس آیا تو اُس نے بیان کیا کہ سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا ہم نے اپنی و رستہ سے یک طرف کر لی اسی اثنا میں جناب شیخ صاحب کی صورت مثل حاضر ہوئی۔ ڈاکوؤں نے اگرچہ بڑی بے دردی اور ظلم سے تمام قافلہ کو کھسوٹ کر ننگا کر دیا لیکن ہماری سواری اُن کی دستبرد اور غارت سے لکل محفوظ رہی۔

رستم اور اسد اللہ جو عالمگیر کے دو نہایت جنگجو اور کینہ ور صوبے باشندگان پھلت کو ہمیشہ ستایا کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں ساکنان پھلت کے ہلاک کرنے کا قصد کیا اور ایک نہایت خونخوار و خونر سے حملہ کر دیا۔ پھلت کے باشندے بےچین و مضطرب ہو کر شیخ کی خدمت حاضر ہوئے اور بصد الحاح و عاجزی التجا کی شیخ نے فرمایا گھبراؤ نہیں آخر کا فتح یاب ہوگے مخالفت کی فوج کو شکست فاش ہو گی اور رستم و اسد اللہ پابزنجیر ہو کر بری حالت میں مرینگے۔ چنانچہ مقابلہ کے دن بمضمون آیہ کریمہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ساکنان پھلت کی

دنی اور مخالفین نہایت ذلت کے ساتھ شکست کھا کر بھاگ گئے زاں بعد
ے دن نہ گزرے تھے کہ اورنگ زیب کے دربار میں ایک شکایت آمیز
این مضمون پہنچی کہ رستم و اسداللہ نے ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کیا ہے
لق اللہ کو اپنی جابرانہ کارروائیوں سے سخت پریشان کر رکھا ہے۔ اگرچہ
بران لوگوں کی طرف سے پہلے ہی بدظن ہو چکا تھا اور بہت سے بُرے
ات اُس کے دل میں جم گئے تھے لیکن اس شکایت آمیز عرضی اور چند
لے نے اس کے ظن کو اور بھی مستحکم کر دیا اب اُس کا جوش بڑھ گیا۔ اور
و اسداللہ کے قتل پر متوجہ ہو گیا۔ سیاست ملکی کے قانون نے قطعی طور
ں کا استیصال کرنا چاہا اور دربار شاہی سے فرمان جاری ہوا۔ کہ رستم و
داللہ کو پابزنجیر کر کے حاضر دربار کیا جائے چنانچہ اُس طرف کے حاکم نے
دونوں ظالموں کو قید کر کے روانہ دربار کیا اور یہ دونوں ستمگار بڑی بیرحمی
ساتھ قتل کر ڈالے گئے۔

یخ کی فراست | شیخ صاحب ایک دفعہ اتفاقاً ایک گاؤں میں تشریف لے
ئے وہاں کے لوگوں نے ایک قریب المرگ مریض کا قارورہ دکھایا جو موت
کے تلخ گھونٹ پی رہا تھا۔ آپ نے فوراً نسخہ لکھ کر حوالہ کیا اسی مجلس میں ایک
ندو طبیب بھی حاضر تھا۔ شیخ کی یہ کیفیت دیکھ کر بولا کہ حضور نے مریض کی
یاری کی تشخیص کی ہے کہ نہیں۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ ایک عورت کا قارورہ
تھا جس کا نام یہ ہے اور جس کے اخلاق و عادات اس قسم کے ہیں اور فلاں
رض میں مبتلا ہے۔ مجھے اس کے تمام افعال و احوال ایک ایک کر کے معلوم

Marfat.com

ہیں طبیب بولا کہ حضرت! یہ مسئلہ طب میں کہاں لکھا ہے۔ فرمایا اسے طب نہیں
کہتے بلکہ اس کا نام فراست صادقہ ہے۔

شیخ کے عام اخلاق | شیخ کے علمی فضائل و کمالات کی نسبت جو کچھ ہمیں
لکھنا مختصراً لکھ چکے۔ اب آپ کے اخلاق و عادات کا ایک سرسری
خاکہ کھینچتے ہیں شیخ کے حالات زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم
کہ آپ پرلے درجہ کے مستغنی المزاج تھے یہی وجہ تھی کہ امراء وزراء سے
پسند نہ کرتے تھے اور ان کی مجلسوں میں شریک ہونے کو معیوب سمجھتے تھے
لیکن باوجود اس کے اگر کوئی امیر دولت مند آپ کی مجلس میں آنکلتا
خوش اخلاقی سے پیش آتے اور شریف القوم کی خصوصیت کے ساتھ
عزت کرتے آپکے اخلاق نہایت وسیع اور فیاضانہ تھے غرور و نخوت
کم بینی نام تک کو نہ تھی۔ گو آپ کسی بات میں کسی کے محتاج نہ تھے لیکن
مزاج میں انتہا درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تھا ہر ایک شخص کو خواہ وہ کسی
قدر و منزلت کا آدمی ہوتا خوش اخلاقی اور فیاض طبعی سے پیش آتے۔ علماء
سے زیادہ تعظیم کرتے درویشوں اور صالحوں سے اُن کے مکان پر جا کر
ملاقاتیں کرتے اگر کسی کی بیماری کا حال سنتے تو فوراً اس کی عیادت کو تشریف
لے جاتے۔

طرز معاشرت | آپ کا عام طرز معاشرت ہر طرح کی بناوٹ و تکلف سے
خالی اور قابل تقلید تھا جو سامنے آیا تناول کر لیا اور جو میسر ہوا پہن لیتے
زمانہ کے ہمعصروں سے دوستانہ ملتے تھے اور کبھی کسی کی طرف سے

Marfat.com

یا کدورت نہیں رکھتے تھے۔

یا منی | بزرگانِ دین سے عام قسم کا تعلق تھا۔ اور صوفیائے کرام سے دلی عقیدت مندی تھی۔ خویش واقارب سے حسن سلوک۔ غربا کی امداد۔ مہمانوں کی خاطر و مدارات عام و خاص میں مشہور تھی اور اس کا چرچا اس قدر پھیل گیا تھا کہ آپ تمام ہندوستان میں روشناس ہو گئے تھے۔ غریبوں اور بیکسوں کے حال پر شفقت کرنے اور درپردہ اُن کی خبرگیری کرتے رہنے کے بہت سے واقعات مشہور ہیں جن میں سے بعض واقعات اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔ کیا زمانہ بچپن اور کیا عالم شباب میں کسی ممنوع فعل کے مرتکب نہیں ہوئے۔ بلکہ ہمیشہ طریقۂ محمدیہ کے قدم بقدم چلتے رہے گویا اتباع شریعت آپ کا جبلی خلق تھا۔ رات کا اکثر حصہ تہجد گزاری میں صرف کرتے اور اوقات نماز میں بکثرت نوافل پڑھا کرتے۔ باوجود پابندی شریعت اور ان فضائل کے شیخ زاہد خشک بھی نہ تھے۔ بلکہ ہر بات میں توسط اور میانہ روی کو دوست رکھتے تھے نہ راہبوں کی طرح رہبانیت کے تنگ و تاریک کوچہ میں قدم فرسا تھے نہ مطلق العنانوں جیسے مداہنت و تہاون کی طرف مائل تھے۔

طرز لباس | ہمیشہ وہ شریفانہ لباس زیب بدن فرمایا کرتے جس میں کسی طرح کا تکلف کرنا نہ پڑتا۔ نرم و سخت کا اعتبار نہ کرتے بلکہ جس صفت کا میسر ہو جاتا بڑی خوشی کے ساتھ قبول فرماتے۔ لیکن خدا تعالےٰ آپ کو اچھا اور نرم ہی لباس بغیر آپ کے اختیار کے عطا فرمایا کرتا۔ ایک دفعہ آپ ایک فاخرانہ اور قیمتی لباس زیب جسم کئے ہوئے تھے کہ ایک خشک صوفی نے

Marfat.com

اس میں بحث چھیڑدی شیخ نے فرمایا کہ میرے لباس کا ایک ایک تار شال در شال اور نہایت قیمتی ہے لیکن حقیقت میں محبت الٰہی کا ہے کیونکہ میری کوشش وسعی کے بغیر خداوندی دربار سے عنایت ہے اور تیرے لباس کا ہر ہر تار اگرچہ ایک بڑھوٹا ٹاٹ ہے مگر وہ ایک نہایت زہریلا اژدہا ہے کس لئے کہ تونے اُسے اپنی کوشش اور ارادہ سے بہم پہنچایا ہے فی الواقع شیخ کا یہ حکیمانہ قول نہایت قیمتی اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے خلا سفر شیرازی نے کیا کہا ہے ؎ درویش صفت باش وکلاہ تتری دار۔

شیخ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے دنیا کو ترک کیا۔ اس وقت تک اپنے لئے بازار سے نہ تو کسی قسم کا لباس ہی خریدکیا نہ عمامہ و جوتا ہی بلکہ جب جس چیز کی ضرورت پڑی خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت سے فوراً مہیا کردی۔ الغرض شیخ کے تمام اخلاق وعادات ایسے شائستہ و پسندیدہ تھے جن کی نظیر دُنیا میں ڈھونڈھے نہیں ملتی تھی اور آپ میں وہ تمام خصلتیں مجتمع تھیں جو ایک پاکباز دیندار ولی کامل میں ہونا چاہئیں۔ علم وفضل۔ فہم و فراست۔ عزم وثبات۔ سخاوت وشجاعت۔ عقل و تدبیر۔ فکر و اصابت رائے۔ عالی دماغی۔ حوصلہ مندی۔ اتقا و پرہیزگاری۔ نفس کشی و وفا شعاری۔ راستبازی وخدا ترسی بے طمعی۔ عاجزی وانکساری۔ حلم و بردباری وغیرہ وغیرہ شریفانہ اخلاق میں سب سے مستثنیٰ وممتاز تھے۔

Marfat.com

کا تغافل | باوجود ایسے عظیم الشان عالم و فاضل ہونے کے تکلف و
مسب مزاج میں نام کو نہ تھا اکثر امور میں تو آپ حنفی مذہب ہی کے
بق عمل کرتے اور حنفی فقہ کے مسائل پیش نظر رکھتے تھے لیکن بعض
سئلے جنہیں حدیث نبوی یا وجدان کی رو سے دیگر مذاہب میں ترجیح
ل ہے بغیر تردید و انکار عمل میں لاتے تھے منجملہ ان مسائل کے ایک
یہ ہے کہ آپ نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے
طرح جنازہ کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ ترک نہ کرتے تھے۔ اگرچہ اس
میں اس حد فاصل کا نام و نشان تک نہ تھا جو آج ہمارے زمانہ میں
ی و شافعی اور مالکی و حنبلی کے گروہوں میں دیکھی جاتی ہے بلکہ ہر فرقہ
علیحدہ پیشوا بلا تامل ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے
باہم ایک دوسرے سے دوستانہ برتاؤ برتتے تھے کوئی کسی پر
ن و طعن نہ کرتا تھا لیکن پھر بھی ایک دن شیخ عبدالاحد قدس سرہ نے
مسئلہ میں بحث چھیڑ ہی دی اور اپنے اسلاف کی ایک متواتر نقل یاین
یوں پیش کی کہ نماز جماعت بالکل اس درباری جماعت کے مشابہ ہے
یک اولوالعزم اور پرشوکت بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض
ال کرے اور یہ ظاہر بات ہے کہ بادشاہ کا درباری ادب اسی امر کا
ضی ہے کہ تمام لوگ ایک زبان ہو کر اپنی حاجتیں عرض کریں نہ یہ کہ
ئی کچھ کہے اور کوئی کچھ بولے شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے
فی مذہب کی تائید میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے محض قیاس ہے اور

Marfat.com

قیاس بھی مع الفارق کیونکہ حقیقت میں دعا اور خضوع کے ساتھ نماز کرنا اور نفس کو تہذیب و تزکیہ سے آراستہ کرنا نماز ہے جیسا کہ نبوی لاصلوة لمن لم یقرأ بام الکتب اس دعوے پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ خدا تعالے لے اسمیع اگر تمام دنیا جہان کے لوگ ایک میدان میں صف آرا ہوں اور ہر ایک جدا لغت اور نئے الفاظ میں مناجات کرے تو وہ ہر شخص کی علیحدہ مناجات سن سکتا ہے اور ایک شخص کی مناجات دوسرے مناجات میں خلل انداز نہیں ہوسکتی۔ اس مناظرہ کی ذیل میں شاہ ولی صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے اذاقرئ القران فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون کو استدلال پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ استدلال نہایت ضعیف و کمزور ہے کیونکہ مافی الباب یہ ہے کہ آیۂ مذکورہ صرف نماز جہریہ پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تاویلات تفاسیر معتبرہ میں بشرح و بسط مذکور ہیں۔

شیخ کے تصرفات و کرامات اور دعا کی مقبولیت

شیخ کے تصرفات | شیخ کے کشف و تصرف کے واقعات اس سے کسی قدر اختصار کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔ اب آپ کے تصرفات و کرامات کے چند واقعات قلمبند کئے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے باشندہ شہر تدکو اولیاء اللہ کے تصرفات کا بالطبع انکار تھا لیکن

Marfat.com

روزیہ کے سلسلہ میں داخل تھا اور اس سے بیعت کر چکا تھا اتفاقاً
لے روز محترم و بزرگ شیخ احمد سرہندی کے فرزند رشید شیخ محمد معصوم
مصافحہ کیا آپ نہایت خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور
مزاج پرسی کے بعد فرمایا تم کہاں تھے بہت روز کے بعد ملاقات
شیخ محمد معصوم کی مہربانی نے اسے اپنا گرویدہ بنا لیا اور اس کا دل خود
پ کی خدمت کی طرف مائل ہو گیا اس کا شوق جوں جوں شیخ محمد معصوم
مت میں بڑھتا جاتا تھا ووں ووں اس عزیز کی خدمت میں قصور و کمی
وتی جاتی تھی جس سے یہ پیشتر بیعت کر چکا تھا لیکن جب وہ عزیز اس
سے آگاہ ہوا تو غصہ کے مارے جھلا اٹھا اور شیخ محمد معصوم کے ہلاک
پر ہمت مقرر کی شیخ نے بھی اس کی مدافعت پر کوشش کی جس کا نتیجہ یہ
اس کی شر خود اسی پر الٹ پڑی اور ہلاک ہو گیا۔ اب یہ شخص اگرچہ پہلے
یسو و یکجہت ہو کر شیخ کی خدمت میں مصروف رہا مگر ایک مدت کے بعد
واضطراب میں پڑ گیا اور فسخ بیعت کر کے کسی اور درویش کی خدمت
ہا غرضکہ بہت سے درویشوں کی خدمت میں یوں ہی پھرتا رہا اور اپنے
انکار کی وجہ سے کہیں سے متمتع نہیں ہوا۔ شدہ شدہ شیخ عبدالرحیم صاحب
دمت میں بھی حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا یا تو دنیا میں کوئی صاف تصرف ہے ہی
نہ ہے تو میری نظر میں نہیں پڑا۔ شیخ نے ذرا اس کی طرف متوجہ ہو کر
خاص نظر ڈالی جس سے وہ بے خود ہو گیا اور حالت غیبت میں ایک
ب و غریب واقعہ نظر پڑا کہ گویا سبز لباس عطا کیا گیا ہے جب ہوش وحواس

Marfat.com

میں آیا تو شیخ صاحب نے اس واقع کی اطلاع دی۔ اس نے دل سے اج... کیا اور زاں بعد اہل اللہ کے تصرف و کرامت میں کبھی تشکک نہیں کیا۔

ایک دفعہ محمد مظفر نامی شخص نے شیخ کو ایک خط لکھا اور ایک شخص روانۂ خدمت کیا اس میں لکھا تھا کہ حامل رقیمہ اولیاء اللہ کی توجہ و تاثیر ... ہے اگر آپ نظر خاص سے اس پر متوجہ ہوں گے تو قوی اُمید ہے کہ یہ ... راست پر آجائے گا شیخ نے خط کا مطالعہ کرتے ہی ایک سرسری نظر سے اُسے دیکھا فوراً بے ہوش ہو گیا اور غیبت کلی حاصل ہوئی ہوش میں آ... بعد اپنے عقیدۂ فاسد سے توبہ کی اور سخت نادم و پشیمان ہوا۔

شیخ کی کرامت شیخ عبدالاحد سرہندی کی مجلس میں اکثر اوقات علمی چھیڑ چھاڑ رہا کرتی تھی۔ اور اہل اللہ کے تصرفات و کرامات کا ذکر ہوا کرتا تھا ایک ... ایک شخص بول اُٹھا کہ اس زمانہ میں میری نظر میں تو کوئی صاحب کرامت ... ہے نہیں۔ شیخ عبدالاحد نے اس کے عقیدہ کی درستی کے لئے سات رو... اس کے سامنے رکھے اور فرمایا دیکھو یہ سات روپے میں نے شیخ عب... کے نذرانہ کے لئے رکھے ہیں لیکن جب وہ تشریف لائیں گے تو میں ... روپے پیش کروں گا۔ اس پر دیکھو وہ کیا کہتے ہیں اس کے بعد شیخ عبدا... ایک شخص کو شیخ کی خدمت میں بھیجا کہ انہیں ہمراہ لے آئے چنانچہ جب شیخ تشریف لائے تو پانچ روپے نذر کئے گئے اور ساتھ ہی کہا گیا کہ یہ ... نذرانہ ہے براہ عنایت قبول فرمائیں شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ میرا نذرانہ تو ... روپے ہیں پانچ کیوں دیئے جاتے ہیں چنانچہ شیخ عبدالاحد نے دو ...

Marfat.com

میں شامل کر دیئے ۔ زاں بعد شیخ نے ہنسی سے فرمایا کہ اس امتحان کا
بھی دلوایئے ۔ شیخ عبدالاحد نے اُن میں دو روپے اور اضافہ کئے ۔
نت عرض کیا کہ اس سے میری غرض آپ کا امتحان لینا نہ تھا بلکہ اس
کے عقیدہ کی اصلاح منظور تھی ۔ چنانچہ وہ شخص شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا
اللہ کی کرامت کا قائل ہو گیا ۔
جب اورنگ زیب دُنیا سے کُوچ کر گیا اور اُس کی اولاد میں باہمی خانہ
ں چھوٹ نکلیں اور محمد اعظم اپنے بھائی محمد معظم پر ایک خونخوار لشکر کے
اکبر آباد پر حملہ آور ہُوا تو بعض لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ ان
میں کسے فتح نصیب ہو گی ۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ اکٹھی سات بندوقیں
عظم پر چھنپائی ہوئی ہیں بھلا اس صورت میں محمد اعظم کس طرح جانبر ہو
ہے ۔ چنانچہ اس جنگ کا خاتمہ محمد اعظم کے قتل پر ہُوا ۔ اسی طرح جب
الدین تخت پر جلوس فرما ہُوا اور فرخ سیر نے پورب کی طرف سے خروج کیا
الدین سخت متوحش اور بے چین ہو کر بیسیوں درویشوں کی خدمت میں
ر ہُوا اور فتح کی بشارت و دعا کی درخواست کی ۔ اسی اثنا میں کسی نے شیخ سے
نقل کیا کہ معز الدین بادشاہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہتا ہے فرمایا اُسکا
ں آنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر میں نفس الامری واقعہ بیان کروں گا تو
ت ناخوش و بددل ہو گا ۔ اور اگر اُس کے خوش کرنے کے لئے جھوٹ
ں گا تو فقیروں کی شان کے لئے جھوٹ بولنا اور نفس الامری بات کو چھپانا
زیبا نہیں ۔ چنانچہ جب معز الدین اور فرخ سیر کا مقابلہ ہُوا تو انجام کار ز

Marfat.com

فرخ سیر کو فتح نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ شیخ کے بڑے صاحبزادے صلاح الدین کسی مہلک

خطرناک مرض میں مبتلا ہوئے اور بیماری نے یہاں تک طول پکڑا کہ

کی امید بالکل منقطع ہوگئی اور شیخ صاحب کو یقین ہوگیا کہ اُن کا جام

لبریز ہوکر چھلک گیا چنانچہ اس واقعہ کو خود شیخ صاحب یوں بیان کر

ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ صلاح الدین کی زندگی کی رگ کٹ چکی تو اُن کو

خرید کر لانے اور قبر تیار کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فوراً امید

دل میں ایک جوش اٹھا اور ایک تنہا گوشہ میں بیٹھ کر دست بدعا ہوا جب

الحاح و عاجزی حد سے تجاوز ہوگئی تو ایک فرشتہ حاضر ہوا اور صلاح

کے نجات وصحت کی بشارت دی اسی اثنا میں شیخ صلاح الدین کو چھینک

اور کروٹ بدل کر کھڑے ہوگئے ایک صاحب دعوت شخص روم

ایران میں اور ایران سے ہندوستان میں آیا جسے عبداللہ چلپی کہہ کر پکا

تھے اور جس کے عجیب وغریب مشاہدات لوگوں سے محسوس کئے جاتے

کی نسبت ایک یہ بات بھی مشہور تھی کہ پورے چالیس روز بے آب ودانہ

میں معتکف رہتا ہے لوگ حجرے کا دروازہ بند کر دیتے ہیں اور چالیس

بعد صحیح سالم نکل آتا ہے یہ بھی سنا جاتا تھا کہ اندھیرے میں بیٹھ کر قرآن

لکھتا اکثر ایسا ہوتا کہ زمین میں گھس جاتا اور جہاں چاہتا نکل آتا رفتہ رفتہ لوگوں

میں اس کی یہ باتیں مشہور ہوگئیں اور وہ اولیاء اللہ اور کرامتوں کے زمرے میں

شمار کیا جانے لگا۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اس کے یہ کمالات و...

Marfat.com

میرے دل میں بھی اشتیاق ملاقات کی آگ بھڑک اٹھی اور اس سے
کے لئے روانہ ہوا ان دنوں عبداللہ چلپی بادشاہ سے مخفی ہوکر ایرانیوں
ان پر قیام پذیر تھا۔ ابتداءً مجھے ایرانی روافض کا سامنا کرنا پڑا۔ اور
عہ فیہ مسائل میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی۔ اگرچہ میں ان جہلاء کو منہ لگانا
چاہتا اور ان سے مناظرہ کرنا خلاف شان سمجھتا تھا لیکن اتفاق سے
اور ان میں مناظرہ شروع ہوگیا اور چونکہ میں نے اپنے تئیں ابتدا سنی ظاہر
لیا تھا بلکہ دریافت کرنے پر اپنا مذہب خذ ماصفا ودع ماکدر بتلایا
اس لئے وہ چنداں تعصب سے پیش نہ آئے۔ مناظرہ شروع ہونے سے
بارہ مسئلے متعین ہوئے جنہیں میں نے ترتیب وار ایک ایک مسئلہ کر کے
کیا اور برہانی وخطابی دلائل سے برابر الزامی جوابات دیتا رہا سب لوگ محو ہوئے
ی کو محل انکار نہیں رہا۔ آخر کار سب متفق ہوکر بول اٹھے۔ انصاف یہ ہے
س پہلو پر آپ نے ان مسائل کی توضیح کی ہے ہمیں اس میں دم مارنے کی
ش نہیں ہے۔ آپ کی تقریر میں اس بلا کا جادو ہے جس کا اثر ہمارے
میں برقی قوت بن کر دوڑ گیا ہے اور ہم ذرا بھی تاب جواب نہیں رکھتے۔
رض جب اس مناظرہ کا خاتمہ ہوگیا تو میں نے عبداللہ سے ملاقات کی لیکن
پوچھئے تو میری نگاہ عبداللہ کے استقبال کو جس طرح بڑی بے تابی کے شوق
بڑھی تھی۔ اس کی صورت دیکھ کر اس سے زیادہ نفرت و بدمزگی کے ساتھ
کیونکہ میں نے ایک ہی نظر میں معلوم کر لیا کہ وہ اولیاء اللہ کے طریق سے
کل بے بہرہ ہے چنانچہ میں نے اس کی تعظیم سے پہلوتہی کی اور نہایت مکدر ہوکر

Marfat.com

واپس آنے لگا میرے چہرہ کا یہ فوری تغیر دیکھ کر ایک ایرانی بولا یہ کیا بات
کہ جس شوق و ذوق سے آپ عبداللہ کی ملاقات کو تشریف لائے تھے
سے زیادہ آپ نے اُسے دیکھ کر اعراض و پہلو تہی کی میں نے جواب دیا کہ
عبداللہ کو ولی خیال کرتا تھا لیکن دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ولی نہیں ہے
صاحب دعوت ہے۔ عبداللہ نے جب میری یہ تقریر سُنی تو کہنے لگا ٹھیک
یہی ہے جو شیخ صاحب فرماتے ہیں زاں بعد عبداللہ نے دعا سیفی پڑھنی شروع
کی اور پڑھتے پڑھتے ایک ایسے موقع پر پہنچا جہاں اگرچہ بلحاظ قواعد نحو
میں دو وجہ کا احتمال تھا لیکن باعتبار وجدان صرف ایک ہی وجہ متعین تھی
عبداللہ نے دوسری وجہ کو اختیار کیا تھا۔ اس پر میں بول اُٹھا کہ عبداللہ! تم
اعراب میں غلطی کی ہے۔ اس کے جواب میں اُس نے زور سے کہا کہ نہیں
غلطی نہیں کی۔ بلکہ غلطی پر تم ہو اس باب میں مناظرہ شروع ہو گیا اور دعا
کے دو نسخے فراہم کیے گئے جو اُستادوں سے پہنچے تھے۔ اتفاق کی بات ہے
کہ مختلف اُستادوں کے بارہ نسخوں میں عبداللہ ہی کے مطابق نکلا لیکن ایک
نسخہ جو شیخ احمد جام کے تبرکات میں سے تھا اور جو سب نسخوں سے زیادہ صحیح
و مستند تسلیم کیا جاتا تھا بعض امرا کے کتب خانہ سے تلاش کر کے موجود کیا گیا
اُس میں وہی لکھا تھا جیسا کہ میں کہتا تھا۔ عبداللہ نے اعتراف کیا اور اس
تتبع پر عشعش کرنے لگا زاں بعد ایرانیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تم
ہو کہ میں نے اس بارہ میں اس نادر موشگافی اور چھان بین کیوں کی؟ اس وجہ سے
کہ جب میں اس مقام پر پہنچتا تھا تو ایک ظلمت خیز تاریکی دیکھتا تھا۔ الخ

Marfat.com

للہ چلپی نے شیخ کی ارادت کا حلقہ کان میں ڈالا اور آپ سے بیعت کر کے
ز قادریہ میں داخل ہو گیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہے کہ شیخ صاحب اس فقیر کو عجیب و
ب معارف کی تعلیم کیا کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے حدیث
ا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ تعالٰی کی تفصیل و توضیح فرمائی
س کی شرح میں دو قصے نقل کئے ایک شیخ رفیع الدین صاحب کی فراست
لتہ دوسری اپنی فراست کا واقعہ آپ فرمانے لگے کہ ایک دفعہ ایک فقیر
شخص سر سے پاؤں تک برقع میں لپٹا ہوا آیا جو نہایت سوز و گداز سے
بت و ہر لمحہ عاشقانہ اشعار پڑھتا اور گریہ و زاری کیا کرتا تھا مجھ سے
ت کرنی چاہی۔ اور قیام کے لئے ایک گوشہ کی درخواست کی مگر
نے اس سے طبعی نفرت اور بے توجہی ظاہر کی جب وہ باہر چلا گیا۔ تو
نے حاضرین کو متنبہ کیا کہ یہ ایک نہایت زہریلا سانپ ہے تا بامکان
سے محترز و مجتنب رہنا چاہیئے لیکن حاضرین نے میری اس تقریر
بت کے کانوں سے نہیں سُنا اور دل میں انکار کیا۔ مگر تھوڑی مدت نہ
کی تھی کہ وہی شخص عورت کا روپ بھر کر عاقل خاں کے گھر میں خیرات
تقریب میں گھس گیا (عاقل خاں اس زمانہ میں دہلی کا صوبہ اور عالمگیری
زکا ایک معزز و ممتاز گورنر تھا) جب وہاں سے پلٹ کر آنے لگا تو دیا
اس کی ہیئت رفتار کو نگاہ تعجب سے دیکھا اور دل میں یہ خیال کرکے
عورتوں کی رفتار سے اس کی رفتار بالکل جدا ہے۔ درپے تجسس ہوا

Marfat.com

اور جب حقیقت امر واضح ہوا تو گرفتار کر لیا گیا استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ کسی شریف عورت کو ورغلا کر بھگا لایا تھا اور اس کی برقع پوشی اور گوشہ نشینی کی علت غائی یہی تھی۔

شیخ کی قبولیت دعا | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بارش بند ہو گئی اور قحط سالی کے آثار تمام اطراف میں چھا گئے عام لوگوں میں ایک طرح کی بے چینی پھیل گئی اور جب بے قراری حد اعتدال سے بڑھ گئی تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے شیخ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ دعا کا ابھی خاتمہ بھی نہ ہوا تھا کہ ایک گہرا ابر نمودار ہوا اور خفیف ترشح ہونے لگی ازاں بعد شیخ نے فرمایا کہ کثرت بارش ہماری خام اور بیکار دیواروں کی پوشش پر موقوف ہے۔ نیلی تدبیر ہمارے مکان کی دیواروں کو ڈھانے اور مسمار کرنے سے احتراز کرتی ہے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ لوگوں نے ایک عاجلانہ حرکت کے ساتھ بہت سی گھانس فراہم کر دی اور شیخ کے مکان کی دیواروں کو گھانس سے پاٹ دیا پھر جو موسلادھار پانی پڑنا شروع ہوا تو تمام خشک چشمے اور سوکھے کنویں ابل پڑیں۔ اور ایک مدت تک لوگوں کو بارش کی حاجت نہیں رہی۔

شیخ پر لوگوں کا حسد | ادنےٰ سے اعلےٰ درجہ تک کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ دنیا میں کوئی کیسا ہی صاحب اقبال اور اہل دنیا سے بے تعلق کیوں نہ ہو لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ تمام ملک وقوم کو راضی کر سکے شیخ کے فضل و کمال کا ستارہ جب عروج پر پہنچا اور آپ کے کشف و کرامات کی

Marfat.com

ر پھیل گیا تو آپ کے اقبال اور اوج حشم کو دیکھ کر بعض لوگ حاسد پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا کا فضل وکرم ہر وقت کے شامل حال رہا اور کسی دشمن کا مکر وفریب ذرا چل نہ سکا چنانچہ نخ صاحب اس قسم کے چند واقعات اپنی قلم مبارک سے تحریر تے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ جب میں ابتدائی زمانہ میں مرحلے طے کر رہا اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ جسے میں نگاہ قبول سے دیکھتا تھا وہ پر فریفتہ وشیدا ہو جاتا تھا۔ اسی وجہ سے میں کسی کی طرف التفات ا تھا اور محمد فاضل کے بالاخانہ پر تنہا جا بیٹھتا تھا جب لوگوں کی آمد ، کا وقت ہوتا تو میں ایک چادر سے اپنے تمام جسم کو چھپا لیتا۔ قاً ایک روز ہدایت اللہ بیگ اُس قرابت کی وجہ سے جوان دونوں نعلق تھی آیا اور میرا اُس کا سامنا ہو گیا مجھے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا اور ت کی استدعا کی۔ چونکہ میں نے پہلے سے سن رکھا تھا کہ وہ ایک بلندی عزیز کے ساتھ ربط بیعت رکھتا ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ م فقرا تن واحد کے منزلے میں ہیں اور جب یہ ہے تو اُسی عزیز کا حق مقدم بس سے تم پہلے بیعت کر چکے ہو لیکن جب اس نے انتہا سے زیادہ لغہ کیا اور اُس کی فریفتگی و شیفتگی حد سے متجاوز ہو گئی تو مجبوراً میں نے سے بیعت لے لی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اُس عزیز کی خدمت تصور نہ کرنا اور تا بہ امکان اس جدید بیعت کا اظہار نہ کرنا مگر شدہ شدہ عزیز کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی۔ غصہ میں جھلا اٹھا اور ہدایت اللہ بیگ

Marfat.com

کی معرفت مجھے کہلا بھیجا کہ ابھی تمہاری جوانی کا زمانہ ہے اور تم طلب درجہ رکھتے ہو نہ ارشاد کا میں نے اُسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ فطرت بخششیں اور حق تعالےٰ کے عطیے کبرسنی پر موقوف نہیں ہیں نیز بقول فلسفی کے "بزرگی بعقل است نہ بسال" فضیلت و بزرگی کا تاج اسی منحصر نہیں ہے جو عمر میں بڑا ہو۔ جب میرا یہ پیام سُنا تو غصے میں گیا اور دوبارہ کہلا بھیجا کہ میرے انتقام سے غفلت میں نہ رہنا میں نے کہا لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ تم جو کر سکتے ہو کر گزرو اس اُس کا وبال تم ہی پر پڑے گا چنانچہ اُس نے میری ایذا پر کمر ہمت با اور میں بھی رافعت میں مشغول ہوا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اُس عزیز کو ہوا کہ سینہ میں خنجر لگا اور جام حیات لبریز ہوگیا۔ آدھی رات کا وقت کہ اُس نے ہدایت اللہ بیگ کو بلا کر معذرت کی اور نیازمندی ظاہر کر کہا یہ تو مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا ہے کہ اب میں کسی طرح جانبر نہ سکوں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ شیخ میرے ایمان کو تباہ و برباد نہ کریں نے کہا اگر تم میری ایذا کے درپے نہ ہوتے اور اس بارہ میں پہل نہ کر تو یہاں تک نوبت کیوں پہنچتی الحمدللہ کہ تمہارے ایمان میں کسی قسم کا رجوع نہ کرے گا۔ چنانچہ اُسی شب کو وہ عزیز عالم آخرت کی طرف کر گیا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میرے اہل محلہ نے مجھ پر جا ایک رات کو میں جائے ضرور گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جوگی کا ر

Marfat.com

ـے ہوئے کھڑا ہے میں چند قدم اس کی طرف بڑھا اور پاؤں سے
اتار کر خوب پیٹا فوراً ایک دھواں ظاہر ہوا اور دیکھتے دیکھتے غائب
یا۔ ایک اور مرتبہ مخالفوں نے سحر کر کے اپنا دلی بخار نکالنا چاہا۔ میں
خواب میں دیکھا کہ ایک آگ کا پتلا آتشیں گھوڑے پر سوار اور آتشیں
ہاتھ میں لئے ہوئے مجھ پر پلا آتا ہے اسی حالت میں میں نے ایک
کا ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور قرآن کی کوئی صورت پڑھ کر بیا کانہ اس پر حملہ
ر سر کی ضرب کھانے ہی سوار نیز اس کا گھوڑا و نیزہ پھکا ہوا کو ملہ ہو کر
پڑا۔ صبح کو مخدومی شیخ ابوالرضا کے سامنے میں اس واقعہ کو بیان کر رہا
ھا کہ ایک بلی کا بچہ میرے سامنے سے گزرا جوں ہی میں نے اس پر
تھ رکھا فوراً ایک جست کی جست کے ساتھ ہی اس کے منہ سے خون
ہنے لگا اور موت کے گھونٹ پی کر راہ فنا پر گامزن ہوا۔ ایک اور مرتبہ
وں نے مجھ پر سحر کیا جس کی وجہ سے سخت بیمار ہو گیا ہر چند کہ علاج کیا
یا اور ازالۂ مرض کی تدبیریں پے درپے کی گئیں لیکن کوئی تدبیر مؤثر نہ پڑی
ی اثنا میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑے فرما رہے ہیں۔
کہ تم پر سحر کیا گیا ہے قرآن کی فلاں فلاں آیتیں پڑھو۔ ایک دفعہ حاسدوں
نے مجھ پر ایک طوفان اٹھایا اور قاضی کی عدالت میں جا استغاثہ دائر کیا۔
طلبی کے بعد مجھے بھی عدالت میں جانا پڑا خدا کی قدرت کہ گواہوں کے
منہ کالے پڑ گئے اور زبانیں گنگ ہو گئیں۔ بھری عدالت میں ان کی دروغگوئی
ظاہر ہوئی اور مدعی سخت شرمندہ ہوئے۔ ہر چند کہ قاضی نے ان کی تشہیر

Marfat.com

کرنی چاہی لیکن میں نے اصرار کیا کہ ان کے لئے بھی فضیحت و ذلت ہے۔

شیخ کی صحبت کا اثر

اثر صحبت شیخ کے علمی کمال کا پایہ اس قدر ارفع و اعلیٰ تھا کہ جو شخص کی خدمت میں دلی عقیدت کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اس میں ایک عجیب و غریب اثر سرایت کر جاتا تھا جس کے نظیر سے بڑے بڑے کاملین کے حلقے خالی ہوتے تھے اور بعض بعض آپ کے صحبت ایسے مقتدر و معزز تھے جو خود کاملین وقت اور مجتہدین فن میں شمار جاتے تھے۔ محمد فاضل کی لڑکی جس کا نام شریفہ تھا اور جس نے صغر سنی کے شیخ کی انعکاسی شعاع کو قبول کر لیا تھا اس پر بہت سے منکشف ہو گئے تھے اور اپنے عہد میں ولیہ و صدیقہ کے ممتاز القاب پکاری جاتی تھی اسکے کشف کی یہ حالت تھی کہ ایک رات واجب الا شیخ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے محمد فاضل کے مکان کی طرف تشریف جاتے تھے اتفاق سے تسبیح آپ کے ہاتھ سے گر پڑی جب آپ مکان میں تشریف لائے تو شریفہ بولی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی تسبیح فلاں پر پڑی ہوئی ہے

ایک دن شریفہ گھر میں موجود تھی کہ دفعتہً کہنے لگی شیخ ہمارے مکان پر آتے ہیں اور اس وقت آپ کو فلاں کھانے کی طرف رغبت ہے

Marfat.com

روالوں نے شریفہ کا بنایا ہوا کھانا تیار کیا چنانچہ شیخ تشریف لائے اور اسی
انے کی رغبت ظاہر فرمائی۔ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ شریفہ اپنے گھر
بیٹھی تھی اور اتفاق سے شیخ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے شیخ سے متوجہ
ر بولی کہ شیخ فتح محمد نے ہمارے مکان کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے۔
وڑی دیر کے بعد اس وقت شیخ فتح محمد ایک شخص سے باتیں کرنے کھڑے
گئے ہیں اور ایسے مقام پر کھڑے ہوئے ہیں کہ خود تو دھوپ میں ہیں اور
شخص سایہ میں ازاں بعد بولی کہ شیخ نے بازار سے تین نارنگیاں خرید کی ہیں دو اپنے
کوں کے واسطے اور ایک آپ کیلئے پھر کہا کہ اب شیخ کی نیت بدل گئی ہے کیونکہ دو
ارنگیاں تو آپ کیلئے مقرر کی ہیں اور ایک دونوں فرزندوں کیواسطے اس کے بعد کہا اب
شیخ ہمارے دروازہ پر آ کھڑے ہوئے ہیں چنانچہ جب شیخ فتح محمد سے یہ تمام باتیں
دریافت کی گئیں۔ تو انہوں نے بے کم و کاست ویسی ہی بیان کیں جسطرح شریفہ نے کہا تھا۔

محمد غوث پھلتی کا بیان ہے کہ ایک دن شیخ حجرہ میں تنہا سوتے تھے۔
میں آپ کی زیارت کے لئے گیا لیکن آپکے بعض مخلص و بے ریا معتقدین نے
مجھے اندر جانے سے منع کیا اور کہا شیخ آرام میں ہیں اس وقت حجرہ میں جانے
کی اجازت نہیں ہے میں مجبور ہو کر دروازہ پر ٹھیر گیا اسی اثنا میں حجرہ کے اندر
سے ایک رونے کی آواز میرے کان میں پہنچی جس نے مجھے سخت بے چین کر دیا
اور میں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ بغیر اجازت حجرہ میں گھس گیا حجرہ کے
اندر قدم رکھتے ہی بہت سی غیبی چیزیں مجھ پر منکشف ہو گئیں اور ان دیکھی چیزو ں
کو نظر دل کے سامنے پانے لگا۔ منجملہ انکے ایک یہ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ

Marfat.com

فرہاد خاں باشندہ حسین پور شیخ کی زیارت کے قصد سے آرہا ہے الغرض جب میں شیخ کے قریب پہنچا۔ تو آپ نے پاؤں مبارک میری طرف پھیلا دیئے میں آہستہ آہستہ پاؤں دبانے میں مشغول ہوا اُس وقت میرے دل میں یہ پیدا ہوا کہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا ایک دوسرا جمال ہوتا ہے جو اشخاص کی نظروں سے مستور و مخفی رہا کرتا ہے وہ جمال کیسا ہوتا ہے میں آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہوں تو شیخ کے چہرہ مبارک سے ایک حجاب آہستہ اُٹھتا جاتا ہے گویا ایک ابر کا ٹکڑا بدر کامل کے حلقہ سے علیحدہ اور جدا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ پردہ ذقن مبارک تک مرتفع ہو گیا تو ایک ایسی آنکھوں میں خیرگی اور چکا چوند پیدا کر دینے والی روشنی ظاہر ہوئی کہ میں بیہوش ہو کر گرنے لگا۔ شیخ صاحب میری یہ حالت دیکھ کر فوراً اُٹھ بیٹھے اور و... کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں یہ تمام واقعہ عرض کرنے کی غرض سے آ... پاس گیا فرمایا بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں فرہاد خاں ابھی آیا چاہتا ہے تھوڑے عرصہ کے بعد فرہاد خاں خدمت شیخ میں مشرف و ممتاز ہوا۔

شیخ کے ملفوظات

چونکہ اب شیخ کے علمی کارناموں کا خاتمہ ہے اس لیے یہاں آپکے بعض اقوال اور دلآویز فقرے نقل کئے جاتے ہیں جن سے شیخ کی بیدار مغزی فضل و کمال اور مختلف خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار اس فقیر کو محلیم

ت میں اکثر اوقات حکمت عملی اور آداب معاملہ کے متعلق بہت کچھ تعلیم
رتے تھے۔ ان میں سے جس قدر باتیں فقیر کو محفوظ ہیں معرض بیان میں لاتا
ہے۔

۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجلس میں کبھی کسی قوم کو برائی سے یاد نہ کرو مثلاً
نہ کہو کہ اہل یورپ ایسے ہیں اور باشندۂ پنجاب اس قسم کے ہیں افغان
اور مغل ویسے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس قوم کا مجلس میں موجود
ر اپنی قوم کی برائی سنکر اس کی حمیت کی رگ حرکت میں آئے اور صحبت
و برہم ہو جائے۔

(۲) عام مجلس میں جمہور کے مخالف ہرگز کوئی بات زبان پر نہ لاؤ گو فی نفسہ
اور درست ہی کیوں نہ ہو کس لئے کہ عام لوگ جب اسے انکار کے کانوں
سنیں گے تو ضرور ہی بددل ہوں گے اور صحبت منغص و پریشان ہو جائے
گی۔

(۳) اگر تمہیں کسی شخص کی طرف کوئی ضرورت پڑے تو اول اسکے سامنے
شائستہ اور معنی خیز تمہید پیش کرو اور حاجت طلبی میں نہایت سہولت
ریج سے کام لو یہ نہیں کہ پتھر کی طرح بات کو پھینک مارو اور موقع و محل نہ
کر بات کو ضائع و برباد کردو۔

(۴) مرد کو وہ لباس و عادت اختیار کرنا چاہیئے جو اس کی صفت کمال کا نمونہ
مثلاً جو شخص دانشمند ہو اسے چاہیئے کہ دانشمندوں جیسا لباس زیب جسم
رے اور دانشمندانہ طریقہ سے زندگی بسر کرے اور جو شخص فقیر ہو اسے فقیرانہ

Marfat.com

لباس سے تن پوشی کرنا چاہیئے اور فقیرانہ زندگی بسر کرنا مناسب ہے
(۵) جب بزرگ اور معزز لوگوں سے ہمکلام ہو تو ہوشیار رہو اور مختصر تقریر کرو بلکہ جہاں تک ہو سکے صاف صاف لفظوں میں توضیح مطلب کرو اُس کے ساتھ ہی کسی قدر آواز بھی بلند اور اونچی کرو کیونکہ مغلق اور پیچیدہ باتیں بزرگوں کے سامنے پیش کرنا نہایت گستاخی و بے ادبی ہے۔
(۶) مریض کی عیادت سے بڑا مقصود اُس کی رضامندی ہے نہ صرف کیفیت مزاج کی اطلاع یہی کیفیت تعزیت اور سفارش کی سمجھنا چاہیئے پس جو ان تمام باتوں کو بجا لایا اور صاحب معاملہ کو اپنی محنت پر مطلع نہیں کیا اُس نے اپنی محنت کو ضائع و برباد کر ڈالا۔
(۷) جب شیخ صاحب یاروں کو رخصت کرتے تو محل وصیت اور مقام نصیحت پر یہ بیت اکثر پڑھا کرتے۔

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمناں مدارا!

(۸) جو لوگ قدر و منزلت میں تم سے کم درجہ رکھتے ہیں اگر وہ تمہیں سلام کریں تو اُسے خداوندی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرو اور اُس کا جواب بجا لاؤ اُن سے نہایت خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرہ سے ملاقات کرو نہایت جوش مسرت کے ساتھ مزاج پرسی کرو کس لئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ ادنےٰ التفات سے جس کی وقعت و قدر تمہاری نگاہ میں کچھ بھی نہیں ہوتی حد سے زیادہ خوش ہو جاتے اور نظر وقعت سے دیکھتے

Marfat.com

اور اگر تمہاری طرف سے بے اتفاقی دیکھتے ہیں تو محزون و غمگین
ہوتے ہیں ؎

صد مالک دل بہ نیم نگہ میتواں خرید
خوباں دریں معاملہ تقصیر میکنند

(۹) بعض آشنا ذاتی محبت رکھتے ہیں کہ اگر تمہاری محبت بتدریج اُنکے
دل میں مستقر ہوتی ہے تو پھر کسی حالت میں کیا خوشی و فراخی کے زمانہ میں
کیا تنگی و سختی کے وقت میں کبھی اُنکے دل سے نہیں جاتی ایسے لوگوں
کو بہت بہت غنیمت شمار کرنا اور اُنہیں پیارے فرزندوں سے بھی عزیز
سمجھنا چاہیئے اور بعض آشنا اس قسم کے ہوتے ہیں جن کی آشنائی کا سبب
کوئی فیدت کا نشان ہوتا ہے اور وہ کسی نہ کسی حاجت کی وجہ سے تمہارے
آشنا بن جاتے ہیں تمہیں ہر شخص کو جاننا اور ہر ایک کو اُس کی منزلت و قدر
پر رکھنا چاہیئے۔ اور کسی پر اُس کے مرتبہ سے بڑھ کر اعتماد کرنا ہرگز
مناسب نہیں۔

(۱۰) عقلا و حکما کا کام نہیں ہے کہ کسی کام میں صرف استیفائے لذت
مقصود ہو بلکہ چاہیئے کہ اُس کے ضمن میں دفع حاجت یا اقامت فضیلت
یا رسنت واقع ہو۔

(۱۱) بات کرنے رستہ چلنے نشست و برخاست کرنے میں طاقتور دل
رکھو اور اُن کی عادات استعمال میں لاؤ اگرچہ فی نفسہ ضعیف و نازاں کیوں
نہ ہو۔ اور اگر اتفاقیہ کوئی عیب یا خیانت تم سے ظہور میں آئے تو اُس کے

Marfat.com

پوشیدہ کرنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کرو اور تا بہ امکان شرمندہ رہو بلکہ اپنے تئیں صفت مقابل پر بہ تکلف مستعد و آمادہ کرو تاکہ نفس سے خوگیر نہ ہو۔

(۱۲) ایک مرتبہ کسی شخص نے مخدومی شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ خدا تعالیٰ کا رستہ کیونکر طے کرنا چاہیئے اور کیمیا کا حقیقت میں وجود ہے کہ نہیں شیخ ابوالرضا محمد نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حوالہ کر دیا آپ نے اُس کے جواب میں لکھا۔ اذا تزوجت الاجساد تجسدت الارواح حصل المقصود

(۱۳) ایک دفعہ شیخ کے ایک مخلص و بے ریا معتقد نے سوال کیا کہ ابنائے زمانہ میں کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے فرمایا کن فی الناس کاحد من الناس پھر اُس نے دریافت کیا کہ حضرت حق تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔

(۱۴) ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے اور ہمراہی لوگ نوبت بہ نوبت بہلی پر سوار ہوتے چلے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی باری سے زیادہ سوار ہوئے شیخ صاحب نے اُن لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا جو بہلی میں سوار تھے کہ آیہ اعدلوا ھو اقرب للتقوی کون سے سیپارہ میں ہے شیخ بدرالحق فوراً اس رمز کو تاڑ گئے اور بہلی سے نیچے اتر کر کہنے لگے کہ حضرت لیعتذرون کا پارہ اس آیت کے بعد ہے۔

(۱۵) شیخ امان اللہ جب کابل کی طرف متوجہ ہونے لگے تو جناب شیخ صاحب

Marfat.com

رخصت ہونے آئے اور دعا کے مستدعی ہوئے فرمایا جس مقام میں قیام
ہو اہل اللہ کے کھوج میں لگے رہو اور جس سالک و مجذوب سے
منی کی بو سونگھو اس کی صحبت کو مغتنم سمجھو۔ چنانچہ شیخ امان اللہ کابل
ف متوجہ ہوئے اور آپ کے فرمان کے بموجب اولیاء اللہ کی تلاش
ہے لیکن جب واپس آئے تو شیخ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ بیت
بلند پڑھی ؎

آفاق را گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

(۱۶) شیخ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص نے اپنی استعداد کے
ابق مسئلہ معیت سے خط اٹھایا۔ اور اپنے ذوق کے مطابق اس سے
ہ خاص لیا ہے۔ جو گروہ اس بات کا معتقد ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے علم و
رت سمع و بصر کے ساتھ سب کو محیط ہے ان کی دلیل یہ ہے مایکون
ن نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم الخ ایک
رق کا اس پر اعتقاد ہے کہ ہر فعل و انفعال اور ہر حرکت و صفت جو عالم
ں ظہور پذیر ہے سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کی دلیل ایک
یہ آیت ہے قل کل من عند اللہ دوسری یہ آیت وما بکم من نعمۃ
فمن اللہ اور ایک جماعت ہمہ اوست کی قائل ہے ان کی دلیلیں یہ ہیں
کل شیٔ ھالک الا وجہہ ھو الاول والآخر والظاہر والباطن اور ایک
فریق حق کو حق میں دیکھتا ہے لیکن اس مقام کی اظہار حقیقت سے عبارت

Marfat.com

محض قاصر و عاجز ہے۔

(۱۷) لوگ جانتے ہیں کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا ایک نہایت سخت بات ہے کیونکہ جس قدر ان کے ساتھ زیادہ سلوک کیا جائے تھوڑا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ بر والدین بہت ہی سہل و آسان امر ہے اس لئے کہ والدین اپنی اس پہلے درجہ کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے جو قدرتی طور پر اولاد سے ہوتی ہے۔ ادنے درجہ کی دلجوئی سے رضا مند ہو جاتے اور تھوڑی سی چیز کو بہت شمار کرتے ہیں۔

(۱۸) جب خدا تعالے کسی کو کوئی کیفیت و حالت عنایت فرمائے تو اسے بہ امکان اس کی کافی طور پر نگہداشت کرے اور اس کی نگہداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تئیں کسی چیز میں مشغول نہ کرے اور جس متبرک جگہ سے کہ وہ حالت حاصل ہوئی ہے اُسے نہ چھوڑے علیٰ ہذا القیاس جس ہیئت پر شخص اپنے کو رکھتا ہے اُسے جہاں تک بن سکے نہ بدلے اور بجز اسکے تمام باتوں کو ترک کر بیٹھے جیسا کہ حافظ شیرازی کہتے ہیں ؎

ایں جا فنون شیخ نیرزد بہ نیم جو

دل را بدست آر ہمیں مشرب است و بس

(۱۹) ایک مرتبہ تمباکو کی نسبت ذکر چھڑ گیا۔ شیخ نے گو اُس کی حرمت کی توضیح و تفسیر نہیں فرمائی لیکن قباحت و شناعت کے بہت سے شواہد ذکر کئے۔ منجملہ اُنکے ایک یہ قصہ نقل کیا کہ لاہور میں دو عزیز سکونت رکھتے تھے ایک انتہا درجہ کا فاضل اور جامع کمالات تھا نیز علوم عربی

میں بھی پورا پورا اقتدار رکھتا تھا لیکن تمباکو سے احتراز نہ کرتا تھا۔ دوسرا یہ محض ان پڑھ اور عامی درویش تھا مگر تمباکو سے ہمیشہ محترز رہتا تھا۔ رات دونوں نے اپنی اپنی جگہ واقعہ میں دیکھا کہ گویا یہ درویش عالی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مقدس میں نہایت اطمینان سے بیٹھا ہوا اور اس فاضل کو مجلس نبوی میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ملتی ہے آخرکار اسی نے اہل مجلس سے دریافت کیا کہ اس فاضل درویش کو مجلس میں آنے اجازت کیوں نہیں دی جاتی جواب دیا کہ چونکہ یہ شخص تمباکو پیتا ہے اور ب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کراہت رکھتے ہیں اس وجہ اس کی شرکت اس مجلس میں پسند نہیں فرماتے جب صبح ہوئی تو اس عامی بمقتضائے ہمدردی رات کے واقعہ کی تبلیغ کرنی چاہی لیکن جوں ہی اس ضل کے گھر میں داخل ہوا دیکھا کہ وہ پُرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بار رہا ہے اور ایک سخت رنج والم میں بھرا بیٹھا ہے جب اس نے اس ونے اور اندوہ وغم کا سبب دریافت کیا تو یہی مجلس نبوی میں شریک ہونے کی عدم اجازت بیان کی اس نے کہا عزیز من! انہیں خوش ہونا چاہیے کیونکہ میں نے اہل مجلس سے اس کا سبب دریافت کر لیا ہے اور وہ تمباکو کا پیتا ہے۔ فاضل درویش نے یہ تقریر سنتے ہی حقے اور نے کو چور چور کر ڈالا اور حقہ کشی سے توبہ نصوح کر لی۔ آنے والی شب کو پھر دونوں نے ایک ہی ساعت میں خواب دیکھا کہ گویا فاضل آنحضرت کی مجلس میں موجود ہے اور تمام لوگوں سے آگے آنحضرت کے بہت ہی قریب بیٹھا ہوا ہے

Marfat.com

آپ نہایت مہربانی کے ساتھ اُس کی طرف ملتفت ہیں اور بے حد
فرما رہے ہیں۔

(۲۰) شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے دوستوں میں ایک عزیز گو تمباکو نہ
کرتا تھا۔ لیکن مہمانوں کے لیئے حقّہ وغیرہ گھر میں رکھتا تھا ایک
نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے مکان میں
لائے ہیں لیکن مکان میں داخل ہونے کے بعد ہی ایک نفرت و کراہت
کے ساتھ مراجعت فرمائی۔ یہ شخص آنحضرت کی یہ نفرت دیکھ کر آپ کے پیچھے
میں دوڑا اور نفرت و کراہت کا سبب دریافت کیا فرمایا تیرے گھر
حقّہ نے چلم موجود ہے اور ہمیں ان چیزوں سے سخت نفرت ہے

(۲۱) فرماتے ہیں کہ ہمارے محلہ میں ایک خیاط سکونت رکھتا تھا ایک روز
میں نے ایک آدمی بھیج کر اُسے بُلایا معلوم ہُوا کہ وہ دفعۃً مرگیا ہے اور اس کے
متعلقین گریہ وزاری میں مصروف ہیں لوگ غسل وکفن کا انتظام کر رہے ہیں
تھوڑی دیر کے بعد مجھے جامع مسجد کی طرف جانے کا اتفاق ہُوا۔ دیکھتا ہوں
کہ وہ درزی بازار میں کھڑا باتیں کر رہا ہے مجھے اس وقت نہ صرف تعجب ہوا
بلکہ تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی اور جب اُس کا واقعہ سُنا تو وہ
بھی تحیر ہُوا اُس نے بیان کیا کہ میں اسی محلہ کے ایک تنگ گلی میں چلا جاتا تھا
کہ دیکھتا ہوں ڈراونی شکل کے دو آدمی نہایت غیظ و غضب میں بھرے
ہوئے میری طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں جن کی ہیبت و رعب میرے
دل میں اس قدر بیٹھ گیا کہ سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپنے لگا اتنے میں ے

Marfat.com

ص نے آگے بڑھ کر میرے اس زور سے طمانچہ مارا کہ میں بیہوش گر پڑا گویا بظاہر میں مر گیا تھا لوگ مجھے مشکل گھر لائے اور تجہیز و تکفین رہاں کرنے لگے۔ لیکن میں اسی اثنا میں دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں پُرشوکت شخص مجھے لئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے مقام پر پہنچ جہاں بہت سے لوگوں کے جمگھٹے لگے ہوئے تھے اور جن کی شکل و اور ہیبت و صورت بنی آدم کی صورت سے بالکل علیحدہ اور ممتاز تھی کے غول اور جمگھٹے کے بیچ میں ایک نہایت مکلف تخت تھا جس پر سردار بڑی شان و شوکت سے بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں شخصوں نے اس سردار کے سامنے پیش کیا لیکن اس نے میری صورت دیکھتے ہی کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جسے میں نے بلایا تھا اسے وہیں پہنچا آؤ جہاں لائے ہو وہ لوگ مجھے ہمراہ لے کر واپس آتے ہی تھے کہ عقب سے نے باواز بلند پکارا اس شخص کو یہاں لاؤ یہ حقہ پیتا ہے چنانچہ وہ دونوں ص مجھے پھر اس رئیس کے سامنے لے گئے اور لوہا آگ میں لال کر کے رے گھٹنے کو داغ دیا جس کی تکلیف سے میں چونک پڑا۔ آنکھ کھول کر تا ہوں تو عزیز و اقارب مجھے غسل دے کر کفن میں لپیٹنا چاہتے ہیں۔

(۲۲) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ صاحب مجد سے ان فرمانے لگے کہ سید علیم اللہ نے جو شیخ آدم قدس سرہ کے اکابر صحاب میں ایک نہایت ہی مقتدر اور جلیل القدر شخص ہیں اور جن کے فضل و کمال اور علمی کارناموں کو شہرت عام نے ضرب المثل کر کیا ہے

Marfat.com

بلند درجے پر پہنچا دیا ہے کہ قوم کے اکثر معززین اُن کے ایک ایک کو فخریہ استعمال کرتے ہیں۔ تمباکو کی حرمت میں ایک نہایت پُرزور اور رسالہ لکھا اور دو افغانیوں کی معرفت علماء دہلی کے پاس روانہ کیا سب پیشتر وہ رسالہ میرے سامنے پیش کیا گیا جس میں آیہ یوم تأتی السماء بدخان مبین اور ان ہی جیسے اور چند دلائل سے تمباکو کی تحریم میں استدلال کیا تھا۔ میں نے اُن دونوں شخصوں کو جواب صاف دے دیا کہ یہ جس قدر دلائل ہیں نہایت کمزور وضعیف ہیں۔ ایسی نحیف اور بودے استدلالات سے کام نہیں چلتا ازاں بعد میں نے اُن بے سروپا اور غلط روایتوں کی نہایت تفصیل کے ساتھ تردید کی اور آیتا کی تفسیر میں وہ اقوال پیش کئے جو معتبر و مستند مفسرین نے بیان کئے ہیں اگرچہ میری یہ تمام تقریر دلسوزی و خیر خواہی سے لبریز تھی لیکن اُن دونوں افغانیوں نے رغبت کے کان سے نہیں سُنی اور ناخوش ہو کر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مُلّا یعقوب کی درسگاہ میں پہنچے جو دہلی کے فضلاء میں اگرچہ ایک مشہور اور مسلم الثبوت شخص تھا مگر تمباکو پینے کا سخت عادی تھا۔ یہ لوگ جب اُن کی مجلس میں پہنچے اور اُسے برسرِ مجلس حقہ پیتے دیکھا تو انکار و اعتراض سے پیش آئے ملّا یعقوب نے کہا کہ میں حقہ برسرِ مجلس اس لئے پیتا ہوں کہ لوگوں کو اس کی اباحت معلوم ہو جائے اور اگر کسی کو حقّہ کے مباح ہونے میں شبہ ہو تو بسم اللہ کرے سید علیم اللہ کے فرستادوں نے نہایت جرأت و بے باکی سے کہا کہ چونکہ اس مسئلہ کا ماخذ موجود ہے اس لئے اس کا فیصلہ بہت آسانی

Marfat.com

ساتھ ہو سکتا ہے اور اصول روایت و درایت دونوں سے حل ہو سکتا ہے
اس کے بعد انہوں نے رسالہ کی چند فقہی روایتیں اور حدیثیں پیش
ہنیں ملا یعقوب نے ادنیٰ توجہ کے ساتھ رد کر دیا دونوں مغموم و
ن ہو کر پھر میرے پاس آئے اور مناظرہ کی ساری کیفیت دوہرائی ۔
نے کہا عزیزان من! تمہارا دعوئے تحریم پھر اس پر ان بے سرو پا
یف روایات سے استدلال کرنا حقیقت میں اسی قابل تھا جیسا تمہارے
برتاؤ کیا گیا لیکن اب تم ملا یعقوب کے پاس جاؤ اور آیہ یاایھا النبی
تحرم ما احل اللہ لک کا شان نزول دریافت کرو جب تم یہ سوال
کرو گے تو ملا یعقوب فوراً جواب دے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
محترمہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شربت شہد تناول فرمایا کرتے
ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے حضرت زینب سے رشک کر کے
بات پر باہم مشورہ کیا کہ آج جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس تشریف لائیں وہ ایک افسوس ناک لہجے میں عرض کرے کہ
حضور کے منہ مبارک سے گندنے کی بو آتی ہے چنانچہ تمام محترم بی بیوں
متفق ہو کر یہ ہی بات کہی جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا میں نے
گندنا تو نہیں کھایا ہے البتہ شہد کا شربت پیا ہے ۔ اس پر بی بیوں نے
عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی مکھی گندنے کے درخت پر بیٹھی ہو گی
اس پر آنحضرت نے اپنے حق میں شہد حرام ٹھرا لیا اور یہ آیت نازل ہوئی
جب ملا یعقوب آیت کے شان نزول کی بابت یہ تقریر کر چکے تو تم

Marfat.com

دریافت کرنا کہ آخر اس کی علت کراہت کیا تھی۔ ملا یعقوب بجز اس
اور کچھ کہہ ہی نہ سکے گا۔ کہ علت کراہت بدبو تھی اس وقت تم پوچھنا
شریف میں جو تواتر آیا ہے کہ من اکل ھاتین الشجرتین فلا یقرب
تو یہاں علت بجز کون چیز ہے اس کے جواب میں بھی ملا یعقوب یہی
کہ بوئے بد اس پر تم بے دھڑک ہو کر پوچھنا کہ حدیث میں جو یہ آیا
حضرت خوشبو سے رغبت اور بدبو سے نفرت رکھتے تھے۔ صحیح ہے
نہیں اگر صحیح ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ تمباکو میں بدبو ہے یا نہیں ملا یعقوب
اگر اس سے انکار کر جائے اور کہہ بیٹھے کہ تمباکو میں بدبو نہیں ہے تو کہہ
کہ جن لوگوں نے مدت العمر تمباکو نہیں پیا ہے اُن سے دریافت کرنا
کہ اس کی بو دماغ کو اچھی معلوم ہوتی ہے یا بُری اور جب اس میں بو
ہونا ثابت ہوتا ہے تو محتاط اور اہل ورع و تقوےٰ کے مناسب حال
یہی ہے کہ تمباکو پینا ترک کر دیں۔ چنانچہ یہ دونوں شخص ملا یعقوب کے پاس
گئے اور تقریر کا سلسلہ اسی اسلوب پر چھیڑا جس طرح کہ واجب احترام
شیخ نے تعلیم کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملا یعقوب کو ان باتوں کا اعتراف
کرنا پڑا اور فوراً چلم و نے کو چور چور کر ڈالا اور ہمیشہ کے لئے ترک دیا
شیخ کے مکتوبات | شیخ کے ملفوظات اور حکیمانہ مقولے جس قدر لکھے
گئے ہیں۔ ان سے آپ کے علم و فضل و بزرگی اور علمی کمالات کا
اندازہ ہو سکتا ہے شیخ کے حکیمانہ اقوال اور دل آویز مقولوں کی فہرست
اگرچہ ایک نہایت طول طویل فہرست ہے لیکن ہم نے آپ کے صرف

Marfat.com

نتیجہ بخش اور حکمت آمیز فقروں کو قابل انتخاب سمجھا ہے جن سے
لوگ زیادہ منتفع ہو سکتے ہیں۔ آپ کے مکتوبات بھی نہایت مفید اور
آمد ہیں مگر چونکہ وہ بالکل ادبی ہیں اس لئے اردو زبان میں ان کا ترجمہ
تکلف سے خالی نہیں اور نمونے کے طور پر کسی مکتوب کو اردو کے
ب میں ڈھال کر ناظرین کے سامنے پیش کیا بھی جائے تو افسوس ہے
عام لوگ اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اس وجہ سے
نے انہیں دانستہ انتخاب کے قابل نہیں سمجھا امید کہ معزز ناظرین ہمیں
ں بات کا الزام نہ دیں گے کہ ہم نے شیخ کے مکتوبات کیوں نہیں
بند کئے۔ علاوہ ازیں آپ کے نصائح خیز وعظ اور عبرت انگیز کلمات
بارں میں اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ ہم فیصدی پانچ کے
نتخاب کی بھی گنجائش نہیں دیکھتے یہ ضرور ہے کہ اس قسم کے مؤثر
لفظ سے قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے مگر افسوس
ہم اس موقع پر اس بابت کچھ بھی نہیں لکھ سکتے وجہ یہ کہ کتاب ضخیم
ہوتی جاتی ہے اور ہنوز ہمیں اس کے متعلق بہت کچھ لکھنا باقی ہے
ر کہ ہم شیخ کی ازدواج و اولاد کا ذکر کرکے اس عنوان کو ختم کرتے
ہیں۔

(…)بیوی کی ازواج | محترم و بزرگ شیخ کے دو نکاح ہوئے تھے اور غالباً
پہلا نکاح آپ کے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید
کے زمانۂ زندگی میں ہوا تھا۔ اگرچہ اس بارہ میں ہماری واقفیت بالکل

Marfat.com

محدود ہے کہ جس محترم اور ممتاز بی بی سے آپ کا پہلا نکاح ہوا و
خاندان کی چشم و چراغ تھیں اور اُن کے والد بزرگوار کا کیا نام
لیکن نکاح ثانی کی نسبت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ وہ جناب
شیخ محمد قدس سرہٗ کی محترم و معزز صاحبزادی تھیں جیسا کہ خود شیخ کے
سے ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ
مرقد منور کی زیارت کے لئے گیا میں ایک اونچے چبوترہ پر کھڑا
جو آپکے مزار کے بہت ہی متصل تھا کہ دفعتہً خواجہ کی روح پاک
ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ عنقریب تمہارے ہاں ایک ہونہار لڑکا پیدا
تم اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا لیکن چونکہ میری بی بی سن ایاس کو
چکی تھیں اور عادتاً ایسے وقت میں اولاد کا ہونا تعجب تھا اس وجہ
میں خواجہ کا یہ ارشاد سن کر حیران ہو گیا کبھی تو میں اپنی بی بی کی حالت
تھا اور کبھی خواجہ کے ارشاد پر غور کرتا تھا آخر میں نے اپنے دل
فیصلہ کیا کہ اس لڑکے سے خواجہ کی مراد پوتا ہو گا جوں ہی میرے دل
یہ خیال گذرا خواجہ نے فوراً تاڑ لیا اور فرمایا جو تم نے خیال کیا ہے میری
مراد یہ نہیں ہے بلکہ خاص تمہارے صلب سے لڑکا پیدا ہو گا چنانچہ کچھ
تھوڑے دنوں بعد میرے دل میں دوسرے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی
اور ولی اللہ لڑکا متولد ہوا اگرچہ اول اول یہ واقعہ مجھے بالکل نسیاً
منسیاً ہو گیا اور اسی وجہ سے اس کا نام تمام خاندان میں ولی اللہ ہو

Marfat.com

لیکن کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد جب مجھے یاد آیا تو میں نے اس
م بدل کر قطب الدین احمد رکھا
اسی واقعہ کو جناب شاہ ولی اللہ صاحب بہ تبدیلی چند الفاظ اس
قلمبند فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد زندگی کے ساٹھ مرحلے
کر چکے تو آپ پر منکشف ہوا کہ ایک اور لڑکا میرے ہاں پیدا ہوگا
نچہ آپ کے دل میں نکاح ثانی کی خواہش پیدا ہوئی مخدومی شیخ محمد قدس
لے یہ ماجرا معلوم کیا تو بایں وجہ اپنی محترم و عزیز لڑکی کو آپ کے
ح میں دینا سرمایۂ فخر سمجھا کہ وہ فخر خاندان و قوم لڑکا میرے ہی پارہ
کے بطن سے پیدا ہو لیکن جب یہ کدخدائی متحقق ہو چکی تو بعض سوختہ
نفاق پیشہ لوگوں نے بطریق طعن کہا کہ شیخ کو اس سن و سال میں کدخدائی
رت نہ تھی رشدہ شدہ یہ باتیں آپ کے کان تک پہنچیں فرمایا ان
دل سے کہہ دینا چاہیئے کہ ابھی میری زندگی کا زمانہ بہت کچھ باقی ہے
کئی فرزند وجود میں آنے والے ہیں۔ چنانچہ اس شادی کے بعد آپ
رہ سال تک زندہ رہے اور دو فرزند پیدا ہوئے۔
شیخ کے حالات زندگی میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے کہیں اس با
پتہ نہیں چلتا کہ آپ کی پہلی بی بی کے بطن سے کے اولادیں پیدا ہوئیں
ن اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحبزادے صلاح الدین نام
پیدا ہوئے تھے جو بڑے ہو کر فوت ہو گئے اور جو الولد سر لابیہ
کے پورے فوٹو تھے۔ دوسری ممتاز و محبوب بی بی سے دو صاحبزادے

Marfat.com

پیدا ہوئے جناب شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ جن کی فرزندی
انتساب نے نہ صرف جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بلکہ تمام خاندان
دنیا میں روشناس کردیا ہے اور جن کے فضل وکمال کی شہرت نے اُس
روشناسی کو اور بھی چمکا دیا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو اس عظیم الشان اور جلد
خاندان کا اعزاز واقتدار ان ہی کے نام سے قائم ہے جو آج تک و
کو زندہ کئے ہوئے ہے اور بلحاظ اُس پیشین گوئی کے جو ایک موقع پر
عبدالرحیم صاحب نے ایک طولانی دعا کے وقت کی تھی عجیب نہیں کہ
تک زندہ رہے اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں "مجھے الہام
ہے کہ تیرا سلسلہ دنیا میں قیامت تک باقی رہے گا اور اُس میں کبھی انقط
واقع نہ ہوگا۔"

شیخ کے لائف کے متعلق جس قدر ضروری حالات ہمیں اس مقام
نقل کرنے تھے مختصراً ذکر کر آئے لیکن آپ کے بعض حالات ایسے بھی ہیں
جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے واقعات سے وابستہ ہیں۔ لہذا اب ہم
سوانح عمری آپ کے انتقال اور بعض اسباب انتقال پر ختم کرتے ہیں او
وہ حالات جو اس باب میں تحریر ہونے سے رہ گئے ہیں شاہ ولی اللہ صاح
کی لائف میں معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

شیخ کا انتقال

محترم و بزرگ شیخ نے جس وقت اس ناپائدار و بے ثبات دنیا

Marfat.com

باقی کی طرف کوچ کیا ہے ۔ اُس وقت زندگی کے ستتر مرحلے طے کر
چکے تھے ۔

ئے مرض | آپ کے ابتدا مرض کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے کہ پہلے
ضعیف سی تبخیر ہوئی ۔ اسی اثنا میں رمضان المبارک کا مہینہ آگیا اور آپ نے
ور سابق صیام وقیام کو بڑی جرأت و آزادی کے ساتھ ادا کرنا شروع کیا
یوں جوں زمانہ گزرتا گیا مرض اشتداد پکڑتا گیا یہاں تک کہ اچھی خاصی تپ
۔ یہ امر نہ صرف تعجب بلکہ نہایت حیرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ شیخ
رض میں اگرچہ شدت بڑھتی جاتی اور کرب و بے چینی المضاعف ہوتی جاتی
لیکن آپ کا صیام وقیام پر وہی اہتمام تھا جو حالت "تندرستی میں ہر چند کہ
ن شریعت نے افطار کی اجازت پہلے ہی سے دے دی تھی کیونکہ آپ
خ فانی تھے اور روزہ کی بالکل طاقت نہ رکھتے تھے قطع نظر اس کے مریض
تھے مگر آپ کی شب بیداری اور روزہ میں کسی قدر بھی فرق نہ پڑتا تھا جب
بے فرزند رشید جناب شاہ ولی اللہ اور دیگر معززان اہل بیت آپ سے
یافت کرتے کہ حضرت ! باوجود شرعی رخصت کے اس قدر سختیوں اور رنج و
غموں کے جھیلنے کا سبب کیا ہے تو فرماتے کہ روزہ رکھنے کی حالت میں
اسے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ میں ضعف کی وجہ سے بے ہوش ہو جاؤں اور چونکہ
ذتی کی مجھ میں پہلے ہی سے عادت ہے اس لئے میں ایک خفیف سی تکلیف
ہ مقابلہ میں عظیم الشان ثواب سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا لیکن جب شوال کا
ہینہ آیا تو دفعتہً اشتہا ساقط ہو گئی اور انتہا درجہ کا ضعف غالب ہوا مہینہ کے

Marfat.com

آثار نمودار ہونے اور اُمید زلیست بالکل منقطع ہو گئی۔ شاہ ولی اللہ صا
بیان ہے کہ ان ایام میں آپ کے پاس ہر وقت حاضر رہتا تھا ایسے نا
خطرناک اور نہایت کرب و بے چینی کے وقت میں بھی علے الاتصال آ
زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو ا
القیوم مگر پھر چند روز ہی میں آپ کی طبیعت میں ایک ایسا انقلاب پیدا
سے کسی قدر صحت کی امید ہو گئی۔ اور فی الجملہ مرض میں تخفیف حاصل ہو
یہاں تک کہ صفر المظفر کے ابتدائی تاریخوں میں پھر مرض نے معاودت کی
مرض کی بے چینی و اضطراب کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کو کسی پہلو اور
کروٹ چین ہی نہ پڑتا تھا اور آناً فاناً آپ کے چہرے پر آثار تغیر نم
ہوتے تھے۔

انتقال صبح کی پو پھٹنے سے پہلے آپ پر موت کے آثار نمودار ہو
لیکن اس شدت اور کرب کے وقت بھی آپ کی ہمت عالی اس طرف
کہ نماز فجر فوت نہ ہو چنانچہ اسی عالم بے ہوشی میں چند مرتبہ آپ نے حا
سے دریافت کیا کہ صبح صادق ہو گئی ہے کہ نہیں حاضرین مجلس نے جوا
کہ ہوا ہی چاہتی ہے لیکن جب آپ کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک
تو آپ نے حاضرین کو ذرا سختی سے جواب دیا کہ اگر ہنوز تمہاری نماز کا
نہیں آیا نہ سہی ہماری نماز کا وقت آ پہنچا ہے اس وقت آپ حاضر
طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے مجھے قبلہ رخ کر دو چنانچہ لوگوں نے
آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اگرچہ وقت میں شبہ تھا لیکن آپ

Marfat.com

ول سے نماز فجر ادا کی۔ زاں بعد اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہوئے
بی حالت میں ودلیعت حیات کارکنان قضا کے ہاتھوں سپرد کی۔
یں صفر روز چہار شنبہ ۱۱۳۱ھ ہجری عہد فرخ سیر میں ۷۷ سال کی عمر میں
م دہلی فوت ہوئے اور مہندیوں میں دفن کئے گئے آپ کے انتقال کے
ں روز بعد فرخ سیر گرفتار ہوا اور دہلی میں ایک عام بےچینی اور عظیم الشان
پڑگیا۔ آپ کو فتح چتوڑ کا قصہ اور مسجد جامع دہلی کی تعمیر کا زمانہ اچھی
یاد تھا۔

باب دوم

شیخ ابوالرضا محمد

شیخ ابوالرضا محمد۔ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید کے فرزند رشید
حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کے بڑے بھائی ہیں۔ ابتدا میں شیخ عبدالرحیم
حب کی اتالیقی آپ ہی کے سپرد تھی جسے آپ نے نہایت قابلیت اور
زی کے ساتھ ادا کیا۔ شیخ عبدالرحیم صاحب نے جس طرح آپ کے
یہ عاطفت میں پرورش پائی اور تعلیم و تربیت حاصل کی اسی طرح عام
لاق و عادات اور مجلسی کمالات بھی حاصل کئے اگرچہ شیخ عبدالرحیم کی تعلیم

Marfat.com

پر دیگر ماہرین فن بھی چار سال کی عمر سے مقرر تھے اور آپ بچے اطوار و
کی عمدہ طور پر نگرانی بھی کرتے تھے۔ لیکن پوری پوری خدمت تربیت
ابوالرضا محمد ہی کے ہاتھ میں تھی اور آپ کو بچپن ہی کے زمانہ سے شیخ
پر خاص توجہ تھی بمقابلہ شیخ عبدالحکیم اور اس خاندان کے دیگر صاحبزاد
جو علمی کمالات شیخ عبدالرحیم صاحب کو حاصل ہوئے سچ پوچھئے تو ا
و تربیت کا اثر تھا جو شیخ ابوالرضا محمد کے سایۂ عاطفت میں حاصل ہو

شیخ ابوالرضا محمد کی ولادت طفولیت سن رشد

تربیت حلیہ وغیرہ

ولادت | شیخ وجیہ الدین شہید کے نامور اور بلند اقبال صاحبزادے
ابوالرضا محمد کا سن ولادت مجھے کسی تذکرہ خاص یا آپ کے زندگی کے
و واقعات سے معلوم نہیں ہوا[1] لیکن مستند کتابوں سے اس قدر ضرور معلوم
کہ آپ نے محرم کی سترہ تاریخ ۱۱۰۰ھ ہجری میں اس جہان سے رخص

[1] مگر آپکے واقعات انتقال پر نظر ڈالنے اور ان حالات کے پڑھنے سے صاف معلوم
جو آپکے مرض موت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں کہ آپ ۱۰۴۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے کیونکہ
انتقال محرم کی سترہ تاریخ ۱۱۰۰ھ ہجری میں ہوا اور انتقال کے وقت آپکی عمر ٹھیک پچپن
حسابی قاعدہ سے جب پچپن سال ۱۱۰۰ھ میں سے تفریق کئے جاتے ہیں تو ۱۰۴۵ھ با قی
اس لئے آپ کا سن ولادت ٹھیک ۱۰۴۵ھ ہجری ہے ۱۲ واللہ اعلم

Marfat.com

غرآخرت قبول کیا اور یہ بھی تحقیق ہے کہ جس عہد میں ابوالمظفر
ے الدین محمد شاہ جہان ہندوستان کے وارث تخت وتاج کے
کا ستارہ چمک رہا تھا اور سلطنت کا عروج معراج کمال پر پہنچا ہوا
ں زمانہ میں شیخ ابوالرضا محمد پیدا ہوئے جس زمانہ میں شیخ ابوالرضا
ئے اُس وقت اُن کے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب
لی حالت تھی کیونکہ شاہی دربار سے اُس وقت تک آپ کو کوئی
و ممتاز منصب حاصل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ
ابوالرضا محمد کا زمانہ طفولیت معمولی حالت میں تھا لیکن اس کے چند
بعد جو زمانہ آیا وہ شیخ ابوالرضا محمد کے حق میں نہایت برکت اور خوشی
مانہ تھا کس لئے جب شاہ جہان بادشاہ کا اقبال پہاڑ کی چوٹی کا
تا ہوا سورج تھا۔ اور اورنگ زیب کی بلند اقبالی کا آفتاب نصف
ار تک پہنچ گیا تھا تو جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کو شاہی دربار
بہت بڑا اعزاز واقتدار حاصل ہو گیا تھا۔

م وتربیت | شیخ ابوالرضا محمد کی تعلیم وتربیت کب شروع ہوئی اور
ات اتالیقی کن علماء کے حوالہ کی گئی۔ یہ ظاہر کرنا بہت مشکل ہے
کہ کسی تذکرہ اور تاریخ سے اس کا پتہ نہیں چلتا لیکن تاہم خوارق المعرفۃ
ایک مختصر نوٹ سے اس قدر ضرور پتہ لگتا ہے کہ شیخ ابوالرضا محمد نے
م ظاہری علوم حافظ بصیر سے حاصل کئے جو عہد شاہجہان میں ایک
ے نامور اور مشہور فاضل تھے اور جو حقیقت میں جامع علوم وفنون

Marfat.com

تھے حافظ بصیر کے علاوہ اس زمانہ میں دیگر ماہرین فن اور اہل کمال تھے جن کی علمی روشنی نے شاہجہان آباد کو اس سرے سے لے سرے تک چمکا دیا تھا ممکن ہے کہ شیخ ابوالرضا محمد نے دیگر مجتہدین بھی علمی سرمایہ حاصل کیا ہو بہر صورت آپ کی تعلیم و تربیت بڑے سے ہوئی کیونکہ آپ کی حالت زندگی پر جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے تمام علوم و فنون میں آپ کا اعلےٰ درجہ کا کمال ظاہر ہوتا ہے المعرفۃ میں لکھا ہے کہ "شیخ ابوالرضا محمد متعدد علوم میں اعلےٰ درجہ رکھتے تھے اور اسے فطرت کی بخشش و عنایت سمجھنا چاہیئے کہ آپ و حافظہ اس بلا کا تھا کہ ایک ہی زمانہ میں مختلف علوم تحصیل کرتے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہے کہ شیخ ابوالرضا محمد کے علوم و فنون حقیقت میں وہبی علوم تھے اور قدرتاً آپ میں جملہ علمی پہلے ہی سے موجود تھے لیکن چونکہ آسمانی قوانین تحصیل صوری پر جاری اس لئے آپ نے بظاہر علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم کی تحصیل کی اور چند روز کے عرصہ میں اہل کمال کے زمرہ میں شمار کئے جانے لگے۔

علوم باطنی | الغرض جب آپ ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر چکے اور علوم کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہو گئے تو حضرت خواجہ محمد باقی کے فرزند جناب خواجہ خرد کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کمالات باطنی سے فیضیاب ہوتے۔ اول اول اگرچہ آپ بصوابدید والد بزرگوار ابن زمانہ کے امرا

Marfat.com

ملتے جلتے تھے اور شاہی دربار سے ایک معزز و ممتاز عہدہ بھی
کے نامزد ہو گیا تھا لیکن دفعتہً آپ کی فطری استعداد ظہور پذیر ہوئی
آپ نے عزلت نشینی۔ تجرید تام۔ توکل کلی۔ ہر حال میں سنت نبوی
عمل کرنا اختیار کیا اور یکلخت ابنائے دنیا حتیٰ کہ عزیز و اقارب سے
ملنا جلنا ترک کر دیا۔

نشینی | ایک مشہور روایت سے ثابت ہوا ہے کہ جب آپ نے تمام
دنیاوی تعلقات سے دست برداری کی تو اپنی محترم بی بی سے فرمایا کہ مونس
ابجس رستہ کو ہم نے اختیار کیا ہے وہ ایک نہایت ہی خطرناک اور
دشوار گزار رستہ ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کہ جو سختیاں اور شدتیں ہیں
اس راہ میں جھیلنی پڑیں گی وہ سخت جگر خراش اور جانگزا ہوں گی پھر باوجود کثرت
شدائد و متاعب کے یہ ممکن نہیں کہ ہم اس راہ کو چھوڑ کر کوئی اور راہ چلیں۔
پس اگر تم اس دردناک مصائب اور المناک مشقتوں کو اختیار کرتی اور لذیذ
و مزیدار غذاؤں قیمتی اور فاخر لباس سے پہلو تہی کرنا چاہتی نیز قبائل و عشائر
سے قطع تعلق کرنا چاہتی ہو تو ہماری رفاقت میں رہ سکتی ہو ورنہ تمہیں اختیار
ہے۔ ممتاز و محترم بی بی نے آپ کی یہ تقریر سنکر تمام زیورات اور کپڑے
جسم سے علیحدہ کر دیئے اور ایک نیلی پیراہن زیب بدن کر کے آپ کی رفاقت
کی اور دنیا کی آسائش و راحت اور تجملات پر لات مار کے راہ مولا میں
قدم فرسائی شروع کر دی۔
شیخ ابوالرضا محمد نے جب اپنی مونس و غمگسار بی بی کو اس حالت میں

Marfat.com

بھی اپنا مونس و غمخوار پایا تو خالی ہاتھ والدین کے گھر سے نکلے اور ...
کی مسجد کے متصل ہی ایک تیرہ و تنگ حجرہ مرتب کر کے سکونت اختیار
اس زمانہ میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ آپ پر تین تین فاقے متواتر گزر جا
تھے اور اگر کبھی سدرمق میسر بھی ہوتا تھا تو جو کی روٹی اور چھاچھ کے
اور کچھ نہ ہوتا۔ جو کبھی کبھی محمد جان یا اور کوئی نیاز مند خدمت اقدس میں حا
کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ ہمیشہ نہایت قلیل مقدار اس میں سے تناول کر
اور باقی فقراء کو علی السویہ تقسیم فرما دیتے۔ آپکے مکان میں چولہا چکی ہنڈیا وغیر
کوئی چیز نہ تھی۔ اور نہ آپ نے ان چیزوں کے فراہم کرنے میں کبھی کوشش
کی لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد خدا تعالے نے بغیر کسی سبب و ذریعہ
اپنی برکت ظاہر فرمائی اور اپنے بندوں کے دلوں کو آپ کی طرف متوجہ
دیا دیکھتے دیکھتے ایک نہایت خوشنما اور عالی شان حویلی بڑی شان و شوکت
سے آپ کے لئے طیار کی گئی اور معاش میں تمام و کمال توسیع ہوئی۔
شیخ ابوالرضا محمد خود اپنا ایک ابتدائی واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ
خواجہ خرد کی خدمت میں حاضر تھا کہ شیخ تاج سنبھلی کے اصحاب میں
ایک فقیر آیا جو تجرید و بے اسبابی میں انتہا درجہ کا کمال رکھتا تھا۔ شیخ
تاج حضرت خواجہ محمد باقی کے معزز و مقتدر خلیفہ تھے۔ چونکہ اس پر غلبہ
توی غالب تھی اس وجہ سے جرات خواجہ خرد اس سے دریافت کر
تھے۔ اس کا جواب بہت ہی رک رک کے دیتا تھا اسی اثناء میں خواجہ
زبان مبارک سے نکلا کہ جو شخص معرفت خدا کا طالب ہو اسے اس جوانمر

Marfat.com

بعت اختیار کرنا چاہیئے خواجہ کی یہ تقریر سُنتے ہی اُس فقیر سے اخذ
یت کرنے اور بیعت کرنے کی میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور
ے بے اختیاری جوش کے ساتھ میں اس کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے
لفہ ہی میں نے احتیاطاً اپنے فوری جوش کو دبایا اور استخارہ کر کے
ضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہوا خواب
ں مجھے دکھائی دیا کہ گویا حضرت غوث الاعظم ایک کشتی پر سوار ہوئے دریا
سیر کر رہے ہیں اور میں دریا کے کنارہ پر آپ کی پس پشت کھڑا ہوں ایکا
ں آپ میری طرف متوجہ ہوئے چونکہ آپ کے ایک ایک بال سے شعاعیں
ی تیزی کے ساتھ چمک رہی تھیں۔ اس لئے نظروں میں خیرگی اور چکاچوند
یدا ہوتی تھی۔ حضور نے خود مجھے پکارا کہ شیخ ابوالرضا محمد اِدھر آؤ۔ یہاں تک
ہچ کر مجھے ذہول ہو گیا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بعد کیا ہوا لیکن اس
ا اثر میں نے اپنے دل میں ضرور پایا کہ اُس فقیر کی محبت میرے دل میں
ام کو باقی نہیں رہی اور خود حضرت غوث الاعظم کی جناب سے استفادہ کا
دروازہ مفتوح ہوا۔

فرماتے ہیں ایک اور مرتبہ میں نے جناب غوث الاعظم کو خواب میں دیکھ
کر عرض کیا سیدی! میں ایک ایسے شخص سے بعیت کرنا چاہتا ہوں جس
لے آپ سے اخذ طریقت کیا ہو۔ فرمایئے کہ کون شخص اس بات کے قابل
ہے۔ فرمایا گھبراؤ نہیں عنقریب تمہیں جناب امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی سعادت بیعت حاصل ہونے والی ہے۔ چنانچہ مجھے اُس موقع

Marfat.com

کا بہت تھوڑا انتظار کرنا پڑا۔ کہ ایک رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ گویا
ایک ایسے راستہ پر جا رہا ہوں۔ جہاں کوئی دوسرا آمد و رفت کرنے والا
ہے۔ لیکن ہاں گزرنے والوں کے قدم کے نشانات برابر محسوس ہوتے
چنانچہ میں انہیں قدموں کے آثار پر رستہ طے کرنے لگا۔ تھوڑی دُور
جا کر دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت صبیح و ملیح شخص جس کی صاف و سنہری
میں ستارۂ اقبال چمک رہا ہے۔ رستہ کے عین وسط میں بیٹھا
اور با شان و شوکت بیٹھا ہے میں نے جب اُس سے دریافت کیا تو
سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میری طرف چلے آؤ۔ اُن کا یہ دل آویز فقرہ
ہی میں نہایت بشاش ہوا اور آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھایا زاں بعد فر
اسے آہستہ رو میں علی ہوں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تمہیں ان کی خدمت میں لے جا حاضر کروں
میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں دوڑتا چلا یہاں تک کہ جناب رسالت
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ نے میرا ہاتھ اپنے ہا
کے نیچے رکھ کر اپنا ہاتھ آنحضرت کے دست مبارک میں دے دیا اور فر
یا رسول اللہ ھذا ید ابی الرضا محمد جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وس
نے حضرت امیر المومنین سے بیعت لی اس وقت میرے دل میں خطرہ گز
کہ کیا آنحضرت کے بیعت لینے کا یہی طریقہ ہے یا کوئی اور حضرت علی
اس خطرہ پر فوراً مشرف ہو کر فرمایا کہ تمام اولیاء اللہ کے حق میں اسی طر
وسیلہ بیعت میں ہی ہوتا ہوں۔ زاں بعد اپنے اشتغال واذکار و اسرار کی تلقی

Marfat.com

سرفراز فرمایا اور خطاب و توجہ سے عزت افزائی کی اُس زمانہ سے میں
ہی وہبی میں مشغول ہوا۔ اور تمام اشغال و وظائف مجھ پر نہایت
یا وآسان ہو گئے۔

آپ کا قد لانبا بدن چھریرا تھا۔ رنگ میں سُرخی و سپیدی کے
ایک قسم کی ملاحت تھی۔ ڈاڑھی ہلکی اور کسی قدر دراز تھی۔ رخسار
قدر گوشت کم تھا کہ چہرہ کی تمام باریک رگیں اُبھری ہوئی معلوم ہوتی
اور سُرخ و سپید رنگ میں سبزی لئے ہوئے رگیں بالکل وہی لطف
تی تھیں جو گل سُرخ میں سبز دھاریاں دکھاتی ہیں۔

شیخ ابوالرضا محمدؒ کا فضل و کمال علمی ذوق علوم کی اشاعت۔ مجالس علمیہ وغیرہ

فضل و کمال | فضل و کمال کے اعتبار سے شیخ ابوالرضا محمد جس درجے کے
دمی تھے۔ اُن کی نظیر سے ہندوستان کی تمام علمی مجلسیں خالی تھیں وہ
کونسا علم تھا جس میں آپ کو تجربہ نہ تھا علوم نقلی و عقلی پر آپ کو تمام وکمال
ظہور تھا اور رسمیہ فنون آپکے آگے بالکل پانی تھے اگرچہ آپ بیشتر اوقات
کلام صوفیہ کے متعلقات حل کرنے اور علم سلوک کی نکات و باریکیوں سے
استنباط کرنے میں منہمک رہتے۔ اور روزانہ اوقات اشغال واذکار میں صرف
ہوتے تھے۔

Marfat.com

ذوق علمی | تاہم یہ تمام منصبی فرائض آپکے علمی ذوق کے ماتحت رہتے
ان اہم اور فرائض امور کے بعد جس قدر فرصت ملتی تھی وہ علمی مبا
میں صرف ہوتی تھی - اول اول آپ طلبہ کو ہر قسم کے علوم و فنون کا
دیتے تھے - اور مختلف علوم کے شائقین جوق جوق آپ کی خدمت
تحصیل کی غرض سے حاضر ہوتے تھے لیکن آخر میں بجز تفسیر بیضاوی
مشکوٰۃ شریف کے اور کسی علم کا درس دینا پسند نہ کرتے تھے کیونکہ
میں آپ کی طبیعت تمام علوم رسمیہ سے ہٹ کر صرف قرآن و حدیث
طرف مائل تھی - اور انہی دونوں علموں سے خاص دلچسپی تھی -

وعظ | یہی وجہ تھی کہ آپ کا ہر وعظ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا - آپ کا
دستور تھا کہ نماز جمعہ کے بعد ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے تھے ابتداءً قرآن
کی کوئی عبرت خیز آیت پڑھ کر تین حدیثیں نہایت ترتیل اور آہستگی
ساتھ درد انگیز لہجہ میں از بر پڑھتے اور اس خوش لہجگی اور دلیرانہ آواز میں
کہ لوگ غول کے غول آ کے جمع ہوتے اور ہر درجے اور ہر مرتبے
آدمی جن میں طالب العلم، علما فضلا، صوفیہ، رئیس، شہزادے وغیرہ
تھے سب آ کے جمع ہو جاتے تھے اور تمام حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر
وعظ سنتے تھے - آپکے لہجہ میں اس بلا کا درد اور اثر تھا کہ قرآنی الفاظ زبان
مبارک سے نکلتے ہی سامعین کے دلوں پر ایک چوٹ سی لگ جاتی اور
دل کانپ اٹھتے تھے اور اس کے ساتھ ہی بے اختیاری کی حالت میں
شدت سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ سکوت و خاموشی کی پُر امن حکومت

Marfat.com

زلزلہ پڑ جاتا تھا۔ الغرض جب تمام سامعین آپ کی طرف ہمہ تن متوجہ
اتے تھے تو آپ اس قرآنی آیت اور حدیثوں کا فارسی زبان میں ترجمہ
تے جس سے سامعین کے کلیجے ہل جاتے اور اب ہر شخص اور بھی آپکے
ظ کو رغبت کے کانوں سے سننے کا مشتاق بن جاتا۔ شیخ ابوالرضا محمد صاحب
کے بعد تھوڑا سکوت کرکے اور پھر اُردو زبان میں احادیث کا ترجمہ اور
متعلقات کو اس شیوا بیانی اور دلکش پیرایہ میں بیان کرتے تھے کہ خدا
ل کی محبت کا جوش سامعین کی رگ رگ میں خون کی طرح دوڑ جاتا اور خدا کے
جلال کا پرتو صاف باطنوں کے حجلۂ دل پر پڑ جاتا تھا۔

حت و بلاغت | آپ کی تقریر کا سلسلہ آناً فاناً بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اور
یر کے وقت کسی موقع پر نہ رکتے تھے سلسلہ کلام میں الفاظ و معنی کی
رنہ ہوتی تھی غیر معتبر اور بے سروپا روایتوں کا تو ذکر ہی کیا تھا جس فن پر
پ بحث شروع کرتے تھے تا وقتیکہ اس سلسلہ کا خاتمہ نہ ہو جاتا تھا۔
سری بحث کا پہلو اختیار نہ کرتے تھے اور جب ایک تقریر کا سلسلہ ختم
نے کے بعد دوسری گفتگو شروع کرتے تھے تو بعد کی تقریر پہلی تقریر سے
دہ مؤثر اور دلکش ہوتی یہ سب کچھ تھا لیکن آپ کی تقریر ہر حالت میں
حد اعتدال سے تجاوز نہ ہوتی تھی اور ہمیشہ رنگ آمیزی اور مبالغہ سے خالی
ور بیرنگ ہوتی تھی۔ سنگدلوں کو نرم دل کر دینا اور عباد و زہاد کے دلوں کا
لک بن جانا۔ یہ شیخ کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی۔

مجلسیں | آپ کی تقریر میں اس بلا کا جادو تھا کہ اس کا اثر ایک عظیم الشان

Marfat.com

مجلس پر برابر پڑتا تھا اور کسی کو دم مارنے کی جگہ نہ ہوتی تھی ۔ چنانچہ
تمثیلی حکایت سے اس کا ثبوت اچھی طرح ہوتا ہے ۔ بیان کیا جاتا
کہ شیخ محمد عاشق نے جو ماہرین فن اور اہل کمالات کے زمرہ میں شمار
جاتے تھے ۔ اور جن کا علمی تبحر اور فضل و کمال اس عہد کے تمام لوگوں
تھا ۔ ملا یعقوب سے بھی تحصیل علوم کی تھی ۔ اور جناب شیخ ابوالرضا محمد کی
سے بھی فیضیاب تھے ۔ ان کو مسئلہ توحید میں ایک گونہ تردد تھا ۔ جس
نسبت یہ اکثر ملا یعقوب اور نیز شیخ صاحب سے دریافت کرتے ر
تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ملا یعقوب کے جوابات شیخ کی خدمت
اور شیخ کی گفتگو ملا یعقوب کے پاس دوہرایا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس
نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں حضرات میں تحریری مباحثہ شروع ہوگیا
بہت دنوں تک اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا آخرکار ملا یعقوب نے
کہ میں خود شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بارہ میں بالمشافہ مناظرہ
اور رد و بدو اس مسئلہ کا ابطال کروں گا ۔ چنانچہ ایک دن خدمت
میں حاضر ہوئے اور آپ کی زور تقریر کو دیکھ کر بالکل خاموش و ساکت
رہے جب مجلس برخواست ہوئی اور ملا یعقوب اٹھ کر باہر آئے تو
نے اس سکوت کا سبب دریافت کیا کہا جوں ہی میں شیخ کے سامنے
میرے تمام علوم مسلوب ہوگئے اور آپ کی تقریر کا مجھ پر ایسا اثر
کہ بات تک منہ سے نہ نکلی ۔

ذکاوت | اس تمثیلی واقعہ سے جس طرح شیخ کی زور تقریر کا حال معلوم

Marfat.com

طرح آپ کی ذکاوت ذہنی اور وسعت علم کا بھی اچھی طرح ثبوت ہے۔ خلاصہ یہ کہ شیخ ابوالرضا محمد کے علمی فضائل و مراتب کے واقعات کتابوں میں اس کثرت سے پائے جاتے ہیں جن کا ضبط و ناممکن نہیں تو قریب قریب محال ضرور ہے۔ طائر خیال بلند پرواز مراتب علم اور شان کمال کی بلندی کو پا نہیں سکتا اور قلم کا مسافر دار گزار اور سنگلاخ گھاٹی میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے کو آپ کے علمی کارناموں کے دیکھنے کی خواہش ہو تو کتاب خوارق کا مطالعہ کرے +

شیخ ابوالرضا محمدؒ کے اخلاق و عادات

خوارق المعرفۃ کے مؤلف نے شیخ ابوالرضا محمد کی قابلیت پر جو مختصر لیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جناب شیخ ابوالرضا محمد نہایت دقیق ر۔ عالی ہمت۔ بلند حوصلہ۔ قوی العلم۔ فصیح اللسان۔ عظیم الورع المعرفت۔ شجاع و فیاض شخص تھے۔ آپ کی ذاتی خوبیوں اور عام ق نے تمام لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا آپکے حسن اخلاق معراج ک پہنچ گئے تھے اور اپنے ہمعصروں میں باعتبار بعض بعض خوبیوں دب پر فائق تھے گر آپکے مزاج میں پرلے درجے کا عجز وانکسار

استغنائے مزاجی | ہر ایک شخص سے خوش اخلاقی اور تواضع کے ساتھ

Marfat.com

پیش آتے تھے مگر ساتھ ہی اغنیا اور دولت مندوں سے دلی ...
رکھتے تھے۔ عالمگیر جیسے پابند مذہب بادشاہ نے چند مرتبہ درخو...
کی۔ کہ اگر اجازت ہو تو در دولت پر حاضر ہو کر سعادت قدم بوسی حا...
لیکن آپ نے اُس کی التماس کو بنگاہ قبول سے نہ دیکھا اور اپنے ...
کی اجازت نہ دی۔ امراء اور متمول لوگوں کو آپ ہمیشہ نظر حقار...
دیکھتے اور کبھی ان کی طرف التفات نہ کرتے اگر وہ تحائف و ہد...
تو آپ کبھی قبول نہ فرماتے البتہ اگر کوئی غریب مسلمان اور مخلص
چار پانچ پیسے ہدیۃً خدمت اقدس میں پیش کرتا تو اُسے بڑی م...
اور تازگی کے ساتھ اپنے دست مبارک میں لیتے اور اس ...
میں دعائے برکت فرماتے آپ کا قاعدہ تھا کہ تھوڑی اور حقیر...
جس خوشی اور رغبت کے ساتھ قبول کرتے کثیر اور قیمتی چیز کو اُس...
اور تازگی کے ساتھ نہ لیتے۔

جس طرح آپ کو مالداروں سے نفرت تھی اور اُن سے میل جو...
ناپسند تھا۔ اسی طرح آپ ضرورت کے علاوہ کسی کے مکان پر...
ضیافت کبھی تشریف لے جانا اچھا نہ جانتے تھے۔ چنانچہ شیخ معظم...
بیان ہے کہ جس زمانہ میں شیخ ابوالرضا محمد ابتدائی عمر کے مرحلے طے...
تھے اُس وقت آپ نہایت تنگی و عسرت کی حالت میں زندگی بسر...
تھے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ کو دو دو تین تین روز بغیر کھائے گزر...
ہیں اور کہیں سے سدرمق تک میسر نہیں ہوا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے...

Marfat.com

تین فاقے گزر گئے اور کھانے کی کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی
ت آپ کا ایک مخلص نیاز مند آیا اور عرض کیا کہ میرے گھر میں
وجود ہے آپ وہاں تک قدم رنجہ فرمایئے اور اس نیاز مند کی مہمانی
ا کر عزت افزائی کیجئے آپ اُٹھ کر اُس کے گھر کی طرف متوجہ
جب مکان پر پہنچے تو وہ شخص آپ کو مکان کے دروازہ پر کھڑا
اندر گیا کہ مستورات کو یکسو کرے خدا کی شان کہ دروازہ میں ایک
کھڑی تھی، دفعتہً اُسے حرکت ہوئی اور شیخ پر گر پڑی جس سے
اس قدر صدمہ پہنچا کہ بے ہوش ہو گئے اور چند منٹ تک آپ عالم
ہی میں پڑے رہے لیکن جب ہوش میں آئے تو اُٹھ کر اپنے مکان
لائے اور فرمایا یہ خدائے تعالٰے کی طرف سے ایک تنبیہ تھی
بغرا امر معاش میں کوشش و تلاش نہ کرنی چاہیئے چنانچہ اس کے
کسی کے مکان پر بطریق ضیافت تشریف نہیں لے گئے۔ الا
لضرورۃ۔

شیخ ابو الرضا محمدؒ کے حالات زندگی میں جو بات سب سے
قابل وقعت اور لائق تقلید ہے وہ آپ کی بے نظیر ثابت قدمی
عدیم المثال استقلال ہے ہرچند کہ ابتدائے زمانہ میں آپ کو نہایت
مصائب اور جانگداز تکالیف جھیلنی پڑیں لیکن کبھی حزن و ملال اور
غم کے آثار آپکے چہرہ پر محسوس نہیں ہوئے بلکہ جس طرح خوشی اور
کے زمانہ میں آپ شاداں و فرحاں اور خوش دیکھے گئے۔ اسی

Marfat.com

طرح تکالیف و مصائب کے زمانہ میں خوش و خرم دیکھے جانے
شیخ مظفر رہتکی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر ایک ایسے رنج و غم کا پ
پڑا جس سے میں بے اختیار روتا پھرتا اور ہائے ہائے کے نعرے
تھا۔ جناب شیخ صاحب نے میرے اس مضطربانہ حال پر واقف
عزیز من! خدائے تعالےٰ نے اپنے طالبوں کی دو قسمیں کی ہیں
قسمت میں فرحت و شادمانی مقدر کی ہے اور دوسرے کی قسمت
و ملال اور جب یہ داشت ازلی ہے تو پھر ملال و رنج کرنے
معنی ؟ ۔

تورع و احتیاط | ابتدا میں شیخ کا تورع و احتیاط اعتدال سے تجاوز
اور اسی وجہ سے آپ کسی کا تحفہ و ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے چنانچہ شیخ
کا بیان ہے کہ جب میں رہتک سے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو
کے کوزے آپ کے لئے لایا کرتا تھا لیکن آپ انہیں نگاہ قبول سے
دیکھتے اور فرماتے کہ گاؤں اور قصبوں کے رؤسا کی بیع و شرا شرعی
مطابق نہیں ہوتی ہے۔ اس وجہ سے میں اس تحفے کو قبول نہیں کرتا
میں نے اس رسم کو موقوف کر دیا لیکن اب میں بجائے اس کے کہ شیخ
کوئی ہدیہ و تحفہ لاؤں قدرے مصری آپ کے صاحبزادوں کو بہ رسم ہدیہ
دیا کرتا تھا۔ جب اس کو ایک دراز زمانہ گزر گیا تو میں ایک دفعہ رہتک سے
اور مصری کے دس کوزے شیخ کے بچوں کے پیشکش کئے وہ انہیں
شیخ کی خدمت میں آئے آپ نے اس میں سے تھوڑی سی مصری

Marfat.com

ان بعد ایک دن میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ شیخ مظفر! ہم نے
ری لائی ہوئی مصری تناول کی واقعی بات یہ ہے کہ عجیب و غریب چیز
یہ کہہ کر فرمانے لگے کہ اب ہم نے تورعات زائدہ کو خدا حافظ کہا اور
چیز کا ظاہر شرع حکم کرتی ہے اُسے عمل میں لائے۔

ت کی رعایت | اسی طرح آپ سنت نبوی کی رعایت و اہتمام میں انتہا
زیادہ احتیاط کرتے اور کبھی کسی سنت کو ترک نہیں کرتے تھے یہاں تک
ب مسجد میں تشریف لاتے تو دروازہ پر تھوڑی دیر خاموشی کے ساتھ توقف
ے اور بایاں قدم جوتے سے نکال کر اُس پر رکھ لیتے زاں بعد دایاں قدم
جد میں داخل کرتے اور اس صورت سے مقصود یہ تھا کہ ذیل کی دونوں حدیثوں
ل واقع ہو۔ حدیث اوّل لیکن الیمنی اولھما تنحل و اخرٰھما تنزع
یث دوم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن فی شانہ
للہ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ میں دینداری اور مذہبی جوش
درجہ تھا کہ آپ ادنٰے سی ادنٰے سنت کو کمال احتیاط و اہتمام سے ادا
کرتے تھے اور سنت نبوی کو کسی حال میں ترک نہیں کرتے تھے۔

شیخ ابوالرضا محمدؒ کا تصرّف و کشف وغیرہ

ف | شیخ کے کشف و تصرّف کے واقعات اس کثرت سے شوارق المعرفت
لکھے گئے ہیں جن میں سے ہم فی صدی دس کا بھی انتخاب نہیں کر سکتے کیونکہ
مختصر صفحات اُن کے لئے کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے لیکن بحکم مالا یدرک

Marfat.com

کلمہ کا پیٹرک کلمہ کے چند وہ واقعات اس مقام پر درج کئے جاتے جنہیں مستند و معتبر لوگوں نے نقل کیا ہے شیخ معظم پھلتی نقل کرتے ہیں اورنگ زیب کے عہد سلطنت میں سنامی کے کفار نے ایک مقام پر ابا تھا جن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی افواج دارالخلافہ ہندوستان سے کی گئی اور ایک نہایت عظیم الشان و خونخوار جنگ واقع ہوئی لیکن سانحہ ہو گیا کہ لشکر کفار سے ایک شخص بھی نہیں قتل کیا گیا اور مسلمانوں کی فوج سے زیادہ نقصان پہنچا اس سے خود بادشاہ اور ارکان دولت کو سخت اضطراب ہوا اور عام بےچینی و کرب پھیل گیا۔ شیخ کے بعض رفقا اس بارہ میں دعا کے مستدعی ہوئے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور فرمایا کہ خداوندی دربار میں میری دعا قبولیت کا جامہ پہنا زاں بعد تھوڑا زمانہ نہ گزرا تھا کہ شیخ نے نہایت خوشی اور تازگی سے فرمایا الحمد اللہ مسلمانوں کی فتح ہو گئی اور لشکر کفار شکست کھا کر بھاگ گیا۔ آپ کے رفقا جب مجلس اقدس سے اٹھے تو شہر کے تمام بازاروں میں اس خبر کی اشاعت کی اور رفتہ رفتہ اورنگ زیب کے کانوں تک پہنچی جسے وہ سنکر حیرت زدہ ہو گیا اور کہا یہ معاملہ کیا ہے باوجود کہ تاکید و تنبیہ ہنوز مخبروں نے اس بارہ میں کوئی خبر نہیں دی سخت تعجب ہے کہ لوگوں کو یہ خبر کیونکر معلوم ہوئی۔ چنانچہ اس نے اس میں تفحص و تجسس شروع کیا اور معلوم ہوا کہ شیخ ابوالرضا محمد نے بطریق کشف یہ خبر دی ہے فوراً دربار سے ایک معتمد علیہ کو شیخ کی خدمت میں روانہ کیا اور شیخ نے اسے جنگ کے واقعات سے مطلع کیا۔ چند روز کے بعد جب یہ خبر شاہی دربار میں موصول ہوئی

Marfat.com

اور شیخ کے بیان میں کچھ بھی تفاوت نہ تھا۔
ل اور مرتبے کا ذکر ہے کہ آپ کے دل میں آیا کہ ایک ایسا دبیز اور مضبوط
تیار کرانا چاہیئے۔ جو ایک دو سال تک کفایت کر سکے اور احتیاط
اور نفی خاطر کے لیئے بھی یہی لباس سزاوار و شایان ہے۔ چنانچہ
نے ایک باشندہ کشمیر کو یہ خدمت سپرد کی اور اس نے ایک پشمینی لباس
دبیز و سخت حاضر خدمت کیا جسے شیخ نے بڑی خوشی سے زیب
فرمایا اور شبانہ روز پہنے رہے دوسرے روز آپ نماز چاشت میں
سے تمام مجلس پر خاموشی کی حکومت پھیلی ہوئی تھی اور سکوت خیز
اس سرے سے لے کر اس سرے تک تنی ہوئی تھی۔ نماز سے
غ ہونے کے بعد آپ نے ایک نہایت خوش آئندہ تبسم کیا شیخ محمد
نے قوانین آداب ظاہر کر کے عرض کیا کہ حضرت! اس موقع پر آپ
تبسم کرنے کا کیا سبب ہے فرمایا حق تعالے نے میرے دل میں القا
کیا ہمارے خزانے میں کچھ کمی تھی جو تم نے یہ لباس اختیار کیا ہم
ال میں تمہارے کفیل و کارساز ہیں۔ ہم تمہیں دنیا میں بھی ناز و نعمت سے
چاہتے ہیں۔ تم بھی اس لباس کو اتار ڈالو ہم عنقریب تمہاری شان
لائق لباس بھیجتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے فوراً موجودہ لباس اتار دیا اور
وہ لباس کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ شیخ معظم کہتے ہیں ہمیں اس بارہ
بہت تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ ایک ضعیف عورت نے دروازہ
کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ شیخ نے میری جانب متوجہ

Marfat.com

ہو کر فرمایا کہ دروازہ پر جاؤ اور دیکھو اگر لباس شالی درشالی
ڈھنگ کا ہوا اور اس پر اس طرح کے گل بوٹے پڑے ہوئے
تو لے لو اور کہو تیرا نذرانہ مقبول ہے۔ ورنہ واپس کر دو میں
گیا دیکھتا ہوں کہ ایک ضعیف عورت پرانی چادر اوڑھے ہوئے
فصاحت و بلاغت سے بول رہی ہے اور اس کے ہاتھوں
آراستہ اور مکلف لباس بالکل اسی رنگ ڈھنگ کا ہے جو
نے فرمایا تھا میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور شیخ کے اس کشف
نہایت تعجب ہوا الغرض شیخ نے وہ خلعت فاخرہ پہنا اور خدا
کا شکریہ ادا کیا پھر تو آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ ہمیشہ متنعمانہ لباس
واختیار زیب بدن فرماتے۔ اور شاہانہ پوشاک پہن کر مکان
نکلتے تھے۔

شیخ مظفر رہتکی کہتے ہیں کہ درگ داس کے واقعہ میں جب
میں فتنہ و فساد شروع ہوا اور اس کے تمام اطراف و اضلاع
کر ڈالے گئے تو میں اپنے قبایل و عشائر کو ساتھ لے کر دہلی
لگا اس وقت تمام دہقانی درندوں کی طرح آدمیوں کے خون
پیاسے تھے اور وحشیوں جیسے لوگوں پر حملہ آور ہوتے تھے میرے
ساتھ باوجود کثرت قبائل اور مستورات کے اسباب و اثاثہ
بہت سے بوجھ تھے جنہیں میں اس وقت وبال جان سمجھتا
فضل خدا سے ہم تمام راہ میں محفوظ رہے اور امن و امان

Marfat.com

تھ وہ دشوار گزار اور سنگلاخ گھاٹیاں طے کر چکے مگر ایک مقام
دہقانیوں کا ایک وحشی غول ہمارا مزاحم ہوا اور غارت گری کے
دہ سے ہماری طرف بڑھا میں نے نہایت جرأت کے ساتھ ترکش
ے تیر کھینچکر کمان پر رکھا اور بڑی چیرہ دستی کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔
قانیوں کا غول فوراً منتشر ہو گیا اور سب مرعوب وخوفزدہ ہوکر
ںوں اور چھپروں کے پیچھے جا چھپے مجھے تعجب تھا کہ باوجود اس
رت کے ان کا اس درجہ مرعوب ہونے اور خوف کھا کر چھپنے کی کیا
ہ ہے لیکن جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ عقدہ تسال وکمال
ل ہوا شیخ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور فرمایا شیخ
مظفر! ہم اس سفر میں تمہارے ساتھ تھے اور منزل بمنزل تمہاری حفاظت
وگرانی کرتے چلے آتے تھے کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ جب دہقانیوں
نے تم پر حملہ کرنا چاہا اور تم بالکل تنہا تھے اور اس وجہ سے اُن کی تاب
مقاومت نہ رکھتے تھے ہم نے اُنہیں منتفرق و پریشان کر دیا اور وہ مرعوب
ہوکر جھونپڑوں کے پیچھے جا چھپے۔

ایک دفعہ باشندگان رہتک کی ایک جماعت کسی تقریب کی وجہ
سے دہلی میں آئی اور سب مل کر شیخ کی زیارت کے لئے چلے رستہ میں
ایک شخص نے فی البدیہ کہا کہ حقیقت میں شیخ کے کرامات وتصرفات کے
حالات میں نے بہت سنے ہیں اور اس قسم کی حکایات اکثر لوگ نقل
کرتے ہیں لیکن میں ان حالات وواقعات کی اسی وقت تصدیق کر سکتا

Marfat.com

ہوں کہ خود آنکھوں سے دیکھ لوں خیر اور کچھ نہیں تو آج صرف اس
چاہتا ہوں کہ شیخ مجھے خصوصیت کے ساتھ حلوا روٹی کھلائیں
جب یہ لوگ شیخ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ملاقات کی تو آپ
اپنی عادت کے موافق ہر ایک شخص کا حال دریافت کیا اور تلط
و مہربانی سے پیش آئے۔ زاں بعد گھر سے حلوا روٹی منگا کر اس
کے آگے رکھا جس نے بطریق امتحان رستہ میں اس کی خواہش
کی تھی اور فرمایا کہ یہ خاص کر اسی کا حصّہ ہے اسکے بعد رستہ کی
تقریر بجنسہٖ نقل کی جس سے وہ شخص نہایت شرمندہ و خجل ہوا
سید عمر متوطن حصار کا بیان ہے کہ ایک دفعہ شیخ صاحب ایک
رنگی ہوئی چادر سے اپنا جسم چھپائے ہوئے تھے۔ اور ہرن کی
و دلگیر پوست پر بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مصروف تھے اُس وقت
آپ کی چادر اور ہرن کی کھال بہت ہی مرغوب اور پسند آئی۔ میر
طبع اس طرف تھا کہ اگر ممکن ہو تو ایسی ہی چادر اور اسی قسم کی
کھال تلاش کرنا چاہیئے اور بنے تو شیخ سے یادگار کے طور پر یہ
لینا چاہیئے۔ لیکن پاس آداب کے لحاظ سے میں شیخ سے اس با
عرض نہ کر سکا اور ہر چند کہ اس خطرہ کو دل سے دور کرنے کی کو
کرتا تھا مگر وہ رہ رہ کر اور اُبھرتا تھا۔ اتنے میں شیخ صاحب مجلس
اُٹھے اور مجھ سے فرمانے لگے تم ذرا ٹھہرے رہنا مجھے ایک کا
آپ پانی کے سقایہ کی طرف تشریف لے گئے اور چادریں جو شا

Marfat.com

ا ہوا تھا اپنے ہاتھ سے دھویا زاں بعد چادر اور ہرن کی کھال
کو تہ کرکے مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اولیاء اللہ کے سامنے
کے خطرات کو دل میں راہ دینا نہ چاہیئے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ مسجد میں ایک دفعہ ایک عورت کا جنازہ لایا گیا
سے استدعا کی گئی کہ آپ نماز جنازہ کے امام ہوں۔ فرمایا ہنوز یہ
ت زندہ ہے۔ اور روح نے جسم سے مفارقت نہیں کی ہے اس
میں اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عورت کے ورثہ نے مبالغہ
حضرت! یہ عورت یقینی طور پر مر چکی ہے اور تجربہ کے بعد ایسا
ہے۔ فرمایا تمہارے تجربہ نے غلطی کی ہے حقیقت میں عورت
ہے انجام کار جب جنازے کو کھول کر دیکھا گیا تو عورت زندہ تھی
تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی جنازہ کو اٹھا کر لے
اور اس کے ایک روز بعد عورت مر گئی۔ اگرچہ شیخ ابوالرضا محمد کے
تصرف وکشف کی یہ ظاہر مثالیں ہیں لیکن جب غور سے دیکھا
ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سن رشد کے زمانہ سے عہد انتقال
جو بات بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلی وہ بجائے خود ایک سچا
ت اور معجزنما کرامت تھی۔ گو ان ظاہری مثالوں اور تمثیلی حکایتوں سے
کا تصرف وکرامت بہت کچھ ثابت ہوتا ہے لیکن اس سے اعلیٰ
فرکی مثال ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ جسے حافظ عنایت اللہ نے بڑے
کے ساتھ بیان کیا ہے۔

Marfat.com

تصرفات | حافظ عنایت اللہ کہتے ہیں کہ علمی سوسائٹی کا ایک منتخب سند یافتہ شخص جو فضل وکمال میں بہت بڑی شہرت رکھتا تھا فضلاء زمانہ میں امتیاز بہ نظر ان سے دیکھا جاتا تھا مجھ سے ملا جس میں اس کی وسعت نظر اور ذکاوت ذہنی اور زور تقریر اعلے درجہ کی اور اس کے علمی کمالات کا ہر شخص کو اعتراف تھا۔ اس نے خاص مناظرہ ومباحثہ کی تعلیم میں زیادہ محنت کی تھی۔ اور اس مقصد میں کمال حاصل کرنے کی غرض سے ایک خاص علمی سوسائٹی قائم کر رکھی تھی کا خود ہی سیکرٹری تھا اور جس میں شب وروز علمی بحثیں بڑے زور سے ہوا کرتی تھیں۔ یہ اسی سوسائٹی کی مشق کا نتیجہ تھا کہ اس کی زبان موقعہ ومحل پر نہ رکتی تھی اور ہر بات کا برجستہ جواب دیتا تھا الغرض مجھ سے مل کر کہنے لگا۔ کہ اس شہر میں کوئی ایسا عالم وفاضل باقی نہیں علمی بحث میں مجھ سے مغلوب نہیں ہوا۔ میں نے اس کی یہ لن ترانی سن کر جواب دیا کہ کبھی تم شیخ ابوالرضا محمد کی مجلس میں بھی گئے اور ان کی زیارت سے مشرف ہوئے ہو۔ بولا میں نے سنا ہے کہ عوام کو تفسیر حسینی پڑھ کر سناتے ہیں۔ دراصل انہیں کسی طرح کا علم وفضل حاصل نہیں ہے اور علمی فضائل سے محض بے بہرہ ہیں اس کی اس گستاخی پر مجھے سخت طیش آیا اور غصہ کے لہجہ میں کہا کہ اس سے زیادہ بے ہودہ گوئی مت کر ان کی مجلس میں جا اور کمال علم کا اندازہ کر چنانچہ جمعہ کے وعظ میں حاضر ہوا اور بحث کا پہلو سوچتا رہا۔ شیخ نے اپنے باطنی اشراق

Marfat.com

یہ خلجان معلوم کرکے ایک ایسا زبردست تصرف کیا کہ اس کا سارا
ب کرلیا حتیٰ کہ صرف ونحو کا ایک قاعدہ تک اس کے حافظہ میں نہیں
دوسرے علوم کا تو کیا ذکر ہے اس نے اپنی حالت میں یہ فوری تغیر د
دیکھ کر معلوم کرلیا کہ یہ شیخ کے تصرف کا اثر ہے فوراً نادم ہوا اور
ن الاشہاد اپنی لن ترانیوں سے توبہ کی اور شیخ کی خدمت میں پہلے
ی تضرع و عاجزی پیش کی آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ اور اسے
علم عطا فرما کر اصلی حالت پر لے آئے ازاں بعد اس نے اور بھی
ی و نیاز مندی ظاہر کی اور سخت عاجزی و انکسار سے پیش آیا شیخ
بابا بیشک میں عالم و فاضل نہیں ہوں۔ اور عوام الناس کو تفسیر حسینی کا
سناتا ہوں۔ آپ کی یہ دل آویز اور تواضع سے بھری ہوئی تقریر
مگر اسے اپنی گستاخی و بے ادبی پر تنبیہ ہوئی اور اب اس نے دوبارہ
و نیاز مندی کرکے توبہ کی اور کہا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔
نے اس کی بیعت قبول نہیں کی۔ اور فرمایا منقش و نگارین الواح کسی کام
نہیں ہوتیں۔

الحاصل شیخ ابوالرضا محمد کے اس قسم کے واقعات اس درجہ مشہور
کہ تذکرہ مشائخ خاص کر ان کتابوں میں جو اس واجب الاحترام اور معزز
ان کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے میں
ف ایک اور واقعہ جو سابق کے واقعات سے بھی تعجب خیز اور حیرت
انگیز ہے لکھ کر اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔

Marfat.com

رحمت اللہ کفش دوز کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں شیخ ابوالرضا
کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس زمانہ میں میں بھی وہیں موجود تھا۔ ایک
کا ذکر ہے کہ میں درخت کے سایہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا تھا
اثنا میں حاضرین میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ سنا جاتا ہے شیخ ابو
بسطامی بعض اوقات ایک شخص پر نظر خاص ڈالتے تھے اور وہ شخص
جذب اور حدت نظر سے مر جاتا تھا آج اس زمانہ میں اگرچہ شیخ
غلغلہ آسمان تک پہنچا ہوا ہے اور ہر طرف سے یہی صدا کانوں میں
گونج رہی ہے کہ فلاں شیخ اس قدر و منزلت کا ہے اور فلاں اس
کا لیکن کسی میں ان جیسی باطنی قوت نہیں پائی جاتی۔ یہ سنکر شیخ کی
کی رگ حرکت میں آئی اور آپ نے بے اختیاری جوش کے ساتھ فر
بے شبہ بایزید بسطامی ارواح کو جذب کر لیتے تھے لیکن انہیں ار
کو دوبارہ جسموں میں ڈالنے کی قوت نہ تھی۔ میرے
نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے
تربیت حاصل کی ہے اور حضور نے مجھے وہ قوت مرحمت
ہے کہ اگر چاہوں تو کسی کی روح جذب کر لوں اور اسکے ساتھ ہی چاہوں
واپس کر دوں۔ یہ کہہ کر شیخ نے مجھ پر نظر خاص ڈالی اور بڑی عجلت
ساتھ میری روح کو جذب کر لیا میں مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا اس وقت
مجھے بجز اس کے اور کسی بات کا شعور نہ تھا کہ اپنے تئیں ایک عمیق
گہرے دریا میں ڈوبتا دیکھتا تھا۔ جب میری یہ کیفیت ہوئی تو شیخ

Marfat.com

سائل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اسے دیکھو مردہ ہے یا زندہ اُس نے
ین ڈوبی ہوئی نظر سے مجھے دیکھا اور ایک ایک عضو کو ٹٹول کر
ن کیا کہ بالکل مردہ ہے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اسے اسی حالت پر
دڑ دوں اور چاہو تو دوبارہ اس کے قالب میں روح واپس کر دوں۔
ل نے لرزتے ہوئے عرض کیا کہ اگر زندہ ہو جائے تو کمال رحمت
نایت ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ توجہ کی اور وہیں زندہ ہو کر اٹھ کھڑا
ا۔ تمام حضار مجلس شیخ کی یہ قوت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس واقعہ
یاد کر کے عش عش کرنے لگے +

شیخ ابوالرضا محمدؒ کے مکتوبات و ملفوظات و مسودات وغیرہ

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی ایک عمدہ اور نہایت تصنیف
ں شیخ ابوالرضا محمد کے بہت سے مکتوبات جمع کئے ہیں جو بالخصوص حضرات
صوفیہ اور علم سلوک کی سنگلاخ گھاٹیوں کے طے کرنے والوں کے
لئے ازبس مفید ہیں اور جن سے شیخ کے علمی کمالات کا ثبوت اچھی
طرح ہوتا ہے لیکن چونکہ سب کے سب بالکل ادبی اور عوام کی دلچسپی
سے خالی ہیں نیز اول تو ان کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا تکلف سے خالی
نہیں اور اگر بمشقت کسی مکتوب کا ترجمہ کیا بھی جائے تو افسوس اُس سے
لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے لہٰذا ہم ان میں سے بعض مکتوب جو نہایت
ہی مفید اور سہل ہیں اور جن سے شیخ کی خداداد ذہانت اور زور قلم

Marfat.com

ثابت ہوتا ہے بطور نمونہ معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ا
شائقین بڑے ذوق شوق سے پڑھیں گے ۔

شیخ عبدالاحد کا خط | ایک دفعہ شیخ احمد سہرندی کے بلند اقبال اورنا
پوتے شیخ عبدالاحد نے جو اُس زمانہ کے مشاہیر مشائخ کے زمرہ
ایک نہایت معزز و ممتاز فاضل شمار کئے جاتے تھے اور جن کا
تبحر و کمال بڑے بڑے مشائخ وقت کو تسلیم تھا شیخ کی خدمت
ایک خط لکھا جس کے اخیر حصہ میں یہ عبارت تحریر تھی ۔ ثم المرجو
مکارمکم الشریفۃ ان لا تنسونا من دعوا تکم الصالحۃ فی او
المرجوۃ فان الامر صعب وفی الطریق تعب ورعب قال علیہ
السلام وان امامکم عقبۃ کؤد ؎

کیف الوصول الی سعاد ودونہا
قلل الجبال ودونہن حتوف
الرجل حافیۃ ومالی مرکب
والکف صفر والطریق مخوف

عزیز من مشفق من آنچہ سخن است درگفت نیاید وآنچہ از غیر حق ا
چندان گفت را نشاید پس سخن کوتاہ باید والسلام ۔

شیخ کا جواب | جناب شیخ ابوالرضا محمد صاحب نے شیخ عبدالاحد کے اس
کا یوں جواب تحریر فرمایا ۔
عنایت نامہ وشفقت نامہ رسید رابطہ مصادقت ویکتائی اشتر

Marfat.com

ت ـ جزاکم الله سبحانه عن اکرامکم دا وصلکم الله عز شانه
بکم مرقوم بود کیف الوصول الی سعاد و دونها * قلل الجبال
ونهن حتوف * والرجل حافیة ومالی مرکب * والکف صفر
طریق مخوف * انتهی الحق که وصول سعاد هویت ذاتیه مطلقه
طلاق الحقیقی بسبب مستطیل که مبنے بر عبور شواهق رجبال اعتبارات محضه و
ات وہمیه صرفیه عالم خلق وامراست ہمچنین صعب الحصول است
که سالک حقیقت خود را بدان مخوف گردانیده است ومشاعر و
ک خویش بدان مفلس ساخته والا فالحق سبحانه فی الحقیقة من الو
ماص اقرب الی العبد من حبل الورید لا ثم طریق موصوف لا
مون ولا مخوف لا یسع ثمه رجل حافیة ولا مرکب ولا کف خاویة
ی خالیة اذ ممکن لیس له ظهور فی الناس فسبحان من احتجب
باشراق نوره واختفی باستغراق ظهوره ــه

ترهمت فدماء ان لیلی تبرقعت | وان لنا فی البین بالمنع اللثما
فلاحت فلا والله ما ثمه مانع | سوان عینے کان من حسنها اعمی
پرده برخاست یا بدیدستم | دست با دوست کرده در آغوش
آن شناشد حدیث این دل مست | که ازین باده کرده باشد نوش

وغنی بی منی قلبی فغنیت کما غنی
وکنا حیثما کانوا وکانوا حیثما کنا

Marfat.com

رباعی

روزان بتو بودم وندانستم   شب با تو غنودم وندانستم
ظن بردہ بدم کہ من جملہ منم   من جملہ تو بودم ونمیدانستم

نوشتہ بودند کہ " آنچہ سخن حق است درگفت نیاید" ۔ ظاہر مراد آنست
کہ درگفت نیاید بجہت قصور افہام مستمعین وگرنہ سخن اگر لفظے است
عین گفت است واگر نفسے است فما من عیان الا دلہ بیان

دوھرہ

کبیرا کا گھر سکھر ہے جہاں سلسلے سیل اکث بانو پپل سوا وکرن لاوے بے
والسلام علی اھل اللہ الکرام ۔

ایک اور مرتبہ شیخ عبدالاحد نے آپ کو یہ خط لکھا ۔ الحمد للہ الذی
اوجدنا ہ فوجدناہ واخرجنا من الظلمات الی النور ففرناہ
ارسل الینا بشیرا ونذیرا نتبعناہ ۔ انزل علینا کتابا مستبینا فتلی
تجلی لنا بجلالہ وجمالہ وعززنا بنوالہ ووصالہ فھمر علی قدر
وجردنا فجعلہا دکا وعلی معالم قیود فما ابقے مناعینا ولا اثر
ارانا عظمتہ ۔ فتحیرنا زماناً ۔ سقینا خمر تنزفخلنا بھا عیاناً رأینا
بعین المکاشفۃ فعشقناہ شاھدنا ببسر المعائنۃ فتفنناہ ۔ عرج
بنا من صفاتہ الی حضرۃ ذاتہ وعامل منا بما یجری لکمالا ذوا

Marfat.com

اثر ثم بما لا یعبر بعبارۃ ولا یشار باشارۃ ومن بعد ھذا ما ذاق
ماثر واکتمہ احطی لدیہ واجمل ھذا واما العطش فباق ما
یلتف الساق بالساق ویتم المیثاق وینتھی المساق یومئذ ینعدم
راق وعلی ذلک شد دنا الوثاق ثم انا یا مولانا نستغفر اللہ علی مقولنا
م وعلی جمیع ضیفنا بوسیلتکم عباد اللہ -

ب | شیخ عبدالاحد کے اس خط کے جواب میں جناب شیخ ابوالرضا محمد نے
ل تحریر فرمایا۔ بقاء العطش دلیل بقاء العطشان ویدل علی بقاء
ل المھجور بقاء اثر الھجران فوجود الفراق علی معالم القیود سفور
ثبوت العطش عند قال الوجد وقوف فکما لا ینصرم مع الوقوف علی
عالم القیود اطلاق کذلک لا ینصرم مع وصال المحبوب فراق نعم
قاء صفات المحدث الحمیم لا یمکن العروج الی صفات المحدث القدیم
فلا عن العروج الی حضرۃ ذاتہ الواجب الکریم ثم التفاف الساق و
نتھاء المساق الی فی حق بعض موعود وفی حق بعض موجود قال اللہ تعالی
(کلا ای حقا) اذا بلغت التراقی (ای اذا بلغت النفس الانسانیۃ اعالی
صدرھا یعنی نہایتھا وھی النقطۃ الاخیرۃ من عالم الامر باشتیاقھا
الی مشاھدۃ الجمال الالھی) وقیل من راق (ای نودی من باطنھا من
یرقنی ویشفنی من سم الفراق والم الاشتیاق ؎

لسعت حیۃ الھوی کبدی | فلا طبیب لھا ولا راق
الا الحبیب الذی شغفت بہ | انہ رقیتی وتریاقی

Marfat.com

وظن انه الفراق (ای وظن المتعطش الی بقاء محبیب ان ما تذ...
من القلق والاضطراب سبب الفراق عن جمیع ماسوے المحبو)
والتفت الساق بالساق (ای له اجتمعت ساق عالم الاکوان مع س...
الرحمٰن یعنی یشاهدهما جمیعا وهذا هو مقام المشاهدة) الی ر...
یومئذ المساق (ای یوم اذ کان کذا یساق الی صرف العالم الالٰهی
ثم بالماء الزلال فلا عطش لاحد الجمال فلا یبقی عین ولا اثر ...
ثمه مخبر ولا خبر ویسعد بالسعادة السرمدیة ولا یطرد بعد الا...
من الحضرة الالٰهیة) ؎

آسودہ بکام خویش از وصل حبیب
نہ بیم فراق است و نہ تشویش رقیب

مرزا محمد سہرندی کا جواب | مرزا محمد سہرندی نے ایک دفعہ شیخ کی خدمت میں
اشارات ذیل کے الفاظ لکھے کہ "ہلیلا سہال برائے حصول حال بکار ...
آمد اما مرد سنے اسہال حال روئے نداده" جس کا جواب آپ نے اس
پر تحریر فرمایا "بخاطر فاطر وردادند کہ بر دور خجستہ مآثر صفراوی مزاج ...
حار یابس کہ سلوک طریق حق را درخور آمد اما بسبب لبعضے مسموعات ...
مقایسات فاسدہ عقلیہ اخلاط سوداویہ غیر طبعیہ کہ سالک را از وصول ...
مقصود باز دارد غالب آمدہ حکیم حاذق نزد تشخیص مرض نمود بجائے ...
ہلیلا صفر براد حفظ صفرا نکرد و معاونت سودا نمود کار برعکس افتاد ...
الحال امید حاذقان طریقت و ماہران حقیقت بحکمت نظری و عمل اثر ...

Marfat.com

ہ بتوفیق اللہ تعالے تبدیل مزاج کنند چہ حق تعالے ظاہر است کہ ہیچ
ہری حجاب وے نیست و او باطن است کہ بجز وے چیزے در باطن
ت قال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی مناجاتہ اللھم انت الظاہر
لظاہر فوقک وانت الباطن لا باطن دونک ؎

عست قدماء ان لیلی تبرقعت　　وان لنا فی البین ما یمنع اللثما
ت فلا واللہ ما ثم مانع　　سوی ان عینی کان من حسنہا اعمی

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

الان حقیقت کحل عنایت در چشم کشند و نابینایاں را چشم بخشند انی
ی الاکمہ والابرص کحل عنایت جز طبیبان طیور نسخہ نکنند فہم من
ہم ومن لم یفہم لم یفہم فویم واللہ الہادی کحل عنایت مرکب است
دو جزو ترقیق و تسحیق ترقیق آنست کہ قلم اعلے بحروف عالیات لشگافت
زبان شد ظاہر الوجود باطن الوجود باطن بدور راہ رفت امر و خلق پدید آمد
جناس متنوعہ بہر کس بخشید ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

سحیق آن باشد کہ ادانی در اقاصی و اسافل در اعالی تحقیق کنند و در چشم
کشند بروق شہود بدرخشد و اراضی قالب بنور جمال مطلق منور گردد واشرقت
الارض بنور ربہا و صاعقہ سطوت احدیۃ ذات ہستی طالب را در عالم التسبیح

Marfat.com

بر دو سر کل شئ ھالک الا وجھہ بظہور پیوندد و این ہنگام ہر کس از خود آگاہی یابد۔ محمد مرزا۔ مرزا محمد گردد۔

ایک اور مکتوب | ایک اور خط میں شیخ نے اپنے پر زور قلم سے مرزا موصوف کو یہ مضمون تحریر کیا۔ ھوالحی القیوم یامرزائی ویا جلالی تطلب وحدتی وانت تشرک انانیتک بانانیتی - ان ھذا الا شرک جلی - لا شرک خفی - افلا تخاف من عزتی - ولا تستحی من فردانیتی - یا امر حو الموھوم - وانا المعلوم - انا النور - وانت الظہور - انا الحق - والحقیقۃ وانت المجاز والطریقۃ ان کنت ترید ان تکون موحدا فارفع الموھوم واقصد المعلوم وقل بقابلک السلیم ربی القدیم بلاعیب ولاریب فی کل زمان وفی کل مکان - لاھو الا انا ولا انا الا ھو فاذا رفعت البین وصلت بالعین فان شککت فیہ فانت معلول وان ارتبت فانت معزول وان قبلت بایمانک وایقانک فانت مقبول فلا تکونن من الممترین المردودین - اجبت سوالک برحمتی ولکن لا تغفل عن عظمتی وعلیک ان لا تظہر ما القیت علیک علی المرجومین لامر جوم الا العاطل - ولا مرحوم الا الواصل ان فھمتہ فعلیک رحمتی وسلامی -

ایک اور خط | دوسری مرتبہ آپ نے باین مضمون خط لکھا :-

بسم اللہ الواحد الاحد قال لی الحق والملک المطلق یا فردی ... رضائی بعزتی وبھائی کنت احد اولم یکن شئ ورائی واکون ...

Marfat.com

اظهرت بذاتی من ذاتی شیونا فی وصفاتی وظهر الخلق ر
ۃ وانا الحق والحقیقۃ وانا الذات لکل شئ وانا الحیٰوۃ لکل
خلق کلھم تدری والخلیقۃ کلھا امری من ارادتی فلیراقب
ولیذکر بذکر لاھوتی ولاجبروتی ولا ملکوتی وھولا
من فھم کلامی نعلیہ رحمتی وسلامی۔

عبدالحفیظ کے نام | شیخ عبدالحفیظ کو جو آپ کے خواص اصحاب میں
ز و ممتاز دوست تھے اور جن کی رعایت شیخ کو ہمیشہ ملحوظ نظر
ایک مرتبہ یوں تحریر فرمایا۔ بفہم کہ از دریائے نور نورانی حبابے
نابی وازیں حباب روبتابی خود را دریا ہمان نور یابی واین فہم را لقصد
ل برخود نگاہداری کہ قصد و توجہ را در استبقا، حالات قلبیہ اثر تمام
چون قصد شکستہ گردد و خطرۂ غیر راہ یابد فی الحال بخیال یاز
ابد باضداد او دران نور اسم ذات یا اسم متکلم در جائے تنہا و تاریک
حاضر نی الخد و والاصال علی التوالی والاتصال نگوید بعد یکہ از خود
بے خبر شود و روزن دل کشادہ گردد۔ ارواح جملہ فرشتگان و پیغمبران
بیداری بیند وفوائد عظیمہ از ایشان گیر ذلک فضل اللہ یؤتیہ
یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ہ۔

ال چون باز شد مشتوق را در خوش دید عین دریا گشت چون بیدار شد ختم حباب

خط شیخ کے نام | اس کے بعد شیخ عبدالحفیظ نے اس حدیث قدسی کے
معنی دریافت کئے جو قصۂ معراج میں وارد ہوئی ہے

Marfat.com

اور لکھا کہ اس جملہ (قف یا محمد فان اللہ یصلی) کی توضیح ارشاد کیے
نے برداشتہ قلم یہ مضمون تحریر فرمایا۔ بخاطر فاتر درداوندکہ چون آں
قاف معرفت بر ہوائے عالم خلق وامر پرواز نمود بسر حد نقطہ اخیرہ
کون وامکان رسیدہ ہوائے دلکشائے عالم قدس حضرت الہی در
ازبس علوہمت کہ داشت خواست کہ دراں عالم نیز طیران نماید خ
مستطاب دررسید کہ قف یا محمد یعنی علی النقطۃ الاخیرۃ
عالم الامر فانھا حد العبودیۃ مع مشاھدۃ الربوبیۃ فان اللہ
ای یریدہ ان یرحمک علی العلمین بالنبوۃ والرسالۃ ویجب
یقف الرسول فی ھذا البرزخ حتی یستفیض المعارف والاح
من الحضرۃ الالھیۃ ویفیض علی عالم خلقہ وامرہ وقیامہ
بمرادی اجلب رحمتی علیک من قیامک بمراد نفسک ارید و
ویریدہ ھجری فاترک ما ارید لما یرید فانی فی الوصول عیب
نفسی وفی الھجران مرلی للموالی والسبب لعلوہمت ح
علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام آنست کہ بعد از طیران در ہوائے
عالم الہی درین برزخ بازآوردہ خطاب فرمودہ باشند ومعانی دیگ
کہ فراخور مذاق مقلدان بعضے صوفیان متاخرانند۔

دوبارہ شیخ صاحب نے حدیث مذکورۂ بالا کی تفسیر لکھ کر
عبدالحفیظ کو روانہ کی۔ کہ چون آں شہباز از ہوائے کثرت اسمائے
وصفات الٰہیہ درگزشتہ لقصوی برزخیہ کبرے کہ اول مراتب

ت در حقیقت محمدیہ مسماۃ است دم گرفت کہ بعالم حقیقت ذات مجرد
از نماید خطاب رسید کہ قف یا محمد علی ھذ البرزخیۃ الکبریٰ
ھی منتھی مقامات العارفین فان اللہ یصلی ای یرحم علی کمل
ہ فی ھذہ المرتبۃ العلیا والمنزلۃ الزلفی او یرحم علی عبادہ بالا
قوف فان التشوق الی طلب ما وراھا تضییع الوقت وطلب لما لا
تحصیلہ او المعنی فان اللہ یصلی ای یعبد نفسہ یعنی یثنی علی
لاتہ الذاتیۃ وتبرحبر الیھا غنی عن العلمین لا مجال الی حبہ فی
عزتہ وحرم نفسہ ؎

تعالی العشق عن ھمم الرجال وعن وصف التفرق والوصال
متی ماجل شئ عن خیال یجل عن الاحاطۃ والمثال

یہاں تک مولنا شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے خطوط جس قدر مجھے
ملے تھے نقل کر چکا۔ اگرچہ میرے پاس شیخ کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ
اور اس قسم کا سرمایہ بہت کچھ موجود تھا۔ جو مجھے اس بارہ میں کافی مدد
ے سکتا تھا۔ مگر میں نے انہیں اس وجہ سے نظر انداز کر دیا کہ عالم لوگوں
دلچسپی سے خالی تھے۔ صرف وہی بعض خطوط قلمبند کئے گئے جو معزز
ظرین کی دلچسپی کے باعث تھے شیخ کے وہ تمام خطوط جو آپ نے
لف مشائخ صوفیہ اور علماؤ فضلا کی طرف لکھے ہیں۔ جناب مولنا
اہ ولی اللہ صاحب نے ایک جگہ جمع کر دیئے جو ۱۳۱۵ھ ہجری میں
الی صورت میں طبع بھی ہو چکے ہیں شائقین کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے

Marfat.com

اس کے بعد میں شیخ کے مسودات میں سے بعض وہ باتیں بعینہٖ کتاب میں لانا چاہتا ہوں جو نہایت ہی مفید اور قابل انتخاب ہیں اور جس سے آپ کی عملی زندگی کا اقتدار اور علم و فضل کا اصل جاہ و جلال اچھی طرح ثابت ہوتا ہے۔

شیخ کے بعض مسودات | (۱) آپ رسالہ اصول الولایۃ میں آیہ یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی تحت میں فرماتے ہیں کہ فرائض ولایت کبریٰ ششم است چہار شرط بترتیب نص۔ اول ایمان بتصدیق دل و اقرار زبان دوم تقوے باکتساب مامورات و اجتناب محظورات سوم طلب شیخ طریقت کہ وسیلہ عبارت ازان ست راہ وصول بدو بسد از و عیان است چہارم جہاد بارشاد در افنا رانانیت و اثبات ہویت و کن از خود رستگاری و بتقار شہود دوست گرفتاری کہ فلاح عبارت ازاں است و ولایت کبرے ہمیں است۔

اسی رسالہ میں آپ یہ بھی لکھتے ہیں۔ چون مرید صادق در خلوت درآید اول ہمگی از ملک خود برآید غسل کامل نماید مصلے و جامہ پاک باید تا خدمت پاکی را شاید روے بخدا آرد دو رکعت بہ نیت توبہ گزارد و بخاطر خود دارا دانے حقوق خالق و خالق نبیند۔ بتضرع و زاری در موضع خلوت نشیند تکبیر تحریمہ جمعہ و جماعت دریابد بعد از خلوت شتابد از ہم عذر نماید حیب و راست نظر نکند از نظر خلق پرہیزد و از لذت نفس گریزد در آمد و شد غفلت از زد۔ خلوت کہ چنین نباشد۔ ہیچ نیرزد۔ کار نیاید

Marfat.com

تبہ و دوام طہارت و انکسار محکم گیرد و نزدیک کسل خود را از نماز نفل و
اوت و ورد و استغفار خالی نپذیرد و اگر ملال یابد تجدید وضو نماید
ر غلبہ بود بخواب رود تا نفس حدیث نگوید و براہ معصیت نپوید ثلث
ل و نہار خواب باید تا جسد در اضطراب نیاید شش ساعت در شب
و ساعت در روز در ہر دو جانب بقدر درازی و کوتاہی روز و شب
زیادہ کند و نقصان از ثلث بتدریج حاصل کند پیش از غروب آفتاب
ال طہارت بر مصلی رو بقبلہ بذکر و مراقبہ انتظار نماز مغرب کشد و
یان مغرب و عشا بذکر و مراقبہ و نماز مواصلہ نماید کہ در تنویر قلب تاثیر
ام دارد چون صبح طلوع نماید این چہار دعا بخواند اللّٰهم یا رب انت
له عالم وانا عبد جاهل اسألك ان ترزقني علما نافعا حتى اعبد
ملك والا هلكت - يا رب انت اله غني وانا عبد فقير اسالك ان
تحفظني حتى لا اسال من سواك كفاف الدنيا والا هلكت. يا رب انت
له قوي وانا عبد ضعيف اسالك ان تعينني حتى اغلب الشيطان
له والا هلكت يا رب انت اله قادر وانا عبد عاجز اسئلك ان تجعلني جابرا على
س حتى اقهرها بقدرتك والا هلكت پس دو رکعت سنت در خانہ گزارد و پیغمبر گفت
لی اللہ علیہ وسلم ہر کہ میان سنت و فرض فجر چہل و یکبار بخواند یا حی یا قیوم یا حنان یا
نان یا بدیع السموت والارض یا ذا الجلال والاکرام لا الہ الا انت اسألك ان تحي
لبي بنور معرفتك یا اللہ یا اللہ یا اللہ اگر ہمہ دلہا بمیرند دلش نمیرد و ایمان بسلامت
رد چون بقصد جماعت از خانہ بر آید گوید بسم اللہ وباللہ والی اللہ والتکلان علی اللہ ولا

Marfat.com

حبل ولا قوة الا باللہ چون بدر مسجد رسد گوید اللھم عبدک بباب
فذنبک ببابک توجہ الیک بحق سواک یستغفرک ویطلب رحمتک
ان لم تفتح باب فضلک فای باب سوے بابک پاے راست در
نہد گوید بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ
در آید بگوید اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وسلطانہ القدیم
من الشیطان الرجیم از شر شیطان در امان باشد وچون اندر رود
رود سلام گوید واگر کسی نباشد یا مشغول بنماز باشد بگوید السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین بعد از ادا ے جماعت بجاے
رو بقبلہ نشستہ بذکر ومراقبہ بجد تمام اشتغال نماید کہ خواب درین وقت
سخت مکروہ است اگر خواب غلبہ نماید ذکر گویان باستادن دفع
دفع نماید تا چون آفتاب یک دو نیزہ بلند گردد دو رکعت بہ نیت شکر
نماید پس ازان ہر جا کہ جمعیت خاطر باید در مسجد یا در خلوت بذکر و
اشتغال نماید تا ربع روز آنگاہ چہار رکعت نماز چاشت گزارد و
تعلم یا کارے ضروری داشتہ باشد بقدر حاجت بکار خود مشغول
والا بتجدید وضو بذکر در مراقبہ بنشیند اگر خوردنی موجود باشد بخورد و
خوردن بزبان ذاکر وبدل نیک حاضر باشد بعد ازان بہ تجدید وضو
در قیلولہ رود چنانکہ بیداری پیش از زوال آفتاب غنیمت شمرد تا در وقت
زوال آفتاب بطہارت کاملہ رو بقبلہ بر سجادہ ذاکر ومراقب نشستہ
چون آفتاب بر گردد چہار رکعت صلوٰۃ زوال ادا نماید بعد از ادا ے

Marfat.com

ظہر اگر امرے ضروری از زیارت و عیادت و تعلیم عیال و پرسش احوال
ن داشتہ باشد بقدر ضرورت اشتغال نماید و شتاب از نزد ایشان
برد و استغفار کند حسنات الابرار سیات المقربین پس ازاں تکمیل طہارت
نماز عصر کند و میان عصر و مغرب بذکر و مراقبہ مواصلت نماید ؎

عمر برف است و آفتاب تموز — اندکی ماند خواجہ غرہ ہنوز
دل گفت مرا علم لدنی ہوس است — تعلیم کن دگرت بدین دسترس است
گفتم کہ الف گفت دگر ہیچ مگو — در خانہ اگر کس ست یکحرف بس است

شیخ ممدوح کی ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ
ب و روز طاعت خداوندی میں غرق رہتے تھے اور ان منصبی فرائض اور
معاملات میں جو وقت دم لینے کو ملتا تھا وہ مذاکرہ علمیہ میں صرف ہوتا
اور نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عملی زندگی احکام شریعت کے دائرہ
ما بسر کرنے کا خیال بدرجہ غایت رہتا تھا اور آپ کون کون افعال کو
نز اور کن کن باتوں کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ محترم و بزرگ شیخ کے
لات زندگی پڑھنے والے خود بخود اس بات کی بخوبی جانچ کر سکتے ہیں کہ
بد طفولیت سے لے کر زمانہ انتقال تک جس شخص کی زندگی بالکل آسمانی
یعت کی پابندی اور نبی معصوم کے احکام کی متابعت میں گزری۔ وہ
شیخ ابوالرضا محمد۔ جناب شیخ وجیہ الدین کے فرزند رشید اور مولنا
شیخ عبدالرحیم صاحب کے برادر کلاں تھے۔ قطع نظران تمام باتوں کے
عبارات مذکورہ سے شیخ کی انشا پردازی اور زور قلم کا کمال بھی بخوبی

Marfat.com

واضح ہوتا ہے۔ آپ نے ان طولانی مضامین اور غیر محدود مباحث
ہیں کے لئے صدہا اجزا سیاہ کئے گئے ہیں اور بڑی بڑی ضخیم
لکھی گئی ہیں۔ نہایت مختصر اور چھوٹے چھوٹے جملوں میں کس خوبی
سے ادا کیا ہے۔ پھر اس پر عبارت کا طرز جیسا دلکش اور مؤثر ہے
الشمس ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔

علاوہ ازیں شیخ کے مسودات میں ہمیں بعض وہ عبارتیں بھی دستیاب
ہوئی ہیں جو تصوفی تحقیقات میں اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہیں اور صوفیائے
کی موجودہ اور آیندہ نسلوں کے واسطے ایسی ہی ضروری اور لازمی
جیسے جسم کے لئے روح یا آنکھوں کے واسطے نور چنانچہ بطور نمونہ
عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ الفناء فقد ان لوازم
اما ذهولا عن علمها وعلما بانعدامها وحالا حقيقيا وللفناء تقسيم
الاولى الذهول وهو عبارة عن عدم شعور العبد بنفسه عند
في ذكر الحق لاهل الحجاب او عند بروز انوار الجمال لاهل الكشف
الثانية وهو فناء العبد عن افعاله بشهود افعال الحق كالقلم
الكاتب وقد يطلق على التزقي - الثالثة السلب وهو عبارة عن
صفات الخلق بظهور صفات الحق - الرابع الاصطلام وهو فناء
عن ذاته بوجود ذات الحق - الخامسة الانعدام وهو فناء
من فناءه فلا يبقى عنده شعور بانه فاني السادسة السحق وهو
زوال الحسن من نفس العبد فتقبل الصفات الالهية من

ل كما تقبل صفات نفسہ فھو اول مقامات التحقق باللہ السابعۃ
بق وھو زوال الحصر والحد من جمانیۃ العبد وروحانیۃ ۔ الثامنۃ
طمس وھو ذھاب احکام البشریۃ من طبعہ وعادتہ فظاھرہ
باطنہ فلا یغیرہ الجوع المفرط والسم الدائم وغیرھا التاسعۃ
حو وھو کمال الزوال بسائر آثار الخلیقۃ بظھور آثار الحقیقۃ فالمراتب
خمس الاول مخصوصۃ باھل الفناء والاربعۃ الاخیرۃ باھل
بقاء والبقاء صفۃ المیۃ یتصف بھا العبد بعد فنائہ عن
نفسہ ۔

محترم شیخ کے ایک مسودہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر بھی
ہیں نظر پڑ گئی ہے چونکہ نہایت دلچسپ ہے اور ایک نرالے ڈھنگ
ی تفسیر ہے ، قطع نظر اس کے دلکش اور مؤثر بھی ہے اس لئے ہدیہ
اظرین کرتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الباء متعلقۃ بمقدر عام ھو الوجود
لاسم ھو تجلی الذات بصفۃ من الصفات واللہ علم لذات
واجب الوجود الموجود بنفسہ المستجمع بجمیع صفات الکمال
المتقدس عن جمیع جہات النقصان والرحمن الرحیم
ھما اسمان من الرحمۃ بمعنی التفضل والاحسان والاول باعتبار
الفیض الاقدس الذی یحصل بہ الصور الحظیمۃ المسماۃ بالحقائق
والماھیات مع استعدادتھا والثانی باعتبار الفیض المقدس

Marfat.com

الذی یحصل بہ تلک الماہیات فی الخارج مع لوازمہا و ...
والمعنی فیاض الحقائق والماہیات فی الحضرۃ العلمیۃ اولا و
الوجود علیہا فی الخارج ثانیا فہما صفتان لاسم اذ بہ لان منہ
لہ او خبران لمقدر عائد الیہ او مفعولان لاعنی بیانا لہ و ...
بمتعلقین بالجلالۃ لانہ لیس الذات الرحمن الرحیم سواہا ...
ان وجود کل شئ بظہور ذات الواجب تعالٰی فی حضرۃ ال...
والشہادۃ ۔

اس دلچسپ اور لطیف تفسیر سے واجب الاعتصام مفسر کا جو ...
علمی تبحر ثابت ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کی نظیر بہت مشک...
مل سکتی ہے ۔ جو لوگ آپکے حالات زندگی پڑھیں گے اور آ...
و مسودات با معان نظر دیکھیں گے ۔ انہیں خود معلوم ہو جائے گا ...
کس قدر و منزلت کے شخص تھے ۔ اور آپ کا علمی کمال کس در...
پہنچ گیا تھا ۔ آں راکہ عیاں است چہ حاجت بہ بیاں ست

شیخ کے ملفوظات . . . . ہم ...

شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے علمی حالات اور بعض خطوط و مسودات ... کے
موثر و دلکش مضامین نقل کر چکے ۔ اب آپکے کچھ حکیمانہ اقوال اور ...
و نصیحت میں ڈوبے ہوئے مقولے لکھتے ہیں جن سے آپ کے ...
علم کی شان معلوم ہوتی اور علمی تبحر اور بھی ثابت ہوتا ہے ۔
حضرت مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک مستقل کتاب ...

Marfat.com

ں میں جناب شیخ ابوالرضا محمد کے بیشمار دل آویز مقولے جمع کئے ہیں
چہ ایک نہایت مختصر سا رسالہ ہے لیکن تصوف و نصائح سے لبریز
بس مقام کو پڑھو یہی معلوم ہوتا ہے کہ معنی خیز مضامین کا دریا نہایت
ور سے لہریں لے رہا ہے۔ الفاظ کی بندش عبارت کی چستی اس
ب کی ہے۔ جسے دیکھ کر بڑے بڑے فاضل دنگ رہ جاتے ہیں
ی عبارت سے جس قدر بزرگ شیخ کا فاضلانہ اور عالمانہ پن برستا ہے
قدر مطالب کی خوبی اور عمدگی آپ کے علو شان اور بے نظیر تبحر کو ثابت
ی ہے۔ یں اس مقام پر اسی رسالہ میں سے چند مفید اور نصائح سے
ے ہوئے مقولے انتخاب کر کے اپنی ناچیز تالیف میں درج کرتا
ں۔

(۱) شیخ فرماتے ہیں کہ ایمان کی ایک معلوم و معین حد ہے کہ جب وہ اُس
تک پہنچ جاتا ہے تو پھر کبھی اُس کا زوال نہیں ہوتا۔ اسی طرح اعمال کے
ے بھی ایک مقرر حد ہے کہ جب وہاں عروج کر جاتے ہیں تو پھر مردود
یں ہوتے۔ ایمان کی ادنٰے درجہ کی حد یہ ہے کہ ایماندار کے سینے میں
یک محسوس نور ظاہر ہو جائے جس کی روشنی اور چمک سے اُس پر اس کے
طنی آثار اچھی طرح نمودار ہو جائیں اُس وقت آپ نے ارشاد کیا کہ میں
ے ایک رات اپنے سینے میں ایک نور دیکھا جو چراغ کی طرح دہک رہا
تھا اور جس کی روشنی میں مجھے گھر کے تمام اطراف اور اثاثہ بیت اچھی
طرح نظر پڑتے تھے۔ اسی اثنا میں خدا تعالےٰ نے مجھ پر الہام فرمایا کہ

Marfat.com

ادنے درجہ کا ایمان جو میری جناب میں مقبول ہے اسی نور کے جیسے ہیں ایماندار سے سلب نہیں کرتا۔ اس کے ذیل میں جناب م[illegible] ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ کی مراد نور ایمان سے طہارت کا نور ہے جیسا کہ میں نے حسب موقع بیان کیا ہے"

(۲) فرماتے ہیں کہ انسان فلاح دارین اسی وقت حاصل کرسکتا [illegible] عقاید میں انبیاء علیہم السلام کی تقلید کرے اور بغیر کم وبیشی [illegible] کرے جیسا کہ قدماء اہل سنت کا مذہب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ [illegible] کشف سے ملاقات کرے جو ان عقائد کی تفصیل و تحقیق پر کما ینبغی تنبیہ [illegible] کرائے۔

۳۔ آدمی قبیح و ناشائستہ صفات ترک کر دینے اور اخلاق کو [illegible] آراستہ کرنے کی وجہ سے گو فرشتہ ہی کیوں نہ بن جائے لیکن [illegible] بھی ولایت خاصہ کے کمال کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی کمال نہیں [illegible] کہ خدا تعالےٰ نے فرشتوں کی حکایت نقل فرماتا ہے کہ وما منا الا لہ مقام معلوم اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ کے مقامات معین [illegible] ہیں اور صاحب ولایت خاصہ کا مرتبہ جو تجلی ذات کے شرف سے [illegible] و ممتاز ہو چکا ہے کوئی حد اور انتہا نہیں رکھتا البتہ ایسا شخص خدا [illegible] عنایتوں کا مورد اور خوارق و کرامات کا مصدر ضرور ہوتا ہے کیونکہ [illegible] کا صدور اوصاف ذمیمہ کے ترک کر دینے اور انوار طاعات سے [illegible] ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے یہ سب کچھ ہے۔ لیکن شخص [illegible]

Marfat.com

نہیں طریقۂ ولایت میں داخل نہیں ہے کیونکہ ہنوز خودداری اور
نفی میں مصروف ہے اور جب یہ ہے تو اولیاء کے زمرہ میں شمار
جا سکتا۔

تمام ریاضات میں عمدہ اور بہتر ریاضت یہ ہے کہ آدمی دائمی
ے ساتھ کھانے پینے میں درمیانی راہ اور متوسط درجہ اختیار کرے
تفریط سے ہمیشہ مجتنب و محترز رہے۔

جب حضور دل میں مضبوطی اور استحکامی کے ساتھ جگہ لیتا ہے
ی چیز کی طرف ملتفت ہونے اور باتیں کرنے سے زوال پذیر
ہوتا البتہ غامض و دقیق علوم کی تعلیم و تعلم میں مشغول ہونے کے
سے خفیف سا حجاب واقع ہو جاتا ہے۔ لیکن جیسے ملکہ حضور
ی ذہن نشین ہو جاتا ہے جیسے آنکھ میں بینائی تو اب کوئی چیز بھی
کے لئے حاجب نہیں ہو سکتی۔

اہل سنت اور معتزلہ و شیعہ جو دیدار الٰہی میں نزاع کرتے ہیں تو یہ صرف
نزاع ہے کیونکہ معتزلہ و شیعہ اس وجہ سے انکار کرتے ہیں رویت
بندی جہت کا تقاضا کرتی ہے اور خدا تعالےٰ جہت سے پاک
و ہے اس کے ساتھ ہی وہ انکشاف اتم برفع حجب کو ثابت کرتے
مگر اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ دیدار الٰہی بے کیف و جہت
اور یہی عین انکشاف اتم ہے۔

جو چیز عام لوگوں کو قیامت کے دن نصیب ہوگی وہ اولیاء اللہ

Marfat.com

کو دنیا ہیں میسر ہو جاتی ہے ۔ چنانچہ وہ دنیا ہی میں خداوندی دیدار
مشرف ہو جاتے ہیں اور اُس کی ذات مقدس اشکال سے منزہ د
پھر اس بارہ میں وہ مختلف المقامات ہوتے ہیں بعضوں کو صرف ا
ہوتا ہے جیسے بجلی کہ ادہر سے کوند کر ادھر چلی گئی اور بعضوں کو ا
کسی قدر زائد لیکن جو حضرات کاملین ہیں اور ان کا رتبہ ولایت مصر
کو پہنچ گیا ہے ۔ وہ ہمیشہ دیدار الہی میں محو رہتے ہیں جیسا کہ حضرت
المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ لم اعبد اھا حے

(۸) اولیاء اللہ کے سلسلے اور اُن کے طریقہ میں داخل ہونے کے
معنی ہیں کہ اس پاک و برتر نفوس قوم کی ریاضیات پر عمل ہو اور اس
با جاہ وجلال اور نتھرے ہوئے مشارب کو قبول کرے جو شخص ان
کو پیش نظر نہ رکھے اور ان رنگوں میں رنگین نہ ہو اُسے اس برگزیدہ او
ومقتدر قوم کے سلسلہ میں داخل نہ سمجھنا چاہیئے ۔ اگرچہ بظاہر کسی ولی
ارتباط کیوں نہ پیدا کیا ہو ۔

(۹) ہمارے عرفاء زمانہ کو ذاتی تجلی میسر نہیں ہے ورنہ اپنے اور اپنے
وا قارب کی حصول اغراض کے لیئے سلاطین کے محتاج نہ ہوتے

(۱۰) عارف کو اس بارہ میں جرأت کرنا نہایت ہی نامناسب ہے
دوسرے عارف کے مرید کو اپنا گرویدہ بنائے ۔ اور اپنے طریقہ کی ط
مائل کر کے اس کی اُس توجہ میں شورش ڈال دے جو شیخ اول سے حا
ہے اگر کوئی شخص باصرار پیش آئے اور اسکے طریقہ میں داخل ہونا چاہے

Marfat.com

وقت بھی اُسے یہی مناسب ہے کہ اُس کے شیخ کے حوالہ کر دے
پنے سلسلہ میں داخل نہ کر دے البتہ اگر اس کے شیخ نے سفر آخرت
ر لیا ہو یا کسی دوسرے شہر میں چلا گیا ہو تو مضائقہ ہے۔
۱) جس کو ذوق مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے پھر وہ کسی معصیت سے
یں ہوتا۔
) دلی۔ دنیا میں آگ سے جلایا جاتا اور تلوار سے مار ڈالا جاتا ہے۔
اُس کے عناصر روح پر غالب ہو جاتے ہیں اور فنا دا خر دیہ میں اس
لکس حالت پیش آتی ہے لیکن یہ انہیں اہل کمال کو نصیب ہوتی ہے
سے حجب امکانیہ اٹھ جاتے ہیں۔
۱) شیخ فرماتے ہیں کہ ایک فاضل نے کسی صوفی سے دریافت کیا۔ کہ
ئے کرام اس قدر ریاضات و مجاہدات کی سختیاں اور تکلیفیں کیوں جھیلتے
جواب دیا کہ اگر تجھے اس بات کی اُمید دلائی جائے کہ فلاں شخص مشقت
رداشت کرے گا تو حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی جائے
بادشاہ کی گردن تیرے آگے جھک جائے گی تبا اس وقت تو یہ تمام
تیں اور مصیبتیں گوارا کرے گا کہ نہیں وہ بولا کہ نہ صرف میں ہی بلکہ جس شخص
ن باتوں کا متوقع کیا جائے گا نہایت خوشی اور ذوق شوق سے بڑی
سختیاں جھیلنے کو تیار ہو جائے گا۔ اس پر صوفی نے کہا کہ ہماری ان
ر سار ریاضات اور جگر تراش مجاہدات کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی
ت و جبروت اور پورے جاہ و جلال کے ساتھ ہمارے خانۂ دل میں

Marfat.com

جلوہ فرما ہوتا ہے۔

(۱۴) ایک دفعہ جملہ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور آپکے پیش نظر تھا جس کی تفسیر و توضیح آپ نے یوں فرمائی کہ اصحاب قبور سے مدد چاہنے کا یہ مطلب ہے کہ انکے حالات یاد کرکے عبرت پذیر ہو کیوں کہ مردوں کے حالات یاد کرنے اور ان سے عبرت حاصل کرنے سے دنیاوی امور کے تعلقات کی رگ کٹ جاتی اور فکر معاش مضمحل ہو جاتی ہے۔

(۱۵) حدیث ان الدنیا اشبہ من جیفۃ منتنۃ کی تفسیر میں فرمایا کہ انسان کو خداتعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے سے مانع آتی ہے کیونکہ انسان کا دلی تعلق اس کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے بخلاف مردار کے کہ اس میں یہ صفت پائی نہیں جاتی اس لیئے دنیا، مردار سے زیادہ قبیح شنیع ٹھہری

(۱۶) فرماتے تھے مخالفت شریعت کوئی بات منہ سے نکالنا کذب فی الاقوال ہے اور شریعت کے برخلاف کوئی کام کرنا کذب فی الافعال اسی طرح ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متلون ہونا کذب فی الاحوال ہے۔

(۱۷) آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ اہل شہود حسین اور خوبصورت عورتیں اور بے ڈاڑھی مونچھ کے نازک اندام لڑکوں کی طرف بالکل التفات نہیں کیا کرتے ہیں کیونکہ ان کی نظر ان لوگوں سے تجاوز ہو کر منتہائے حقیقت پر پڑتی ہے البتہ جو لوگ نعمت عظمےٰ سے محروم و محجوب ہوتے ہیں و

Marfat.com

رت عورت کی طرف مائل ہوتے اور بدصورت عورت سے اعراض
یہیں لیکن عارف کے نزدیک دونوں مساوی حکم رکھتی ہیں اسی طرح
نہود راگ سننے سے متلذذ نہیں ہوتے کیونکہ راگ کی صرف اسی قدر
ت ہوتی ہے کہ گویے کے منہ سے نکل کر سننے والے کے کان تک
ہے اور اگر گویا شدید الصوت ہے تو غایت مافی الباب یہ کہ پچاس
دم تک پہنچتی ہے اور اس اولوالعزم اور خوش نصیب قوم کے ذوق
ں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۱۸) عارف کامل کبھی انجام اور خاتمہ پر نظر نہیں ڈالتا کیونکہ یہ اس کے
یں نقصان صریح ہے اگر ہزار مرتبہ یہ دل کے بجھا دینے والی ندا سنتا
کہ ہم نے تجھے بدبخت اور شقی کیا ہے۔ یا یہ خوشخبری کان میں پہنچتی ہے
بر اخاتمہ بخیر ہے بہر تقدیر وہ ان دونوں باتوں کی طرف التفات و توجہ نہیں
ا ہے اور اس عاجل نفع کو جو اسے نقد وقت حاصل ہے یعنی جمال محبوب
مطالعہ رجاء آجل کے حصول میں نہیں چھوڑتا ہے۔

(۱۹) اہل شہود۔ سانپ۔ بچھو اور شیر چیتے اور چوروں ڈاکوؤں سے
ھی خائف نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ بعض اکابر نے امتحان کی غرض سے
پنے نفوس کو ان خطرناک اور وحشت انگیز مقامات میں ڈال دیا ہے جو درندوں
ور زہریلے جانوروں کے بن کہے جاتے تھے اور جہاں آب و دانہ کا نام
ر نشان تک نہیں پایا جاتا تھا لیکن اس پر بھی جب انکے دلوں میں کسی قسم کا
خوف و خطر پیدا نہیں ہوا تو معلوم کر لیا کہ اب ہم میں کمال پیدا ہو گیا ہے اور

Marfat.com

ہماری عملی زندگی ایک بڑے عروج پر پہنچ گئی ہے۔

(۲۰) خالد بن سنان کا جو یہ قصہ مشہور ہے کہ "انہوں نے انتقال کے وقت لوگوں کو تاکیدی حکم کیا تھا کہ مجھے چالیس روز کے بعد قبر سے نکال لینا تاکہ میں عالم برزخ کے تمام احوال تم پر ظاہر کروں اور جو چیز وہاں موجود ہیں۔ ان کی ٹھیک ٹھیک خبر دوں" اس کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص عالم دنیا سے سفر کر کے عالم برزخ میں پہنچ گیا اس کو بدن ناسوتی کے ساتھ جو تجزی و تبعیض اور خرق والتیام سے ہے دنیا میں معاودت کرنا ناممکن ہے، لیکن جسم مثالی کے ساتھ جو تجزی اور خرق والتیام کے قابل نہیں، رجوع کرنا جائز ہے جیسے حضرت جبرائیل وحیہ کلبی کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے اسی طرح انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مقدس و پاک روحیں اجسام مثالیہ میں متشکل ہوتی ہیں اس میں ذرا شک نہیں کہ نفوس کاملہ تا وقتیکہ دنیا میں موجود ہیں مختلف صورتوں میں متشکل ہو سکتے اور خدا کی طرف سے انہیں وہ قوت عنایت ہوتی ہے کہ جو شکل و صورت چاہیں اختیار کر لیں لیکن عالم برزخ میں داخل ہونے کے بعد ناسوتی جسم اختیار نہیں کر سکتے پس خالد بن سنان کی مراد یہی تھی کہ میں بدن مثالی کے ساتھ دنیا میں رجوع کروں گا نہ جسم عنصری کے ساتھ۔

Marfat.com

یہاں تک میں نے شیخ ابوالرضا محمد صاحب کے ملفوظات نقل
ان سے آپ کا کمال علم اور تبحر ناظرین سوانح کو اچھی طرح معلوم ہو گیا
ان کے علاوہ اور بھی بہت سے عالمانہ مقولے کتابوں میں لکھے
ہیں جن کے درج کتاب کرنے سے مجھے تطویل کا خوف ہے
ین کتاب شوارق المعرفۃ کی سیر کریں اور آپکے دل آویز اقوال اور
مقولوں سے لطف اٹھائیں۔ اب میں اس باب کو آپ کے حالات
پر ختم کرتا اور معزز ناظرین کو چوتھے باب کی حیرت انگیز سین کی
دیتا ہوں۔

شیخ کا انتقال

شیخ محمد ظفر رہتکی کا بیان ہے کہ جناب شیخ صاحب ابتدائی زمانہ میں
وفات فرمایا کرتے تھے کہ ہماری عمر پچاس ساٹھ سال کے درمیان
اور ان دونوں عددوں کے مابین ہماری زندگی کا پیمانہ لبریز ہو کر
جائے گا چنانچہ جب آپ نے اپنی عمر کے پچاس مرحلے طے
کے قدم رکھا تو مجھے شیخ کا وہ ارشاد یاد آیا اور ہمیشہ یہی خطرہ پیش نظر
لیکن اتفاق وقت سے جب آپ پچپن سال کی عمر کو پہنچے تو مجھے ایک
تقریب پیش آئی جس کی وجہ سے مجبوراً رہتک جانا پڑا۔ رخصتانہ
ملاقات کے وقت میں نے شیخ سے اس بارہ میں دریافت کیا اور ساتھ
یہ بھی عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو میں اس سفر کو ملتوی کر کے کسی اور زمانہ

Marfat.com

کے لئے اٹھا رکھوں آپ نے ایک خوش آئندہ تبسم اور نہایت دلگیر مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھا اور اس امر کے اظہار کرنے سے اعراض فرمایا ازاں بعد ارشاد کیا کہ نہیں تمہیں وطن ضرور جانا اور اس بات کا بالکل خیال کرنا نہیں چاہیئے گویا یہ آخری کلمات تھے محترم و بزرگ شیخ کی زبان مبارک سے نکل کر میرے کانوں میں جب مجھے وطن میں شیخ کے انتقال کی خبر پہنچی تو اپنی بدقسمتی اور محرومی پر افسوس ہوا اور ذیل کا شعر ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ میری زبان پر جاری ہو گیا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

الغرض گلشن شاعر جو شیخ کے انتقال کے وقت آپ کی مجلس میں تھا میں اس کے پاس گیا۔ اور انتقال کی کیفیت دریافت کی اس نے نہایت سوز و گداز کے ساتھ بیان کیا کہ جب شیخ کے انتقال کا وقت قریب ہوا اور آپ زندگی کے تمام مرحلے طے کر چکے تو شیخ عبدالاحد ایک دن آپ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت میں بھی شیخ کے ہمراہ تھا جب شیخ عبدالاحد اور ان کے ساتھ میں آپ کی مجلس میں پہنچے تو اس وقت آپ اپنی عادت کے برخلاف چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور تمام اصحاب فرش زمین پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس وقت مجلس کا عجب عالم تھا چاروں طرف سکوت و خاموشی

Marfat.com

بست پھیلی ہوئی تھی اور حاضرین مجلس حالت بے خودی میں محو تھے
ے مولنا عبدالاحد کو دیکھتے ہی ایک خوش آئندہ تبسم کیا اور خندہ
کے ساتھ ملاقات کر کے اسی چارپائی پر اپنے برابر بٹھا لیا جس پر
یف رکھتے تھے اگرچہ ایک عرصہ تک یہی صحبت رہی مگر تاہم کسی
ی گفتگو اور کلمہ وکلام نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا دل تمام
ت سے وارستہ ہو گیا تھا اور ایک بے خودی کی حالت طاری ہو
تی اور اسی بے خودی اور فرط رمیدگی کی وجہ سے آپ مکالمہ میں
ل نہیں ہو سکتے تھے۔ تھوڑی دیر یہی حالت رہی ازاں بعد آپ چارپائی
اُٹھ کھڑے ہوئے اور چونکہ آپ کے اہل خانہ شیخ عبدالاحد صاحب
قریبی رشتہ داری رکھتے تھے اس لئے شیخ کو اپنے ساتھ گھر میں
لئے اور اسی اسلوب کے ساتھ بے گفت وشنید تھوڑے عرصہ تک
ت رہی۔ اسی اثنا میں آفتاب مغربی گھاٹیوں میں دباک کر غروب
ا اور مؤذن نے اذان مغرب دی۔ اس وقت شیخ فخر عالم نے جو بزرگ
کے فرزند رشید تھے اور عمر میں سب سے بڑے علم وفضل میں
ب سے افضل تھے۔ عرض کیا کہ جناب! اذان ہو گئی ہے باہر تشریف
لے چلیے۔ شیخ نے اوپر کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ بابا! کیا ابھی تک اندرو
یں فرق وامتیاز باقی ہے یہ کہہ کر آپ اُٹھے اور مسجد میں پہنچ کر
یت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس صحبت کے منقضی
نے کے بعد شیخ عبدالاحد صاحب نے فرمایا کہ محترم شیخ گویا اسی

Marfat.com

ہیئت پر بیٹھنے کے ساتھ مامور ہیں اور گویا آپ کے انتقال
قریب ہی آ پہنچا ہے اور رفیق اعلےٰ کی طلب آپ پر بہمہ وجود
آگئی ہے چنانچہ اس کے بہت تھوڑے عرصہ بعد آپ کا ا
ہو گیا۔

شیخ کے اصحاب کی ایک جماعت نے جو ہمیشہ خدمت
میں حاضر رہتی تھی۔ آپ کے واقعات انتقال کی بابت یوں تحر
کہ ابتدا میں آپ کو کچھ یوں ہی کسل و تکان عارض ہوا۔ اسی اثنا
آپ نے متواتر تین روز تک کھانے کی طرف رغبت نہیں کی نہ کچ
زیادہ بات کی بلکہ آپ کے دل مبارک میں انتہا درجہ کی بے تعلقی
ہوئی۔ یہاں تک کہ کسی شخص اور کسی چیز کی طرف مطلق التفات
نہیں کی جب تین روز اسی حالت میں گزر گئے تو آپکے متعلقین
میں ایک طرح کی عام بے چینی پھیل گئی اور نہایت کرب و اضطر
ہوا اس وقت بھی آپ کسی پر ملتفت نہیں ہوئے۔ لیکن جب نم
وقت ہوا اور آپ نے مسجد میں آنا چاہا تو گھر کے لوگوں کو رخص
اور چند الوداعی کلمے زبان مبارک پر جاری ہوئے جن سے ایک نہایت
غمناک اثر آپ کے متعلقین پر پڑا۔ حاضرین جلسہ کا اس وقت عا
تھا اور سب زار قطار رو رہے تھے۔ الغرض شیخ گھر والوں سے
ہو کر اور صبر و استقلال کی فہمائش کر کے مسجد میں تشریف لا
بہت ہی عاجزی و انکسار کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز سے فار

Marfat.com

بعد آپ نے مقامات حضرت خواجہ نقشبند طلب فرمائے اور تھوڑے تھوڑے کہیں کہیں سے پڑھے۔ اسی اثنا میں ایک مخلص و بے ریا معتقد پان حاضر کئے اور آپ نے ایک دو ٹکڑے تناول فرمائے اور نہایت شاداں و شاداں اس تکیہ پر سہارا دے کر بیٹھ گئے جو آپکے پہلو میں لگا تھا۔ تکیے پر سہارا دیتے ہی آپ کی روح بدن سے مفارقت کر گئی شیخ نے سفر آخرت قبول کیا۔

جس وقت شیخ کی روح جسم عنصری سے مفارقت کرنے لگی۔ اور آپ نے معلوم کیا کہ اب سفر کا آخری وقت ہے تو جناب مخدومنا سیدنا حضرت شیخ عبدالرحیم کی طرف دست مبارک سے اشارہ کیا کہ گویا آپ انہیں اپنے پاس بلانا چاہتے تھے اتفاق سے اس وقت شیخ عبدالرحیم گھر میں موجود تھے۔ اور ہر بعض حاضرین مجلس تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی تلاش میں گئے اور ادھر بعض یاروں نے یا نیخیال کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی ہے آپ کو گودی میں اٹھا کر گھر کے دروازہ پر پہنچایا۔ اتنے میں جناب شیخ عبدالرحیم صاحب تشریف لے آئے اور دیکھا تو روح جسم سے پرواز کر چکی تھی۔ آپ کے پرنم آنکھوں سے فوراً آنسو ڈبڈبا آئے اور کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا شیخ عبدالرحیم صاحب کی کیفیت دیکھ کر تمام حاضرین نے اس زور سے کلمہ الترجاع کہا کہ ساری مسجد گونج اٹھی اور گھر میں ایک تہلکہ پڑ گیا شیخ کے انتقال کا نہ صرف آپ کے متعلقین اور معتقدین ہی کو افسوس ہوا بلکہ تمام ملک و قوم کو انتہا

Marfat.com

سے زیادہ رنج و افسوس تھا ساری دہلی آپ کے واقعات و حالات سن کر غم سے آنسو بہاتی تھی اور یاد کر کے بے قرار ہوتی تھی۔ خاص کر جو لوگ آپ سے دلدادہ اور آپ کی فیض صحبت سے عروج کمال پر پہنچ گئے تھے اور بہت ہی بے چین اور مضطرب تھے اور ایک مدت کے بعد بھی ہنوز یہ واقعات اُن کے دلوں میں تازہ تھے۔

انتقال کی تاریخ | شیخ کا انتقال ۷ ارتاریخ محرم ۱۱۰۱ ہجری میں ہوا۔ آپ کے بعض مخلصوں نے فی البدیہ آپ کی وفات " آفتاب حقیقت " بحساب ابجد نکالی ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل اعلی الفردوس مثواہ امین۔

شیخ کی عمر کا ٹھیک اندازہ بتانا بہت مشکل ہے کیوں کہ آپ کی ولادت کے سنہ و تاریخ کا پتہ باوجودیکہ تحقیقات کے کہیں سے دستیاب نہیں ہوا البتہ مختلف تذکروں سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت عہد ابوالمظفر محمد شاہ جہاں بادشاہ میں ہوئی۔

اسی طرح شیخ کی اولاد کا بھی پتہ نہیں چلتا میں نے اس بارہ میں جس قدر کوشش کی ہندی مورخوں کی بے توجہی سے اتنا ہی ناکامیاب رہا۔ متعدد کتابوں کے پڑھنے اور مختلف تذکروں کے دیکھنے سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ شیخ ابوالرضا محمد کے ایک صاحبزادے نہایت برگزیدہ اور ستودہ صفات شخص تھے جو شیخ فخر العالم کے ساتھ شہرت رکھتے تھے اس دیار کے مشہور و نامور عالم کا اس وقت انتقال ہوا جب جناب شاہ ولی اللہ

نےکے علمی مذاق اور فضل وکمال کا ...
احب نے عمر کے چودہ مرحلے ۔جانے
لمن میرا صرف اس قدر کہنا کبھی کا فی اقتدار قائم آپ کی اس خدا داد شہرت
ی اولاد ہو جو مورخوں کی بے توجہی نے اپنی آیندہ عرب دونوں پر ندا
نظر انداز کی گئی ہو اور یہ بھی ہو سکے تا زاں اُن کی آن تھا۔
ذکرہ ہو اور تتبع کے وقت میرے صاحب ہیں۔ آپ کی خدا داد جس دنیا نے
میری قصور نظر پر محمول کیا جائے یا ہند سے نہیں ہو سکتا ۔ کہ خود بہت بڑا جاہ
خیال کی جاتے ہیں اس کہنے سے کبھی تو تعداد معتقد علیہ تھے اور یہ ایک
کی اولاد کی بابت کچھ معلوم نہیں کہ کس قدر تھی اور چکے تھے بلکہ اپنی اولاد
رکھی تھی ۔ دونوں کو زندہ کئے

ز جملے

سے زیادہ رنج وافسوس تھا ساری

سن کر غم سے آنسو بہاتی تھی اور یار حصہ

کر جو لوگ آپ کے دلدادہ اور آ

کمال پر پہنچ گئے تھے اور بہت ہی

مدت کے بعد بھی ہنوز یہ واقعات

مولانا شاہ ولی اللہ

انتقال کی تاریخ | شیخ کا انتقال

کے بعض مخلصوں نے فی ال۔ شاہ ولی کے تین حصے ختم ہو چکے۔ جن

بحساب ابجد نکالی۔ موصوف کے عظیم الشان اور جلیل القدر خاندا

متواہ امیر۔ رات کے حالات زندگی کی اچھی طرح سیر کی اور ان

شہزیاں شوق دے کے پڑھیں۔ اب چوتھے حصہ کا آغاز ہے

یں ہم اس اولوالعزم اور قابل انتخاب خاندان کے چشم وچراغ یعنی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی لالف بیان کرینگے

یہ وہ نامور و بلند اقبال اور مشہور شخص ہیں۔ جنہوں نے اپنے علمی تبحر اور فضل وکمال کی وجہ سے اس معزز و بزرگ خاندان کو ساری دنیا میں روشناس کر دیا ہے۔ اور جن کے نام کا امتیازی پھریرا ہندوستان سے لے کر عرب تک بڑے زور شور سے اڑ رہا ہے۔

شاہ صاحب کے علمی تبحر اور فضل وکمال کی جہاں تک سچی تعریف کی جائے وہ بہت کم ہے کیونکہ اس محترم خاندان میں ایسے حضرات بہت کم گزرے ہیں جن میں وہ تمام کمالات ہوتے جو تنہا آپ کی

Marfat.com

ات والا صفات میں پائے جانے کے علمی مذاق اور فضل و کمال کا ...
کے گزشتہ لوگوں کے اعزاز و اقتدار قائم آپ کی اس خدا داد شہرت
پیدا کر کے اور بھی چمکا دیا۔ اور جس نے اپنی آیندہ عرب دونوں ہر بند ...
واسطے ایک ایسا بیج بویا جو بعد ازاں اُن کی آن تھاک
پھلا پھولا اور لہلہایا وہ یہی شاہ صاحب ہیں۔ آپ کی خداداد جس دنیا نے
حسن لیاقت کا اندازہ صرف اسی سے نہیں ہو سکتا۔ کہ خود بہت بڑا جاہ و
فاضل اور عالم اور خواص و عوام کے مقتدا و معتقد علیہ تھے اور پبلک
سے اجتہاد و امامت کا معزز خطاب حاصل کر چکے تھے بلکہ اپنی اولاد
اور ملک و قوم کو عروج پر پہنچا دیا تھا جو آج تک دونوں کو زندہ کئے
ہوئے ہے۔)

اس میں ذرا شک نہیں کہ (یہ ممتاز خاندان جس کی نسبت میں چند جملے
تحریر کر چکا ہوں اور جس کے مفصل حالات آپ پہلے ... تیسرے
حصے میں پڑھ چکے ہیں۔ اپنی خاص نوعیت اور خاص فضائل اور عام
نفع رسانی میں ہندوستان میں لاثانی اور بے نظیر تھا اور علم و فضل
اور شہرت عام کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ نیز اس کا ہر ایک
ممبر آسمان علم کا مہر جہاں تاب تھا۔ لیکن حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب
نے علمی کمالات میں جو اقتدار و اعزاز حاصل کیا وہ اس خاندان کے لئے
بہت بڑا ذریعہ افتخار تھا۔ اور اگر سچ پوچھیے تو اس خاندان کو سب سے
زیادہ جس شخص نے تاریخ میں بقائے دوام کا اعزاز بخشا ہے وہ حضرت

Marfat.com

سے زیادہ رنج و افسوس تھا ۔ بزبہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس خاندان
سن کر غم کے آنسو بہاتے ۔ عزت و ترجیح دوسرے علمی خاندانوں پر حاصل
کر جو لوگ آپ ہی ان سے حاصل ہوئی ہے) اور یہ لکھنا واقعہ نفس
کمال پر پہنچ ریب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب بلحاظ شہرت عام اور رد
الولد سر لابیہ کے پورے فوٹو تھے ۔ اور نہ صرف فوٹو ہی
مدت ۔ بلکہ اُسے چالا اور چمکا دینے والے تھے ۔

چونکہ شاہ صاحب کے مراتب علم اور شان کمال کا انحصار کرنا مشکل
اور سخت مشکل ہے ۔ اس لئے نہایت مختصر الفاظ میں آپ کی تعریف
یہ ہے ۔ کہ علم حدیث وتفسیر کی ترویج و اشاعت میں آپ پہلے شخص
ہیں جنہوں نے ہندوستان میں ان مقدس علوم کو رواج دیا اور طالبان
علم کو ندائے عام دی اپنے فیضان سے دنیا کو سیراب کیا ۔ اور اسلامی
علوم کے باریک و دقیق مسائل کو دنیا والوں کے سامنے پیش کر دیا
یہ آپ ہی کا فیض عام ہے ۔ جس سے آج تک حدیث وتفسیر کا چراغ
روشن ہے ۔

شاہ صاحب کے حالات پر سرسری نظر

معزز ناظرین! قبل اس کے کہ میں جناب خاتم المحدثین امام المفسرین فاضل اجل عالم باعمل عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تاریخی زندگی کے مفصل
حالات و واقعات جدا جدا عنوان سے بیان کروں اور آپ کے اخلاق
وعادات پر تفصیل کے ساتھ ریویو کروں ۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

نہایت مختصر اور اجمالی طور پر آپ کے علمی مذاق اور فضل و کمال کا پتہ
کھینچوں اور اس کے ساتھ سرسری طور پر آپ کی اس خدا داد شہرت
ذکر کروں جو قریب قریب کل ہندوستان اور عرب دونوں پر یکساں
پھیلی ہوئی ہے

جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب ایشیائی دنیا بالخصوص دنیائے
اسلام کے مشرقی حصول خاص کر اسلامی قوموں میں ایسے نامور اور باجاہ
جلال اور ذی عظمت و شان بزرگ ہو گذرے ہیں جن کا نام نامی ایسا
نہیں ہے جس سے کوئی شخص آگاہ نہ ہو۔ ہندوستان کے عام طبقات
میں کوئی شاذ و نادر ہی ایسا اسلامی طبقہ ہو گا جو آپ کے مبارک نام اور
آپ کے مقتدر و معزز خاندان سے ناواقف ہو گا بالخصوص دہلی اور اس
کے اطراف و اضلاع میں کوئی ایسا گھر نہیں جس سے کسلگی نے صرف اپنے
نام نہایت عظمت و وقار اور اعزاز و احترام بلکہ ہمت و استقلال کے
یہ بات نہ صرف تعجب مابہ سخت و پر کھولے اور صرف احادیث
طور پر اسلام کی مختلف شاخولبتان تشریف لے گئے حرمین محترمین
مخالفین اسلام بھی اس عزت (ور ایک معتد بہ زمانہ تک وہاں قیام کیا)
ولی کے فضائل و کمالی وغیرہ مشائخ حرمین محترمین سے سند حدیث
کی آواز بلند شہامہ قیہ زیب تن فرمایا نئے نئے خیالات کے لوگوں
علمی حیثیت کئے اور مختلف عقائد کے اصول و فروع کے اصلی پہلوؤں
و کمال اور غور میں ڈوبی ہوئی نظریں یا دوڑائیں کیونکہ عرب اس وقت مختلف

Marfat.com

نا شائستہ حرکتوں سے پہلی ہی خوب سمجھ گئی تھیں کہ اس شریف و نجیب خا ... سے دل کی ڈالی ہوئی بنیادیں اس مبارک بچے ہی کی آن تھک کوشش ... زمانہ ... آسمان سے باتیں کرنے لگیں گی۔ اور آیندہ نسلوں کے عروج و استحکام کا سبب بھی یہی بچہ ہوگا۔

اس مقدس بزرگوار کے علم و فضل کی نسبت علمائے مؤرخین نے جیسے وزنی اور قیمتی ریویو کئے ہیں۔ اور اس کی خداداد قابلیت پر متفقہ میں ناقابل وقعت اور پُر زور ریمارک کئے ہیں حقیقت میں وہ اس کے کمال اور علمی تبحر کے واسطے اعلےٰ درجہ کے سارٹیفکیٹ ہیں جن سے اس کی شان و عظمت اور اعزاز و اقتدار کا کافی ثبوت ملتا ہے جو آج کل علماء کے دل میں ... ہے اور گو اُسے سفر آخرت کئے ہوئے زمانہ دراز ... علم گو ندائے عام دی آپ کی عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کے آثار ہنوز علوم کے باریک و دقیق مسائل

یہ آپ ہی کا فیض عام ہے ... کے مؤلف نے شاہ صاحب کی لیا... روشن ہے۔ ... کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت مولانا شا...

شاہ صاحب کے حالات پر سرسری نظر	معزز ناظرین! قبل اس کے کہ اور واضح فضیلت رکھنے ... امام المفسرین فاضل اجل عالم ایک شخص بھی ایجا...

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ کی تاریخی زندگی دار ہوتا اور بغرض حالات و واقعات جدا جدا عنوان سے بیان کروں اور آپ نے نہیں کیا و عادات پر تفصیل کے ساتھ ریویو کروں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے ۔ حقائق
رف سے پوری آگاہی و واقفیت رکھتے تھے اور تصوفانہ تحقیقات
بی آپ کو کمال دستگاہ حاصل تھی مریدوں کی پر نور اور عقیدت مند آ
رت سے لبریز آنکھیں آپ کے جمال کی تابانی و درخشانی سے ہر وقت
ن و منور رہتی تھیں ۔ اور عقیدت کیش علماء اور سلیم الطبع فضلا کا جمگھٹا ہمیشہ
کے درسگاہ میں لگا رہتا تھا ۔ آپ حدیث و تفسیر و فقہ کے علوم کے
ں و تدریس میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے ۔ اور اس میں نہایت عزت
رت کے ساتھ شہرت و ناموری پیدا کر لی تھی ۔ آپ نہ صرف علم و عمل
لحاظ سے فرید عصر اور یگانۂ روزگار تھے بلکہ مجتہدین فن اور ماہرین
ل کے زمرہ میں شمار کئے جاتے تھے اور ایک انتہا درجہ کے جید محدث
ے معمولی تعلیم کے بعد آپ کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی نے صرف اپنے
ت کے علماء پر قناعت کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ہمت و استقلال کے
ہین بلند پرواز نے سفر کے لئے بال و پر کھولے اور صرف احادیث
سند حاصل کرنے کے لئے عربستان تشریف لے گئے حرمین محترمین
زیارت سے مشرف ہوئے (اور ایک معتد بہ زمانہ تک وہاں قیام کیا)
ضرت شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ حرمین محترمین سے سند حدیث
اصل کی اور خرقہ صوفیہ زیب تن فرمایا ۔ نئے نئے خیالات کے لوگوں
ے مباحثے کئے اور مختلف عقائد کے اصول و فروع کے اصلی پہلوؤں
دقیق اور غور بین ڈوبی ہوئی نظریں دوڑائیں کیونکہ عرب اس وقت مختلف

Marfat.com

ناسفر حرکت اور مذاہب کا بازیگاہ بنا ہوا تھا۔

جب آپ کو اس صورت سے کچھ دن عرب میں گذر چکے اور مقاصد کی پورے طور پر تکمیل ہوگئی تو اب وہاں سے وطن مالوف مراجعت کرنے کا قصد کیا اور دو ڈھائی سال کے عرصہ میں ہندوستان کی طرف رجوع ہوئے۔ یہاں آکر پرانی دلی میں اپنے قدیم مکان اختیار کی اور علمی اشتغال میں مصروف ہوئے۔ شہر کے عموماً باشندے خاص کر اطراف وجوانب کے نامی گرامی فضلا خدمت اقدس میں ہو کر سند حدیث حاصل کرتے اور آپکے پُراثر وعظ اور عبرت انگیز کی دولت سے گودیاں لبریز کر کے جاتے۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی بڑے پایہ کے شخص تھے۔ اس عہد میں سب سے زیادہ جس چیز نے آپ کو تمام دنیا میں مشہور کر دیا تھا وہ آپ کے علمی کارنامے اور حدیث کا درس تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صفحات تواریخ کو آج تک آپکے نام سے زینت حاصل ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ علم حدیث میں جس طرح کا تمغہ اس زمانہ کے مؤرخوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لئے تجویز کیا ہے اس کے مستحق جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ہیں۔ علم حدیث کی عمارت کے بانی اگرچہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں لیکن جنہوں نے اس عمارت کا نقشہ تیار کیا اور پھر اشاعت و ترویج کے مرقعوں سے اس کی درو دیوار کو سجایا، وہ شاہ ولی اللہ صاحب ہیں۔

Marfat.com

بدالحق محدث دہلوی کی ڈالی ہوئی بنیادیں آپ ہی کی ان تھک
ششوں سے بلند ہوئیں کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب جیسا محدث
بقیہ ہندوستان کو اپنی آغوش میں پالنا بہت کم نصیب ہوا ہوگا
پ جیسا طباع خوش فہم نکتہ سنج دقیقہ رس کوئی
ہوگا۔ چنانچہ علامۃ ابوالطیب شاہ صاحب زمرہ اہل اسلام
رتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-
"انصاف کی بات یہ ہے کہ اس مقدس اور پا سب سے زیادہ
لی اللہ صاحب) کا عزیز وجود اگر گذشتہ زمانہ آپ اپنے منصبی
ول کا پیشوا اور مقتدا مانا جاتا۔ بلکہ ان کا مزاج لکھے جس کی
ر کا وزنی اور قیمتی خطاب پاتا۔" ان کے اکثر
ایک اور فاضل مؤرخ مختصر الفاظ میں یہ پُر زور ریمارک کرتے
"اگر میں نہایت راستی اور انصاف سے جناب مولانا شاہ ولی اللہ
ب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کردوں تو بلا تامل اس بات کا ضرور اعتراف
وں گا کہ میں نے زمانہ موجودہ میں تو کیا متقدمین کے زمرہ میں بھی اس
ڈھنگ کا فاضل نہیں دیکھا۔ اور نہ میں کسی کو ایسا متبحر اور دقیق نظر
خیالات پاتا ہوں جو تمام علوم و فنون کا جامع ہو اور ہر علم و فن
دہ طور پر دلچسپی رکھتا اور بحث کر سکتا ہو عام طور پر دیکھا جاتا
ہر ایک ایک فنی ہوتا ہے اور ایک ہی علم سے وہ اپنی نظر کو وسعت
دراس میں تبحر حاصل کرتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ دو فن تک

Marfat.com

اُس کا شاہین کمال بلند پروازی کرسکتا ہے لیکن یہ نہ صرف تعجب
حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
طاق اور بے مثل فاضل تسلیم تھے"

اِن کے علاوہ اور بہت سے علماء مورخین کے ایسے پُر ز
وزنی ریمارک میرے زیرِ نظر ہیں جن سے شاہ صاحب کا بے نظیر
اور لاثانی جودتِ طبع، ذہنی ذکاوت اور شانِ فضل و کمال کا
ثابت ہوتا ہے لیکن انہیں تطویل کے خوف سے قلم انداز
اگر ممکن ہوا تو انشاء اللہ آگے چل کر کسی موقع پر جدا عنوان سے
کروں گا۔

شاہ صاحب عظمت شاہ صاحب کی علماء وقت کے دلوں میں کس
تھی۔ یہ ایک ایسا وسیع مضمون ہے جس کی تفصیل
کا یہ موقع نہیں ہے۔ ناظرین آگے چل کر آپ کے حالاتِ زندگی
پڑھ کے خود اس کا اندازہ کریں گے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ شاہ صاحب
اپنے زمانہ میں وہ عظمت و بزرگی اور اعزاز و اقتدار پایا تھا جس
علماء وقت نے آپ کو خاتم المحدثین امام المفسرین کے نہایت
وقیع اور باوقعت القاب دیئے تھے علاوہ ازیں آپ کا جو
عظمت اُن کے دلوں میں موجود تھی وہ ایک ایسے اعلیٰ وارفع
تھی جس کا کسی طرح پورا اور کافی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑے
علماء فضلاء جنہوں نے خود امام وقت اور مجتہد فن کا تمغہ پایا

Marfat.com

اور ربانی تھا منجملہ نکاح ثانی کا و
آپ کے نہ ہوتے اگرچہ آپ
کبھی ... ربردار بنے انہیں
او حضرت شاہ ... ایک عجب
آپ ان ...

یا تھا اور جو معتقد طلبہ ہو
قیدت واخلاص کے ساتھ
کے خداداد تبحر اور علمی برکتوں
اور فطری لیاقتوں اور بلند ہمتی و
خواص کی عقیدت وخلوص کی یہ کیف
ت کا اندازہ اس سے کہیں زیادہ ہو

ب سے زیادہ

ض | شاہ صاحب کی تاریخی زندگی میں
ت اور لائق تقلید بات ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے منصبی
ر ایسی آزادی اور جوانمردی کے ساتھ ادا کرتے تھے جس کی
یانی دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی آپ قریباً رات دن کے اکثر
یں کتاب وسنت اور علوم دینیہ کے مطالعہ اور درس تدریس
لے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا تمام بیش قیمت وقت
و قرآن کے رواج دینے احکام طریقت کے شائع کرنے علمی اشتغال
لانے میں صرف ہوتا تھا۔ شوقین اور جفاکش طلبہ آپ کی علمی فیاضیوں
ل ولاجواب شہرت سن سنکر دور دراز ملکوں سے سنگلاخ اور
زار گھاٹیاں طے کرکے جوق جوق آتے تھے اور علمی برکتوں سے
ن بھر بھر کر جاتے تھے رات دن میں کوئی ایسا وقت بمشکل ملتا جس
دولت پر علماء فضلا کے حلقوں کی گرم بازاری نہیں ہوتی اور طلبہ کا
ن کی رونق کو دوبالا نہ کرتا تمام دن اہل علم کا ایک "تانتا سا بندھا

Marfat.com

اُس کا شاہین کمال بلند پروازی کرسکتا ہے لیکن یہ نہ صرف تعجب
حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
طاق اور بے مثل فاضل تسلیم تھے"

ان کے علاوہ اور بہت سے علماء مورخین کے ایسے پرزور
وزنی ریمارک میری زیرِ نظر ہیں جن سے شاہ صاحب کا بے نظیر
اور لاثانی جودتِ طبع اور ذہنی ذکاوت اور شانِ فضل و کمال کا
ثابت ہوتا ہے لیکن میں انہیں تطویل کے خوف سے قلم انداز کر
اگر ممکن ہوا تو انشاء اللہ آگے چل کر کسی موقع پر جدا عنوان سے
کروں گا۔

شاہ صاحب کی عظمت و وقعت

شاہ صاحب کی علماء وقت کے دلوں میں کس قدر
تھی۔ یہ ایک ایسا وسیع مضمون ہے جس کی تفصیل
کا یہ موقع نہیں ہے۔ ناظرین آگے چل کر آپ کے حالاتِ زندگی کو
کر کے خود اس کا اندازہ کرلیں گے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ شاہ صاحب
اپنے زمانہ میں وہ عظمت و بزرگی اور اعزاز و اقتدار پایا تھا جس کی
علماء وقت نے آپ کو خاتم المحدثین امام المفسرین کے نہایت
و مقتدر اور باوقعت القاب دیئے تھے علاوہ ازیں آپ کا جو
عظمت اُن کے دلوں میں موجود تھی وہ ایک ایسے اعلےٰ وارفع
تھی جس کا کسی طرح پورا اور کافی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑے
علماء فضلاء جنہوں نے خود امام وقت اور مجتہد فن کا تمغہ پایا

Marfat.com

با تھا اور جو معتقد علیہ عوام و خواص تسلیم کئے جاتے تھے۔
عقیدت و اخلاص کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے
کے خداداد تبحر اور علمی برکتوں سے بہرہ اندوز ہو کر آپ کی ذاتی
اور فطری لیاقتوں اور بلند ہمتی و ذوق علمی کا بدل اعتراف کرتے
خواص کی عقیدت و خلوص کی یہ کیفیت تھی تو عوام اہل اسلام
ت کا اندازہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔

لف | شاہ صاحب کی تاریخی زندگی میں جو سب سے زیادہ
ت اور لائق تقلید بات ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے منصبی
کو ایسی آزادی اور جوانمردی کے ساتھ ادا کرتے تھے جس کی
یانی دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی آپ قریباً رات دن کے اکثر
یں کتاب و سنت اور علوم دینیہ کے مطالعہ اور درس تدریس
لے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا تمام بیش قیمت وقت
و قرآن کے رواج دینے احکام طریقت کے شائع کرنے علمی اشغال
بالانے میں صرف ہوتا تھا۔ شوقین اور جفاکش طلبہ آپ کی علمی فیاضیو
مثل و لاجواب شہرت سن سن کر دور دراز ملکوں سے سنگلاخ اور
دراز گھاٹیاں طے کر کے جوق جوق آتے تھے اور علمی برکتوں سے
ل بھر بھر کر جاتے تھے رات دن میں کوئی ایسا وقت بمشکل ملتا جس
دولت پر علماء فضلا کے حلقوں کی گرم بازاری نہیں ہوتی اور طلبہ کا
ان کی رونق کو دوبالا نہ کرتا تمام دن اہل علم کا ایک تانتا سا بندھا

Marfat.com

رہتا اور درسگاہ میں فضلاء کے جمگھٹے لگے رہتے ایک طرف اور مستفتیوں کا جم غفیر صف آرا رہتا اور ایک طرف طالب کی جماعت گردن جھکائے بیٹھی رہتی۔ ادھر آپ طلبہ کو درس ادھر سائلوں کی حاجتیں پوری کرتے۔ ہر شخص یکے بعد دیگرے استفتا پیش کرنا شروع کرتا اور اسی وقت جواب کا طالب ہو۔ حافظہ اس بلا کا تھا کہ فوراً پیش شدہ مسئلہ کو جانچ لیا کرتے قابل جواب شافی دیتے جس تبحر اور لیاقت کے ساتھ آپ میں تقریر کرتے وہ ایسی معمولی تقریر نہیں ہوتی تھی جس سے لوگ استعجاب اور استعجاب کے ساتھ حیرت نہ ہوتی۔

بعض وقت سائلوں کا ہجوم اور طلبہ کی کثرت پھر ان کا شور وغل اس درجہ تک پہنچ جاتا کہ ایک نازک دماغ شخص چاہے جس قدر حلیم و بردبار کیوں نہ ہو کبھی ممکن نہیں کہ اس کا تحمل کرے لیکن چونکہ شاہ صاحب کا مزاج قدرتاً حلیم اور رحیمانہ واقع ہوا انسانی ہمدردی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھردی گئی تھی۔ اس لئے کے اس ہجوم اور شور وغل کا تحمل بڑی خوشی کے ساتھ کرتے ایک شخص کو خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہوتا نہایت متانت و سنجیدگی و منکسر المزاجی کے ساتھ جواب دیتے اور شافی جواب دیتے۔

اخلاق و عادات | آپ کے اخلاق و عادات نہایت عام و وسیع تھے اس وجہ سے ہر شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہوتا ہر وقت آپ سے ملتا

اور اس کے لئے وسیلہ و تعارف عزت وجاہ کی سفارش کی
ضرورت نہیں ہوتی آپ کی طرز معاشرت میں جو چیز سب سے زیادہ
اور قابل تعریف بات ہے وہ یہ ہے کہ باوجود نفاست پسندی
مزاجی کے فضول شان وشوکت اور نمائش کا نام نہ تھا جب
بازار میں نکلتے تو ایک معمولی حیثیت سے نکلتے آپ جس درجہ اور رتبہ
کے تھے اس لحاظ سے آپ کی ہمراہی میں کم از کم دو تین خدمتگار
ضرور رہنے چاہیئے تھے۔ لیکن چونکہ غرور و نخوت تکبر و توقع
کی آپ میں نام کو نہ تھی اس لئے بازار تشریف لے جاتے وقت
ساتھ ایک آدھ آدمی بھی نہ ہوتا تھا۔ باوجود اس درجے اور
تزک و احتشام کے آپکے مزاج میں انتہا درجہ کا عجز و انکسار تھا
طرز معاشرت تکلف اور بناوٹ سے بالکل خالی تھی۔

وقت کی پابندی — آپ کا اکثر وقت تو علوم دینیہ کی درس و تدریس اور فرائض
کی تکمیل و ادائیگی میں صرف ہوتا تھا جیسا کہ میں مختصراً اوپر بیان کر
چکا اور تھوڑا حصہ مراقبہ و مکاشفہ اور احکام طریقت کی تعلیم و تلقین
سلوک کی باریک و غامض مسائل کے حل کرنے میں اس سے زیادہ
خوش قسمتی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ روز ازل سے جس طرح آپ کو
شریعت کا حصہ ملا تھا اسی طرح علم طریقت کا مبارک تاج ہی آپ کے
سر رکھا گیا۔ جیسا علم حدیث و تفسیر آپ کے آگے پانی تھا ویسا ہی
باطنی و روحانی جواہر اپنے میں ممتازیت کی گہری تہ رکھتے تھے

Marfat.com

اور ربانی قابلیتوں کا پرتو آپ کے مجلاۂ دل میں کامل طور پر پڑ چکا تھا
آپ کے باطنی علوم اور روحانی فیوض کا ذکر آپ کے تفصیلی
کسی قدر بسط و شرح کے ساتھ کروں گا۔

علمی ترقی | یہ آپ ہی کی مقدس و مبارک ذات کا فیض تھا کہ نہ
بلکہ اس کے اطراف و مضافات میں دینی علوم اور رسمی فنون کا
الشان سمندر بڑے زور شور سے لہریں لے رہا تھا اور حدیث
نہایت چمکدار اور نتھرا ہوا چشمہ انتہا کی پیاری اور دلگیر ادا کے ساتھ
تھا جس میں سے صدہا خوش گوار اور تازگی بخش نہریں کٹ کر
تک بھی چلی گئی تھیں اور جنہوں نے اپنی انتہا سے زیادہ شادا
کے اثر سے ایک عالم کو سرسبز اور لہلہا رکھا تھا قریب قریب
کا اکثر حصہ علوم و فنون کے ان لہلہاتے درختوں کے خنک او
سایہ سے آسائش گزین تھا جن کے بھینی بھینی اور عطر آمیز
نے ایک عالم کے دل و دماغ کو معطر کر دیا تھا جس طرف نظر
اور جہاں تک کام کرتی تھی علمی ہی پودے لہلہاتے نظر پڑتے
جو دیکھنے والوں کو بڑے وثوق و اعتبار سے امیدیں دلاتے
کہ عنقریب ایک وہ تاباں و درخشاں زمانہ آنے والا ہے جس
اس سرے سے لے کر اس سرے تک ان ہی نونہال اور
پودوں کے نشاط انگیز سائے میں بیٹھ کر آسائش و نشاط پائے گا
اور ان کے پھل پھولوں سے گودیاں بھر بھر کرلے جائے گا۔

Marfat.com

شاہ صاحب جیسے فاضل و علامہ تھے۔ ویسے ہی مخفی نکاح ثانی کا وقت تھے نفس کشی کے لئے محنت و ریاضت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوئے اگرچہ ان در نفس امارہ کو احکام خداوندی کا پورا پورا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا۔ نے انہیں درجہ تھی کہ نیکوکاری۔ تقویٰ و پرہیزگاری۔ طاعت الٰہی۔ خداداد خلق۔ ل تواضع نیک نیتی۔ وفا شعاری۔ خدا ترسی۔ یہ سب باتیں بدرجہ احسن آپ پیدا ہوگئی تھیں۔ گویا قدرت کے پیارے اور نازک ہاتھوں نے اف جمیلہ اور محاسن جلیلہ کی جو قیمتی قبا آپ کے موزون قامت کے قطع کی تھی۔ وہ دوسرے قد پر بمشکل موزوں اور ٹھیک آسکتی تھی نظر اس کے آپکے معجز نما کرامات اور روحانی کشف و جذبات چرچے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور ہر خاص و عام کی زبان زد آپ کا ہنس مکھ چہرہ اس حسن اخلاق اور شائستہ عادات کا پتہ تا تھا جو پہلے ہی سے فطرت کی بخششوں سے آپ کو عطا ہوئے تھے۔

غرضکہ شاہ صاحب اپنے زمانہ میں ایک ایسے مسلم الثبوت اور فخر زگار محدث تھے جو تمام مروجہ فنون میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ حدیث و تفسیر کے جولانگاہ کے پورے شہسوار تھے اور حنفی فقہ دوسرے بازو سمجھے جاتے تھے۔ عوام و خواص کے مرجع اور علماء ملا کے معتقد علیہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ کی جودت طبع۔ رسائی ذہن۔ بلند خیالی۔ دقیق النظری۔ حوصلہ مندی ایسی ہی بےنظیر

Marfat.com

اجتہاد و تبلیغ علم کتاب و سنت کی فہم معانی میں
اور ربانی
آپ ۔ نورع ۔ احتیاط ۔ زہد و تقویٰ کے علاوہ جوانمردی ۔ خوش اخلاقی
کی پہلے درجہ کے تھے غرضکہ جو بات
اپنی تھی جو وصف تھا نرالا تھا ۔ باوجود ان تمام باتوں کے
حافظہ ایسا بے مثل اور یادداشت اس بلا کی تھی کہ سالہا سال
سنائی بات اس متانت اور بے تکلفی کے ساتھ بیان فرماتے
کہ سننے والے عش عش کرنے لگ جاتے تھے ۔

یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شاہ صاحب نے دولت علم
علاوہ ثروت و تمول کا بھی حصہ لیا تھا اور تمول کے ساتھ وہ زیور
جوال و دولت کے لئے نہ صرف زیب و زینت ہے بلکہ اعلےٰ در
ترقی و عروج کا ذریعہ ہے یعنی آپ کی طبیعت نہایت سخی اور فیاض
ہوئی تھی فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ رحیمانہ و فیاضانہ برتاؤ اور
کے علاوہ طلبہ کی معیشت کے سامان ہمیشہ مہیا رکھتے اور خاص
و مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان سے
ہوتے لیکن یہ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ باوجود تمول و دولت
خود ایسے سادے اور معمولی طریقے سے زندگی بسر کرتے کہ اکثر
شخص سے نہایت مشکل اور بعید از قیاس ہے آپ کے خاصے میں
اوقات خشک روٹی اور کبھی کبھی لقولات ہوتے ۔

Marfat.com

باب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی ولادت طفولیت تعلیم تربیت سن رشد وغیرہ

ولی اللہ کی ولادت و عرفا کے بشارات

شاہ صاحب کے حالات ولادت پر ریویو کرنے سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن [بشا]رات کو مختصراً قلم بند کروں جو آپ کی [ولاد]ت سے قبل صلحا و علما کی [ایک] جماعت نے آپ کی نسبت دیکھے اُن کی بابت خود جناب شاہ صاحب ایک تالیف میں یوں ریمارک کرتے ہیں "ہنوز میں پیدا نہیں ہوا تھا [ح]ضرات والدین اور عرفا کے ایک گروہ نے میرے حق میں بہت سے [بش]ارات معلوم کئے چنانچہ بعض اعزہ واخوان اور اجلہ خلان نے ان واقعات [او]ر میری تاریخ زندگی کے پورے حالات کو نہایت تفصیل کے ساتھ [ا]یک رسالہ میں منضبط کیا ہے جس کا نام ذل جلی رکھا ہے جزاہ [اللہ] عنی خیرا لجزاء واحسن الیہ والی اسلافہ واعقابہ وادخلہ [ا]لی ما یتمناہ من دینہ ودنیاہ"

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حیات ولی کی تالیف کے زمانہ [میں] میں نے ان تھک کوششیں کیں کہ کسی طرح یہ نسخہ دستیاب ہو جائے [اور] بعض دوستوں کی خدمت میں خطوط بھی لکھے لیکن بدقسمتی سے [ہن]دوستان کی کسی علمی سوسائٹی میں یہ سراغ نہیں لگا۔ لہذا مجبوری پاس

Marfat.com

کی حالت میں خود شاہ صا

بسیط کتابیں نظر انتخاب ب کی تالیفات اور دیگر فارسی وغیر

نہیں شاہ صاحب کی سوانح لکھنا شروع کیں ان تمام کتابوں میں

واقعہ نظر پڑ گیا منتخب کر کے، عمری کے متعلق کوئی ذکر دیکھا گیا یا

الغرض مجھے اُن مبشرات ترتیب کا لباس پہنایا گیا ۔

کے مؤلف نے جمع کیا ہے لیکر وواقعات کا تو پتا لگا نہیں جنہیں

شیخ عبدالرحیم صاحب کے رسالہ لوارق المعرفۃ سے جو

چند مبشرات انتخاب کر کے حالات وواقعات میں تصنیف

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب یہ ناظرین کرتا ہوں ۔

کہ آپ فرماتے ہیں ۔ مجھے ایک ب کے حالات میں بیان کیا جا چکا

مزار مقدس کی زیارت کرنے کا دفعہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ

مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ شیخ عبد اتفاق ہوا دفعتہً اُن کی روح مبارک

رشید پیدا ہوگا ۔ تم اُس کا نام الرحیم! عنقریب تمہارے ہاں ایک

بی بی سن شباب کے تمام مر قطب الدین احمد رکھنا لیکن چونکہ

تھیں اور اس عمر میں عادتاً ولاد حلے طے کر کے زمانہ ایاس تک پہنچ

ہوا کہ شاید خواجہ کی مراد یہ ہے دیکھا ت کا تحقق نہیں ہوتا اس لئے

اُس کا قطب الدین احمد نام ر طرح کہ جب تمہارے ہاں پوتا پیدا ہو

خطرہ پر فوراً مشرف ہو کر فرمایا اور رکھنا لیکن خواجہ نے میرے اس

لڑکے کی نسبت میں نے تمہیں بشا کبھی کہ نہیں میری یہ مراد نہیں ہے

بشارت دی ہے وہ تمہارے

Marfat.com

ہوگا چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد مجھے نکاح ثانی کا اتفاق ہوا اور نکاح کے تھوڑے عرصہ کے بعد ولی اللہ پیدا ہوئے اگرچہ ان کی ماں مجھے یہ واقعہ بالکل نسیاً منسیاً ہوگیا اور اسی وجہ سے میں نے انہیں ولی اللہ کے نام سے شہرت دی لیکن جب وہ واقعہ یاد آیا تو میں نے ان کا دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔"

بوارق المعرفۃ میں لکھا ہے کہ جب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب زندگی کے ساٹھ مرحلے طے کرچکے تو انہیں الہام ہوا کہ تقدیر الٰہی اس پر جاری ہوئی ہے کہ ایک بلند اقبال اور ہونہار لڑکا اور پیدا ہوگا جس کی شہرت کا ستارہ اوج عروج پر پہنچ کر شہاب ثاقب کی طرح چمکے گا اور جس کے اقبال اور کمال علم کا آفتاب پوری ترقی کرکے نصف النہار کے مرکز پر پہنچ جائے گا۔ اسی اثنا میں آپ کے خاص خاص اصحاب اور بزرگان طریقت نے بھی بایں مضمون بشارت دی کہ پیدا ہونے والا لڑکا بڑا صاحب اقبال اور نامور ہوگا۔ اس کی شان علم اور مراتب کمال کا انحصار ارباب فہم کو مشکل ہوگا اور وہ علوم و فنون میں فرزانہ روزگار اور اپنے عہد میں ایک نہایت دانشمند وطباع اور ضرب المثل شخص ہوگا اس کے سامنے وارث تخت و تاج کی گردن جھک جائے گی۔ اور عوام و خواص کا مذہبی پیشوا تسلیم کیا جائیگا چنانچہ ان بشارات کو سن کر شیخ عبدالرحیم صاحب نے دوسرے نکاح کا ارادہ کیا حضرت شیخ محمد نے جب یہ ماجرا سنا تو اپنی جگرپارہ کو بمنت شیخ کے

Marfat.com

نکاح میں دے دیا کیونکہ آپ کو اس بارہ میں زیادہ اعتنا تھا بلکہ بیحد خواہش
درا غیب تھے کہ یہ ہونہار اور بلند اقبال لڑکا میری ہی جگر پارہ کے
سے پیدا ہو۔

ہنوز شاہ ولی اللہ صاحب پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ایک رات جناب
شیخ عبدالرحیم آپ کے والد بزرگوار نماز تہجد میں مصروف تھے اور آپ
والدہ محترمہ بھی اسی جگہ تہجد کی نماز ادا کر رہی تھیں۔ جب شیخ صاحب نماز
سے فارغ ہوتے تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول ہوئے
آپ نہایت عجز و انکساری سے دعا کر رہے تھے اور والدہ مکرمہ پیچھے
کھڑی آمین کہہ رہی تھیں اسی اثنا میں ان دونوں حضرات کے درمیان
دو ہاتھ ظاہر ہوئے جن کی نسبت محترم شیخ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ
اس فرزند کے ہیں جو عنقریب عرصۂ وجود میں قدم رکھے گا اور اپنے نور
سے تمام دنیا کو چمکا دے گا۔ اس وقت وہ بھی ہمارے ساتھ دعا
میں شریک ہے اور با عجز و انکسار آمین کہہ رہا ہے۔ خود جناب شاہ صاحب
فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد فقیر پیدا ہوا اور ساتویں سال میں قدم رکھا
تھا کہ والدین کے ساتھ نماز تہجد میں شریک ہوا اور اسی وضع سے
دونوں ہاتھ حضرات والدین کے درمیان اٹھائے۔ اس پر جناب شیخ
عبدالرحیم صاحب نے فرمایا ھذا تاویل رؤیای من قبل قد
جعلھا ربی حقا۔

ابھی مولانا شاہ ولی اللہ والدہ محترمہ کے بطن مبارک ہی میں تھے

لکھتے ہے کہ ایک دفعہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی موجودگی میں
ب سائلہ آئی آپ نے روٹی کے دو حصّہ کر کے ایک اُسے
رکھ دیا لیکن جوں ہی سائلہ دروازہ تک پہنچی شیخ صاحب نے اور
رہ بلایا اور بقیہ حصّہ بھی عنایت کر دیا اور جب وہ چلنے لگی تو
اور جس قدر روٹی گھر میں موجود تھی سب دے دی زاں بعد گھر والو
مخاطب کر کے فرمایا کہ پیٹ والا بچہ بار بار کہہ رہا ہے کہ جتنی روٹی گھر
ہے سب اس محتاج و مسکین کو راہ خدا میں دے دو۔

ت | الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب ۴ رشوال ۱۱۱۴ھ ہجری چہار
بہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت جناب مخدومی شیخ محمد کی عصمت
ب اور محترمہ صاحبزادی کے باجاہ و جلال البطن سے پیدا ہوتے بعض اختر
شناسوں نے فوراً اپنی صناعت کا ڈھانچہ کھڑا کیا اور اچھی طرح غور
کے یہ حکم لگایا کہ یہ وہی بلند اقبال اور ہونہار لڑکا ہے جس کی قسمت
روز ازل سے فاضل عصر اور مجتہد وقت ہونا لکھا تھا اور جس کی
مندی کا انتساب نہ صرف شیخ عبدالرحیم صاحب کو بلکہ خاندان کے ہر ایک
فرزمبر کو ساری دنیا میں مشہور و روشناس کر دے گا اور جس کے
کا امتیازی جھنڈا عرب و عجم دونوں میں گڑا جائیگا آپ ایسے فرز
بعض اسلامی مورخوں کا یہ ریمارک بہانہ دلی ایسا باپ اور کوئی استاد
جناب شاہ ولی اللہ صاحب پیدا نہ ہونے تو کی نسبت شفقت و مہربانی
ت حاصل نہ کرتا اور کیا عجب کہ گمنامی نے اس فقیر کی نسبت

Marfat.com

جلیل القدر خاندان میں یہ بزرگی و شرف روز ازل سے آپ ہی کے واسطے ودیعت تھا کہ اپنی بے دھڑک جرأت سے نہایت صاف اور واضح طور سے پیدایہ کی اشاعت احکام دین کی توسیع اور کھلم کھلا عام لوگوں کو اس کی تلقین کریں۔)

شیخ عدیث | شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ دراصل آپ کے آیندہ سوانحِ عمری کا ایک صاف اور مجلّی آئینہ تھا۔ آپ کی فراخ پیشانی ابتدا ہی سے عالمانہ تزک و احتشام کا صاف پتہ دیتی تھی جو آپ کو زمانہ آیندہ میں حاصل ہونے والا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس میں ایک خاص قسم کی بزرگانہ متانت کا چمکارا ایک ایسی درخشانی دکھاتا تھا جسے مبصرین اور قیافہ شناس لوگ دیکھ کر کہتے تھے کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں یہ ہلال تمام ملک میں چودھویں رات کا چاند بن کر چمکے گا۔ ہندی کی یہ مثل کہ پوت کے پاؤں پالنے میں پہچانے جاتے ہیں حقیقت میں بہت صحیح ہے آپ کی بچپن کی حرکتیں ہی کچھ ایسی دلکش اور پُراثر تھیں اور طفلانہ نظروں میں بلا کا جذب و کشش تھا جس نے سارے خاندان کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ دیکھنے والے آپ کے جلال خیز نظارہ سے اس بڑے نصیبہ کی فال لیتے جو دوسرے نا حضرت والد صاحب کو حاصل ہوا۔

عبدالرحیم صاحب نے فرمایا: صاحب کے بچپن کا زمانہ کچھ ایسا حیرت انگیز تھا کہ وہ ہونہار بچوں میں پائی جانے کی ہرگز امید نہ تھی ۔۔۔ جھلکھا دیتی تھا۔

ابھی مولانا شاہ ولی اللہ ؒ طفلی صورت میں وہ دلگیر اور محبوبانہ ادا

لوٹ کر بھر دی تھیں جنھوں نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب جیسے مستغنی
لو آپ کا فریفتہ و شیدا بنا دیا تھا رحیم الطبع بزرگ شیخ اپنے ہونہار
و اقبال فرزند سے بے حد محبت رکھتے اور اس کی سلامت روی اور
ابندہ حرکات سے محظوظ ہوتے تھے اور ہمیشہ اس کی راحت و
ی کو اپنے آرام و چین پر ترجیح دیتے تھے جوں جوں شاہ صاحب
ترقی کرتے جاتے اور زندگی کے مرحلے طے کرتے جاتے تھے
شیخ عبدالرحیم صاحب کی آپ پر توجہ زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ
وقعہ پر خود شاہ ولی اللہ صاحب اپنے پر زور قلم سے تحریر فرماتے
مجھ پر سب سے بڑی نعمت خداوندی جس کے مقابلہ میں تمام نعمتیں
ی یہ ہے کہ جناب والد بزرگوار اس فقیر سے ہمیشہ راضی رہے بچپن کے
سے آخر عمر تک جو مہربانیاں مجھ پر مبذول رہیں ہیں ان میں سے
نہ ایک کو بھی بیان نہیں کر سکتا (میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا
باعث ہو سکتا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو مجھے سینہ
لگا کر بیعت و ارشاد کی اجازت عامہ دی اور کلمہ ید ہ کیدی مکرر
ر ذکر کیا) خاص تحصیل علوم اور لڑکپن کے زمانہ میں جس قدر حضرت
تھی خاص مجھ پر مبذول تھی۔ اس قدر توجہ میں کسی باپ میں اپنے فرزند
ت نہیں دیکھتا با ایں ہمہ میں نے اپنی عمر میں کوئی ایسا باپ اور کوئی استاد
مرشد نہیں پایا جس نے اپنے فرزند و تلمیذ کی نسبت شفقت و مہربانی
وہ فائق مرعی رکھے ہوں جو حضرت والد نے اس فقیر کی نسبت

Marfat.com

رکھے اللھم اغفرلی ولوالدی وارحمہما کما ربیانی صغیرا و
بکل شفقۃ ورحمۃ ولعمۃ بھما خطلے ما أنتر الف احنعا فہا از
تہذیب بحبیب ۔

شاہ صاحب کا زمانہ طفولیت اور بچپن کی سکوت خیز صورت
قیافہ شناس اور تجربہ کار نظر کے لئے ایک عظیم الشان واقعہ کی
گوئی کرتی تھی جو شخص غور میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے آپ کے
حرکات کو دیکھتا تھا اُسے فطرت کے وہ عجیب وغریب اور حیرت
نمونے آپ کی پیشانی میں جلوہ گر نظر آتے تھے جو روز ازل سے
کی ذات والاصفات میں ودیعت رکھے گئے تھے اور یہ اُسی
نور کا سچا پرتو تھا جس نے بہت جلد آپ کے ظاہر و باطن کو تا
اور چمکدار کردیا اگرچہ ابھی آپ کی عمر مشکل سے تین چار سال کی ہو
اخلاقی اور تمدنی ترقی میں سرگرم ہوگئے اسی کم سنی اور نو عمری کے
میں آپ کو ایک ایسا وحشت آمیز تفکر لاحق رہتا تھا کہ دیکھنے وا
حیرت زدہ ہو جاتے تھے کم سخنی غریبی کم گوئی آہستگی سے بات کر
جھکا کر جواب دینا اور ہر بات پر بجا و درست کہنا یہ تمام صفتیں
بچوں میں بہت کم دیکھی جاتی ہیں محترم و بزرگ شاہ صاحب میں م
تھیں ۔ خلاصہ یہ کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ابتدائی زندگی
غیر معمولی اور ایک ایسی نرالی طرز و ادا کی تھی جو دنیا کے بچوں میں اپنا
نہیں رکھتی تھی ۔

Marfat.com

جس زمانہ میں اس فخر خاندان اور فرید عصر کی ولادت ہوئی اس
اب شیخ عبدالرحیم صاحب گو اعلیٰ درجہ کے دولت مند اور
اقتدار نہ تھے لیکن پھر بھی متوسط درجہ کی حالت رکھتے تھے۔
قلعہ کی طرف سے کسی قسم کی امداد تھی نہ بادشاہ وقت کی جانب
طرح کا کوئی وظیفہ مقرر تھا صرف توکل پر گذران اور ہر وقت خدا
اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ ہمیشہ خوشحال رہتے اور ضرورت کے وقت
امان مہیا پاتے چنانچہ اس وقت بھی وہ تمام سامان مہیا تھے جو
نصیب بچہ کی پرورش کے واسطے ہونے ضروری ہیں اس لئے
اللہ صاحب کی بڑے اہتمام سے پرورش ہوئی اور عمر کا ابتدائی
اعلیٰ درجہ کی تربیت کے ساتھ جو تعلیم کا دوسرا جزو ہے ختم

جب اس فرزانہ روزگار نے عمر کے ابتدائی مرحلے طے کر کے
سال میں قدم رکھا تو قرآن مجید پڑھنے کے لئے مکتب میں بٹھایا گیا
آپ فطری طور پر علم سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور روز ازل سے
کے ضمیری جوہر ربانی قابلیتوں سے آراستہ اور درخشاں ہو چکے
لہٰذا آپ نے ساتویں سال قرآن مجید ختم کر لیا اور اسی چھوٹی سی عمر
بھی ارکان و فرائض تدریجاً حاصل کر لئے چنانچہ اسی سال میں جناب
عبدالرحیم صاحب نے آپ کو نماز پر کھڑا کیا اور رمضان کے روزے رکھنے
کا حکم فرمایا۔ چونکہ شاہ صاحب میں تہذیب اخلاق کا مادہ نیچرلی

Marfat.com

تھا۔ اس لئے نشست و برخاست کے آداب اور گفتگو کرنے
خود بخود اسی کم سنی میں حاصل ہو گئے تھے آپ کا عام قاعدہ تھا
بڑی عمر والے سے گفتگو کرتے خواہ وہ کسی رتبہ اور درجہ کا آدمی
گردن جھکا کے آنکھیں نیچے کر کے کرتے اور جب کوئی بات دریافت
کی جاتی تو نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دیتے البتہ ہمجولی
دل کھول کر باتیں کرتے لیکن اُن کے ساتھ بھی تہذیب و شائستگی
درجہ سے تجاوز نہ کرتے اور خلاف آداب کبھی کوئی بات نہ کرتے
کے سات مرحلے ہنوز طے نہیں کئے تھے کہ فارسی کی درسی کتابیں
شروع کر دیں اور چند ہی روز میں تمام کتابیں نکال لیں کیونکہ یہ علم
سامنے بالکل پانی تھا چونکہ طبیعت کو علوم سے قدرتی طور پر مناسبت
تھی چند ہی روز میں اشاروں پر دوڑنے لگے اور آخر ایک سال
میں اُسے عروج کمال پر پہنچا دیا۔ فارسی کی درسی کتابوں سے
کے بعد صرف و نحو کے مختصر رسالے دیکھنے شروع کئے اور
بہت جلد عبور کر گئے۔ عمر کا دسواں سال شروع تھا کہ آپ شرح
پڑھتے تھے گویا دو ڈھائی سال کے عرصہ میں صرف و نحو کی تمام
نکال لیں تھیں اور دس سال کی عمر میں صرف و نحو پر آپ کو اس درجہ
ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے صرفی و نحوی جو کتاب کے کیڑے کہلاتے
جاتے تھے اور جنہوں نے ان علوم میں نہایت عزت و وقعت
ساتھ شہرت و ناموری کے تمغے حاصل کئے تھے آپ سے

Marfat.com

...ر ونحو میں گفتگو کرتے جھجکتے تھے اور جس وقت آپ اُن کی باریکیاں
...رتنے اور مطالب کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ آپ کی
...ت و ذہانت پر عش عش کر لے لگتے اور آپ کے زورِ سمندر کی باگیں ہزاروں
...شوں کے بعد بھی نہ روک سکتے۔

...س کے بعد شاہ صاحب کو معقول کی کتابیں شروع کرائی گئیں۔ یہاں
...ی خداداد طبیعت پائی تھی۔ جودتِ ذہن اور ذکاوتِ طبع سے تھوڑے
...رصہ میں یہ مرحلہ بھی طے ہوگیا اور اس قدر جلد کمال حاصل کر لیا کہ اس
...بلد تکمیل پانا ممکن ہی نہ تھا۔ کمال بھی اس درجہ کا کہ علم منطق میں کسی
...ال نہ تھی کہ آپ کے سامنے زبان کھول سکتا۔ بڑے بڑے تجربہ کار
...ق آپکے تبحر کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے اور انہیں کسی مسئلہ کے دریافت
...نے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ یہ بات تعجب سے دیکھی جاتی ہے کہ جناب شاہ
...اللہ صاحب ایک ہی زمانہ میں متعدد علوم کی تحصیل کرتے تھے اور ایک
...کا کمال دوسرے کے کمال کو مانع نہ ہوتا تھا۔ اور یہ آپ کی ذہن و
...ذکاوت کا اثر تھا جو فطرت کی خاص بخشش و عطیہ تھے غرض کہ تیرہ
...ال کی عمر میں شاہ صاحب نے ان تمام علوم میں کمال حاصل کر لیا تھا
...اور بند کرتا تھا کہ آپ اس چھوٹی سی عمر میں فنون مذکورہ میں ارباب کمال
...اکر علماء میں شمار کئے جانے لگے تھے۔

...الدین صاحب کا ازدواج | چودھویں سال میں قدم رکھا تھا کہ آپ کے والد
...نے شادی کی سلسلہ جنبانی شروع کردی۔ اور اس سلسلے کے پورا

Marfat.com

کرنے میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ عجلت و شتاب
آپ کے سمدھیانے کے لوگوں نے سامان کے نہ فراہم ہونے
پیش کیا اور تھوڑے دنوں کی مہلت چاہی لیکن جناب شیخ عبد
صاحب نے اُنہیں صاف طور پر لکھ دیا کہ میں جو اس بارہ میں
کرتا ہوں اُس کا ایک خاص سبب ہے جو عنقریب آپ لوگوا
ہو جائے گا۔ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کارخیر
نہ کریں اور جس طرح ممکن ہو صاحبزادی کی شادی میں عجلت
اسباب مہیا نہ ہونے کا قوی عذر نہیں ہے اور وہ بمقابلہ اُس مصا
حکمت کے جو اس جلدی میں مضمر و مخفی ہے کوئی وقعت نہیں رکھ
وہ اس خط کے پہنچنے کے بعد راضی ہو گئے اور اپنی لڑکی کو جناب
ولی اللہ صاحب کے نکاح میں دے دیا۔

شاہ صاحب کا نکاح ہوتے ہی آپ کی خوشدامن نے سفر
قبول کیا اور اتفاق سے اس کے چند ہی روز بعد خوشدامن کی وا
کر گئیں جس سے خود شاہ صاحب اور آپکی محترمہ بی بی کو انتہائی صد
ہوا ابھی اس رنج و اندوہ سے فرصت نہ ملی تھی کہ شیخ محی عام
شیخ ابوالرضا محمد صاحب کے فرزند رشید انتقال کر گئے اب
کچھ عرصہ بعد جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی والدہ مکرمہ
برادر کلاں شیخ صلاح الدین کی حقیقی والدہ فوت ہو گئیں۔ احت
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ مختلف بیماریوں میں

Marfat.com

ن ضعیف و ناتواں ہو گئے۔ انتقال کے وقت آپ کو کوئی ایسا
رضہ نہ تھا لیکن متواتر صدمات اور ضعف و ناتوانی نے انہیں بالکل
ردیا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند دنوں بعد آپ بھی انتقال کر گئے
تھا وہ مخفی بھید جس کی وجہ سے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے
اقبال صاحبزادے کی شادی میں عجلت کی تھی۔ آپ کا وہ راز
نہ اس وقت عام و خاص پر کھلا اور انہوں نے معلوم کر لیا کہ درحقیقت
وقت اس شادی کی تقریب انجام کو نہ پہنچتی تو ممکن نہ تھا کہ سالہا
کبھی بعد بھی قوت سے فعل میں آتی۔ اس دو ڈھائی
ولی اللہ صاحب کو ایسے جانفرسا حوادثات
ہی مضمحل ہو گئے اور آپ کا تمام اطمینان و
سے بدل گیا۔ اس وقت اگرچہ آپ کی
تعلقات نے چاروں طرف سے اپنا بھیانک
ر کر دکھلایا اور آپ کی جمعیت خاطر میں انتشار
مگر سچ پوچھیے تو شاہ صاحب نے بڑے ہی استقلال اور جوانمردی
کام لیا آپ نے کسی بات کا کچھ بھی خیال نہیں کیا اور تمام تعلقات سے
توڑ کر اپنی اسی ایک دھن میں محو رہے۔

گر علمی ذوق سے آپ کا دماغ پہلے ہی سے گونج رہا تھا اور اس کی
صدائیں بچپن ہی کے زمانہ سے متواتر کانوں میں پہنچ چکی تھیں مگر پھر بھی اس
نے زوج نیز ان جگر خراش اور جانفرسا حوادث کے وسیع تعلقات

Marfat.com

کی طول طویل میں ڈوری آگے بڑھی چلی جاتی تھی۔ اور بار بار علمی
کی سد راہ بننا چاہتی تھی۔ لیکن اس پر بھی آپ کو یہی کرید چلی جا
کہ مجھے تحصیل علوم اور اس کی تکمیل میں سرگرم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ
آپ کے خیالات سب طرف سے پھر پھرا کر اس طرف رجوع
کہ جہاں تک ہو پڑے تفسیر و حدیث کے علوم میں ترقی کرنا اور
باقاعدہ حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ آپ بخوبی سمجھتے تھے کہ تا وقتیکہ حد
میں کمال حاصل نہ ہوگا علوم کی تکمیل ناممکن ہے اسلامی علوم جن میں
کی ضرورت تھی وہ بچپن ہی میں حاصل ہو چکے تھے اب خاص خاص
کی مشق کا زمانہ تھا (چنانچہ اس وقت آپ کی طبیعت تفسیر پر مائل
اور اسی علم سے خاص دلچسپی تھی۔

علم حدیث | جب آپ نے عمر کے چودہ مرحلے طے کر کے پندرہ
میں قدم رکھا تو علاوہ دیگر علوم کی تکمیل کے تفسیر بیضاوی کا ایک بڑا
والد بزرگوار سے پڑھ لیا اور اب آپ نے ان تمام متعارفہ فنون کو
پر پہنچا دیا جو ان شہروں میں رائج اور علماء و فضلا کے درس میں داخل
اسی سال میں والد بزرگوار سے بیعت کی۔ اور اشغال صوفیہ بالخصوص
نقشبندیہ کے معمولی اوراد و وظائف میں مشغول ہوئے اور بحیثیت
تلقین تعلیم و آداب طریقت۔ خرقہ صوفیہ میں ارتباط درست کیا علم
دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کے غوامض اور دقیق و باریک مسائل
کے حل کرنے کی طرف آپ کی طبیعت متوجہ ہو گئی اور نہایت قلیل

Marfat.com

علم میں بھی اچھی خاصی مہارت پیدا کر لی اور ایسے ایسے نکات اور
اس خاص فن میں پیدا کیں جن کے سیکھنے کی بڑے بڑے علامہ
آرزو کرتے تھے۔ بالآخر جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس
نہایت تبحر کے ساتھ وہ وہ قیمتی اور آبدار موتی "تالیف و تصنیف
سلسلہ میں پروئے جن سے علوم تصوف کی معلومات کی شعاعیں نکل کر
اطراف پھیل گئی تھیں جیسا کہ معزز ناظرین کو آپ کے تصنیفات کے
پڑھ کر اس بات کا خود علم ہو جائے گا جو اسی حصہ میں جدا عنوان سے
کی جائیں گی جس طرح جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے والد
جناب شیخ وجیہ الدین شہید کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی
اور تعلیم و تربیت حاصل کر کے باطنی فیض سے معزز و ممتاز ہوئے
اسی طرح جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے والد ماجد کی آغوش
میں پرورش پائی شیخ عبدالرحیم جیسے مجتہد فن اور اہل کمال پانچ برس
سے آپ کی تعلیم پر مقرر تھے اور عام اخلاق و عادات کی بھی نگرانی
تے تھے اگرچہ باقاعدہ تعلیم اس وقت سے شروع ہوئی جبکہ آپ نام متعلقہ
کے تھے لیکن شیخ صاحب کی خاص توجہ شاہ صاحب علاوہ جو کتابیں
یت ہی سے تھی یہی وجہ تھی جو علمی کمالات اور باطنی فیض مختصر فہرست
حب کو حاصل تھے۔ ان کی نظیر سے شیخ صلاح
بڑے علاتی بھائی) اور شاہ اہل اللہ صاحب علم و کمال۔ لیکن چند روز کی بیماری
بمقابلہ ان دونوں حضرات کے تنہا وجہ سے تھوڑا سا حصہ فوت ہو گیا تھا

Marfat.com

ہوا وہ حقیقت میں شیخ عبدالرحیم صاحب کی آغوش تربیت میں پلنے اور آپ کی سرپرستی کا بدیہی نتیجہ تھا جس کا ثبوت خود شاہ ولی اللہ کے حالات ہیں۔ جیسا کہ ہم کچھ تو اوپر بیان کر آئے ہیں اور کچھ آئندہ موقع ذکر کریں گے۔

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب چودہ سال کی عمر میں علوم سے فارغ التحصیل ہو گئے اور علم سلوک کا کافی حصہ حاصل کر لیا۔ سال میں آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب نے سر پر فضیلت کا عمامہ رکھا اور درس کی عام اجازت دی اور اس مبارک تقریب میں ایک امیرانہ جلسہ قائم کیا عام و خاص کو دعوت دی اور کھانا تیار کیا۔ تمام شہر کے مشائخ۔ قضاۃ۔ فقہا حاضر ہوئے اور سب کی موجودگی میں جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے بلند اقبال اور خاندان و قوم فرزند کو علوم متعارفہ اور سلوک و تصوف کے درس کی ... دی اور دستار بندی کی رسم ادا کر کے آپ کی عمر و علم کی ترقی کی دعا ... پر ... میں جس قدر علماء فقہا و مشائخین موجود تھے سب نے متفقہ ... اسی سال ... شیخ صاحب کو مبارک دی۔ کہ ساری مجلس گونج اٹھی۔ اس ... نقشبندیہ کے معمولات ... صاحب کی خوشی کا کوئی اندازہ نہ تھا آپ بار بار اپنے ... تلقین تعلیم و آداب طریقہ دیکھنے اور سے انتہا خوش ہونے تھے ... دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ والد کے لئے اس سے زیادہ اور کیا ... کے حل کرنے کی طرف آپ کی طبیعت کا نوجوان اولاد اس کی زندگی میں ...

Marfat.com

سی قابلیت پیدا کرے جس پر اُس زمانہ کے بڑے بڑے علما و فضلا ر
فخر و ناز ہو چونکہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب خود مجتہد فن اور باطنی
بض سے مالا مال تھے اس وجہ سے وہ اپنے فرزند رشید کے قدرو
منزلت کو خوب جانتے تھے اور انہیں یقینی طور پر معلوم تھا کہ عنقریب
ایک وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں اِس کی اقبال کا سورج تمام دنیا میں
اپنی روشنی پھیلائے گا اور اُس کی علمی ضیاضیاں اہل دنیا کو مالا مال کر دینگی
اس مقام پر ہم اُن کتابوں کی مختصر فہرست دینا چاہتے ہیں جو اس چھوٹی
سی عمر میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے سبقاً
سبقاً پڑھیں جس سے آپ کی خداداد ذہانت اور حذاقت و طباعی بہت
کچھ ثابت ہوتے ہیں اور چونکہ اس فہرست کا ذکر خود شاہ صاحب نے
اپنی ایک قیمتی تصنیف میں کیا ہے اس لئے میں اُسے آپ ہی کی زبان
مبارک سے ادا کرنا مناسب سمجھتا ہوں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب
میں نے اپنی زندگی کے چودہ مرحلے طے کر کے پندرھویں میں قدم رکھا
تو والد بزرگوار کی انتہا درجہ کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے تمام متعلقہ
فنون حاصل کر چکا تھا۔ ہر فن کے ابتدائی مختصرات کے علاوہ جو کتابیں
میں نے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً پڑھی ہیں اُن کی مختصر فہرست
یہ ہے۔

(۱) علم حدیث میں	مشکوٰۃ شریف تمام و کمال۔ لیکن چند روز کی بیماری اور کسل کی وجہ سے تھوڑا سا حصہ فوت ہو گیا تھا

Marfat.com

یعنی کتاب البیع سے کتاب الادب تک والد بزرگوار سے نہیں پڑھ سکا۔ صحیح بخاری اول سے کتاب الطہارۃ تک یا اس سے کچھ کم وبیش خود والد بزرگوار سے سماعت کی اور کچھ اپنی زبان سے پڑھی

شمائل النبی یہ کتاب اول سے آخر تک طالب العلموں کے ایک بڑے حلقہ میں پڑھی گو اس کتاب میں جید اور فاضل بھی شریک تھے مگر قراءت میری ہی

(۲) علم تفسیر میں۔ تفسیر بیضاوی کا ایک بڑا حصہ تو میں نے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً پڑھا اور باقی کا آپ کے ارشاد کے بموجب خود مطالعہ کیا۔

تفسیر مدارک کا بھی کچھ حصہ آپ کو سنایا اور باقی کا خود مطالعہ کیا۔

(۳) علم فقہ میں۔ شرح وقایہ بتمامہ۔ ہدایہ کی دونوں جلدیں آپ سے پڑھیں لیکن تھوڑا سا حصہ قصداً چھوڑ دیا گیا

(۴) اصول فقہ میں حسامی۔ توضیح وتلویح۔

(۵) علم منطق میں مختصرات کے علاوہ شرح شمسیہ کامل اور شرح مطالع کا ایک بڑا حصہ۔

(۶) علم کلام میں۔ شرح عقائد کامل شرح خیالی کا ایک حصہ شرح مواقف کا ایک حصہ۔

Marfat.com

علم سلوک میں	عوارف کا بڑا حصہ اور کچھ رسائل نقشبندیہ وغیرہ۔
علم حقائق میں۔	شرح رباعیات مولانا جامی۔ لوائح۔ مقدمہ شرح لمعات مقدمہ نقد النصوص۔
خواص اسماء و آیات میں۔	والد بزرگوار کا ترتیب دیا ہوا مجموعہ وغیرہ۔
۱) علم طب میں	موجز القانون
علم حکمت میں	شرح ہدایہ حکمت وغیرہ۔
۱) علم نحو میں	کافیہ، شرح ملا جامی۔
۱۲) علم معانی میں	مطول کا بہت بڑا حصہ۔ اور مختصر معانی اس مقام تک جہاں تک ملا زادہ حاشیہ ہے۔
۱۴) علم ہندسہ و حساب میں۔	بعض مختصر رسائل۔

اس فہرست کے نقل کرنے کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں یہ کتابیں پڑھ چکا تو اب میرا ذہن اس درجہ فراخ اور نظر اسی وسیع ہوگئی۔ کہ ہر فن کے دقیق و غامض مسئلے اونٹے توجہ کے ساتھ حل ہونے لگے۔ اور علوم کے مقامات مشکلہ بالکل پانی ہو گئے اسی اثنا میں میں چند مرتبے مدرسہ قرآن ہی گیا جو خاص والد بزرگوار کا درسگاہ تھا اور جس کی بنیادیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے ڈالی تھیں چونکہ آپ کو مجھ سے انتہا درجہ کی محبت تھی۔ اس لئے چند روز تک آپ نے قرآن مجید

Marfat.com

کا ترجمہ مجھے پڑھایا اور وہ ربانی اسرار اور الہامی نکات جو قرآن لفظ لفظ میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں اُن پر تنبیہ کی حقیقت میں یہ اُسی فیض کا تھا۔ جو تمام علوم میں مجھے دفعتہً کمال حاصل ہو گیا

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی لیاقت اور پولیٹکل قابلیت پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوتی ہے۔ تمام اسلامی علوم اور دینی کتابوں کو اس چھوٹی عمر میں پانی کرکے پی جانا اگرچہ سرسری نظر میں آپ کی ذکاوت ذہن اور طباعی وحذاقت کی بہت بڑی دلیل ہے لیکن عمیق نظریں خوب سمجھتی ہیں کہ یہ فطرت کی خاص بخششیں ہیں جو پاک وبرتر نفوس کو مرحمت ہوتی ہیں۔ آپ کا خمیر ہی کچھ ایسا قابل بنا تھا جس پر ربانی قابلیتوں اور خدائی تجلیات کا پورا عکس پڑتا تھا اور جو قوت الہامی نکات اور ربانی اسرار کے فہم میں ید طولیٰ رکھتی ہے اس کا جوش آناً فاناً روشن دماغ میں پیدا ہوتا رہتا تھا۔

اس پر بھی علمی ترقی کے سین ہمیشہ شاہ صاحب کے پیش رہتے آپ نے اجازت وسند حاصل کرنے کے بعد بغیر اُستاد کے کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور نہایت سخت محنتیں کرنے لگے آپ کتب میں اس درجہ مستغرق تھے کہ رنج وراحت شب وروز مشاغل علمیہ میں بالکل محسوس نہ ہوتے تھے۔ ایک سال کی سخت محنت سے تمام پڑھے ہوئے علوم از سر نو دیکھ ڈالے اور اس محویت اور استغراق کے ساتھ

Marfat.com

ـدر ضرورت کچھ کھا لیتے یا تھوڑا سا آرام فرما لیتے ورنہ رات دن بجز
ـب بینی کے دوسرا کام نہ تھا جب مباحث علمیہ میں اس دلچسپی کے ساتھ
ـاہ صاحب نے تھوڑا زمانہ گزارا اور عمر کے سترھویں سال میں قدم رکھا
ـپ کے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ نے سفر آخرت
ـل کیا اور یہی زمانہ آپ کے تکمیل علوم کا تھا۔

والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے کتب دینیہ وعقلیہ کا درس دینا
ـروع کیا اور اب آپ کا ہر علم میں شہرہ ہو گیا۔ علماً وعملاً مسلم الثبوت
ـستاد مان لئے گئے اور عوام وخواص کے معتقد علیہ تسلیم ہوئے اس
ـلد کے بڑے بڑے اُستاد اور ماہرین فن آپ کی شاگردی کو فخر جانتے
ـر دُور دُور سے تعلیم کے لئے حاضر ہو کر شاہ صاحب کے فیضان سے
ـتفیض ہو کر حظ وافر اٹھاتے تھے تقریباً بارہ سال تک علوم کی درس میں مصروف
ـہے اور علم نبوی کی اس درجہ اشاعت کی کہ اُس کا ذوق شوق سرگرم طبیعتوں
ـل حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اکثر علمی سوسائٹیوں میں اصول حدیث کا ذکر چھڑ
ـیا اور طالب العلموں کے ہر ہر حلقے میں اس پر زور شور سے بحثیں ہونے
ـیں اس زمانہ میں تفسیر وحدیث میں روز افزوں ترقی تھی اور علوم فلسفہ و
ـنطق کا بازار سرد تھا۔ غرضکہ شاہ صاحب کا یہ زمانہ ہر طرح سے قابل
ـارک یاد تھا۔ علوم فقہ اور معانی وبلاغت کو جس قابلیت اور دلسوزی سے
ـپ نے رواج دیا وہ بہر صورت آپ کا فرض منصبی سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن
ـدیث کی اشاعت وتشہیر میں جو آپ نے کوشش کی ہے اس کے

Marfat.com

احسان سے ہندوستان کبھی سر نہیں اٹھا سکتا۔

ہندوستان میں سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حد[illegible]
کی بنیاد ڈالی اور اسی وجہ سے اسلامی مورخوں نے آپ کے لئے او[illegible]
کا تمغہ تجویز کیا لیکن ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں چاروں طرف جہل کی تاریکی چھائی ہو[illegible]
مسلمانوں نے علم نبوی کو بالکل بھلا دیا تھا اور ان میں اسلام برائے
باقی رہ گیا تھا۔ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث و قرآن کی
واشاعت میں اگرچہ انتہا سے زیادہ کوشش کی لیکن آپ اس خرابی
کو دور نہ کر سکے جو صدیوں سے مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی تھی اور ا[illegible]
آپ کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔

لیکن چونکہ ہندوستان کی قسمت میں اسلامی علوم سے کچھ نہ کچھ
لینی پہلے ہی روز سے لکھی ہوئی تھی اس لئے جناب شیخ عبدالحق محدث
کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے اس عمارت کا ایک
سرپرست اٹھا کھڑا کیا جس کی بنیادیں جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی
ہاتھوں نے ڈالی تھیں یعنی قدرت نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو [illegible]
شیخ صاحب نے پرانی دہلی میں اس مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا جو
مہندیوں کے نام سے مشہور ہے اور اس کا نام مدرسہ رحیمیہ رکھا
علم نبوی کی تعلیم دینی شروع کی اگرچہ اس تعلیم کا اثر مسلمانوں پر بہت پڑا اور د[illegible]
دراز شہروں سے جوق جوق طلبہ حدیث پڑھنے کے لئے آنے

Marfat.com

ل میں ایک طرح کی تحریک بھی پیدا ہو گئی لیکن وہ تحریک ایسی نہ تھی جو ایک
یلم الشان دریا میں تموج پیدا کرتی ہرچند کہ شیخ صاحب نے اس بارہ میں
، درجہ کی کوشش کی لیکن چونکہ ابھی ہندوستان کو چند روز اور پستی کی حالت
ں رہنا تھا اس لیے شیخ صاحب اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکے
ر دل کی آرزو دل ہی میں لے کر عالم بقا کو تشریف لے گئے۔

جب ہندوستان کے اقبال و یاوری کا ستارہ چمکا تو فطرت نے
لگاہ حدیث کے شہ سوار کو پیدا کیا یعنی جناب شاہ ولی اللہ صاحب اس
زمین میں ظاہر ہوئے جن کے علم و فضل کی صدائیں ہندوستانی حدود
ے نکل کر عرب و عجم میں پہنچیں اور جن کی ربانی مقبولیت تمام بلاد اسلامیہ
ں پھیل گئی۔ چونکہ آپ علم و عمل دونوں میں خاص طور پر مشہور تھے اور آپ
علمی کمال اعلےٰ درجہ کی وقعت کے ساتھ لوگوں کے کانوں میں گونج
تھا۔ لہذا اطراف عالم کے لوگ بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آپ کی
ف کھنچے چلے آتے تھے اور آپ کی درس و تدریس کا بازار ہر وقت
رم رہتا تھا آپ نے بڑی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ علم نبوی کی اشاعت
کوشش کی اور اپنی ان تھک کوششوں سے علم نبوی کو اس قدر رواج
کہ اب جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ڈالی ہوئی بنیادیں آسمان سے
یں کرنے لگ گئیں۔

اس لحاظ سے اگر ہم اس اولیت کے تمغہ کا جو جناب شیخ عبدالحق محدث
لوی کے لئے تجویز کیا گیا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کو مستحق

Marfat.com

قرار دیں تو شاید بے جا نہ ہو گا۔ کیونکہ جس قدر حدیث کی اشاعت آپ
زمانہ میں ہوئی اس کا شناذ ہی حصہ نے بھی سابق کے زمانہ میں اشاعت
پائی تھی۔

ایک فاضل مورخ کا یہ مختصر ریمارک قابل نوٹ ہے کہ جناب مو
شاہ ولی اللہ صاحب ایک فاضل اجل عالم تھے۔ اور ایسے عالم جن
ہندوستان ہمیشہ فخر کرے گا اور جن پر تاریخی روشنی ہمیشہ چمکے گی
یہ ہے کہ اگر آپ کا وجود باجود نہ ہوتا تو ہندوستان میں جو علمی ضیا
وقت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں ہرگز نظر نہ آتیں بلکہ خاص خاص محد
حلقوں میں دیکھی جاتیں یوں تو آپ ہر فن میں طاق تھے اور ہر قسم کے
کا درس دیتے تھے لیکن آپ کا علم حدیث و تفسیر خصوصیت کے سا
ذکر ہے شاہ صاحب زمانہ عروج سے پیشتر علم حدیث کی حالت نہا
پستی اور تاریکی میں تھی۔ خال خال ہی لوگ اس شریف علم سے دلچسپی
تھے لیکن ہندوستان کی اقبال کی یاوری سے جب آپ کے علم کا
نمودار ہوا تو خاص اس فن کو بہت بڑی ترقی ہوئی اور تمام ہندوستان
حدیث و تفسیر سے بھر گیا علماء کے ہر حلقہ میں حدیث کا چرچا ہو
اور طلبہ کے زبان پر ہر استدلال کے موقع پر حدیث کے مقدس ا
آنے لگے حقیقت میں ہندوستان پر شاہ صاحب کا یہ ایسا گرانبار
ہے جس سے وہ سر اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن اس کے سا
بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح یہ علمی عروج و اقبال شاہ صاحب کے

Marfat.com

ے شروع ہوا اسی طرح اس کا زوال وادبار آپ کی معز ز اولاد سے
ہندوستان کے نام پر ختم ہو گیا۔ شاہ صاحب کی واجب الاحترام
دنیا سے کیا اٹھی کہ علمی جاہ و جلال کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اب اس جلیل القدر
میں کوئی ایسا با اثر شخص باقی نہیں رہا جس سے اس کا نام زندہ رہتا۔
غرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے والد بزرگوار کے انتقال کے
مدرسہ رحیمیہ میں جس کی بنیاد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ڈال گئے تھے
درس دینا شروع کیا اور پورے بارہ سال تک اس میں استغراق و
کے ساتھ مصروف رہے۔ جس کی نظیر کہیں مل نہیں سکتی۔ آپ کی خداداد
ت اور محنت کشی کی شہرت نے شوقین طلبہ کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا جو
دراز ملکوں کی سنگلاخ اور دشوار گزار گھاٹیاں طے کر کے آتے اور
کے درسگاہ میں داخل ہونے کو سرمایۂ ناز و فخر سمجھتے تھے۔

شاہ صاحب ہر ایک طالب العلم کے ساتھ خواہ وہ کسی رتبہ کا ہوتا عام
اور فیاضی سے پیش آتے اور سب کے ساتھ رحیمانہ و شریفانہ برتاؤ
قطع نظر اس کے کہ انہیں نہایت محنت و جفاکشی اور دلسوزی سے
دیتے۔ انکے ضروری اور لابدی حوائج کے رفع کرنے میں انتہا سے
ساعی ہوتے بلکہ بعض محنتی اور قابل طلبہ کو اپنی ذات خاص سے امداد
اور بہت ہی تسلی و دلجوئی سے انہیں خوش رکھتے۔ آپ کے مدرسہ
شہرت پکڑنے اور درِ دولت پر ہر وقت طلبہ کے جمگھٹے لگے رہنے کی
اور بھی وجہ تھی۔

Marfat.com

اگرچہ اس بارہ سال کے عرصہ میں آپ کی علمی مشق معراج کمال پر پہنچ گئی تھی۔ اور دینی و عقلی معلومات میں حیرت ناک ترقی پیدا ہو گئی تھی لیکن طبیعت مبارک میں وہی کرید چلی جاتی تھی جو آغاز عمر میں تھی یعنی جہاں تک ممکن ہو علم نبوی کی تحصیل و تکمیل میں ترقی کرنا چاہیئے اور اس کو ایک ایسے عروج پر پہنچا دینا چاہیئے جس سے زیادہ ممکن نہ ہو چنانچہ اس خیال کا سلسلہ آپ کے دل میں روز بروز بڑھتا چلا جاتا تھا۔ آپ اپنی آرزو پر کامیاب ہونے کی ہر پہلو کو دیکھ رہے تھے ایک آپ نے اس بڑھتے ہوئے تمدن پر غور میں نظر ڈالی اور فتوحات کی وسیع و فراخ دنیا کے پر فضا و خوش منظر سین زیر نظر رکھے غور کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شاہد مقصود بجز عرب کے اور کسی سرزمین سے نہیں ہو سکتا پس اب مجھے عرب میں چلنا اور وہاں کے مشائخ سے حدیث کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو حرمین محترمین کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوا اور آپ نے دفعتہً سامان سفر مہیا کر کے اس طرف کو روانگی فرمائی۔ آپ کے اس سفر مبارک کی اصلی غرض یہی تھی جو ہم نے بیان کی

لہ ایک فاضل ہمعصر جناب شاہ صاحب کے سفر عرب کا یہ سبب بیان کرتے ہیں شاہ صاحب نے فارسی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا اور اس کی اشاعت ہوئی تو ایک عظیم کشت ملانوں کے گروہ میں برپا ہو گیا اور یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھا دی گئی اب جہلا کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے اور وہ ہدایات پر بحث کرنے کو تیار

Marfat.com

چہ بعض مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب دہلی کے مولویوں کو جناب شاہ
اللہ صاحب سے رنجش بڑھ گئی اور وہ آپ کے خون کے پیاسے ہو
ئے تو آپ نے اُن کی اس رنج و غصہ کی آگ فرو کرنے اور اس رنجش کو دبانے
غرض سے سفر عرب اختیار کیا۔ لیکن جس مبتدا کی یہ خبر ہے خود شاہ صاحب

یہ حاشیہ صفحہ ۴۱۸) اس خیال نے اُنکے دل میں ایک آگ بھڑکا دی اور علاوہ
کے فتویٰ دینے کے شاہ ولی اللہ صاحب کے جانی دشمن ہو گئے اور اب اُن میں
رے ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیونکر قتل کیا جاوے ان کٹ ملاؤں سے جن کا
ربت کچھ شہر کے بدوضع لوگوں، اکھاڑوں پٹھے بازوں پر پھیلا ہوا تھا چند بدمعاش
ع کئے اور اب وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تاک میں رہنے لگے ہمارا فاضل ان کے
خوش آئندہ مشورے سے بالکل ناواقف تھا اس محب رسول کا خیال مسلمانوں کی اطاعت
طرف مائل تھا اس لئے اسے چنداں ملاؤں کی سازش کی پروا نہ تھی نہ یہ خیال تھا کہ
سی نہ کسی وقت باعث مضرت ہونگے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ عصر کی نماز
جوری میں پڑھ رہے تھے اور آپ گویا مصلیوں کی جماعت کے امام تھے ابھی آپ نے
سلام پھیرا ہی تھا کہ دروازوں پر غل و شور کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں اور لوگ کچھ
ر معمولی غیر شیر کرتے ہوئے معلوم ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کھٹکا ضرور تھا کہ
ر کے ملانے کبھی نہ کبھی کچھ آفت برپا کریں گے۔ اب آپ نے اس کا ظہور ہوتے
پنے دیکھا۔ تاتخانا ئیں یہ خبر آپکے ساتھیوں کو جو آپکے پاس بیٹھے تھے پہنچ گئی۔
وہ سٹ پٹائے کیونکہ ان کی تعداد بہ نسبت مفسدوں کے بہت کم تھی وہ پانچ چھ

Marfat.com

کے بیان سے بالکل اصل اور غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ
"جب میرے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تو میں تقریباً بارہ سال کتب رسمیہ
و عقلیہ کے درس میں محو رہا اور ہر علم و عمل کو غور میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے
دیکھا۔ اسی اثنا میں اکثر اوقات جناب والد ماجد کی قبر مبارک پر جا کر مت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۹) سے زیادہ نہ تھے اور مفسدوں کی تعداد سو سے بھی زیادہ
بڑھی ہوئی تھی یہ مفسد گو پورے عزم سے آئے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہ تھی
کہ مسجد میں گھس کے شاہ صاحب کو شہید کر سکتے جب شاہ صاحب کو تحقیق معلوم ہوگیا
کہ یہ میرے قتل کے لئے نرغہ کرکے آئے ہیں انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ
جان بچا کے چلے جاؤ اور مجھے ان منافقوں کے ہاتھوں شہید ہونے دو لیکن ان کی
اسلامی نے یہ گوارا نہیں کیا اور وہ تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے کہ جب
تک جان میں جان باقی ہے آپ پر آنچ نہ آنے دیں گے نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ صاحب
جن کے ہاتھ میں صرف ایک پتلی سی لکڑی تھی اللہ اکبر کہہ کے اٹھے اور کھاری باؤلی
والے دروازے کی طرف چلے دونوں دروازوں سے سمٹ کے منافقوں نے
اس دروازہ کو روک لیا اور بآواز بلند کہا دیکھو ولی اللہ نکل نہ جائے۔ شاہ صاحب
نے یہ آواز سن کے نہایت دلیری اور متانت سے یہ سوال کیا کہ میں نے تمہارا کیا
کیا ہے جس سے تم میری جان کے دشمن ہوگئے ہو اور میرے قتل پر آمادہ معلوم ہوتے
ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قرآن کا ترجمہ کرکے بالکل عوام الناس کی نگاہوں میں اس کی
وقعت کو کھو دیا۔ دن بدن ہماری روزی میں خلل پڑتا جاتا ہے اور ہمارے معتقد

Marfat.com

رتا اور رات کی دلفریب چاندنی میں پہروں بیٹھا رہتا۔ ان دنوں میں توحید
جذب کی راہ میرے لئے وسیع ہو گئی اور وجدانیہ علوم فوج فوج نازل
ہونے لگے ائمہ اربعہ کی مذہبی کتابیں اور ان کے اصول ہمیشہ میرے
پیش نظر تھے اور جن حدیثوں سے انہوں نے اپنے مذہبی قواعد کو مستحکم و

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۰) ہوتے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا صدمہ تو نے نہ صرف ہمیں
پہنچایا بلکہ ہماری آیندہ نسلوں کو پہنچایا ہماری اولاد کی آئندہ زمانہ میں اتنی بھی وقعت نہ
رہے گی جتنی اب ہماری ہے اس پر شاہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ خدا کی نعمت تم
خاص کرنا چاہتے تھے میں نے عام کر دی۔ کچھ دیر تک یہ رد و بدل ہوتی رہی آخر شاہ صاحب
نے مع ساتھیوں کے جو آپ کو حلقہ کئے ہوئے تھے دروازہ کی طرف قدم بڑھایا کٹ
نے سینہ تان تان کے آکھڑے ہوئے کہ ہم نہ جانے دیں گے اس پر شاہ صاحب
کے ایک ساتھی نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ بدمعاش جو سب ہتھیاروں سے آراستہ تھے
بدلوں کو آمادہ دیکھ کر جھجکے اور اب اُنکے ہوش پران ہوئے وہ بدمعاش اکھاڑے
کے پہلوان خانہ جنگیوں میں زیادہ غلو رکھتے تھے بھلا وہ ایسی قلیل جماعت کی برہنہ تلواروں
کے آگے کیونکر قائم رہ سکتے تھے جو سچے دل سے اسلام پر جان دینے کو تیار تھے
اس وقت شاہ صاحب کو جلال آگیا تھا اور ابراہیمی مصفا خون آپ کی رگوں میں زور زور
سے حرکت کرنے لگا تھا آپ نے اپنے غیر معمولی جوش کی حالت میں اللہ اکبر کا ایک
نعرہ مارا اور اس جماعت کو چیرتے پھاڑتے نکلے چلے گئے کل بدمعاش اور منافق
بھلا دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور کسی کی یہ ہمت نہ پڑی کہ کوئی حملہ شاہ صاحب

Marfat.com

مضبوط کرنے کے لئے استدلال کیا ہے وہ بھی مجھ سے غائب نہ تھا
انجام کار توفیق غیبی کی تائید سے مجھے فقہائے محدثین کی روش کھلی معلوم
ہوئی اور انہیں کے مسلک کو میں نے اختیار کر لیا۔ ان بارہ سال کے
گزر جانے کے بعد دفعۃً حرمین محترمین کی زیارت کا شوق مجھے
ہوا اور مشائخ عرب سے علم حدیث کی سند لینے کا خیال آیا چنانچہ
نے فوراً سامان سفر تیار کیا اور جہاں تک جلد ممکن ہو سکا عرب کی طرف
متوجہ ہو گیا۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے
کے جنگجو مولویوں سے جان بچانے اور پیچھا چھڑانے کی غرض
سفر عرب اختیار نہیں کیا بلکہ صرف حدیث کی تکمیل اور مناسک فرض
سبکدوشی حاصل کرنے کی غرض سے اختیار کیا جیسا کہ آپ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۱) پر کیا حقیقت میں یہ بہت صحیح ہے کہ دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است۔ جب شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہ سنا تو انہیں بہت رنج ہوا
سوا بیچارے کر ہی کیا سکتے تھے قلعہ میں ان کی اتنی وقعت نہ تھی جتنی کہ انکے علم و فضل کی
ہونی چاہیئے جو اثر شاہ ولی اللہ صاحب کا مدینہ مکہ اور نجد پر تھا افسوس کہ وہ دہلی
تھا اس کسی ڈوم اور کسبی کی سفارش بہت جلد چل جاتی تھی اور بیچارے شاہ صاحب کی
کوئی نہ سنتا تھا اسی شب تمام کنبے کے ممبر جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ اب
جا چاہیئے یہ صاف معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کٹ ملانے جانی دشمن ہو گئے
اور انہیں شیعہ سرداروں نے بھی اکسایا ہے کہ وہ شاہ صاحب کو پایا تو شہید کر ڈالیں

Marfat.com

ظاہر ہوتا ہے۔
الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اخیر ۱۱۴۳ھ میں خانہ کعبہ
یارت سے مشرف ہو کر اور کامل ایک سال تک مکہ معظمہ کی مجاورت
طیبہ کی زیارت سے معزز و ممتاز ہو کر شیخ ابو طاہر قدس سرہ اور دیگر
ر و نامور مشائخ عرب سے روایت حدیث حاصل کی اسی اثنا میں
چند روز تک جناب سید البشر علیہ افضل الصلوات واتم التحیات
روضہ منورہ کے مجاور رہے اور انتہا سے زیادہ فیض حاصل کیا اکثر
ت چاندنی راتوں کی دلگیر روشنی میں آپ وہاں مراقب رہے۔ اس
ن و دلفریب وقت کے اعتبار سے اگرچہ آپ کو کچھ مدد پہنچی ہو گی۔
ن زیادہ تر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نے آپ کے
کو نہایت مجلّے اور صاف کر دیا تھا۔ اب حرمین شریفین کے بڑے
ے زبردست علماء و فضلا سے ملے اور نئے نئے مشائخ سے ملاقاتیں
یں اور ہر طبقہ کے مشائخ سے استفادہ لیا۔
شاہ صاحب کے اس مابین سفر میں کوئی خاص واقعہ بجز اس کے
ل تذکرہ نہیں ہے کہ آپ نے کن کن علماء سے استفادہ حاصل کیا

حاشیہ صفحہ ۴۲۲)
سے نکال دیتا۔ قصہ مختصر یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے سفر عرب اختیار کیا اور منافقانہ
ام کو دانت چبتا ہوا اور ہاتھ سے ہاتھ ملتے ہوئے چھوڑا۔

Marfat.com

اور وہ کس قدر و منزلت کے لوگ تھے چنانچہ میں اس مقام پر ان کے اسماگرامی قلم بند کرنا چاہتا ہوں جن سے شاہ صاحب نے کے علاوہ خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا اور ساتھ ہی اسبات کا بھی طور پر خاکہ کھینچنا چاہتا ہوں کہ کس فاضل سے آپ نے کس چیز کی حاصل کی اور وہ آپ کے ساتھ کس وقعت و عظمت سے پیش آیا۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب جب حج مبرور کے ارکان فرضیہ بار سے سبکدوش ہوئے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار فیض و شرف حاصل کر چکے تو شیخ محمد وفد اللہ ابن شیخ محمد بن محمد سلیمان المغربی کی خدمت میں پہنچے جنہوں نے بڑی جوش مسرت سے

لے جناب شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن سلیمان المغربی ایک بڑے معزز اور ممتاز شخص قطع نظر مجتہد فن اور فرزانہ روزگار ہونے کے اپنے والد بزرگوار کی تعلیم و تربیت ایک عمدہ نمونے تھے۔ حرمین محترمین کے بڑے بڑے مشائخ و علماء آپ سے زیادہ عزت کرتے اور آپ کی شاگردی کو سرمایہ فخر و ناز سمجھتے تھے آپ زمانہ میں ایک ایسے مسلم الثبوت محدث تھے جن کی نظیر کہیں مل نہ سکتی تھی محمد وفد اللہ کے والد بزرگوار علم حدیث میں وہ پایہ رکھتے تھے کہ تمام اہل کے استاد کہلائے جاتے تھے اور شیخ الحدیث کا معزز و مقتدر خطاب حاصل کیا تھا۔ شیخ محمد کی شہرت اگرچہ زیادہ تر حدیث میں تھی اور آپ خصوصاً ساتھ علم نبوی میں زیادہ منہمک رہتے تھے لیکن حقیقت میں تمام علوم و

Marfat.com

کی جگہ سے چند قدم آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور بہت عزت
سے بٹھایا معمولی مزاج پرسی کے بعد آپ کا حال دریافت کیا۔ شاہ صاحب
نے شیخ محمد وفد اللہ کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۴) جامع تھے اور تفسیر و فقہ ادب میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے
اہل حرمین آپ کے فضل و کمال کی بڑی عزت کرتے تھے اور یا حافظ الحدیث یا شیخ
الحدیث کہہ کر پکارتے تھے۔ شیخ محمد دولت علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مالدار بھی
تھے اور چونکہ خود علوم کے جوہری تھے اس لئے اس کی انتہا سے زیادہ قدر کرتے تھے
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اسلام بول میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک شخص کو
نسخہ نیونیہ فروخت کرتے دیکھا علم کی قدر شناسی اور حرص نے آپ کو اس پر آمادہ کیا
کہ تین ہزار روپیہ اوقت سکے دے کر اسے خرید لیا اور پھر بھی مفت خیال کیا انتقال
کے وقت تک تعویذ بازو بنا کر رکھا اور کبھی علیحدہ نہیں کیا۔ ایک مرتبہ مسجد الحرام میں پانی
کا ایسا سیلاب آیا جس سے تمام حرم کے باشندوں پر غرق ہو جانے کا خوف غالب
ہو گیا۔ شیخ محمد نے اپنے مال و دولت اور اہل و عیال کی کچھ بھی پروا نہیں کی اور اس متبرک
نسخہ کو سر پر رکھ کر طوائف میں مشغول ہو گئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب جس زمانہ میں شیخ
محمد وفد اللہ کی علمی مجلس میں تشریف رکھتے اور سند حدیث حاصل کر رہے تھے تو
آپ اس نسخہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے بلکہ اس میں سے کچھ پڑھا بھی تھا۔
شیخ محمد جس طرح علم شریعت کے جامع تھے ویسی ہی طریقت کے رموز و اسرار سے
بھی بخوبی واقف تھے آپ نے شیخ ابن الدین مغربی کی خدمت سے خرقہ حاصل کیا تھا اور ان

Marfat.com

کر دیا کہ میں آپ سے سند حدیث لینا چاہتا ہوں اور اسی لئے میں یہاں حاضر ہوا ہوں شیخ وفد اللہ نے بخوشی اس بات کو منظور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۵) کے ابتدا پر سبقت کر چکے تھے کتب حدیث کی تصحیح کی حرمین میں آپ ہی نے ڈالی اور شیخ وفد اللہ نے اس بنیاد پر اس قدر عمارت بلند کی کہ روز میں آسمان سے باتیں کرنے لگی شیخ "تاج الدین قلعی جو اس عہد میں ایک فاضل عالم تسلیم کئے جاتے تھے اور جو تمام اہل عرب کے مقتدا و پیشوا تھے بیان کرتے ہیں شیخ محمد جس طرح علم روایت میں کمال رکھتے تھے اسی طرح آپ نے صناعات عجیبہ علوم غریبہ کو بھی عروج پر پہنچا رکھا تھا۔ حدیث و تفسیر کے علاوہ انشاپردازی اور فصاحت و بلاغت میں خاص امتیاز رکھتے تھے علم ادب اور شاعری میں ضرب المثل تھے ثروت کا کافی حصہ خدا کی طرف سے عنایت ہوا تھا اور اس تمول کے لئے وہ زیور بھی تھا جو اس کے لئے زیب و زینت ہے یعنی آپ اعلیٰ درجہ کے فیاض و سخی تھے غرضیکہ دینی و دنیاوی اقتدار کے لئے کوئی ایسی صفت نہ تھی جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھی ہو حقیقت یہ ہے کہ آپ خداوندی ارشاد زادہ فی العلم والجسم کے ایک ایسے صاف و شفاف آئینہ تھے جس میں یہ دونوں تصویریں ہر وقت نظر آتی تھیں، چونکہ شیخ محمد جامع علوم و فنون اور ہر صفت کے ساتھ موصوف تھے اس لئے آپکا ذاتی کمال وطن مالوف سے یہاں کھینچ لایا تھا کیونکہ اس زمانہ میں عرب کے علاوہ اظہار کمالات کیلئے کوئی دوسرا شہر اہل علم کیلئے نہ تھا لیکن جس زمانہ میں شیخ محمد کے علوم معراج کمال پر پہنچے اور شہرت کے سورج نے اپنی روشنی تمام خطہ عرب میں پھیلا دی تو حاسدوں کے کینہ و عداوت کی رگ حرکت میں آئی اور ا

Marfat.com

خاص وقت آپ کے لیے مقرر کر دیا چنانچہ آپ نے شیخ موصوف درسگاہ میں آمد و رفت شروع کی اور مؤطا ابن یحییٰ اول سے آخر تک تھوڑے عرصہ میں سنا دی اور اس کے بعد شیخ محمد بن محمد بن سلیمان کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی۔

ابوطاہر | اس کے بعد شاہ صاحب۔ جناب شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کی خدمت میں پہنچے اور احادیث صحاح سنانا شروع کیں۔ دوران صحیح بخاری کی اثنا قرات میں احادیث و فقہ کی مختلف و متضاد

جناب شیخ ابوطاہر عمر کے ابتدائی زمانہ سے تحصیل علوم میں راغب تھے اور علمی نامیوں علماء کی مجلسوں میں ہمیشہ شریک ہوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے فراغ بعد جب آپ میں علمی قابلیت پیدا ہو گئی اس وقت سے آپ کے والد بزرگوار نے گرانبہا جوہر کی قدر دانی شروع کر دی اپنا خرقہ اس فرزند رشید کے جسم پر آراستہ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بہت سے بزرگوں سے ان کے لئے اجازت اور حاصل کیا جن میں ایک بزرگ شیخ محمد بن سلیمان مغربی ہیں شیخ ابوطاہر نے کتب کی تحصیل سید احمد ادریس مغربی سے کی جو اپنے زمانہ کے سیبویہ کہلائے جاتے تھے اور جو علوم عربیہ میں اجتہاد کا مرتبہ رکھتے تھے حدیث و فقہ اور تفسیر میں بینظیر اور ادب و شاعری میں بے مثل لیاقت رکھتے تھے قطع نظر اس کے اتقاء و پرہیزگاری میں حد سے زیادہ مشہور تھے شیخ ابوطاہر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سید احمد ادریس کے ایک تلمیذ نے مسجد نبوی کی محراب میں سورۂ تبت پڑھی اور جب نماز

Marfat.com

روایات میں بحث چھڑ گئی اور شاہ صاحب نے بڑی حذاقت و
اس اختلاف کا سبب دریافت کیا شیخ ابو طاہر نے جواب دیا کہ
و فقہ کی روایات میں جو کہیں کہیں اختلاف واقع ہے اس کی بڑی و
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمعیت کے انتہائی درجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۷) سے فارغ ہو کر سید کے پاس آیا تو آپ نے
سے زیادہ عتاب کر کے فرمایا لا اراك تقرأ بين يدى رسول الله صلى الله
وسلم سورة ذكر فيها عمه بما ذكر فان الله يخاطب رسوله بما شاء وليس
حد نا یعنی میں تجھے اب ہرگز نہ دیکھوں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے
ہو کر ایسی سورت پڑھے جس میں آپ کے چچا کی نکوہش و مذمت بیان کی گئی ہو خدا تعالیٰ
پیغمبر کو جس چیز کے ساتھ چاہے خطاب کر سکتا ہے لیکن ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ
کریں۔ شیخ ابو طاہر نے فقہ شافعی شیخ علی طولونی مصری سے پڑھی تھی اور معقول کی
نجم آفندی سے جو روم کے متبحر علما میں مشہور فاضل تھا علم حدیث کی تمام کتابیں
سے پڑھی تھیں۔ بعدہٗ تکمیل علوم اور اجازت وسند کے حاصل کرنے کے لئے
حسن عجمی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بہت کچھ استفادہ حاصل کیا
شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بصری کے پاس پہنچے۔ شیخ عبداللہ بصری سے شمائل
اول سے آخر تک پڑھی اور امام احمد کی مسند دو مہینے سے کم مدت میں سنی۔
کے علاوہ بہت سے ان فضلا سے بھی سماعت حدیث کی جو حرمین شریفین
کے لئے وقتاً فوقتاً تشریف لائے مثلاً شیخ عبداللہ لاہوری جو ملا عبدالحکیم

Marfat.com

) اور فرط جمعیت سے یہ صورت اختلاف پیدا ہو گئی تھی ایک اور موقع
ر کے حالات میں بحث شروع ہو گئی اور ان باتوں کا سلسلہ یہاں تک
بڑھ گیا کہ شیخ ابوطاہر صاحب کے درس کا وقت فوت ہو گیا آخر کار یہ
پیش ہوا کہ بعض حضرات صوفیہ اپنے ہم شہریوں کے کلام کی تردید کرنے

حاشیہ صفحہ ۴۲۸) کی تمام کتابوں کی روایت شیخ عبداللہ اللبیب سے کرتے
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تمام کتب اسی واسطہ سے مولانا عبدالحکیم سے
کرتے ہیں اور شیخ سعید کو کنی اس فاضل اجل اور علامہ عصر سے شیخ ابوطاہر نے
ب عربیہ اور فتح الباری مصنفہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا چوتھا حصہ پڑھا۔ غرضکہ
طاہر علمی فضل و کمال کے علاوہ سلف صالح کی تمام اوصاف کے ساتھ متصف
رع و اجتہاد میں نہایت بلند رتبہ رکھتے تھے۔ فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل
یت مشہور تھے حدیث و فقہ کی جزئیات اور استنباط مسائل پر آپ کی نظر نہایت
ی اور یہی وجہ تھی کہ عرب کے تمام باشندے آپ کی بہت عزت کرتے اور ہر شخص
لیوں پر جگہ دیتا تھا باوجود انہاک علم اور استغراق فن کے جب کسی کتب کا تتبع
تے کسی بات کا جواب دیتے تھے رقیق القلب اس درجہ تھے کہ جب احادیث قاق
ے تو آنکھوں میں آنسو بھر لاتے اور بہت زار و قطار رویا کرتے اکثر اوقات طاعت
ور درس علوم میں مشغول رہتے اور بقیہ وقت کشف و مراقبہ میں صرف ہوتا تھا آپ کا
ز معاشرت اور لباس وغیرہ تکلف و بناوٹ سے بری تھا انتہا درجہ کا عجز و انکسا
ے غلام اور تلامذہ کے ساتھ متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اور اگر کسی سے

Marfat.com

ہیں اور یہ تردید ان کے پیرووں میں نفوذ کر جاتی ہے اس پر شیخ بولے کہ میں صوفیہ کے انکار سے بیحد خائف رہتا ہوں ہر چند کہ ہمارے اسلاف بھی ایسے ہو گزرے ہیں جنہوں نے اپنے ہم شہریوں کے ایسا برتاؤ جائز رکھا لیکن مجھے میں ان کی طعن آمیز تردید نے ذرا اثر نہیں کیا بلکہ میں ان کے ساتھ ایسا ہی اعتقاد رکھتا ہوں جیسا اُن کے ساتھ۔ اور ان کی طرف سے کسی طرح کی گراں خاطری اپنے میں نہیں پھر کلیۃً یہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرات صوفیہ کی باہمی رد وقدح پیرووں میں بھی نفوذ کر جاتی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس پر ابوطاہر نے ایک تفصیلی حکایت بیان کرنا شروع کی۔ فرمانے لگے شیخ یحییٰ شاذلی میرے والد بزرگوار کے ساتھ ہمیشہ مباحثہ و مذاکرہ کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۹) کسی معاملہ میں غلطی ہو جاتی تو نہایت نرمی اور آہستگی سے متنبہ کرتے کبھی کسی پر غصہ نہ کرتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا ایک مختصر آرٹیکل جو نقل کے قابل ذکر ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے علماء حرمین کے اکثر حضرات سے ملاقات کی ہے اور اکثر فضلاء کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں لیکن میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حسن اخلاق کے ساتھ جامع علوم ہو بجز شیخ ابو طاہر بن ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ شیخ کی فراست و درایت حقیقت میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے جس کو میں نے اپنی تالیفات کے بعض مختلف مقامات میں ذکر کیا ہے۔

الغرض جناب شیخ ابوطاہر قدس سرہ العزیز نے ۱۱۴۵ھ رمضان کے مہینے میں انتقال کیا۔ ...

Marfat.com

ئے اور کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی۔ شیخ یحییٰ بعض اوقات ادب
پہلو چھوڑ کر طعن آمیز کلام سے تردید کر بیٹھتے تھے جس سے سننے
ان کو سخت رنج ہوتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جب انہوں نے
نیا سے کوچ کر کے سفر آخرت قبول کیا اور زمانہ دراز کے بعد ان کی
ش قبر سے نکالی گئی تو بالکل صحیح سالم نکلے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا
ی ابھی سوئے ہیں اس حکایت کے نقل کرنے سے میری صرف اتنی
ی غرض ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ کسی شخص پر اس وجہ سے طعن
نا کہ وہ بعض عرفا کا منکر تھا ہرگز جائز نہیں ہے۔

شاہ صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد جناب شیخ ابوطاہر نے
رمایا کہ اس بارہ میں شیخ محی الدین بن عربی کی ایک عجیب و غریب وصیت
ہے۔ جو آپ نے اپنے معتقدوں کے سامنے ایک نہایت ہی با اثر
ریقے سے بیان فرمائی۔ زاں بعد آپ نے فتوحات کا نسخہ کتب خانہ
سے طلب کیا جو خاص مصنف کی قلم سے لکھا ہوا تھا اور اس میں سے
ب الوصیت کا مبحث پڑھنا شروع کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ
الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی طرف سے اس لئے
عداوت ہو گئی تھی کہ وہ شیخ ابومدین کو ایسی ناگوار و طعن آمیز باتوں سے
د کیا کرتا تھا جو اُن کی شان کے قابل نہ تھیں اور چونکہ میں اُن سے
ل عقیدت مندی رکھتا تھا اس لئے مجھ پر اُس کی یہ باتیں اور بھی بُرا
گزرتی تھیں اور بہت سے بُرے خیالات اس کی طرف سے میرے

Marfat.com

دل میں جم گئے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا آپ فرمارہے ہیں کہ محی الدین! تم اس شخص سے کیوں عداوت رکھتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضرت! وہ ابو مدین جیسے معزز و مقتدر شخص کو بُرا کہتا ہے اور میں ان کا معتقد ہوں فرمایا کیا وہ خدا رسول کو دوست نہیں رکھتا میں نے کہا جی ہاں خدا رسول کو تو دوست رکھتا ہے فرمایا تو تم اس وجہ سے کہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہے اس سے کس لئے عداوت رکھتے ہو اور خدا رسول کی محبت رکھنے کی وجہ سے اُسے کیوں نہیں دوست رکھتے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں اپنے ان بُرے خیالات سے توبہ کی اور اُس کے مکان پر معذرت کے لئے گیا اور اپنے ساتھ ایک قیمتی چادر لیتا گیا۔ جسے نہایت فرزانگی اور سلیقہ شعاری سے اُس کے سامنے پیش کیا اور راضی کرکے دریافت کیا کہ آپ ابو مدین سے اس درجہ بیزار کیوں ہیں۔ میرے اس سوال کا اُس نے ایک ایسا جواب دیا جس کی بنا صرف لاعلمی پر تھی۔ چنانچہ میں نے نہایت پُر اثر لفظوں میں تقریر کی اور اُن کے تمام شکوک و شبہات بالکل مٹا دیا اس پر انہوں نے شیخ ابو مدین کو بُرا کہنے سے توبہ کی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و فیض کا یہ بار یہی نتیجہ پیدا ہوا وہ بھی میری طرح شیخ کے بدل معتقد ہو گئے۔

الحاصل جناب شاہ ولی اللہ صاحب چند روز تک شیخ ابو طاہر کی خدمت میں رہے اور اسی قسم کے علمی تذکرے بڑے زور سے رہے

Marfat.com

ہے شیخ ابو طاہر جس عزت و وقعت کے ساتھ آپ سے پیش آئے
ں کا اظہار صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جب آپ ان سے رخصت
ر وطن کی طرف مراجعت کرنے لگے تو ایک بے اختیارانہ جوش کے
تھ یہ بلیت زبان پر لائے ؎

نسیت کل طریق کنت اعرفہ
الا طریقا یؤدینی لربعکم

ان ہی شاہ صاحب کی زبان مبارک سے رخصتانہ الفاظ نکلے اور
ں شعر کی آواز شیخ صاحب کے کانوں میں پہنچی تو آپکے چہرہ پر حزن و
ل کے آثار چھا گئے اور پُر نم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہنے
یں۔ آپ زار و قطار روتے جاتے تھے اور بطریق مشایعت شاہ صاحب
کے ہمراہ آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے۔ شیخ ابو طاہر صاحب نے
علاوہ سند احادیث کے اپنا خرقہ بھی عنایت فرمایا اور خود دست
مبارک سے جناب شاہ ولی اللہ کے زیب جسم کیا جو حقیقت میں تمام
صوفیوں کے خرقوں کو جامع و حاوی تھا اور چلتے وقت بہت سی باطنی
فیوض تلقین کئے۔ چونکہ شیخ ابو طاہر صاحب علمی کمالات کے جوہری
اور قدردان تھے اس لئے آپ نے شاہ صاحب کی قابلیت کا
خوب اندازہ کر لیا تھا اور آپ کے ضمیری جوہروں اور ربانی لیاقتوں
کو اچھی طرح پرکھ لیا تھا یہی وجہ تھی کہ رخصت کے وقت آپ نے
ان باطنی رموز و اسرار کا آپ پر انکشاف کر دیا جو ابھی تک آپ کے

Marfat.com

سینہ کے خزانہ میں ایک زمانہ دراز سے محفوظ چلے آتے تھے حقیقت میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب جس رتبہ کے شخص اس سے کچھ وہی عمیق و عمیض نظریں واقف تھیں جو روز ازل ربانی اسرار سے سرمہ آلودہ ہو چکی تھیں عام نظریں اس قابل ہرگز نہ سکتیں کہ وہ اس عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کو دیکھ سکیں اگرچہ جلیل القدر اور عظیم الشان خاندان میں بہت سے لوگ ایسے قاب[ل] گزرے ہیں جو فضل و کمال میں اپنے آپ ہی نظیر تھے لیکن انصاف یہ ہے کہ شاہ صاحب جیسا صاحب کمال اس خاندان میں دوسرا نہیں ایک فلسفی اور قومی شاعر کا یہ شعر ہماری تحریر کے حسب حال ہے ؎

قیس سا پھر کوئی اٹھا نہ بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب شیخ تاج الدین قلعی حنفی کی خد[مت] میں بھی حاضر ہوئے ہیں اور سند احادیث حاصل کی ہے چنانچہ آ[پ] اپنی قلم مبارک سے تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں شیخ[۱] تاج الدین مجلس درس میں صحیح بخاری کا درس ہوتا تھا میں دو تین روز تک متق[...]

---

[۱] شیخ تاج الدین قاضی عبدالمحسن کے فرزند رشید ہیں بہت سے مشائخ کی صحبت میں علم حدیث حاصل کیا اور درسیہ علوم تمام اخذ کئے اور ہر ایک سے اجازت آپ ہنوز خورد سال تھے کہ آپ کے والد بزرگوار قاضی عبدالمحسن نے شیخ عبد[...]

Marfat.com

ہوا اور بخاری شریف کی سماعت کے علاوہ ازیں کتب صحاح ستہ
جن بعض مشکل مقامات اور موطا امام مالک اور مسند دارمی اور کتاب
ہ اور امام محمد اور موطا امام محمد کی بھی سماعت کی جس وقت آپ نے

حاشیہ صفحہ ۴۳۴) مغربی سے آپ کے واسطے اجازت حاصل کر لی تھی۔ اہل
کی بہت بڑی عزت کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے پبلک سے امامت
کا معزز خطاب حاصل کر لیا تھا تمام عربستان میں مفتی مکہ مشہور رہتے اور فقہ حنفی
دسرے بازو سمجھے جاتے تھے جب شیخ تاج الدین ابتدائی تعلیم و تربیت سے
غ ہوئے تو شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اس زمانہ
یخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی کی درسگاہ میں سنن نسائی کا درس ہو رہا تھا جب یہ
ب ختم ہوئی تو شیخ مغربی نے تمام حاضرین مجلس کو اجازت دی جس میں شیخ تاج الدین
شامل تھے لیکن شیخ تاج الدین نے حدیث کی اکثر کتابیں شیخ عبداللہ بن سالم البصری
پڑھیں اور صحیح بخاری و صحیح مسلم شیخ حسن عجمی سے اور جب ان حضرات سے استفادہ
ل کر چکے تو اب شیخ صالح زنجانی کی خدمت میں پہنچے اور ایک مدت تک ان کی
حبت میں رہ کر علم کی باریکیاں دریافت کیں علم فقہ میں ان ہی سے حظ کامل اٹھایا۔
اس علم خاص میں شیخ تاج الدین کو ان کی شاگردی کا بہت بڑا فخر حاصل ہے
خ صالح زنجانی کے علاوہ شیخ احمد نخلی اور شیخ احمد قطان بھی ان کے استاد ہیں
ان کی صحبت میں سالہا سال تک شیخ تاج الدین فیض یاب رہے ہیں اور اجازت و
سند حاصل کی ہے شیخ احمد قطان سے درس کا طریقہ سیکھا اور انکے انتقال کے بعد

Marfat.com

ان تمام کتابوں کی اجازت جملہ اہل مجلس کو دی تھی فقیر بھی اس جما
میں داخل تھا۔ ہر چند کہ اور لوگوں کے زمرہ میں مجھے اجازت حد
حاصل ہوگئی تھی، لیکن مولانا تاج الدین نے مجھے خصوصیت کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۵) کعبہ کے سایہ تلے مالکی مصلی پر بیٹھ کر شیخ
قائم مقام درس دینا شروع کیا۔ چنانچہ شیخ تاج الدین اس واقعہ کی نسبت خو
قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "جب میرے استاد شیخ احمد قطان کا انتقا
تو میرے اور تمام مشائخ نے جن میں شیخ عبداللہ بصری اور شیخ احمد نخلی بھی تھے
زور دالا کہ میں شیخ احمد قطان کی جگہ بیٹھ کر طلبہ کو درس دوں اور شیخ کی عادت
قراءۃ حدیث کروں لیکن مجھ سے اس عظیم الشان منصب پر دلیری نہیں ہو سکتی
اور باوجود ایسے جلیل القدر اکابر اور مشہور فاضل کے مجھ سے اس خدمت کی
بہت ہی دشوار و مشکل معلوم ہوتی تھی لہٰذا میں نے اس خدمت کو قبول نہیں کیا
مشائخ بزرگوار کو جواب صاف دیدیا کہ آپ لوگوں کے ہوتے مجھ سے یہ کبھی نہ
کہ اس عظیم القدر امر پر جرأت کروں لیکن ان حضرات نے میری اس التماس کو نگاہ
سے نہیں دیکھا اور میرے انکار پر اس قدر اصرار و مبالغہ کیا جس سے میں بالکل عاجز ہو گیا
انجام کار میں نے شیخ حسن عجمی کو جو اس زمانہ میں طائف کی سمت میں مقیم تھے
کیفیت لکھ بھیجی جس کے جواب میں انہوں نے مزید تاکید کے ساتھ کہلا بھیجا کہ بر
اپنے مشائخ کے فرمان کو رغبت کے کانوں سے سننا اور نگاہ قبول سے دیکھنا چاہیے
الغرض جب میں سب طرف سے مجبور ہو گیا تو مشائخ مذکورین کی فرمان پر گردن تسلیم

Marfat.com

ںدہ اجازت دی اور زبانی اجازت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحریری اجازت
یت فرمائی۔ جن ایام میں شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ
عجیب غریب حکایت بیان فرماتے تھے چونکہ وہ حکایت لطف و دلچسپی
ہ خالی نہیں ہے اس لیے میں اس مقام پر اس کا درج کرنا مناسب

ںیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۶) کردی اور اپنے عزیزوں کے اشارے کے مطابق شیخ
قطان کے مقام پر بیٹھ کر صحیح بخاری پڑھانا شروع کی اور جس مقام تک شیخ نے انتہا
تھی میں نے اسی جگہ سے بخاری کا آغاز کیا جب بخاری شریف ختم ہوئی تو مجلس میں
م علماء و مشائخ حاضر تھے سب نے میرے حق میں دعا خیر کی اور میں نے ان کی
ردانی کا شکریہ ادا کیا ۔"
شیخ تاج الدین کے اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ جامع جمیع معقا
ل اور حادی جملہ علوم و فنون تھے کیونکہ اگر آپ فی نفسہٖ ایسے نہ ہوتے تو اس قدر مشائخ
بار اور اجلہ اعلام میں درس دینے کی آپ کو جسارت نہ ہوتی نیز ان اولوالعزم اور فرید
عصر حضرات کا اس جلیل القدر منصب پر شیخ تاج الدین کو مامور کرنا خود اس پر دلیل ہے
کہ وہ ایک ایسے گرانمایہ جوہر تھے جس کی قیمت و قدر سے بھی علم کے جوہری خوب
واقف تھے شیخ تاج الدین کو جناب شیخ ابراہیم کردی مدنی کی شاگردی کا بھی فخر حاصل
ہے آپ نے حدیث و فقہ کی تمام علوم کی اجازت انہیں دی اور علمی فضیلت کی دستار
اپنے ہاتھ سے باندھی ۔
الحاصل شیخ تاج الدین بڑے پایہ کے شخص تھے اور متعدد علوم میں کمال رکھتے

Marfat.com

سمجھتا ہوں۔

شیخ تاج الدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سخت اور مرض نے اس قدر طول کھینچا کہ ضعف و ناتوانی تمام اعضا پر ۔۔ ہو گئی اور اب مجھے حس و حرکت کرنے کی بھی تاب و طاقت نہیں ۔۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۷) یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، سیر ایام العرب کے ۔۔ تھے اور ادب اُن کا ادنیٰ سا علم تھا خدا تعالےٰ نے ذہن و حافظہ ایسا قوی دیا ۔۔ کہ ایک ہی زمانہ میں مختلف علوم کا درس دیتے تھے علمی ذوق و شوق خدا نے ۔۔ سے دیا تھا جس کی تکمیل میں آپ ہمیشہ مصروف رہے اور آخر کار اُسے کمال عروج پر پہنچا دیا فن ادب میں آپ کو کمال دستگاہ تھی، فصاحت و بلاغت کے متعلق آپ ۔۔ بڑے شعرا کو غلطیاں بتا دیتے تھے کہ یہاں یوں ہونا چاہیئے اور وہ فوراً انہیں ۔۔ کر لیتے تھے۔

شیخ تاج الدین میں وہ تمام خصلتیں اور فضائل مجتمع تھے جو ایک پاکباز اور ۔۔ عالم میں ہونا چاہئیں عام اخلاق و عادات عزم و ثبات بلند حوصلگی۔ دقیق نظر ۔۔ تمام مشائخ و علما میں ایک مستثنےٰ اور ممتاز عالم تھے عالمانہ تزک و احتشام فاضلانہ شان و شوکت اور علم و فضل کی سرپرستی نے شیخ تاج الدین کی شہرت ۔۔ بھی چمکا دیا تھا آپ کی علمی برکتوں کی ندائے عام نے دلوں میں وہ ذوق و شوق حوصلے پیدا کر دیئے تھے کہ زمانہ کے جملہ اہل کمال آپکے درسی مجلس میں کھنچے چلے آتے تھے جیسے خود قابل طباع فضیلت مآب تھے ویسے ہی آپکے تلامذہ بھی جوت ۔۔

Marfat.com

ی اثناء میں میں نے ایک شب کو عجیب و غریب خواب دیکھا میں دیکھتا
ں کہ ایک شخص دروازہ سے آیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس بیمار کی شفا
ے لئے مرغیاں پکائی جائیں اور اُن پر سارا قرآن پڑھا جائے جب یہ
ریض اُن مرغیوں کو کھائے گا تو اس کا تمام مرض جاتا رہے گا اور بالکل
فا حاصل کرلے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے عزم بالجزم کرلیا کہ
واب کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہیئے لیکن اس پر بھی میں نے اس قدر
قف کیا کہ آج شب کو اور معلوم کرلینا چاہیئے اور کل اس کے مطابق
میل کرنی مناسب ہے چنانچہ شب آئندہ کو جب میں مریض کی بے چینیا
یں کروٹیں لیتے لیتے سوگیا تو دیکھتا ہوں کہ گویا امام بخاری علیہ الرحمۃ میرے
گھر میں تشریف لائے ہیں اور اپنے دستِ مبارک سے دیگ درست
کر رہے ہیں۔ آپ نے دیگ کے نیچے آگ جلائی اور مرغیوں کا نہایت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۸) اور خداداد قابلیت میں ممتاز تھے۔ پھر باوجود ایسے عالم
فاضل ہونے کے تکلف و بناوٹ مزاج میں نام کو نہ تھا مذہبی عقائد میں بڑے مستحکم تھے
علاوہ فرض نماز کے سو رکعتیں روزانہ پڑھنے کا دستور تھا اور بجز بیماری یا نہایت قوی عذر
کے کبھی جماعت ترک نہیں ہوئی۔ بزرگانِ دین سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اثنائے وعظ
میں سخت رقت ہوتی تھی صوفیائے کرام اکثر اوقات آپ کے مکان پر بنفسِ نفیس تشریف لاتے تھے۔
اور کبھی کبھی آپ اُنکے مکان پر خود جاتے تھے سنہ ۱۱۱۴ھ میں آپ نے سفرِ آخرت قبول
کیا اور اپنے انتقال کے بعد دنیا میں ایک نہایت محسوس یادگار چھوڑ گئے ۱۲

Marfat.com

عمدہ اور صاف گوشت دیگ میں ڈالا صبح سے شام تک برابر سالن رہا اور جب خوب پک کر تیار ہوگیا تو امام بخاری نے ایک بڑے شفاف قاب میں میرے آگے لاکر رکھا اور فرمایا کہ ہم نے اس پر قرآن پڑھا ہے۔ تم اسے کھاؤ خدا کے فضل وکرم سے شفا پاؤ گے چنانچہ میں نے اس میں سے کچھ تناول کیا۔ کھاتے ہی مرض میں فوری محسوس ہوا اور تھوڑی دیر میں اس مرض کا مجھ میں نام ونشان تک باقی نہیں رہا عادت کے موافق جب صبح کو بیدار ہوا تو اپنے نبض بالکل صحیح تندرست اور چاق وتوانا پایا میں نے اپنے دل میں جو بشاشت و مسرت اس واقعہ سے پایا کہ حضرت امام بخاریؒ نے اس فقیر کے حال پر اس درجہ عنایت ومہربانی فرمائی ہے وہ اس سے بہت زیادہ تھا جو ازالہ مرض اور دفعیہ بیماری سے پایا جاتا تھا۔

جن علماء حرمین سے جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بالمشافہ اجازت حدیث حاصل کی اور علم حدیث کی مختلف کتابیں سنیں سنائیں ان کی مختصر فہرست مع اجمالی حالات کے بیان کرچکا اب مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی عنوان کے ذیل میں ان مشائخ صوفیہ اور علماء محدثین کے حالات وواقعات کا بھی سرسری طور پر خاکہ کھینچوں جن کے واسطے سے انہیں اوران کے ذریعہ سے جناب شاہ صاحب تک خرقہ صوفیہ اور اسناد حدیث کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک نہایت وسیع اور طول طویل مضمون ہے جس کی تفصیل کے لئے کئی جزو درکار ہیں

Marfat.com

چونکہ میں حیات ولی کو زیادہ طول دینا اور خارج البحث واقعات درج
کر کے بڑھانا نہیں چاہتا اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ چند منتخب
مشائخ کا حال علیحدہ علیحدہ عنوانوں سے ذکر کرتا ہوں ۔

شیخ احمد شناوی

شیخ احمد علی کے فرزند رشید اور عبدالقدوس بن عباس شناوی
بلند اقبال پوتے ہیں آپ کے آباء بزرگوار اولیاء کبار اور بڑے جاہ و
جلال کے لوگ تھے شیخ عبدالوہاب شعراوی نے جو ایک مختصر مبارک
فقرہ آپ کے علم و فضل کی نسبت کہا ہے وہ حقیقت میں آپ کے لئے ایک
اعلیٰ درجہ کا سارٹیفکیٹ ہو سکتا ہے شعراوی لکھتے ہیں کہ شیخ احمد شناوی
شریعت و حقیقت کے جامع تھے علم حدیث شمس رملی اور اپنے والد بزرگوار
سے پڑھا تھا اور سید غضنفر اور شیخ محمد بن ابی الحسن بکری سے حدیثیں روایت
کیں اور اپنے والد علی سے خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا اس کے بعد سید
صبغتہ اللہ کی صحبت سے ہمیشہ فیض یاب رہے اور آخر کار انکے دست
مبارک سے خرقہ پہنا اور ان کی فیض صحبت سے درجات عالیہ پر پہنچے ۔
اور ایک ممتاز و مستقل خلیفہ قرار دیئے گئے شیخ احمد کے لئے یہ جملہ
ضرب المثل ہو گیا تھا کہ لو کان الشعراوی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر
شعراوی بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی بجز میری اتباع کے اور کچھ کرتے
دھرتے بن نہ پڑتا ۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن شیخ احمد شناوی اپنے حجرہ میں بیٹھے دیکھتے ہیں کہ حجرہ کی دیوار پر ایک گرگٹ چلا جاتا ہے شرع قانون کے موافق آپ نے اسے مار ڈالنا چاہا لیکن شہود وحدت ہی آپ کے اس ارادہ کو مضمحل کر دیا دوسری مرتبہ آپ نے پھر اس مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن اب بھی شہود وحدت نے آپ کے کو شکست دی غرضکہ آپ ان دونوں خطروں کے مابین متردد رہے انجام کار انتثال شرع کا ارادہ غالب ہوا اور آپ نے ایک پتھر اس گرگٹ کی طرف پھینکا نشانہ نے خطا کی اور گرگٹ پتھر کی زد سے بھاگ گیا یہ دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور جوش مسرت میں زبان مبارک سے نکلا الحمد للہ الذی جمع بین الامرین یعنی خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دونوں باتوں پر عمل کرا دیا۔

اس حکایت کے عقب میں شیخ احمد قشاشی نے (جو جناب شیخ احمد شناوی کے فرزند معنوی اور ممتاز خلیفہ ہیں اور جن کے حالات آئندہ بیان ہوں گے) فرمایا کہ اگر میں ایسے مقام پر ہوتا تو ذرا توقف نہ کرتا اور گرگٹ کے سر کو فوراً پتھر سے کچل ڈالتا۔

شیخ احمد شناوی نے بہت سے پُر مغز اور عاقلانہ مقولے کیے ہیں منجملہ انکے بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہیں "عہد نامہ ان لم یحفظ" متاخرین اہل حرمین کے عرف میں قبول بیعت کو عہد

سے تعبیر کرتے ہیں ۔ اس بنا پر شیخ احمد شناوی کے اس حکیمانہ مقولے کے
معنی ہوئے کہ مشائخ صوفیہ میں سے جو میری بیعت قبول کرتا ہے اس
طریقہ کی تمام مشائخ کی برکت حالت زندگی اور حالت موت میں اُسکے
شامل حال ہوتی ہے ۔ یہ بھی آپ ہی کا پر مغز فقرہ ہے کہ " لا یدخل
النار من رانی و رای من رانی الی یوم القیامۃ " یعنی جس شخص نے
مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ کبھی دوزخ میں داخل
ہو گا ۔"

آپ کا انتقال سنہ ۱۰۲۸ ہجری میں ہوا اور موضع بقیع میں دفن ہوئے ۔

شیخ احمد قشاشی

شیخ احمد قشاشی | شیخ احمد قشاشی شیخ محمد کے فرزند اور شیخ یونس قشاشی
کے پوتے ہیں جو عبد النبی کے لقب سے پکارے جاتے تھے شیخ یونس
کو عبد النبی کا لقب بیابک نے اس وجہ سے دیا تھا کہ آپ آدمیوں کو اجرت
دیکر مسجد میں بٹھاتے اور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھواتے
اور قشاشی کے ساتھ نامزد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے تئیں مخفی اور
پوشیدہ رکھنے کی غرض سے قشاشہ فروشی کیا کرتے تھے یعنی دوات
پرانی قلمیں اور پرانی جوتیاں وغیرہ کم قیمت چیزیں فروخت کیا کرتے تھے
چونکہ قشاشہ کم قیمت اور پرانے اسباب کو کہتے ہیں شیخ احمد قشاشی
علم شریعت اور حقیقت میں امام وقت اور مجتہد عصر تھے جب حقائق

Marfat.com

سخن میں ذکر چھڑ جاتا تو آپ ہر بات کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے مدلل و مبرہن کرتے۔ آپ نے بہت سے مشائخ کی صحبت اٹھائی اور اپنے والد بزرگوار سے خرقہ زیب جسم کیا لیکن حقیقت میں آپ نے کمال نے شیخ احمد ستناوی کے ہاتھ پر عروج پایا اور یہی وجہ تھی کہ شیخ احمد قشاشی اپنے تئیں شیخ احمد ستناوی کی طرف منسوب کرتے اور اس انتساب کو ذریعہ فخر سمجھتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ احمد قشاشی نے مشائخ صوفیہ کی تلاش میں دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ایک عرصہ دراز تک سیاحت میں مصروف رہے لیکن لوٹتے وقت جب جنالا میں پہنچے تو انہیں ایک واقعہ میں معلوم کرایا گیا کہ شیخ احمد ستناوی تکمیل کے مرتبہ پر پہنچ گئے ہیں ان کے ذاتی کمالات معراج کمال پر ترقی کر گئے ہیں اور باطنی علوم کا ستارہ برشہ جاہ و جلال کے ساتھ چمک رہا ہے لیکن چونکہ کوئی معنوی فرزند نہیں رکھتے ہیں اس لئے تمہیں اپنے فرزندی کے انتساب سے مشہور کرنا چاہتے ہیں اب تم جاؤ اور ان کی خدمت میں چند روزہ زندگی بسر کرو۔ چنانچہ شیخ احمد قشاشی اسی وقت جدہ سے روانہ ہو گئے اور بہت جلد ستناوی کی خدمت میں پہنچے۔ ستناوی نے انہیں دیکھتے ہی ایک نہایت مسرت اور تازگی کے لہجہ میں کہا مرحبا من جاء یقتبس منا علوماً۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ احمد قشاشی نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے دست مبارک سے انکے جسم کو

ے آراستہ کیا اور اپنی ہمشیرہ عزیزہ کو ان کے نکاح میں دیا ہے۔
خ احمد قشاشی نے معلوم کر لیا کہ اب میری وحدت وجود کی معرفت درست
گئی ہے کیونکہ شیخ محی الدین بن عربی کی ہمشیرہ عزیزہ اسی سے تعبیر ہو
تی ہے۔ ذیل کی عبارت خاص شیخ قشاشی کی خط مبارک سے
لی ہوئی ہے جس سے آپ کا علمی تبحر اور لیاقت و قابلیت بہت کچھ
بت ہوتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ الذی یتحقق وجد انه ان
تمه الخاصة مرتبة الهیئة ینزل بها کل واحد لها حسب وقته
زمانه غیر منقطعة ابد الاباد الی ان لا یبقی علی وجه الارض من
قول الله الله لعدم خلو المراتب الالهیة عن القائمین بها حتی
سیر القائم بها بحضر الحافظ بمرتبة العدد فیما قبله و بعده بانما
تم المصالح و تقتضی الحاجات لو انهم الف الف فی عدد یه لهم
بادوا الی واحد فرد بلا احد وقد تحققنا بذلک حقا و نزلنا له منازل
بد فمن تبعنی فانه منی و من عصانی فانک غفور رحیم و ثلث
انه من مشائخی من اهل الختمیة المذکورة سندا متصلا منا
الیهم من غیر انقطاع باذن الله تعالی خمسة انفس سادسهم
کلبهم لا رجما بالغیب انتهی۔
شیخ قشاشی کی مجلس میں جب مقامات کا ذکر چھڑ جاتا تو آپ فرماتے
نحن لا مقام لنا لانا من اهل یثرب وقال الله تعالی یا اهل یثرب
لا مقام لکم یعنی ہمارے لئے کوئی مقام نہیں ہے۔ کیونکہ ہم اشندۂ

Marfat.com

یثرب میں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے یثرب کے باشندو! تمہارے واسطے کوئی مقام نہیں ہے گویا آپ اس سے مقام بے نشان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

شیخ ابراہیم کردی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قشاشی نے اپنی مجلس میں ذیل کی حدیث کا ذکر کیا کہ ما علی احد کم ان یکون فی بیتہ محمد ومحمد ان ثلاثۃ شیخ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی میں سمجھ گیا کہ خدا تعالےٰ مجھے تین فرزند عطا کرے گا جن میں ہر ایک کا نام محمد ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے خیال ہوا کہ اگر ایسا ہوا تو ایک دوسرے سے کس نوعیت کے ساتھ مستثنےٰ و ممتاز ہوں گے۔ شیخ قشاشی نے اپنے باطنی اشراق سے فوراً میرا خیال تاڑ لیا اور فرمایا یکنی احد ھم اباسعید والثانی ابا الحسن والثالث ابا الطاھر یعنی ایک کی کنیت ابوسعید دوسرے کی ابوالحسن تیسرے کی ابوطاہر رکھنا چنانچہ ایک مدت کے بعد یہی صورت متحقق ہوئی۔

شیخ قشاشی کے عادات و اخلاق بالکل سادہ اور بناوٹ سے بری تھے آپ کا طرز معاشرت نہ تو فقہائے زمانہ کے طور پر تھا نہ زاہدان خشک کی وضع پر بلکہ توسط اور بے تکلفی کے طریقہ پر تھا جو سنت کا منشا ہے۔ آپ امرا کے مکان پر جانا ہمیشہ معیوب جانتے تھے ہاں اگر وہ خود در دولت پر حاضر ہوتے تو نہایت خوش خوئی عام اخلاق سے پیش آتے اور ہر شخص کے ساتھ اسکے قدر و منزلت

طابق برتاو کرتے پھر کریم قوم کا اور بھی خصوصیت کے ساتھ
و اعزاز کرتے اور امر معروف کی تبلیغ نہایت نرمی و دلجوئی کے
بد اتمام کو پہنچاتے جو لوگ آپ کی زیارت کا اعزاز حاصل کرتے
نصیحت سے خالی نہ رکھتے۔

شیخ علیے مغربی کا قول ہے ما خرجت من عند القشاشی قط
الدنیا فی عینی احقر من کل حقیر ونفسی اذل من کل ذلیل ولو
دخولی علیه مرات یعنی میں جب قشاشی کی مجلس کو چھوڑکر باہر
میری آنکھ میں دنیا ہر حقیر چیز سے زیادہ حقیر معلوم ہوئی اور میں نے
نفس کو ہر ذلیل چیز سے زیادہ ذلیل دیکھا اگرچہ میں ایک دن میں
مرتبے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا مگر وہاں سے نکلتے وقت میری
کیفیت ہوتی شیخ احمد قشاشی نے جس وقت دنیا سے منہ موڑ کر
ر آخرت قبول کیا ہے تو اس وقت الحادیہ ذیحجہ کی انیسویں تاریخ

سید عبدالرحمن ادریسی مشہور بہ مجحوب

سید عبدالرحمن ادریسی | آپ کی ولادت موضع کناله میں ہوئی جو بلاد مغرب
ایک نہایت معمور اور پرفضا مقام ہے جب یہ زندگی کے ابتدائی
طے کر چکے تو بلاد مغرب اور مصر و روم و شام میں مدتوں تک سیر و
سیاحت اور تعلیم علوم میں زندگی بسر کی کیونکہ ان دنوں میں پرائیویٹ

Marfat.com

درسگاہوں کے علاوہ بڑے بڑے مدرسے ان ہی شہروں میں
تھے بعد ازاں حرمین میں آئے اور سالہا سال تک مجاور رہے بیت
لوگوں کی زبانی یہ جملہ سن کر کہ الیمن ینبت فیہ اولیاء کما ینبت فی
البقل یعنی ملک یمن میں اولیاء اللہ اس قدر پیدا ہوتے ہیں جس قدر
میں گھاس اگتے ہیں" اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے یمن تشری
لے گئے اور وہاں رنگین صحبتیں اور عجیب وغریب وقائع پیش آ
ایک مدت تک یمن میں زندگی بسر کر چکے اور مختلف اولیاء اللہ کی
سے فیض یاب ہو چکے تو پھر مکہ میں چلے آئے اور اب سے یہیں ر
اختیار کیا جمہور اہل مکہ آپ سے مستفید ہوئے اور بہت لوگوں
خرقہ صوفیہ حاصل کیا اکثر مکہ کے باشندے آپ کی کرامات اور
تصرفات کے لیے شاندار دلچسپ واقعات بیان کرتے ہیں ۔

منجملہ ان کے ایک یہ ہے شیخ زین العابدین شافعی مفتی
اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ کے شریف کو
سخت ضرورت پیش آئی چونکہ اس زمانہ میں سید عبدالرحمن محجوب کا
شہرت اوج عروج پر چمک رہا تھا اور اقبال وکمال کا آفتاب پوری
ترقی پر پہنچ گیا تھا اس لئے اس نے آپ کی طرف رجوع کی اور
دعا کی استدعا پیش کی سید نے تھوڑی دیر تک تفکر میں
ازاں بعد فرمایا کہ مکہ کے محلوں میں سے فلاں مشہور محلہ میں ایک اس قسم
گھر ہے شریف مکہ وہاں جائے اور بقدر ضرورت مال لے کر

Marfat.com

ت احتیاط سے چھوڑ دے چنانچہ لوگ فی الحال اُس محلہ میں پہنچے اور
سید کے بتاتے ہوئے مکان میں داخل ہوئے دیکھتے ہیں کہ
نیوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں گویا سارا مکان سونے سے پٹا پڑا
ہے شریف مکہ نے اس میں سے صرف بیس ہزار اشرفیاں لے لیں
قی صندوقوں میں بند کر کے مہر لگا دی سید عبدالرحمن نے شریف مکہ
جازت دی کہ ان اشرفیوں کو بلا تامل اپنی ضرورتوں میں صرف کرے
اس کے بعد شریف مکہ کی نیت بدل گئی اور اس نے باقی دولت
ی تصرف میں لانا چاہا مگر پھر تو نہ اُس گھر ہی کا پتہ پایا نہ مال و دولت
کا سراغ چلا اس سے خود شریف مکہ اور اُس کے اعوان و انصار سخت
ت زدہ ہوئے اور سید سے دریافت کیا کہ اس میں کیا بھید تھا فرمایا
ول میں ایک متمول اور صاحب ثروت شخص اپنے شہر میں مرگیا تھا۔
شخص کا کوئی جائز وارث نہ تھا میں نے تصرف کیا اور اس کا گھر مکہ میں
نچ لیا اسی میں سے تمہیں بیس ہزار اشرفیاں ہاتھ لگیں اور حاجت رفع
نے کے بعد وہ مکان پھر اپنی جگہ چلا گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیّد عبدالرحمن مجذوب ۔ سید احمد بن علوان کی مرقد
کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے سید احمد نے اپنے خادم کو خواب
تنبیہ کیا کہ سید عبدالرحمن میری زیارت کو آتے ہیں تو کل فلاں مقام پر
ن کا استقبال کیجیو اور انتہا سے زیادہ تعظیم و تکریم بجا لائیو۔ چنانچہ خادم
نے آقا کا یہ اشارہ پاتے ہی شہر کے باہر استقبال کے لئے گیا لیکن

Marfat.com

باوجود تلاش و تحقیق کے سید عبدالرحمٰن محجوب کا کہیں پتا نہیں چلا انجام مایوس و نا امید ہو کر لوٹ آیا یہاں آکر دیکھتا ہے کہ محترم سید قبر کے میں تشریف رکھتے ہیں چونکہ قبہ کے کواڑ بند تھے اور کنجی خادم کے پاس تھی اس لئے اُسے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہو

قطع نظر اس کے سید عبدالرحمٰن محجوب حفظ حدیث اور کثرت میں ماہرین فن کے زمرہ میں شمار کئے جاتے تھے معرفت رجال انتہا اسناد اور حفظ اصول میں اجتہاد کا مرتبہ رکھتے اور نقل اخبار اور ضبط آثار میں انتہا درجہ کی قابلیت رکھتے تھے پھر صرف حدیث و آثار ہی کے نہ تھے بلکہ علم سیر اور ادب میں بھی کمال مہارت رکھتے تھے فصاحت بلاغت اور خوش بیانی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے علماء مصر و شام سے مختلف علوم حاصل کئے تھے اور مکہ کے باشندوں کی گودیاں اپنے فیض سے بھر دی تھیں ۔

الغرض جس طرح سید عبدالرحمٰن کمالات باطنہ سے موصوف تھے اسی طرح کمالات ظاہرہ بھی بدرجہ کمال رکھتے تھے آپ کی سخاوت و فیاضی تمام عرب میں مشہور تھی صبح سے شام تک آپکے دسترخوان پر جم غفیر آمد و شد کرتا تھا اور آپ ہر شخص کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور عام اخلاق سے پیش آتے تھے ممالک اسلام سے نہایت قیمتی و وزنی ہدایا آتے اور آپ فوراً فقرا پر صرف کرتے ۔ تقریباً دو سو غلاموں کے سر پر آزادی کا تاج رکھا اور ہزاروں آدمیوں کے ساتھ اچھا سلوک

Marfat.com

پ کی نیک خلقی اور شیریں گفتاری کا یہ بدیہی نتیجہ تھا کہ جو شخص آپ
پاس نشست کرتا مدت العمر تک مفارقت دوست نہیں رکھتا۔ آپ
درجہ عاقل اور قوی الفطانت تھے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ سے
ات کرتا اگرچہ موسم حج ہی میں کرتا اُسے جب دیکھتے فوراً پہچان لیتے
ے آپ کی زیارت کے لئے آتے ہر ایک کو اُس کی استعداد کے موافق
نیہ کے دلائل پیش کرتے اور درود تلاوت اور استغفار کا حکم فرماتے۔
س میں قابلیت و استعداد کا مادہ ملاحظہ کرتے اُسے کلام صوفیہ کا مطالعہ
ے اور اُن سے اعتقاد ظاہر کرنے کا ارشاد فرماتے خاص کر شیخ ابن عربی
سرہ کی جانب رغبت دلاتے۔

شمس الدین محمد بن علاء بابلی

ن الدین محمد بن علاء بابلی | یہ بزرگوار حافظ حدیث تھے اور علوم حدیث میں
لے درجہ کا تبحر رکھتے تھے اپنے زمانہ میں مصر و حرمین کے اُستاد مشہور
ہ اور مشاہیر محدثین میں گنے جاتے تھے اِنکے نورانی چہرہ پر عظمت و
ال برستا تھا اور اس شان و شوکت سے چلتے تھے جس سے دیکھنے
ل پر عظمت نما ہیبت طاری ہوتی تھی۔ طرز معاشرت نہایت عمدہ اور
یزہ تھا۔ جودت فہم عقل و دانائی فراست و فطانت دیانت و صیانت
ا عدیم المثال اور تواضع و خوش خلقی میں ضرب المثل تھے لوگ کہتے ہیں
آپ نے ابتدائی عمر میں شب قدر کی برکت حاصل کی اور اُس مبارک رات

Marfat.com

کے بعض عجیب غریب آثار محسوس کر کے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ خداوند مجھے حافظ عسقلانی کے ہم پلہ کر دے۔ خدا تعالےٰ نے شمس الدین کی دعا کو سن لیا اور انہیں علمی تبحر میں شیخ ابن حجر کے ہم پلہ کر دیا۔ صحیح بخاری اور موطا اور حدیث کی تمام کتابیں سالم پڑھیں اور سنن و حدیث کے پھلے پھولے باغ میں ایک نئی تازگی بخشی۔

شمس الدین بابلی کی طبیعت کو علم حدیث سے ایک خاص مناسبت اس لئے انہیں اس شریف علم میں ایک نئی طرح کی لذت حاصل ہوئی تمام وقت حدیث کی نقل و تحریر میں صرف کر دیتے اور اسناد و حدیث کرتے رہتے تھے۔ حدیث میں اس درجہ محویت و استغراق پیدا ہو گیا کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ایک جزحدیث کا اپنے پاس رکھتے ہر وقت اس کے مطالعہ میں غرق رہتے۔ شیخ عیسےٰ مغربی نے آپ کی مرویات اور اسانید کو ایک رسالہ میں ضبط کیا ہے جس کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر متاخرین کے لئے کوئی اصل اور سند ہے تو بجز اس کے اور کوئی نہیں۔

آپ نے تالیف و تصنیف کی غایت و سبب میں ایک نہایت عمدہ آرٹیکل دیا ہے جسے میں اس مقام پر بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں

لا یؤلف احد تالیفاً الا فی احد اقسام سبعۃ اما ان یؤلف شیئا لم یسبق الیہ احد او شیٔ ناقص یتممہ او شیٔ مخلق یشرحہ او طویل یختصرہ دون ان یخل من معانیہ بشیٔ او شیٔ مختلط یرتبہ او شیٔ اخطأ فیہ مصنفہ تبیلہ او شیٔ متفرق یجمعہ والا کان

باعث الوقت یعنی تالیف کی غایت ذیل کے سات وجوہ واسباب
میں سے ایک وجہ اور سبب ہونا چاہیئے ورنہ تضیع وقت کے سوا اور
کچھ حاصل نہیں ہوتا ایک یہ کہ کوئی ایسی چیز تالیف و ترتیب کے قالب
میں ڈھالے جس کی طرف کسی کا ذہن اس سے پیشتر دوڑا نہ ہو۔ دوسرے
یہ کہ کوئی بات ناقص ہو جس کی اسے تکمیل منظور ہو۔ تیسرے یہ کہ کوئی شے
مغلق ہو اور یہ اس کی تشریح و توضیح کے درپے ہو چوتھے یہ کہ وہ زیادہ
طوال طویل ہو جسے یہ مختصر پیرایہ میں لانا چاہتا ہو لیکن معانی کے حل اور
مطالب کی تفسیر کی طرف مائل نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ کوئی چیز مختلط اور غیر
مرتب ہو اور یہ اسے ترتیب سے آراستہ کرنا چاہتا ہو چھٹے یہ کہ اس
سے پیشتر سے مصنف نے غلطی کی ہو جس کے اظہار میں اس نے قلم
اٹھایا ہو۔ ساتویں یہ کہ وہ پریشان و پراگندہ بیان ہو جسے یہ ایک جگہ جمع
کرنا چاہتا ہو۔ شمس الدین بابلی کو خدا تعالےٰ نے وہ عظمت و جلال اور بزرگی
و فضیلت عنایت کی تھی کہ سلاطین یورپ اور شرفاء عرب اور امراء مصر و
شام کی گردنیں آپ کے آگے جھکتیں تھیں اور وہ کمال اقتدار و اعزاز
کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کے در دولت پہ حاضر ہونے کو اپنا فخر
سمجھتے اور قدمبوسی کو سعادت ابدی خیال کرتے تھے۔ پادشاہان عرب اور
شرفاء مکہ کو جب کوئی مہم پیش آتی تو آپ سے ہمت و دعا کے طالب ہوتے
اور جو کچھ آپ ارشاد فرماتے اس سے سرمو انحراف نہیں کرتے۔
حدیث کی درس اور اشاعت کے علاوہ آپ ہمیشہ تلاوت قرآن میں

Marfat.com

مصروف رہتے اور تدبر معانی اور نہایت غور و خوض کے ساتھ ایک
حصہ کی روزانہ قرأت کرتے۔ آپ نے سنہ ہجری میں دنیاء ناپائدار
سے سفر کیا اور جنت الفردوس میں خداوندی مہمانی قبول کی۔

شیخ عیسٰی جعفری مغربی

شیخ عیسٰی جعفری مغربی | یہ مشہور فاضل مغرب میں پیدا ہوئے اور وہیں
پایا۔ قرآن مجید اور علوم متعارفہ کے چند متون یہیں کے علماء و فضلاء سے
پڑھے جب عمر کے پندرہ مرحلے طے کر چکے تو جزائر میں پہنچے۔
سجلماسی کی صحبت میں دس سال سے زیادہ رہے اس صحبت میں آپ
اکثر علوم میں تبحر حاصل ہو گیا اور ہر علم و فن میں تھوڑی تھوڑی شہرت
حاصل کر لی ازاں بعد علماء قسطنطنیہ اور فضلاء مصر و حرمین کی خدمت
حاضر ہوئے اور مشاہیر محدثین سے روایتیں کیں اس کے بعد آپ
مکہ میں توطن اختیار کر لیا۔
شیخ عیسٰی کی تصنیفات سے ایک معجم مسمے بمقالید الاسانید
جو نہایت ہی قیمتی اور وزنی کتاب ہے اور جس کی نظیر دنیا میں مشکل
ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے شیخ کی لیاقت و قابلیت بہت
ثابت ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث میں کس درجہ
رکھتے تھے اور علم حدیث کو کس عروج پر پہنچا دیا تھا یہی وجہ تھی
اہل حرمین نے آپ کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کر لیا تھا اور شیخ الوقت

Marfat.com

زر و وزنی خطاب دیا تھا۔ آپ کی درسگاہ میں عراق و مصر اور شام وغیرہ
ہ لوگ ہمیشہ حاضر ہوتے اور آپ کے تبحر وسعت نظر خداداد حافظہ
شش کرتے۔

سید عمر نے جو شیخ عیلے کی نسبت مختصر الفاظ میں ریمارک کیا ہے
ں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک ایسے درجے کے شخص تھے
ں کے فضل و کمال میں کوئی شخص اُس وقت برابری کا دعوے نہیں کر سکتا
ا چنانچہ وہ لکھتے ہیں من اراد ان ینظر الی شخص لا یشک فی ولایتہ
لینظر الی ھذا یعنی جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کی ولایت
ں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا اُسے شیخ عیلے کو دیکھنا چاہیے
ی طرح سید محمد بن علوی آپ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ہو دق
زمانہ۔

شیخ عیلے جس طرح علمی فضائل میں ضرب المثل اور مشہور تھے اسی طرح
عادات و اخلاق میں بھی بے نظیر تھے آپ میں جس قدر نیکیاں اور خوبیاں
جمع تھیں وہ کسی دوسرے شخص کو اُس زمانہ میں نصیب نہیں ہوئیں۔ کوئی
نماز کبھی قضا نہیں ہوئی اور حضور جماعت پر مداومت و مواظبت رہی
کثرت طواف صیام نہار قیام شب میں اعلے درجہ کے حریص تھے۔
باوجود اس عالمانہ تزک و احتشام کے تکلف و تعصب نام کو نہ تھا۔
اخلاق میں جو وسعت اور عموم تھا آج اُس کی نظیر سے تمام علماء و فضلا
کے حلقے خالی ہیں۔ تمام امور میں متوسط اور درمیانی راہ تھی آپ کو

Marfat.com

ننگ و ناموس میں اس درجہ مبالغہ تھا نہ تساہل ۔ علاوہ ان تمام باتوں
آپ نے بہت سے مشائخ کبار سے ارتباط پیدا کر لیا تھا لیکن
طریقہ شاذلیہ اختیار کر لیا اور آخر عمر تک اسی طریقہ کی طرف طبیعت
میلان رہا ۔

شیخ عیسٰے نے فقہ حنفی کے مطابق ایک مسند بھی تالیف کی
جس میں فقہی روایات کی تائید میں متصل حدیثیں بیان کی ہیں اور جن
ان لوگوں کے زعم کا بطلان بخوبی واضح ہوتا ہے جو اس بات کے
کہ حدیث متصل کا سلسلہ آج بالکل منقطع ہو گیا ہے ۔ آپ نے سنہ ۱۸
میں دنیا سے انتقال کیا اور روضہ رضوان میں تشریف لے گئے ۔

شیخ ابراہیم کردی مدنی قدس سرہ

یہ بزرگوار علاوہ مذہبی تقدس کے دنیاوی شان و شوکت بھی بہت
رکھتے تھے بڑے بڑے مشہور فاضل فن حدیث میں آپ کے
تھے اور فقہ شافعی میں بھی اعلےٰ درجہ کا کمال حاصل تھا علماء حرمین شریفین
میں پیشوائے مذہبی تسلیم کئے گئے تھے اور مصر و شام کے فضلاء
اور مقتدائے عصر کے خطاب سے یاد کرتے تھے ۔ علم حدیث و
میں ید طولےٰ رکھتے اور آپ کے فنون رسمیہ معراج کمال پر ترقی کر
تھے ۔ ہر فن میں بیش قیمت اور وزنی تصانیف رکھتے تھے ۔ اسی
اور پولیٹیکل قابلیت کا یہ بدیہی نتیجہ تھا ۔ کہ اس عہد کے بچہ بچہ

Marfat.com

نہایت وقعت و عظمت کے ساتھ آپ کا نام جاری تھا اور علما و فضلا کے حلقوں میں آپ کی انتہا سے زیادہ مدح سرائی کی جاتی تھی۔
اپنے والد بزرگوار کے علاوہ اور بہت سے ائمہ وقت کی خدمت میں آپ نے علم کی تحصیل کی اور اپنے ہی بلاد میں تمام علوم سے فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد حج کے قصد سے سفر اختیار کیا اور دو سال کے قریب شہر بغداد میں سکونت رکھی جو اس وقت مختلف علوم کا مرکز تھا اور جہاں ہر قسم کے اہل کمال اور علماء و فضلاء اور مشائخ موجود تھے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ شیخ ابراہیم دو سال تک وہاں ٹھہرے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بجز اس شہر کے اکتساب کمالات کے لیے کوئی اور موقع اہل علم کے حق میں نہ تھا جس زمانہ تک آپ بغداد میں فروکش رہے اس عہد میں اکثر اوقات سید عبد القادر قدس سرہ کی مزار اقدس پر متوجہ ہوتے رہے اور یہیں سے آپ کو اس راہ کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔
دو سال کے بعد بغداد کو خدا حافظ کہا اور ملک شام میں چار سال تک سکونت پذیر رہے ازاں بعد مصر پر گزرتے ہوئے حرمین میں تشریف لائے اور شیخ احمد قشاشی سے ملاقات کی شیخ ابراہیم کو شیخ قشاشی سے اور قشاشی کو ان سے ایک خصوصیت عجیب پیدا ہو گئی اور شیخ ابراہیم نے بہت تھوڑے عرصہ میں انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا خرقہ صوفیہ حاصل کیا اور حدیثیں روایت

Marfat.com

گئیں اور ان کی صحبت میں کمالات علمیہ پر ترقی کی۔ عربی اور کردی کے علاوہ فارسی اور ترکی بھی خوب جانتے تھے اور ان زبانوں سہولت اور بے تکلفی کے ساتھ تقریر کرتے تھے جسے سنکر زبان لوگ حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔

شیخ ابراہیم علمی تبحر اور فضل و کمال میں اعلیٰ درجہ کی شہرت تھے اور فہم و فراست زہد و تواضع صبر و حلم میں ضرب المثل بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ میں آپ ملک شام میں مقیم تھے ایک شیخ محی الدین بن عربی کے روضہ متبرکہ کی طرف اس نیت سے ہوئے کہ اس وقت سفر کا عزم بہتر ہے کہ انہیں آپ واقعہ میں د ہیں کہ جناب شیخ محی الدین ان کے جوتے کی غبار کو جھاڑ رہے ہیں شیخ ابراہیم نے معلوم کر لیا کہ آپ اقامت کی طرف اشارہ فرماتے شیخ ابو طاہر کا بیان ہے کہ دولت عثمانیہ کے وارث تخت و تاج کو جسے اس طرف کے لوگ خوجہ کے نام سے پکارتے تھے ایک دفعہ طیبہ کی زیارت کو آیا اور بڑے شان و شوکت سے آیا جب شیخ ابر کی عظمت و جبروت کا شہرہ سنا تو علما و مشائخ بزارکان دولت عثمانیہ کے جم غفیر کو ہمراہ لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ملاقات کے شیخ سے عرض کیا کہ میں نے ملک شام میں ایک آشکارا بدعت دیکھی کے مٹانے اور قلع و قمع کرنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی شیخ نے فرمایا کہ وہ کیا بدعت تھی جواب دیا کہ لوگ مسجدوں میں ذکر جہر

ے ہیں نے اس کی مخالفت کردی شیخ نے نہایت بے خوفی سے ایک
باکانہ لہجہ میں یہ آیت پڑھی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان
ذکر فیہا اسمہ وسعٰی فی خرابھا شیخ کی اس بے دھڑک تقریر نے
جہ کے چہرہ میں ایک فوری تغیر پیدا کردیا۔ اور اسے آپ کی اس بے خوف
تگو سے سخت ملال ہوا فقہ حنفی کی بعض نقلیں اور روایتیں جو فتاوی
ضی خاں وغیرہ سے مستنبط کی گئی تھیں جیب میں سے نکال کر شیخ
ے ہاتھ میں دے دیں اور کہا انہیں ملاحظہ کیجئے شیخ کی زبان بڑے
ے مناظروں میں کبھی نہیں رکتی تھی آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اگر تم
رف تقلید کی بنا پر گفتگو کرتے ہو تو میرا خطاب تمہاری طرف متوجہ نہیں
ہو سکتا کیونکہ میں ایک اور شخص کا مقلد ہوں اور تم کسی اور شخص کے
استدلال وحجت سے ہیں ملزم نہیں ہو سکتا ہاں اگر تحقیق کی رو سے اس
مسئلہ کی تنقیح و توضیح چاہتے ہو تو بسم اللہ بندہ حاضر ہے۔ شیخ کے اس
پرمغز اور عاقلانہ جواب سے خوجہ شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا اور نہایت
منغص و مکدر ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ شیخ نے اسی زمانہ میں ایک
بڑے زور کا رسالہ تحریر کیا جس کا نام حافلہ رکھا اور جس میں خوجہ کے
شبہات و شکوک کے قاطع جواب ذکر فرمائے شیخ کے جن عزیزوں نے
خوجہ کے تغیر مزاج کو دیکھا تھا شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ خوجہ دولت
عثمانیہ کا ایک معزز و ممتاز شخص ہے اور اس کی دربار عالیہ میں بہت بڑی
عزت ہوتی ہے خود شہنشاہ روم اس کی تعظیم دیتا اور کمال قدردانی سے

Marfat.com

اپنے برابر تخت پر جگہ دیتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ قاضی القضاۃ
درجہ پر ممتاز ہے وارث تخت و تاج کی اتالیقی کا معزز منصب رکھ
ایسی صورت میں اس کے رد میں اس قدر مبالغہ کرنا مناسب نہیں مع
ہوتا شیخ نے اپنے دوستوں کی یہ دلسوزی سے بھری ہوئی تقریر سن
فرمایا کہ یہ سب کچھ صحیح ہے مگر میں آزادی اور حق گوئی کا سررشتہ
ہاتھ سے نہ دوں گا۔ گو اس میں مجھے کسی قسم کا دنیاوی صدمہ ہی کیوں
پہنچے۔

مثل مشہور ہے کہ سچ کو آنچ نہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلمۃ الحق
یعلو ولا یعلی چونکہ شیخ صاحب کو صرف احقاق حق منظور تھا اور اس کے
علاوہ کوئی غرض و تعصب پیش نظر نہ تھی خود خوجہ اور اس کے احباب
اس رسالہ کو دیکھ کر ایک بات بھی منہ سے نہیں نکالی اور شیخ کے زور تحریر
تبحر سے حیرت زدہ ہو گئے اور آپ کی خداداد فہم و فراست پر عش عش
لگے اس وقت یہ مشہور قول بالکل صحت کے درجہ کو پہنچ گیا کہ حق کو کسی
زوال نہیں ہوتا گو چند روز کے لئے جھوٹ چمک اٹھتا ہے اور ظاہر بین
کو نظر پڑتا ہے کہ اس چمک میں سچائی و راستی کی جھلک نمودار ہے لیکن
بعد کو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ناحق کو فنا اور حق کو بقا ہے جیسا کہ خدا
قرآن مقدس کے ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتا ہے کہ جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

شیخ ابو طاہر یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ شیخ یحیٰی شاذلی ایک د

Marfat.com

شان وشوکت سے حرمین میں آئے اور شیخ ابراہیم صاحب سے
نیاک سے ملاقات کی زاں بعد روم کی جانب روانہ ہوئے شاہ روم
زیرالسلطنت جو باوجود حکومت کی شان وشوکت کے پیشوائے مذہبی
یم کیا جاتا اور حدیث وفقہ میں اعلےٰ درجہ کی قابلیت رکھتا تھا شیخ
یم صاحب کا سخت معتقد تھا یہ جس طرح حدیث وفقہ میں بے نظیر
اسی طرح ادب وعقائد میں بھی کمال رکھتا تھا اور اسی قابلیت کا یہ نتیجہ
معمولی عہدہ سے وزارت اعظم کے مرتبہ کو پہنچ گیا جب شیخ یحییٰ شاذلی
السلطنۃ سے ملاقات کرنے گئے تو اس نے کہا کیف وجدت شیخنا
اھیم یعنی تو نے ہمارے شیخ ابراہیم کو کیسا پایا بدقسمت یحییٰ نے جواب
وجدتہ مجسما بیحیٰ کا یہ دل آزار جواب سنکر وزیرالسلطنۃ غصہ میں
ک اٹھا اور نہایت تحقیر وتوہین کے بعد مجلس سے نکال دیا اس واقعہ
ہ بعد شیخ یحییٰ شاذلی کو جناب شیخ ابراہیم سے رنج بڑھ گیا اور ان کے
کے قصد سے پھر حرمین میں آنا چاہا۔ لوگوں نے یہ قصہ شیخ سے نقل کیا اور
یا کہ وہ آپ کے ہلاکت کے در پے ہے اسی ارادہ سے دوبارہ حرمین
یں آتا ہے۔ بزرگ شیخ نے نہایت استقلال کے لہجہ میں فرمایا کہ یحبسہ
حابس الفیل یعنی جس نے اصحاب فیل کو دنیا سے مٹا دیا اور ا پنے
مقدس گھر میں آنے سے روک دیا وہی اس کی بھی مزاحمت کرے گا چنانچہ
ب شیخ یحییٰ شاذلی طور کے متصل پہنچا تو دفعۃً بیمار پڑ گیا اور چند روز مبتلا
کر وفات کر گیا۔

Marfat.com

شیخ ابراہیم کے اخلاق نہایت عام اور وسیع تھے اور طرز معا[شرت]
بہت ہی اچھا تھا کھانے اور لباس میں تکلف اور بناوٹ کو مطلق دخل [نہ]
تھا۔ البتہ بڑے عمامے اور لانبی آستینوں سے نفرت رکھتے تھے [نہ]
ترفع، کم بینی نام کو نہ تھی۔ مروت و سخاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے
خوش خلقی کی عادت آپ کی طبیعت ثانی ہو گئی تھی عاجز و مستمند شک[سته]
و غریب الدیار لوگوں کے ساتھ سلوک سے پیش آتے تھے۔ خدا پر[ستی]
علم تواضع ادب یا سخاوت میں اس زمانہ میں کوئی آپ کا دعوے[دار]
نہ تھا۔ عفو ترحم اور خاکساری اعتدال سے بڑھ کر تھی ایک مؤرخ آ[پ]
کی فیاضی اور بے ریا سخاوت پر یوں ریمارک کرتا ہے کہ "علما، طلبہ ا[ور]
ندما میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو شیخ کی سخاوت عام سے محروم ر[ہا]
حقیقت میں شیخ ان کے حق میں ابر رحمت تھے جس کی ہمیشہ فیاضی
بارش ہوا کرتی تھی" عبداللہ عیاشی نے مختصر لفظوں میں آپ کی مجلس
تعریف کی ہے کہ کان مجلسہ روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی ش[یخ]
ابراہیم کی مجلس جنت کے باغوں میں سے ایک پھلا پھولا اور تازگی [کا]
باغ تھا۔

جب آپ مسائل حکمت کی تقریر کرتے تو اُنکے تحت میں حقائق صو[فیہ]
بیان کیا کرتے اور کلام صوفیہ کو حکما کی تحقیق پر ترجیح دیتے اور فرماتے
ھؤلاء الفلاسفۃ قاربوا عصورًا اعلی الحق ولم یھتدوا الیہ آپ کا
انتقال ۱۰۰۰ھ میں ہوا۔ چنانچہ ایک فرید عصر اور ادیب زمانہ نے آپ کی

Marfat.com

وفات ان جملوں سے نکالی ہے۔ واللہ اعلم علی فراقت یا ابراہیم
دنون ۔

شیخ حسن عجمی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگوار شیخ المحدیث اور جامع فنون تھے جودت فہم ذہانت والیا
لسنت و بلاغت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ایک زمانہ تک شیخ عیسٰی مغربی
بیل علوم کی اور اُن کی صحبت سے فیض اُٹھایا شیخ عیسٰی مغربی کے
ہ اور بہت سے ماہرین فن اور ائمہ وقت کی خدمت میں رہے
احمد قشاشی شیخ محمد بن العلاء بابلی شیخ زین العابدین ابن عبدالقادر
یا وغیرہ سے حدیثیں روایت کیں اور صحبت سے مستفید ہوسکے
حدیث و فقہ اور مغازی و سیر میں بہت بڑی قابلیت رکھتے تھے آپ
ہن و حافظہ ایسا وسیع تھا جس کی تعریف شیخ زین العابدین جیسے علامہ
فرزانہ روزگار نے نہایت وزنی الفاظ میں کیا کرتے تھے جو شافعیہ کے
لی اور اُنکے ایک نہایت معزز و مقتدر امام تھے ۔

شیخ ابوطاہر کا بیان ہے کہ شیخ حسن عجمی نے شیخ نعمت اللہ قادری
سے ملاقات کی تھی اور دعوت اسما میں انتہا سے زیادہ شہرت رکھتے
ہے ۔ اگرچہ آپ حنفی المذہب تھے اور تمام باتوں میں فقہ حنفی پر عمل
تے تھے لیکن سفر کی حالت میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کی نماز
ع کرکے پڑھا کرتے تھے اور اقتدا کی صورت میں امام کے پیچھے سورہ

Marfat.com

فاتحہ پڑھتے تھے آپ ہم لوگوں کو تاکیدی حکم فرمایا کرتے تھے کہ
عورتوں پر تنگی جائز نہ رکھو اور بعض ان رخصتی مسائل کا حکم کرو جن کی
علماء حنفیہ نے دی ہے تاکہ وہ نہایت سہولت و آسانی کے ساتھ
ادا کر سکیں شیخ ابو طاہر یہ بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ لیکن سید
حسن العجمی بجمیل وکانت فی عینہ ھنۃ وکان مع ذلک اذا
الحدیث رءی علی وجھہ الانوار وصار کاجمل من رءی فی الد
وذلک سر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا الحد
یعنی میرے استاد شیخ حسن عجمی کائنات حسن کے لب لباب اور چند
خوبصورت نہ تھے بلکہ ان کی آنکھ میں ایک عیب بھی تھا لیکن یہ نہ
تعجب بلکہ حیرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ جب آپ حدیث پڑھا
کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چہرہ پر انوار برس رہے ہیں اور
وقت دنیا بھر سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے غالباً یہ اس حدیث
کا اثر معلوم ہوتا ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں
ادا فرمایا ہے کہ نضر اللہ عبدا سمع مقالتی ووعاء یعنی خدا تعالیٰ
بندہ کے چہرہ کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سنتا اور یاد رکھتا ہے
شیخ حسن عجمی نے ایک رسالہ بھی تالیف کیا ہے جس میں اپنی تمام
کو ضبط کر دیا ہے اور جس سے آپ کے علمی تبحر کی قوت اور خداداد
بہت کچھ ثابت ہوتی ہے آپ ہر سال رجب کے مہینے میں مدینہ طیبہ
کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے اور مسجد نبوی میں بیٹھ کر صحیح

Marfat.com

سے ایک کتاب بطریق سرد ختم کرتے تھے۔ اہل مدینہ آپ سے
بتیں روایت کرتے تھے اور مجلس درس میں شیخ ابو طاہر قاری ہوتے تھے
کوئی دوسرا شخص قراءت کرتا تو آپ اُس سے خوش نہ ہوتے۔

واضح ہو کہ علماء حرمین کے نزدیک کتب حدیث کے درس کے تین طریقے ہیں ایک طریق سرد اور وہ یہ ہے کہ شیخ خواہ سامع ہو یا قاری کتاب کی تلاوت اس طرح کرے اثنا قراءت میں نہ تو مباحث لغویہ کا ذکر چھیڑے نہ مسائل فقہیہ کو متفرع کرے۔ نہ اسما رجال کی تحقیقات کرے نہ کلمات غریبہ کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ دوسرا طریق بحث و حل ہے وہ یہ کہ ایک حدیث کی تلاوت کے بعد شیخ ہر لفظ غریب و مشکل ترکیب اور قلیل الورود اسم اور ظاہر الورود سوال اور منصوص علیہا مسائل پر توقف کرے اور ان تمام باتوں کو متوسط تقریر سے حل کرے جب ایک حدیث کے متعلق تمام مراتب طے ہو لیں تو آگے بڑھے اور دوسری حدیث پڑھنے کے بعد ان تمام امور کی رعایت کرے وعلی ہذا القیاس تیسرا طریق امعان و تعمق ہے اور وہ یہ ہے کہ شیخ ہر ہر کلمہ کے مناسبات و متعلقات اور مالہا و علیہا کو بڑی بسط و شرح کے ساتھ بیان کرے مثلاً کسی غریب کلمہ اور مشکل ترکیب کے توضیح میں قدیم زمانہ کے شعرا کے کلام سے شواہدات پیش کرے اُنکے استعمال کے مواقع و محال عمدہ طور پر ذکر کرے اسما رجال کی تحقیق میں اُس قوم کے حالات اور اخلاق و عادات بالتفصیل بیان کرے اور مسائل فقہیہ کی منصوص علیہا مسائل پر تفریع کرے اور ہر مسئلہ کی تخریج کی طرف بالتصریح اشارہ کرے اور ادنےٰ مناسبت کی وجہ سے عجیب و غریب قصے اور نادر و عبرت آمیز

Marfat.com

غرضنکہ شیخ حسن عجمی اپنی خداداد قابلیت اور عام اخلاق کی وجہ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۵) حکایتیں نقل کرے علمار حرمین محترمین میں یہ تینوں طریقے رائج ہیں اور محدثین کے گروہ میں یہ تمام مراتب دیکھے جاتے ہیں شیخ حسن عجمی اور شیخ احمد اور شیخ ابوالطاہر وغیرہ کا مختار و پسندیدہ طریقہ سردہی تھا لیکن نہ مبتدین اور عام لوگوں کے لئے بلکہ خواص متبحرین اور منتہیوں کی نسبت تاکہ سماع حدیث اور سلسلہ روایت جاری ہو اور باقی مباحث کا شرح حدیث میں مطالعہ کریں کیونکہ آج حدیث کا ضبط اور اس کا علیہ شروح حدیث ہی ہیں۔ پھر اس مقام پر یہ بھی جاننا ضروریات سے ہے کہ محدث کے فرائض منصبی کیا ہیں۔ جب کوئی محدث حدیث پڑھانے میں مشغول ہو تو اول رجال کے ناموں کی تصحیح اور انکے معرفت وثوق کے بعد حالات وواقعات کی توضیح کرے پھر مختلف المعنی نیز ان حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہو جن میں بلحاظ معنے چند احتمالوں کی گنجائش ہو اس کے بعد فروع فقہیہ اور اختلاف مذاہب فقہا اور مختلف روایات میں توفیق و تطبیق اور امعان وتعمق سے بعض حدیثوں کو بعض پر ترجیح وغیرہ کا اچھی طرح بیان کرے الغرض مرحوم کے اوائل علمار اگرچہ ان امور کی طرف مشغول نہیں ہوتے تھے لیکن اب فقہا و متکلمین بہت کچھ خوض وغور کرتے ہیں مگر ان کی یہ بحث اور خوض وفکر بالکل بے جا ہے۔ کیونکہ آج تمام متون کی شرحیں موجود ہیں اور مغلق حدیثوں کے حواشی بڑی آب وتاب کے ساتھ لکھے جا چکے ہیں اور جب یہ ہے تو اب امور مذکورہ بالا کی چنداں ضروری نہیں رہی واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

م علمار حرمین محترمین میں عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے
۔ اور اہل مکہ ان کی بڑی تعظیم و توقیر سے پیش آتے تھے دنیاوی اعزاز اور
بی تقدس میں اس سے بڑھ کر اور کیا درجہ ہو سکتا تھا کہ ایک مقدس و متبرک
ام کے متولیوں نے آپ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کیا تھا اور امامت کا وزنی د
تی تاج آپ کے سر پر رکھا تھا جس کی وجہ سے شرفا عرب اور سلاطین
م کی گردنیں آپ کے سامنے جھک جاتی تھیں۔

خ حسن عجمی کی بے مثل تواضع یہ جاہ و جلال اور عظمت و جبروت کے سبین
لشنہ شیخ حسن عجمی کے پیش نظر تھے لیکن باوجود اس شان و شوکت کے
پ کے مزاج میں غایت درجہ کا عجز و انکسار اور بے نظیر حلم و وقار تھا آپ
نے مشائخ کی سنت خصوصیت کے ساتھ انتہا درجہ کی تواضع برتتے تھے
ران کی مراعات خاطر اور اعزاز و اکرام میں پہلے درجہ کی کوشش کرتے تھے
س زمانہ میں آپ کے عروج و ترقی کا ستارہ شہاب ثاقب بن کر خوب زور
ور سے چمک رہا تھا اس وقت آپ نے اور بھی عجز و خاکساری اختیار کی
ی اور ادنےٰ ادنےٰ آدمیوں سے تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آتے
تھے۔

خ حسن کا اپنے مشائخ کی نسبت احترام مشائخ کے اعزاز و احترام کا یہ حال تھا کہ آپ ان
کے سامنے گردن جھکائے بیٹھے رہتے تھے اور
بجز کسی سخت ضرورت کے گفتگو کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے چنانچہ ایک
فعہ کا ذکر ہے کہ آپ شیخ عیسےٰ مغربی کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے

Marfat.com

اکثر علماء حرمین مجلس میں موجود تھے اور لوگ اپنے شبہات وشکوک پیش کر رہے تھے شیخ حسن عجمی نے بھی جسارت کر کے دریافت کیا یا سیدی اذا کان للانسان شیخ فهل له ان ید خل علی شیخ اخر یعنی اے سید جب آدمی کا ایک شیخ ہو تو کیا اُسے جائز ہے کہ دوسرے شیخ کا معتقد بن جائے شیخ عیسے مغربی نے جواب دیا کہ الاب واحد الاعمام شتی شیخ حسن عجمی کو یہ جواب سنکر دوبارہ دریافت کرنے اس جملہ کی تشریح کرانے کی جرأت نہ پڑی اور آپ بڑی خاموشی کے سب کی باتیں سنتے رہے حقیقت میں اہل مجلس کے لئے شیخ عیسیٰ کا یہ جواب ایک پہیلی تھی جس کا بوجھنا سخت مشکل تھا اکثر اہل مجلس نے چاہا کہ اس معمے کو حل کریں لیکن کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اس طلسم کی کشائی کرے انجام کار مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر اپنے مقاموں پر واپس جانے لگے اس وقت اکثر مشائخ شیخ حسن عجمی کے پاس آئے اور اس معمے کو حل کرنا چاہا آپ نے بہت ہی مختصر لفظوں میں اس جملہ کی یوں تفسیر کی کہ شیخ اول کی قدرومنزلت جس کی وجہ سے انسان نے بیعنہ بشریت سے خروج کر کے ملک اعلےٰ میں قدم رکھا بہ نسبت اور مشائخ کے بہت کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہمیشہ نیکی و بھلائی سے پیش آنا چاہیئے جس طرح اپنے حقیقی والد کے ساتھ پیش آتا ہے اور دوسرے مشائخ کے ساتھ وہ معاملہ برتنے جو اعمام کے ساتھ برتنا چاہیئے۔

Marfat.com

شیخ حسن عجمی آخر عمر میں مکہ چلے آئے تھے اور یہیں توطن اختیار کر لیا تھا طائف میں ایک مدت تک گوشہ نشین رہے اور اسی مقام پر انتقال فرمایا حضرت ابن عباس کی تربت کے متصل مدفون ہوئے۔ جس وقت آپ نے دنیا سے منہ موڑ کر سفر آخرت قبول کیا ہے اس وقت سنہ ۱۱۱۳ ہجری کا شروع تھا۔

شیخ احمد نخلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم ظاہر و باطن دونوں کو جامع تھے اور بہت سے مشائخ طریقت اور علماء شریعت کی صحبت سے فیض یاب تھے۔ شیخ عبدالرحمٰن محجوب سید محمد رومی۔ سید عبداللہ سقاف اور میر کلاں بن میر محمود بلخی وغیرہ سے خرقہ صوفیہ زیب تن فرمایا محمد بن العلاء۔ البابلی اور شیخ عیسیٰ مغربی کے علاوہ اور بہت سے ائمہ اور فضلاء عصر سے حدیثیں روایت کیں سماع بخاری اور مؤطا میں تسلسل روایت حاصل کیا۔ ابتداء نشوونما کے زمانہ سے صلاحیت و دیانت اور علم و علما کی محبت اور ان کے التزام صحبت اور مشائخ صوفیہ کے اعتقاد اور انکے اعمال و اشغال سے متصف تھے۔ اکثر مشائخ حرمین کی صحبت میں زمانہ دراز تک مستفید رہے اور حرمین میں آمد و شد کرنے والوں سے فیض یاب ہوئے۔ غرضکہ یہ بزرگوار مکہ معظمہ کے اعیان دولت اور رؤسا شہر میں ایک نہایت معزز و ممتاز شخص شمار کئے جاتے تھے اور برکت و استجابت دعوات میں مشہور

Marfat.com

معروف تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن نخلی ولد شیخ احمد نخلی روایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شیخ احمد نخلی کے والد کے ہاں کوئی فرزند نہ رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ اندوہ و رنج میں گرفتار رہتے اور کسی بات میں مزہ نہ آتا تھا لیکن جب شیخ احمد پیدا ہوئے تو انہوں نے اکثر اہل اللہ سے مولود مسعود کی ترقی عمر کی استدعا کی اور استمداد و طلب ہمت میں انتہا سے زیادہ کوشش کی۔ شیخ احمد جب کسی قدر بڑے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار ہمیشہ جمعہ کے روز شیخ تاج سنبھلی کی خدمت میں بھیج دیا کرتے۔ شیخ تاج رحمتہ اللہ علیہ کو شیخ احمد سے دلی محبت پیدا ہو گئی تھی۔ جب شیخ احمد آپ کی خدمت میں پہنچتے تو آپ انہیں اپنی آغوش محبت میں لے کر دست شفقت سر پر بار بار پھیرتے اور اپنے متبرک انفاس سے مالا مال کر کے واپس کرتے اتفاق سے ایک روز شیخ احمد جوں ہی شیخ تاج کی خدمت میں پہنچے اور آپ کی نظر مبارک ان کے چہرہ پر پڑی تو آپ دریائے تامل میں محو ہو گئے زاں بعد اس غلام سے کہلا بھیجا جو شیخ احمد کے ساتھ ہمراہ ہوتا تھا کہ ھذا الطفل لیس مثلک بل ھو افضل واسعد منک غیر انہ لیس لہ من العمر الا الشئی الذی ... یعنی یہ ہونہار اور بلند اقبال لڑکا تم جیسا نہیں ہے بلکہ تم سے افضل اور زیادہ بختاور ہے لیکن مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی عمر بہت تھوڑی ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ اب اس کی عمر طبعی ہو چکی ہے

Marfat.com

قریب خزاں کا وقت آیا چاہتا ہے جب غلام شیخ احمد کے والد بزرگوار
کے پاس پہنچا اور حقیقت حال کا انکشاف کیا تو انہیں سخت رنج ہوا اور
اسی وقت غلام سے فرمایا کہ تو بھی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو اور میری
طرف سے یہ التماس کر کہ یا سیدی انی اعطیت عمر هذا الطفل
وانی استشفع بك فی هذا الامر یعنی اے سید میں اپنی عمر بخوشی اس
لڑکے کو دیتا اور آپ کو اس بارہ میں شفیع قرار دیتا ہوں شیخ تاج نے
جب یہ پیام سنا تو مراقبہ میں مشغول ہوئے اور ایک ساعت کے بعد
سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے آقا سے کہہ دو کہ تمہاری نیت مقبول ہوئی
اور خدا تعالے نے میری دعا سن لی اب انہیں صرف تین مہینے کی مہلت
ہے اس مدت میں سفر آخرت کے لئے مستعد تیار ہو جاؤ چنانچہ شیخ احمد
کے والد بزرگوار اسی مدت میں عالم فانی سے انتقال کر گئے اور شیخ
احمد نے زندگی کے ترسٹھ مرحلے طے کر کے سفر آخرت قبول کیا
شیخ عبدالرحمن ولد شیخ احمد نخلی نقل کرتے ہیں کہ معاملہ بیع و شرا اور
داد و ستد میں میں اپنے والد بزرگوار کا وکیل تھا اور تمام دنیاوی معاملات
ان کی طرف سے میں ہی کیا کرتا تھا لیکن جب شیخ کی عمر طبعی کا خاتمہ
ہونے کو ہوا اور انتہا درجہ کا ضعف غالب آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ
مبادا شیخ کی حیات کا پیمانہ دفعتہً لبریز ہو کر چھلک پڑے اور آپکے
تمام قرضوں کا بار میری گردن پر رہے اس لئے میں ایک دن شیخ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور قرضخواہوں کے مطالبہ کی شکایت پیش کی۔

Marfat.com

اور عرض کیا مجھے خوف ہے کہ اچانک کوئی حادثہ پیدا ہو اور تمام
دیون میرے ذمہ باقی رہجائیں اور میرے عزیز و قریب اس کا
کا اعتبار نہ کریں شیخ نے ایک نہایت خوش آیندہ تبسم کے ساتھ
فرمایا کہ برخوردار من! تم اس خدشہ کو اپنے دل میں راہ نہ دو۔ مجھے
کامل امید ہے کہ تا وقتیکہ میں اپنے تمام قرضوں سے سبکدوشی حاصل
نہ کرلوں اور میرے سارے دیون ادا نہ ہو جائیں دنیا سے رخصت
نہ ہوں میرا خیال ہے کہ جس رات کو کوئی قرضہ میرے ذمہ باقی نہیں
رہے گا وہی رات میری زندگی کی اخیر شب ہوگی اور اسی رات
میرا جام حیات لبریز ہو کر چھلک جائے گا۔ شیخ عبدالرحمن کا بیان
ہے کہ اس کے بعد جب آپ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو تمام قرض
کی ادائیگی دفعتہً کر دی گئی اور جس رات آپکے ذمہ کسی کا قرض باقی
نہیں رہا وہی آپ کی عمر کی آخری شب تھی۔

شیخ احمد نخلی فرماتے ہیں کہ طریقہ خلوتیہ میں میرے شیخ۔ جناب
شیخ عیسے بن کنان خلوتی تھے۔ جب انہوں نے مجھے طریقہ خلوتیہ
کی اجازت دی تو مجھے مکہ معظمہ میں علی رؤس الاشہاد اپنا خلیفہ مقرر
کیا اور اس طریقہ کے تمام پیروؤں سے میرے لئے خلافت کا
معز لقب حاصل کیا تاکہ تمام خلوتی میرے پاس جمع رہیں۔ اور
نماز تہجد کے بعد ان اوراد و وظائف میں مشغول رہیں جو اس فرقہ
میں رائج ہیں شیخ علیٰ کی ان بے اندازہ مہربانیوں اور گرانبہا

Marfat.com

یتوں سے مجھے بیحد خوش ہونا چاہیئے تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ
کے بعد میں ہمیشہ متردد رہا اور مجھ پر ایک بھاری غم کا لشکر ٹوٹ پڑا
بمہ ابتدا سے میرا میلان طبع طریقہ نقشبندیہ کی طرف تھا اور اسی
قہ کو میں دوست رکھتا تھا مجھے اس وقت سب سے بڑی اور سخت
ل کا سامنا یہ تھا کہ شیخ کی مخالفت نہ کر سکتا تھا اور ان کے خلاف
یا کسی کام کرنے کی مجال نہ تھی۔ آخر کار میں نے مجبور ہو کر جناب نبی
لم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب توجہ کی اور اسی سال روضہ مقدس کی
رت سے مشرف ہوا۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پیشتر میں نے جناب
عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا آپ خلفا اربعہ کی مختصر
ی جماعت کو ساتھ لئے ہوئے زیارت عثمانیہ میں تشریف لائے ہیں
ں یہ دیکھ کر اس طرف دوڑا اور آپکے نیز خلفا کرام کے دست مبارک
ر بوسہ دیا اور بالترتیب ہر خلیفہ کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ جناب رسول
بی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جدید سجادہ کی طرف جو
پکے قبر شریف کے سرہانے اور صف اول کے محاذاۃ میں بچھا ہوا تھا
ئے اور فرمایا ھذہ سجاد الشیخ تاج اجلس علیھا یعنی یہ شیخ تاج کا
جادہ ہے تمہیں اس پر بیٹھنا چاہیئے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو معلوم
یا کہ اس سے اشارہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف ہے گویا آپ اسی طریقہ کی
اجازت دیتے ہیں ؎

Marfat.com

شیخ عبداللہ بن سالم البصری ثم المکی

شیخ عبداللہ بن سالم البصری | اس فاضل اجل عالم بے بدل نے کتب کی اشاعت و ترویج میں جس مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کوشش کی ہے بار احسان سے علماء دنیا کو سر اٹھانے کی جگہ نہیں ہے سچ یہ ہے علم حدیث کے مردہ قالب میں شیخ عبداللہ ہی نے ایک نئی اور تازہ روح پھونکی ہے مسند امام احمد کا کامل نسخہ دائرہ گمنامی میں روپوش ہو گیا تھا قریب تھا کہ سطح زمین پر کوئی کامل نسخہ دستیاب نہ ہو سکے مگر شیخ نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے مصر و عراق اور شام وغیرہ کے علمی خزانوں سے اس کے منتشر اور پراگندہ اجزاء جمع کئے اور سب کو ملا کر ایک نسخہ مرتب کیا از اں بعد اول سے آخر تک ایک غائر نظر ڈالی اور صحیح کر کے اصل قرار دیا اسی طرح کتب سماع ستہ کے مختلف اور متعدد نسخے جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کیا اور بڑی محنت و جانفشانی سے صحیح کر کے طالبان علم میں شائع کیا نسخہ بخاری اپنی قلم سے لکھا اور اصل سے بہتر لکھا صحیح بخاری کی ایک نہایت مبسوط اور جامع شرح تصنیف کی اور اس کا نام ضیاء الساری رکھا اور اس وقت تمام ممالک اسلامیہ میں موجود ہے ایک عرصہ ہوا کہ مطبوع بھی ہو چکی ہے اور اکثر طلبہ کے پاس دیکھی جاتی ہے ضیاء الساری دیکھنے سے شیخ عبداللہ کی لیاقت اور پولیٹیکل قابلیت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

میں نے خود اس شرح کو دیکھا ہے اور اکثر مقامات پڑھے ہیں حقیقت
باریکیاں اور نکات اس خاص فن میں آپ نے بیان کیے ہیں ان کی
سے بخاری کی دوسری شروح بالکل خالی ہیں علم حدیث کے غوامض و
کے علاوہ مسائل فقہیہ کی ایسی تنقیح و توضیح کی ہے جس کی نظیر کہیں نہیں
جو لوگ کتاب و سنت سے خاص دلچسپی رکھتے اور جن کی معلومات
حدیث میں بہت وسیع ہے وہ ضیاء الساری کو دیکھ کر فوراً یہ نتیجہ نکال
ہیں کہ حقیقت میں شیخ عبداللہ فن حدیث کا ایسا علامہ ہے جس کی مثال
عہد میں اور کوئی نہیں پائی جاتی، ایک اندازہ کرنے والا دماغ اور جانچنے
نقل شیخ کی اس تصنیف کو دیکھ کر بلا تامل کہہ سکتی ہے کہ بے شک آپ
حدیث کے جولانگاہ کے شہسوار ہیں اور اس فن میں وہ وسعت نظر اور
تبحر رکھتے ہیں جو ایک مجتہد اور ماہر فن کے لئے ضروری ہے ۔
لیکن نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ شیخ اس شرح کو ضعف پیری
وجہ سے پورا نہ کر سکے اور آپ کی زندگی میں اس کی تکمیل نہیں ہوئی ۔
یہ شرح شیخ کی قلم سے پوری اور کامل ہو جاتی تو ایک بے نظیر اور لاثانی
شرح ہوتی اور اس کے مقابلہ میں بخاری کی کسی دوسری شرح کی ضرورت نہیں پڑتی
خلاصہ یہ کہ آپ نے اپنی تمام عمر روایت کتب حدیث میں صرف کی اور اسی بحث
تنقیح میں ہمیشہ مشغول و مصروف رہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اس متاخر
میں ایک آپ ہی حافظ حدیث اور ضابط روایت تھے ۔

حفظ حدیث کے طریقے امت مرحومہ میں تین حال پر گذرے ہیں پہلا حال یہ تھا

Marfat.com

آپ بچپن کے زمانہ سے تحصیل علوم کی طرف راغب اور علماء و فضلاء کو مغتنم سمجھتے تھے اتقاد پرہیزگاری اور ورع و صلاح کو اپنا اوڑ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۵) کہ صحابہ اور تابعین کے عہد مبارک میں لوگ حدیثیں یاد کرتے تھے اور اس وقت ضبط حدیث صرف جودت ذہن اور قوت حافظہ تھا دوسرا حال یہ تھا کہ تبع تابعین اور اوائل محدثین کے زمانہ سے طبقہ سابعہ تک لوگ حدیثوں کو لکھتے تھے۔ اس وقت ضبط حدیث تبیین خط اور نقاط حرکات سکنات تصویر حروف اصول صحیحہ سے مقابلے وغیرہ پر منحصر تھا تیسرا حال یہ تھا کہ حدیث نے علم الرجال اور الفاظ مشکلہ و غریبہ کے ضبط میں بڑی بڑی مبسوط کتابیں تصنیف کیں اور مفصل شرحیں لکھیں اور ان میں ان مسائل سے تعرض کیا جو حدیث کے عنصر سمجھے جاتے ہیں پس اب ضبط حدیث کا صرف ایک یہ طریقہ رہ گیا کہ واقف حدیث مبسوط تصانیف و شروح کو پیش نظر رکھ کر ان کے مطابق روایت کرے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں اہل حدیث نے تساہل اختیار کیا۔ قدیم زمانہ میں جس قدر متقدمین تشدد کرتے تھے اسی قدر متاخرین نے تساہل برتا اور ... کو چھوڑ کر صرف خط پر اکتفا کیا گیا اس لئے ان میں اجازت مجردہ وغیرہ کا رواج جاری ہوا ... طبقات سابقہ کے کہ ان میں یہ طریقہ مروج نہ تھا خلاصہ یہ کہ ضبط کا یہ طریقہ شیخ عبداللہ ... کے نزدیک کمال کی ایک بہت بڑی اور اعلیٰ درجہ کی شاخ تھی اور اس سلسلہ کے باقی رہنے کے ... ہی باعث تھے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ اور بہت سے علماء محققین نے ... اس طریقہ کو حاصل کیا اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی بدولت یہ طریقہ ہندوستان میں ...

Marfat.com

ے ہوئے تھے ہر روز قرآن مجید کے دس سیپارے پڑھنا آپ کا دستور
در وہ بھی سرسری طور سے نہیں بلکہ امعان و تدبر سے لیکن جب بڑھاپے
ف آپ کا غالب ہوا تو طاقت کے مطابق "تلاوت میں مصروف رہنے
غرضکہ کوئی وقت ایسا نہ تھا جس میں آپ درس یا تلاوت یا نماز و عبادت
مصروف نہ ہوتے ہوں۔

شیخ عبداللہ کے واجب التعظیم والد شیخ سالم اگرچہ شریف کے
میں ایک معزز و ممتاز عہدہ پر مامور تھے اور بے شمار دولت و حشمت
ے تھے اور اپنے فرزند رشید کی بہت کچھ خدمت کرتے تھے لیکن
ی عبداللہ ہمیشہ فقیرانہ حالت میں زندگی بسر کیا کرتے اور اسی حالت میں
پسند کرتے تھے۔ آپ نے کعبہ معظمہ کے جوف میں دو مرتبہ صحیح بخاری
کی ایک دفعہ اس وقت جب لوگ کعبہ کی ترمیم میں مصروف تھے دوسری
یہ اس زمانہ میں جب کعبہ کے دروازہ کی تعمیر ہو رہی تھی مسند امام احمد بن
بل کی تصحیح و جمع کے بعد مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
رک کے سرہانے بیٹھ کر درس دیا اور چھٹے روز ختم کر دی جب آپ
یث کی قرارت کرتے تو تمام علماء حرمین اور مشائخ صوفیہ مجلس میں موجود
تے اور جب تک پڑھتے سب گردنیں جھکائے خاموشی کے ساتھ سنتے
یث پڑھتے وقت لوگوں کو معلوم ہوتا کہ گویا آپ پر وحی اتر رہی ہے
شیخ نے طول طویل عمر پائی اور سب مرضیات الٰہی میں صرف کی عام
ور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب انسان زیادہ ضعیف اور بوڑھا ہو جاتا

Marfat.com

ہے تو اس کے اعضا و حواس ایک ایک کرکے جواب دیتے جاتے ہیں بدن قویٰ مضمحل ہوتے جاتے ہیں لیکن بڑی خوشی کی بات ہے شیخ عبداللہ صاحب باوجود اس ضعف و بڑھاپے کے بالکل ویسے ہی تندرست تھے جیسے عالم شباب میں آپ کے عقل و فراست ہوش و ذہن حفظ و ضبط صحت حواس میں سرمو تفاوت نہ آیا تھا البتہ قوت میں کچھ فتور پیدا ہو گیا تھا۔ آخر عمر میں شیخ عبداللہ مغربی نے آپ صحاح کی چھوٹوں کتابیں نہایت تحقیق و تدبر کے ساتھ پڑھیں اور اہل مکہ نے سماع حدیث کی۔ آپ نے رجب کی چوتھی تاریخ سنہ ۱۱۴۳ میں انتقال کیا اور دنیا میں ایک جیتا جاگتا اثر چھوڑا۔

یہ مشائخ صوفیہ اور علما محدثین وہ ہیں جن میں سے بعض حضرات جیسا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حرمین محترمین میں بالمشافہ حدیث روایت کیں اور سند و اجازت حاصل کی خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا بعض وہ ہیں جن کے واسطے سے آپ تک اسناد حدیث اور خرقہ کا سلسلہ پہنچا۔ اس مابین سفر میں شاہ صاحب کا کوئی اور الیہا واقعہ ذکر نہیں ہے جو ناظرین کے سامنے پیش کیا جائے۔ لہذا اب میں شاہ صاحب کے اس مقدس و مبارک سفر کے حالات ختم کرتا ہوں تاریخ کے صفحات پر آگے اندھیرا چھایا ہوا ہے جو چند واقعات قلم چکے ہیں معزز ناظرین ان ہی کو غنیمت جانیں اب آپ کے واپسی کے حالات نہایت مختصر الفاظ میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

شاہ صاحب کے واپسی سفر کے واقعات

سفر کے حالات | جب جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب علمار حرمین
...ن سے اسناد حدیث حاصل کر چکے اور مشائخ صوفیہ سے فیض صحبت
...چکے تو اخیر ۱۱۴۴ھ ہجری میں دوبارہ ارکان حج ادا کئے اور ابتداء ۱۱۴۵ھ
...ی میں وطن مالوف کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اسی سنہ کی چودھویں
...جمعہ کے دن صحت و سلامتی کے ساتھ دہلی میں رونق افروز ہوئے
...نے خاص مکان میں سکونت اختیار کی شہر کے عموماً باشندے
...ی گرامی فضلا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ نے نہایت
...ہ پیشانی اور مراسم تپاک سے سب سے ملاقاتیں کیں۔ عام ملاقاتوں
...سفر کی کسل و کاہلی کے اتر جانے کے بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ میں
...م رکھا اور علم حدیث کے درس میں مشغول ہوئے سینکڑوں طالبان
...یث ایک ایک وقت میں علم حدیث پڑھتے اور اجازت و سند حاصل
...کے واپس جاتے۔

غرضکہ شاہ صاحب اس شان و شوکت سے ایک زمانہ تک علم
...یث کی درس و تدریس کرتے رہے اور اس کا استغراق و محویت کے
...تھا کہ ہر دن کے بہت تھوڑے حصہ میں وعظ و افتا اور فصل خصومات
...میں مصروف رہتے اور باقی اوقات درس طلبہ اور تکمیل تلامذہ میں صرف
...کرتے ملنے جلنے والوں اور باہر سے آمد و رفت کرنے والوں کو رات

Marfat.com

دن میں کوئی ایسا موقع بہت ہی مشکل سے ملتا جس میں آپ ان
سے خالی نظر آتے۔ اب آپ کے علمی تبحر کا ستارہ اور بھی چمک
تھا اور حدیث کے اصل جاہ و جلال کا گھر یہی ایک جلیل القدر
تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس وقت جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی ڈالی
بنیادیں آسمان تک پہنچ گئی تھیں اور شاہ صاحب کی کوششوں
یہ بیت العلم عجیب شان و شوکت اور سج دھج سے آراستہ ہو
صاحب اتحاف جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے علم و فضل
اشاعت حدیث کی نہایت باوقعت اور وزنی لفظوں میں تعریف کر
ہیں اور حقیقت میں وہ ایک اعلےٰ درجہ کا ریویو ہے جسے وہ اس
سے ادا کرتے ہیں کہ" جناب شاہ صاحب کا علوم متداولہ میں وہ پا
جس کا شمہ بھی بیان کرنے سے انسانی طاقت محض عاجز ہے آپ
عقلیہ میں وہ دستگاہ رکھتے تھے جس کا عشر عشیر بھی دوسروں کو نصیب
نہ تھا قطع نظر ان تمام علوم کے حدیث میں اپنے تمام ہمعصروں سے
امتیازیہ قوت رکھتے تھے اور اس علم میں مقتدائے وقت اور فرید عصر
کئے جاتے تھے آپ کی تقریر میں اس بلا کا جادو تھا کہ موافق و مخا
پر اس کا اثر برابر پڑتا تھا۔ ابتدائی زمانہ سے اگرچہ آپ کے فضل
کے جھنڈے ایک عالم میں گڑ چکے تھے اور آپ کے نام کا امتیاز
ہندوستان سے لے کر عرب و عجم تک برابر اڑ رہا تھا لیکن جب آپ
عرب کے مقدس و مبارک سفر سے واپس تشریف لائے اور علم

اور بھی اشاعت دی تو اب آپ اپنی عام مقبولیت کے سبب سے
نعی ہر دلعزیز ہو گئے اور اعزاز و اقتدار کا آفتاب پوری تابانی کے ساتھ
چمکنے لگا حقیقت میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا درسگاہ اس وقت
لوم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفی فقہ کا سرچشمہ تھا اس مقدس اور شریف
لم کی خدمت جس قدر آپ سے وجود پذیر ہوئی واقعی بات یہ ہے ۔ کہ
ندوستان میں کوئی شخص اس کا دعوے دار نہیں بن سکتا علم بالحدیث کا بیج
ندوستان کی بنجر اور ناقابل زمین میں آپ کے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم
احب نے ڈالا اور آپ نے اپنی ان تھک کوششوں سے اسے یہاں
ت سینچا کہ چند ہی روز میں اس کا ایک پودا اُگا اور سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے
لگا اور اس کے پھل پھول سے لگ گو دیاں بھر بھر کر لے جانے لگے اسے
ہندوستان کی بڑی خوش نصیبی کہنا چاہیئے کہ جہاں علم حدیث کا نام نشان
اور زبان پر نہ لیا جاتا تھا آج اس کے گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں علم حدیث
کے آوازے سنے جاتے ہیں ۔"

شاہ صاحب کے عام اخلاق و عادات وغیرہ

عام اخلاق و عادات وغیرہ | جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے ابتدائی
حالات اور زمانہ کم سنی کے واقعات ہم پہلے کسی قدر بسط کے ساتھ بیان
کر آئے ہیں یہاں انہیں دوبارہ بیان کر کے اپنے تذکرہ کو طول دینا نہیں
چاہتے مختصراً یہ ہے کہ آپ کا بچپن بالکل انوکھا اور نرالا تھا عموماً دیکھا

Marfat.com

جاتا ہے کہ نو عمری کے زمانہ میں بچے اپنی ناز بردار والدین سے طرح طرح کی طفلانہ ضدیں اور موقع و بے موقع بیان کیا کرتے ہیں مگر ناظرین کو تعجب ہوگا جب یہ بیان کیا جائے گا کہ شاہ صاحب نے کم سنی کے زمانہ میں کبھی کسی چیز کی ہٹ نہیں کی نہ کبھی کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی جس سے اوروں والوں کو آپ کی شکایت کرنے یا گھڑکنے کا موقع ملا آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ اپنے سے بڑی عمر والے شخص سے سر اٹھا کر کبھی بات نہیں کی۔ اگر کسی نے کچھ پوچھا تو نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ نیچی گردن کر کے جواب دیا۔ والد سے کبھی نظریں ملا کر بات نہیں کی۔ سامنے پاؤں پھیلا کر کبھی نہیں بیٹھے۔ بات کی تو خوشامدانہ تبسم کے ساتھ اور کسی چیز کی خواہش ظاہر کی تو عاجزانہ تہذیب کے ساتھ آپ بچپن کے زمانہ میں وہ دانشمندانہ اور بھاری بھر کم پنے کی باتیں کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کے دل ایک بے اختیاری کے ساتھ آپ کی طرف مائل ہو جاتے تھے۔

شاہ صاحب کا بچپن | شاہ صاحب کا بچپن معمولی کھلنڈرے بچوں کی طرح نہیں تھا آپ اپنے ہمسر بچوں کے ساتھ کبھی گھر سے باہر نہیں کھیلے نہ سیر و تفریح میں اپنا وقت ضائع کیا۔ ہمیشہ ایک دہشت آمیز تفکر آپ پر طاری رہتا اور اسی میں صبح سے شام تک مصروف رہتے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے عزیز و قریب کسی باغ میں سیر کے لیے گئے اور شاہ صاحب کو بھی ہمراہ لیتے گئے جیسا آپ وہاں سے واپس آئے تو آپ کے والد بزرگوار نے اپنے پاس بلایا اور دست شفقت سر پر پھیر کر فرمایا فرزند من انم۔۔۔

Marfat.com

رات دن میں کیا چیز حاصل کی دیکھو ہم نے اتنی دیر میں اس قدر درود پڑھے
ہی شاہ صاحب نے والد بزرگوار کی زبان مبارک سے یہ لفظ سنے
ندگی کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گئے اور سیر و تفریح سے توبہ نصوح کی
سکے بعد پھر کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے ۔

آپ کے مزاج میں سادگی اس درجہ تھی کہ والدین سے کبھی کسی بات کی
ش ظاہر نہیں کی جو کھانا ملا نہایت مسرت وخوشی سے کھالیا جو کپڑا
ہوا پہن لیا۔ آپ کے لب کبھی اس جملہ سے آشنا ہی نہیں ہوئے کہ یہ کپڑا
ناپسند ہے اور اس قسم کا کھانا مرغوب نہیں ہے خدا الحمد بہ کہ جب ہم
صاحب کے ابتدائی زمانہ کے واقعات پر سرسری نظر ڈالتے اور آپ
طفلانہ حرکات کا اجمالی خاکا کھینچتے ہیں تو ہمیں ایک نہایت ہی دلگیر اور
اد جلال سے بھرا ہوا سین نظر آتا ہے واقعی بات یہ ہے کہ فطرت جس
س کو اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے اس کا خمیر پہلے ہی سے
ایسا قابل بنتا ہے جس پر تجلیات ربانی کا بخوبی عکس پڑتا ہے شاہ صاحب
وقت تک گو کسی شرعی قانون کی پابندی پر مجبور نہ تھے نہ کسی دینی بات
نوز کوئی سبق پڑھا تھا لیکن پھر بھی اس ہونہار طبند اقبال خوش قسمت
ایک بات قانون شرع کے مخالف نہ تھی ۔ حال کے مورخوں نے شاہ
حب کے بچپن کے جو واقعات قلمبند کئے ہیں اگرچہ وہ بظاہر مبالغہ
لوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں شاہ صاحب کا بچپن نہایت حیرت انگیز
جس قدر لوگوں نے آپ کے اوصاف حمیدہ میں لکھا ہے اس میں

Marfat.com

کچھ بھی مبالغہ اور عبارت آرائی نہیں ہے بلکہ آپ کے نفس الامری اصلی واقعات ہیں۔

یہی وہ باتیں تھیں جنہوں نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب جیسے ... المزاج کو اپنا گرویدہ و فریفتہ کر لیا تھا۔ رحیم الطبع شیخ اپنے اس ہو... اور بلند اقبال فرزند سے نہایت ہی محبت رکھتے اور انتہا سے زیادہ ... سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار اپنی تمام اولاد میں مجھ سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور اکثر اوقات خلوت و جلوت میں اس فقیر کی طرف التفات خاص فرماتے تھے۔ جب مجھے دیکھتے بے حد خوش ہوتے اور تلطف ... لہجہ میں دلجوئی کرتے ابھی میں صغیر سن ہی تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس ... فرمایا کرتے تھے کہ فرزند من! میرے دل میں بے اختیار یہ بات پیدا ... ہے کہ ایک ہی دفعہ تمام علوم و فنون تمہارے دل میں ڈال دوں اور ... کے ساتھ ایک ایسا جوش پیدا ہوتا ہے جسے میں بہت مشکل سے دبا... ہوں اس کے بعد جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بمقابلہ اور بھائیوں کے جو خدا تعالے نے اس فقیر کو علمی کمالات کا زیادہ سرمایہ عطا کیا وہ حقیقت میں جناب والد بزرگوار کے سایہ عاطفت اور آغوش تربیت میں ... کا صدقہ اور آپ کے نفس مبارک کا اثر ہے ورنہ اس فقیر نے تحصیل ... میں چنداں محنت و جانکاہی نہیں کی۔

عالم شباب | شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ جیسا پیارا اور دلفریب ...

ویسا ہی جوانی کا عالم نہایت ہی مبارک اور خوش آیندہ تھا اکثر آدمی
ام شباب کی ترنگ میں کج خلق اور مغلوب الغضب ہو جاتے ہیں لیکن
یک نہاد کریم الطبع نوجوان اس وقت بھی خلق مجسم تھا جس کے عام
ق اور ذاتی خوبیوں نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا اور جس کی شریفانہ
ل اور مہذبانہ طرز و روش نے تمام لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔
ں وقت شاہ صاحب کی فراخ اور نصیبہ ور پیشانی میں خلق عظیم کا قیمتی
ہر اس طرح دمک رہا تھا جیسے فانوس میں شمع یا قمقمہ میں چراغ آپ کی خوش
قی تکلف اور بناوٹ کی رنگ سے رنگین نہ تھی جو لوگوں کے دل پر چھانے
امرار رؤسا کے خوش کرنے کے لئے استعمال میں لائی جاتی بلکہ فطری
ر قدرتی تھی یہی وجہ تھی یہ حالت اور ہر موقع پر ایک ہی رنگ میں نظر
تی تھی۔

پختو خست | آپ کی کہولت کا زمانہ عجیب و غریب زمانہ تھا جو بچپن اور
انی کے دونوں زمانوں سے زیادہ مبارک اور خوش آیندہ تھا جو قوت
روت اور علامت روی اس وقت تھی وہی اب بھی ہے بلکہ تجربہ
ی شان و شوکت اور پختہ کاری کی سرپرستی نے اس وقت اسے اور
ہی چمکا دیا ہے جو عجز و انکساری اور متواضعانہ اخلاق عالم شباب
یں تھی۔ وہی اس بڑھاپے کی حالت میں موجود ہیں جیسی درس و تدریس
ی گرم بازاری پہلے تھی وہی اب بھی باقی ہے زہد و اتقا خدا پرستی و
طاعت گزاری ہیں جو اس وقت مستعدی و سرگرمی تھی وہی اس کمزوری

Marfat.com

اور ضعف کے وقت بھی ہے غرضکہ شاہ صاحب کے تینوں زمانہ کے حالات زندگی دنیا سے بالکل اعجوبہ اور جہان سے نرالے تھے آپ کا یہ زمانہ ہر طرح سے قابل مبارکباد تھا۔

فضل وکمال | فضل وکمال اور علمی حیثیت سے جناب شاہ صاحب جس قدر و منزلت کے شخص تھے اگرچہ اس کی نظیر آج باوجود تجسس کے کہیں نہیں ملتی لیکن حدیث وفقہ کے لحاظ سے علماء و الے آپ کو مجتہدین فن کے دوسرے درجہ میں جگہ دی ہے چنانچہ فاضل مورخ آپ کی فضل وکمال کی نسبت اپنی رائے یوں ظاہر کرتے ہے کہ "جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی شہرت اگرچہ زیادہ تفسیر و ادب میں ہے لیکن آپ حدیث وفقہ میں بھی درجہ اجتہاد اور مجتہدین فن میں شمار کیے جاتے تھے" حقیقت میں شاہ صاحب کی تاریخی زندگی میں جو چیز سب سے زیادہ قابل فخر اور باعث دوام ہے وہ آپ کے علمی کارنامے ہیں جو خصوصیت کے حال کی تاریخوں میں جستہ جستہ مذکور ہیں اگر ہم آپ کی زندگی کے تمام علمی کارناموں اور واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ اگر فیصدی دو کا بھی انتخاب کیا جائے تو حیات ولی کی وسعت ان کے لیئے کافی نہیں ہو سکتی لہذا ہم ان واقعات کو قلم انداز کرتے اور صرف وہ حالات معزز ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں جو آپ کی تالیف کے مغز اور مختلف

Marfat.com

مختصر انتخاب یا سچا فوٹو ہے ۔
علماء مؤرخین نے جناب شاہ صاحب کو علم حدیث وفقہ کے
اعتبار سے مجتہدین فن کے بعد دوسرے درجہ میں جگہ دی ہے ۔
ورنہ وہ کونسا علم تھا جس میں شاہ صاحب کو تبحر نہ تھا کلام وادب
وعربیت کا بہت بڑا جوہر ہے اس میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا جو
کہ ماہرین فن کو تسلیم ہے آپ کے علمی مناظروں کے دیکھنے
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین شعرا کے اشعار کثرت یاد تھے
جو سند کے ہر ہر موقع پر برجستہ پیش کرتے تھے مذہبی اور متداولہ
علوم کے انتساب کو اگر الگ کر دیا جائے تو بھی ادیبوں اور متکلمین
کی فہرست میں آپ کا نام نہایت روشن اور جلی حرفوں میں نظر آتا
ہے غرضکہ شاہ صاحب کی ہمہ دانی نہایت حیرت انگیز ہے (حدیث
تفسیر فقہ ادب کلام سیر مغازی معانی وغیرہ میں آپ کا شمار مجتہدین
فن میں ہوتا تھا اور اس کے سوا اور بھی بہت سے علوم تھے جن میں
آپ کی نظر نہایت وسیع اور غائر تھی علم لغت میں آپ سے زیادہ کوئی
عالم نہ تھا اور اس فن خاص میں جو درجہ متقدمین میں صاحب قاموس کو
تھا وہی رتبہ متاخرین میں شاہ صاحب کو تھا ۔

حدیث وتفسیر اور دیگر مذہبی علوم کی ترقی دینے میں اگرچہ بعض مؤرخوں
نے جناب شاہ صاحب کا نمبر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے
پیچھے رکھا ہے لیکن ہم سابق میں لکھ آئے ہیں کہ شاہ صاحب اس قابل

Marfat.com

ہیں کہ اس فہرست میں آپ کا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لکھا جائے کیونکہ جس زمانہ میں علم حدیث و تفسیر کا بیج ہندوستان ڈالا گیا اور اصول تفسیر و حدیث کی بنیاد قائم کی گئی اس وقت بجز خال لوگوں کے اور سب لوگ ان علوم سے ناآشنا تھے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ان تھک کوششوں اور سرگرمیوں سے علوم کی اس قدر اشاعت ہوئی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ڈالی بنیادیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں اور پھر یہ شوق ملک میں عام تفسیر و حدیث کا چرچا گھر گھر پھیل گیا اور ہر طبقے کے لوگوں کی زبان پر قال اللہ و قال الرسول جاری ہو گیا ۔

ایک فاضل تاریخ نویس کا ریمارک

چنانچہ ایک تذکرہ نویس فاضل ۔ جناب شاہ ولی اللہ کے فضل و کمال اور علمی تبحر پر ریمارک کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ " ہندوستان میں اس وقت تک فقہ ۔ تصوف اور معقولات کا بہت رواج تھا اور قرآن و حدیث کا چرچا کم گیارہویں صدی ہجری میں صرف شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسے بزرگوار شخص تھے جنہوں نے حدیث کی اشاعت درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ کی اور ان کی کتابیں بھی ایسی مقبول ہوئیں کہ اب تک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں مگر ان کے بعد اس سلسلہ میں کچھ ترقی نہیں ہوئی عام و خاص پیر پرستی اور مادہ تقلید میں مقید اور صدہا قسم کے توہمات میں گرفتار تھے کہ اس اثنا میں خدا تعالےٰ نے شرک اور بدعت

Marfat.com

ید اور سنت نبوی کی ترویج کے واسطے شاہ ولی اللہ کو اٹھا کھڑا
ر انہوں نے قرآن وحدیث کی اشاعت میں خوب کوشش کی قرآن
ید کے مطالب کا سمجھنا اب تک تفاسیر پر منحصر تھا اور علما اس کو اپنا
نہ سمجھے بیٹھے تھے آپ نے قرآن کا ترجمہ فارسی میں کیا اور لفظوں کی
یت سے ایسا مطلب خیز ترجمہ کیا کہ عام لوگوں کو کلام الٰہی کا سمجھنا
ان ہوگیا باوجودیکہ اس ترجمہ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زائد ہوگئی ہے
اشاعت علوم وفنون خصوصًا ترجمہ کا دریا ترقی کی لہریں مار رہا ہے مگر
ی ترجمہ پر کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں ہوئی یہ ترجمہ قرآن مجید کے
ن السطور میں تحریر ہو کر مرات وکرات ہندوستان کے متعدد مطابع میں
چھپ چکا ہے اور ہندوستان سے لے کر کوہ ہمالیہ تک مقبول خلائق ہے
لوم خمسہ قرآنیہ اور تاویل قطعات اور رموز قصص انبیا میں فوز الکبیر شرفًا
رنگا فتح الخبیر اور تاویل الاحادیث ایسے عمدہ اور مختصر رسالے ہیں
انہوں نے بڑی بڑی تفاسیر کے مطالعہ سے شائقین کو مستغنی کر دیا اور
مسائل فقہیہ مذاہب اربعہ یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی کی تحقیقات مذاہب
صحابہ وتابعین اور اقوال جماعہ فقہا ومحدثین سے کرکے فقہ حدیث کی بنیاد
سرنو قائم کی اور اسرار حدیث ومصالح احکام کو ایسی عمدگی اور خوش اسلوبی
سے بیان کیا کہ ان سے پیشتر کے مصنفین کو یہ بات کمتر نصیب ہوئی تھی ان
کتاب حجۃ اللہ البالغہ ان کے اس کمال پر شاہد مبین ہے رسالہ انصاف کرکے
بیان سبب الاختلاف اور عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتسا فراودہان

Marfat.com

اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث تامہ کی موجودگی میں اقوال فقہا متقشفین اور استبداد مقلدین کی کیا ہو سکتی ہے ۔

اسی طرح عقائد تصوف اور سلوک میں محققانہ تقریریں کی ہیں اور عالیہ کو طلبہ کی سہولت اور مسائل کی تبیین میں عبارات مختصرہ اور لطیفہ کے ذریعہ سے اس طرح ادا کیا ہے کہ اُن کے زمانہ میں دوسرے کو کم میسر ہوا ۔

ہندوستان میں شرک و بدعت کی تردید اور سنت نبوی کی ترویج اُن کے پوتے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا نام خصوصیت کے لیا جاتا ہے اور بلاشبہ وہ اس تعریف کے مستحق ہیں لیکن جن لوگوں دونوں بزرگوں کی تصانیف کو دیکھا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے اصول اپنے دادا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریرات سے ماخوذ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے مناسب حال نرم گفتگو تھے اور سہل گیری سے کام لیتے تھے اور یہ مثل شمشیر برہنہ کے میدان نکل کر اپنی چمک دکھاتے تھے ۔

کی اشاعت | الغرض قرآن وحدیث کے علاوہ قریب قریب ہر سے ہر فن کا تھا اور چونکہ جناب شاہ صاحب خود مجتہد فن اور اہل خاص پر سے علما اور طالبین فن کی حد سے زیادہ قدر کرتے تھے ہیں گرفتار سے اُن کے حوصلے بڑھاتے تھے جس کا بدیہی اثر

Marfat.com

علمی اشاعت کا ذوق شوق سرگرم طبیعتوں میں انتہا سے زیادہ بڑھ گیا
تھا اور طلبہ مذہبی علوم کی اشاعت میں نہایت استغراق اور محویت کیساتھ
مصروف تھے اس عہد میں ممالک اسلامیہ میں جس قدر علمی فضل و کمال کا رواج
تھا وہ صرف شاہ صاحب ہی کی سرپرستی کا نتیجہ تھا اس لحاظ سے اگر
ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ آپ کے عہد زندگی پر فخر کریں تو نازیبا
نہیں ہے۔

علمی فیاضی | جناب شاہ صاحب کی علمی فیاضی بھی خصوصیت کے ساتھ
قابل ذکر ہے سینکڑوں طلبہ جو تحصیل علوم کی غرض سے آپ کی درسگاہ میں
داخل ہوتے اُن کی خورد و نوش اور ضروری حاجات کا انتظام اپنی ذات
خاص سے کرتے مدرسہ رحیمیہ جس کی بنیاد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے
ڈالی تھی گو گورنمنٹ قلعہ کی طرف سے اُس کی مطلق سرپرستی نہیں کی گئی تھی۔
شاہ صاحب ہی کا کوئی وظیفہ اور امدادی رقم سلاطین وقت سے مقرر تھی
لیکن بقول ایک فلسفی شاعر کے۔ ے

"خدا خود میر سامان است ارباب توکل را"

آپ کے پاس وہ غیبی سامان مہیا تھا جس کی وجہ سے کسی امداد اور وظیفہ
کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کی فیاضی کی شہرت عالمگیر تھی۔ ہندوستان اور
عرب و عجم کے اکثر لوگ آپ کے نام سے واقف تھے اکثر طلبہ ریگستان
کی کڑی منزلیں اور پہاڑوں کی سنگلاخ اور دشوار گزار گھاٹیاں طے کر کے
آتے اور علمی دولت سے گود یاں بھر بھر کر لوٹ جاتے۔ جو مسافر اور مہمان

Marfat.com

ملاقات کی غرض سے آتے شاہ صاحب اپنی عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے
ان کی مہمان نوازی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ بالخصوص بزرگان دین
سے بلا قطع نظر ہمدردی اور خدمت کے نہایت ارادت مندی اور جوش
محبت سے پیش آتے۔

طباعی | طباعی اور ذہانت میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب ضرب المثل
ہیں کا ادنےٰ ثبوت یہ ہے کہ آپ طالب العلمی کی حالت میں متعدد علوم
تحصیل کرتے تھے چنانچہ ایک فاضل مورخ لکھتا ہے کہ "جناب شاہ ولی اللہ
صاحب تفسیر حدیث فقہ مغازی کے حافظ تھے اور ادب و کلام اُن کا
ادنیٰ سا علم تھا۔ فقہ حدیث تفسیر معانی بیان اصول عقائد تصوف
کلام فلسفہ کی درسی کتابیں اور طب ہیئت حساب کے چند مختصر رسالے
اپنے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سے پڑھے خدا تعالےٰ نے ذہن وحافظہ
قوی دیا تھا کہ ایک ہی زمانہ میں ان علوم کی تحصیل کرتے تھے آپکے تحصیل علوم کی سند
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے ذریعہ سے زاہد بن اسلم ہروی کے طریق پر محقق دوانی تک
پہنچتی ہے کتب حدیث آپ نے دو مرتبے پڑھیں پہلی دفعہ ہندوستان میں مولانا محمد افضل
معروف بحاجی سیالکوٹی سے اور پھر ۱۱۴۳ھ میں مدینہ طیبہ میں پہنچکر شیخ ابوطاہر مدنی سے
جو اپنے وقت کے ایک بڑے مشہور محدث تھے تجدید اجازت کی آپکے طبع سلیم اور ذہانت
پر شیخ ابوطاہر مدنی فخر کیا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ولی اللہ لفظ کی سند مجھ
سے لیتا ہے اور میں معنیٰ کی سند اُس سے حاصل کرتا ہوں"

فہم وفراست | معاملہ فہمی اور دقیق مسائل کے حل کرنے میں جناب شاہ ولی اللہ

Marfat.com

حب کا ذہن رسا بڑے بڑے ماہرین فن اور ائمۂ وقت کے ہم پا
اہم مطالب اور دقیق و پیچیدہ مسائل کو گنے ہوئے منٹوں میں حل کر دیا
پ کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی جو اہم اور پیچیدہ معاملہ کسی دانشمند
رفقیہ سے طے نہ ہو سکتا تھا آپ فوراً اُسے پانی کر دیتے تھے۔

ماحب کی دانشمندی ایک حیرت انگیز واقعہ

شاہ صاحب کی فہم و فراست کی بہت سی واقعات مشہور ہیں لیکن میں اس موقع پر صرف ایک رونے
ل کرتا ہوں جس سے آپ کی معاملہ فہمی اور تصفیہ مقدمات میں مجتہدانہ کمال
ت کچھ ثابت ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کہیں سے ایک فتوے
اپ شیخ عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں آیا جسے ہندوستان اور دیگر بلاد
ے مشہور و نامور علماء نے واپس کر دیا تھا۔ کیونکہ زیادہ پیچیدگی کے سبب سے
ل کا نفس مطلب بالکل کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ شیخ عبدالرحیم صاحب کے
لبہ کے حلقے میں ایک نہایت مستعد اور ذکی طالب علم تھا جو حدیث و فقہ
ور دیگر تمام علوم کی کتابیں نکال چکا تھا اور جس کی ذہانت و طباعی تمام لوگوں
یں مشہور تھی۔ خود شیخ عبدالرحیم صاحب اُس کی طبع سلیم اور ذہن رسا کی تعریف
کیا کرتے اور تمام منتہی طلبہ کے حلقے میں ممتاز و مستثنیٰ جانتے تھے الغرض
شیخ صاحب نے اس فتوے کو اس طالب العلم کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ فتویٰ
ہمارے سپرد کیا جاتا ہے احکام شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کرو اور
لیا فیصلہ لکھو کہ فریقین میں سے کسی کو شکایت کا موقع باقی نہ رہے اور باہمی
انشمندی سے یہ معاملہ طے ہو جائے چنانچہ وہ طالب العلم فتویٰ لے گیا

Marfat.com

اور کامل ایک مہینے تک برابر اس پر غور کرتا رہا لیکن ہنوز کوئی بات
کی سمجھ میں نہیں آئی ۔ انجام کار بمجبوری شیخ صاحب کو اطلاع دی کہ یہ
ایسا اہم اور پیچیدہ ہے کہ مجھے امید نہیں پڑتی کہ آپ کے سوا کوئی
اسے طے کرسکے ۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب اس وقت کل سولہ سال
کے تھے اور ابھی علوم وفنون کی تکمیل نہ ہوئی تھی جس وقت اس طالب
علم نے
جب واپس دیا تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے فرزند
جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ کرکے فرمایا مجھے امید ہے کہ اس کا
تمہارے ہاتھ سے ہوجائے گا جہاں تک عقل و دانش سے مدد لے
سکتی ہے تمہیں اس مقدمہ میں لینا چاہیئے ۔ شاہ صاحب نے فوراً اس
کو اٹھالیا اور گھر جاکر اس کا جواب لکھا اور ایسا جواب شافی لکھا جسے
شیخ عبدالرحیم صاحب اور تمام طلبہ نہایت خوش ہوئے اور جسے تمام
نے تسلیم کیا اور کہا انصاف یہ ہے کہ اگر شاہ ولی اللہ چند روز اور علمی مشق
میں صرف کریں گے تو تمام ائمہ وقت اور فقہا سے زمانہ میں مجتہدانہ کمال
حاصل کریں گے ۔

شیخ عبدالرحیم صاحب آپ کے والد بزرگوار جیسے علوم ظاہری سے
باخبر تھے ویسے ہی علوم باطنی کا شرف بھی خدا تعالےٰ نے انہیں عطا
کیا تھا ۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی عمر مبارک چودہ برس کی تھی کہ
علوم دینیہ سے بخوبی واقف ہو گئے تھے اور ہر علم میں کمال حاصل ہو
گیا تھا ۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ۔ پندرھویں سال میں آپ نے قدم

Marfat.com

والد بزرگوار نے آپ کو علم باطن کے شرف سے معزز و ممتاز کرنا
بنانچہ اسی سن میں آپ نے اُن سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ خصوصًا
نقشبندیہ میں اپنا بیش قیمت وقت صرف کرنا شروع کیا والد کے
ں ومتبرک انفاس اور اپنے تقوی وطہارت سے اس کمال میں اس قدر
رقی کی کہ شیخ عبدالرحیم صاحب کی زندگی ہی میں عرفان کے اعلٰے مدارج
لئے اور اس علم کو عروج کمال پر پہنچادیا اور جب شیخ صاحب نے
ل اس ترقی و استعداد کو ملاحظہ فرمایا تو سترہویں سال بیعت ارشاد
بازت دی اور باطنی علوم میں سے جو کچھ تلقین کرنا تھا اس وقت کردیا۔
الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب میں تمام لیاقتیں جمع تھیں اور آپ
جمیع صفات تھے جیسا دینی علوم اور رسمی فنون میں کمال رکھتے تھے
ہی عزم وثبات میں مضبوط اور استقلال میں راسخ قدم تھے۔
ج میں بے حد خلق اور محبت و تواضع تھی اگرچہ آپ عالمانہ تزک و
تام کے ساتھ ایک قسم کی حاکمانہ شوکت اور تحکم بھی رکھتے تھے۔
ی آپ کی متواضعانہ اخلاق اور فطری عجز وانکسار اُس پر غالب تھا ہمیں
ت کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اُس وقت کے تمام مہذب دنیا
ردیں آپ کے آگے جھکی ہوئی تھیں اور آپ اس عہد میں ایک مذہبی
ر اور مقتدائے عالم تسلیم کئے گئے تھے۔
جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی لائف میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ
پ اکثر امور میں تو حنفی ہی مذہب کے مطابق عمل درآمد کیا کرتے تھے

Marfat.com

لیکن بعض وہ مسئلے جنہیں حدیث یا وجدان کی رو سے مذاہب دیگر شافعی و مالکی و حنبلی مذہب میں ترجیح حاصل ہے بغیر کھٹکے عمل لاتے تھے۔

شاہ صاحب کی مذہبی تاریخ

تفریق مذہب میں یہی حال بجنسہٖ جناب ولی اللہ صاحب کا تھا آپ کو مذہبی تفریق کے خانہ برانداز جھگڑے چنداں بحث نہ تھی نہ ان مشہور مذاہب اربعہ میں سے کسی خاص مذہب کے پابند تھے کہ خواہ مخواہ اُسی کے مطابق عملدرآمد کریں بلکہ تا بامکان مذاہب مشہورہ میں جمع کرتے اور اُس مسئلہ پر عمل کرتے جسے تمام مذاہب سے صحت کا تمغہ عنایت کیا ہے لیکن جب مذاہب مشہور مختلفہ میں جمع کرنا متعذر اور ناممکن ہوتا تو آپ اُس مذہب پر عمل کرتے جو دلیل کی رو سے زیادہ قوی اور صریح حدیث کے موافق ہوتا چنانچہ جب خواجہ محمد امین نے سوال کیا کہ آپ مسائل فقہیہ میں کون سے مذہب پر عمل کرتے ہیں تو آپ نے یہی جواب دیا چنانچہ میں اس مقام پر آپ کا وہ جواب بجنسہٖ نقل کرتا ہوں جو خواجہ محمد امین کے سوال میں آپ نے قلم مبارک سے تحریر کیا۔

شاہ صاحب کا تعامل

سوال سوم آنکہ عمل تو در مسائل فقہیہ بر کدام مذہب است گفتم بقدر امکان جمع میکنیم در	تمہارا تیسرا سوال کہ فقہیہ مسائل میں کس مذہب پر عمل کرتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ میں مذاہب مشہورہ

Marfat.com

ب مشہورہ مثلاً صوم وصلوٰۃ
نو وغسل وحج بوضعے واقع
دکہ ہمہ اہل مذاہب صحیح دانند
بتعذر الجمع باقوی مذاہب
دی دلیل وموافقت صریح
ت عمل مے نمائم وخدائے
لے اینقدر علم دادہ است
فرق درمیان ضعیف وقوی
دہ شود ودر فتوے بحال
مفتی کارمی کنم مقلد ہر مذہبی
اشد اورا ازہمان مذہب
ب میگویم خدائے تعالےٰ بہر
ہبے از مذاہب مشہورہ معرفتے
ا است الحمد للہ تعالےٰ

تا بہ امکان جمع کرتا ہوں اور صوم وصلاۃ
اور وضو وغسل اور حج کے مسائل اُس
وضع پر واقع ہوتے ہیں جنہیں تمام اہل
مذاہب صحیح جانتے ہیں لیکن جب یہ جمع و
تطبیق ناممکن ہوتی ہے تو میں اس مذہب
پر عمل کیا کرتا ہوں جو دلیل کی رو سے زیادہ
قوی اور حدیث صریح کے موافق ہوتا ہے کیونکہ
خدا تعالیٰ نے مجھے اس قدر علم عطا کیا ہے کہ
ضعیف وقوی میں اچھی طرح فرق کر سکتا اور
فتوے کے بارہ میں مستفتی کے حال کی
بخوبی رعایت کر سکتا ہوں اور ہر مقلد مذہب
کو اُسی کے مذہب سے جواب دیتا ہوں مجھے
خدا تعالےٰ نے مذاہب مشہورہ میں سے ہر
مذہب کی معرفت عنایت کی ہے۔

ا صاحب کا تصوفی طریقہ قریب قریب یہی حال آپ کا اُن طریق کی نسبت
ا جو حضرات صوفیہ میں دائر وسائر ہیں۔ تصوفی تحقیقات کا ذوق وشوق خدا
ا بچپن سے دیا تھا اور ہر طریقے کے مجتہدوں سے آپ نے جدا جدا اس
ال کی تحصیل کی تھی صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کی صحبت سے
فیض اٹھایا تھا۔ اور عرفان کے اعلےٰ مدارج طے کر لئے تھے اور

Marfat.com

انجام کار جب ۱۲۴۳ھ ہجری میں حجاز تشریف لے گئے اور ایک برس زیادہ تک مجاورت حرمین شریفین اور شیخ ابوطاہر مدنی کی روایت سے مشرف ہوئے تو ان کے خرقے سے آرایش حاصل کی جو تمام کے خرقوں کو حاوی و جامع تھا آپ طریق اربعہ یعنی طریقہ نقشبندیہ (قادریہ) چشتیہ سہروردیہ کے ساتھ نسبت تساوی رکھتے تھے اور ایک طریقہ کے پیرو اور مقلد نہ تھے جیسا کہ آپ اپنی بعض تالیفات میں بالتصریح فرماتے ہیں۔

ماسوال آنکہ نسبت تو با نسبت کدام طریقہ از طرق مشہورہ مشابہ تر است گفتم در اخذ اشتقاق طریقت و صحبت متصل تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقوی در اتصال من طریقہ نقشبندیہ است و در نسبت باطن اقتدائے من بطریقہ جیلانیہ است زیرا کہ اصل در طریقہ نقشبندیہ حفظ صورت ذہنیہ حضرت حق است و در مدرکہ ہر آدمی اشارتے بآنجناب واقع است و آں ۔

رہا یہ سوال کہ تمہاری نسبت مشہور طریقوں میں کونسے طریقہ کی نسبت کیساتھ زیادہ مشابہ ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اشتقاق طریقت اور اُس صحبت کے حاصل کرنے میں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہے میری اتصال کا قوی ذریعہ طریقہ نقشبندیہ ہے اور باطنی نسبت میں میں طریقہ جیلانیہ کا پیرو و مقتدی ہوں کیونکہ خدا تعالے کی صورت ذہنیہ کا تحفظ طریقہ نقشبندیہ میں اصل الاصول اور جڑ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر انسان کے مدرکہ میں حضرت حق کی طرف ایک اشارہ واقع ہے

Marfat.com

وآں صورت اجمالیہ ذہنیہ حضرت
حق است واین طائفہ آنرا
واسطہ گویند تا یاران مواظبت
کنند وہر وقت کہ خواہند ازاں
انتقال کنند بحقیقۃ الحقائق و
اصل در طریقہ جیلانیہ تہذیب
روح وسر است تا چون مہذب
شوند ہر وقت کہ آنرا اعمال کنند
معرفت تجلی اعظم میسر شود
ودر سجادہ و خلافت وبشارت
سلف بحال خلف اقوی نزدیک
من طریقہ چشتیہ است واقوی
نزدیک من باعتبار دلیل کتاب
وسنت واشبہ اصول طریقہ
سہروردیہ است اگرچہ فقیر را
مناسبت با طرق بسیارست اما
این چہار چیز ازین چہار طریقہ
استفادہ کردہ ام جزی اللہ عنا
اہلہا خیر الجزاء وفائدہ دیگر

جو خدا تعالے کی صورت اجمالیہ ذہنیہ کے
ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور جسے اس طریقہ
کے پیرو واسطہ کہتے ہیں تاکہ اسپر مواظبت
کریں اور جب چاہیں اس سے انتقال کر کے
حقیقۃ الحقائق پر پہنچیں اور طریقہ جیلانیہ
کی روح اور سر کی آراستگی پر مبنی ہے
تاکہ لوگ مہذب ہو کر جس وقت اس پر
عامل ہوں انہیں تجلی اعظم کی معرفت نصیب
ہو اور سجادہ و خلافت نیز سلف کی اس
بشارت میں جو خلف کے حال سے وابستہ
ہے میرے نزدیک طریقہ چشتیہ سب سے زیادہ
قوی ہے اور کتاب وسنت کی دلیل کے
لحاظ سے میرے نزدیک قوی تر طریقہ
سہروردیہ ہے جو اصول سے زیادہ مشابہ
ومناسب ہے گو فقیر کو اور بھی بہت سے
طریقوں کیساتھ مناسبت حاصل ہے لیکن
مذکورہ بالا چار چیزیں میں نے ان چار طریقوں
سے اخذ کئے ہیں خدا تعالیٰ ان اہل طرق کو
ہماری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے

Marfat.com

زائد از جواب میگویم کہ در
بعض اوقات مراقبہ حاضر کردہ
شد بر من اجداد مرا تا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ در جبین ہر
یکے نورے یافتم کہ آن نور
غالب شدہ است در یاست
پیدا کردہ بر جمیع کہ دو صد کس
باشد یا زیادہ و آنرا متوارث
یافتم ابا عن جد و آن باصطلاح
ما نقطہ بحت است اگرچہ گاہے
باعتبار دنیا باشد و گاہے
باعتبار دیانت و علم و دیدم
کہ آن نور بطریق وراثت بنسبت
بمن انتقال کردہ است ۔

یہاں تک تمہارے سوال کا جواب
اب میں جواب سے زائد ایک مختصر
بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض
مراقبہ میں میرے اجداد عظام کا سلسلہ
یہاں سے لیکر حضرت فاروق اعظم رضی
عنہ تک مجھ پر حاضر کیا گیا جن میں سے
ہر ایک کی پیشانی میں میں نے ایک ایسا
درخشاں نور پایا جس کی وجہ سے وہ
آدمی یا اس سے کچھ زیادہ جماعت کا
و سردار مقرر کیا گیا ہے اور میں نے
ابا عن جد متوارث پایا اور یہ ہمارے
میں نقطہ بحت سے تعبیر کیا جاتا ہے
اگرچہ کبھی دنیا کے اعتبار سے ہوتا
گاہے دیانت و علم کے لحاظ سے اور
میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ نور بطریق
مجھ تک انتقال کر آیا ہے ۔

شاہ صاحب کی تقریر بالا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ
مذاہب اربعہ مشہورہ میں سے کسی خاص مذہب کے مقلد و پیرو نہ
اسی طرح اہل سلوک کے طرق میں سے کسی ایک طریقہ کے پابند نہ

Marfat.com

جس مذہب و طریقہ میں جو بات کتاب و سنت کے زیادہ موافق اور
بل کے لحاظ سے زیادہ معتبر ہوتی وہی آپ کا دستور العمل قرار پاتا اور
یہی ثابت ہوتا ہے کہ علوم ظاہری اور باطنی میں جو اقتدار جناب شاہ
ی اللہ صاحب کو حاصل تھا وہ دوسرے کو کبھی میسر نہیں ہو سکتا یہی وہ
الات تھے جن کے سبب سے آپ کے نام کا امتیازی پھریرا ہندوستان
لے کر عرب و عجم تک برابر اڑتا تھا اور انہیں کمالات کا یہ اثر تھا جن
وجہ سے آپ تمام دنیا میں روشناس تھے دینیات اور رسمی علوم و
ن کو چھوڑ کر اگر شاہ صاحب کے صرف تصوفی علوم ہی لیا جائے تو
ی کوئی شخص آپ کی برابری کا ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا اور اگر کرلے
ی تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

انشا پردازی | شاہ ولی اللہ صاحب انشا پردازی کے فن میں بھی بیمثل
ور یگانہ روزگار تسلیم کئے گئے ہیں اور آپ کی یہ صفت خاص تمام
فاضلوں کو تسلیم ہے کہ بڑے بڑے مضمونوں کو نہایت مختصر اور جامع
لفاظ میں اس خوبصورتی سے ادا کرتے تھے کہ مضمون کا اصلی اثر اور دو
را قائم رہتا تھا۔ آپ نے اس فن میں اس قدر کمال بہم پہنچایا تھا۔
ہ آپ کے عام مسودات بڑے بڑے فصیح و بلیغ اور انشا پرداز نہایت
لت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور فن انشا کے شائق جان سے زیادہ
زیز رکھتے تھے آپکے مکاتیب و خطوط اور خاص خاص مناظروں اور
ی بحثوں میں جا بجا علم انشا کے نمونے لکھے نظر آتے ہیں جن کے

Marfat.com

ہر ہر فقرے سے شستہ بیانی کی شہادت ملتی ہے اور لٹریچر کا کا بہت کچھ ثابت ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ کی علمی سوسائٹی اور مناظرہ کے حالات جن سے آپ کی زور تحریر اور وسعت نظر کا معلوم ہو بہت ہی کمیاب ہیں البتہ آپ کی انشا پردازی اور تحریر کا کسی قدر ان مکاتیب و خطوط سے ظاہر ہوتا ہے جن کی معرز ناظر آگے چل کر سیر کریں گے ۔

زور تقریر | آپ کے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب تقریر نہایت شستہ اور منجھی ہوئی تھی اور آپ ہر مضمون کو اس سے ادا کرتے تھے کہ سننے والے ہونٹ چاٹتے رہ جاتے تھے شیخ صاحب کی طرز تقریر اور انداز بیان عام و خاص لوگوں میں شہرت سے تجاوز کر کے ضرب المثل کی حد تک پہنچ گیا تھا اور یہ بات تمام لوگوں میں مشہور تھی کہ شیخ صاحب نے وہ طرز بیان اختیار کی ہے کہ آپ کے مجلس وعظ سے ہر ملت و مذہب کا شخص بشرطیکہ تعصب مذہبی سے خالی ہو بیحد خوش ہو کر اٹھتا ہے لیکن جناب شاہ ولی صاحب کی تقریر میں اس بلا کا جادو تھا جس کا اثر موافق و مخالف دونوں پر یکساں پڑتا تھا آپ کی زبان بڑے بڑے مناظروں اور علمی مجلسوں میں کبھی نہیں رکتی تھی ۔ اور ہر موقعہ پر شستہ و برجستہ جواب دیتے تھے۔ جب آپ کسی مسئلہ پر بحث کرنے لگتے تو کسی زبردست اور متبحر فاضل کو بھی آپ کے مقابلہ میں لم زدن

تکلم کے کہنے کی جسارت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ایک محویت اور استغراق
ری ہو جاتا تھا اور نہایت خاموشی سے آپ کی تقریر سنا کرتے
ے۔

تقریری | دنیا میں کوئی شخص کیسا ہی فاضل اور اہل کمال کیوں
لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ تمام ملک وقوم کو راضی رکھ سکے۔
ب شاہ ولی اللہ صاحب کا جب ستارۂ کمال فلک اقبال پر
تو آپکے اوج وحشم کو دیکھ کر اکثر حاسد اور دشمن پیدا ہو گئے
زمانہ میں آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور
کی اشاعت ہوئی تو متعصب مولویوں کے حلقوں میں ایک تہلکہ
یم برپا ہو گیا وہ یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت جڑ بنیاد سے
ہا دی گئی اب عوام لوگ کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے اور بات بات پر
منکر کرنے کو تیار ہو جائیں گے اس خیال نے اُن کے دلوں میں
و فساد کی ایک آگ بھڑکا دی اور مخالفت سے در گزر کر کے آپ
جانی دشمن ہو گئے ہر جمعہ کے دن باہم مشورے کر کے اس ارادہ
گھروں سے نکلتے تھے کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی مخالفت
ان وعظ میں کرینگے اور دس پانچ آدمی مل کر اُنہیں نرغہ میں کر لینگے
آپ کی تقریر میں اس بلا کا جادو ہوتا تھا کہ بجز سکوت و خاموشی
کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی تھی۔ سامعین کے تمام حلقوں
سکوت حکومت کرتا تھا اور اثنا وعظ میں کوئی کسی نے اشارہ

Marfat.com

تک نہیں کر سکتا تھا۔

فصاحت وبلاغت یوں تو اس جلیل القدر اور محترم خاندان کے ہر

ممبر کی خوش بیانی اور برجستہ گوئی عموماً تمام لوگوں کو تسلیم ہے لیکن

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی فصاحت وبلاغت کا ہر شخص کو خصوصیت

کے ساتھ اعتراف ہے جب آپ کی علمی مجلس میں کوئی بحث چھڑ

جاتی تو ایک عجیب مؤثر طرز سے تقریر کرنی شروع کرتے اور اثنا تقریر

میں کسی موقع پر نہ رکتے تھے سلسلہ کلام میں الفاظ کی تکرار ہوتی

نہ معانی کو بار بار بیان کیا جاتا تھا جس فن پر گفتگو کرتے تھے تا وقتیکہ

اس کا سلسلہ پورا اور ختم نہ ہو جاتا تھا دوسرے کو اختیار نہ کرتے

اور اثنائے تقریر میں ادب کا پہلو کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور جب ایک

گفتگو کا سلسلہ ختم کر کے دوسری گفتگو شروع کرتے تو پچھلی تقریر

سے زیادہ مؤثر اور دلکش ہوتی تھی مخالفوں کے دلوں پر قبضہ کر لینا

آپکے آگے کوئی بات ہی نہ تھی اور سنگدلوں کو موم دل بنا لینا آپ

بائیں ہاتھ کا کھیل تھا جناب شاہ عبدالعزیز صاحب آپ کے فرزند

رشید کی جو برجستہ گوئی اور شیوا بیانی آج تک دنیا میں ضرب المثل ہے

آپ ہی کی فصاحت وبلاغت کا اثر ہے۔

الحاصل جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

علوم وفنون کے کارنامے اور علمی کمالات کے افسانے کتابوں میں

کثرت سے پائے جاتے ہیں جن میں سے فیصدی پانچ کا بھی انتخاب

Marfat.com

نہیں لکھ سکتے کیونکہ حیات ولی میں اب اس قدر گنجائش باقی نہیں رہی تاہم مشتے نمونہ از خروارے آپ کے تمام حالات کے انتخاب ہم اپنے تذکرہ کے کسی موقع کو خالی چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے لہذا اس عنوان کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

جناب شاہ صاحب کے کلام کا انتخاب

صاحب کی شاعری | یہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو فضلائے عہد اور علماء وقت نے تفسیر و حدیث اور فقہ کے لحاظ سے مجتہدین فن اور آئمہ مذاہب کے بعد علمی دربار میں دوسرے درجہ میں جگہ دی ہے ورنہ ایسا کون علم تھا جس میں آپ کو تبحر اور غلو حاصل تھا شاعری جو علم ادب کے لئے ایک گرانمایہ جوہر ہے اور تمام ممالک اور قوموں میں جس کی عزت کی جاتی ہے اس میں اس درجہ کمال تھا کہ لوگوں نے گیارھویں صدی کے شعرا کے زمرہ میں آپ کو جداگانہ شمار کیا ہے اور شاعری کے علاوہ علم ادب میں تمام ماہرین فن کے طبقوں میں آپ مسلم ادیب گنے گئے ہیں جب ہم گیارھویں صدی کے شعرا کی فہرست میں آپ کو ڈھونڈتے ہیں تو نہایت روشن اور جلی حرفوں میں آپ کا نام نامی ثبت پاتے ہیں۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ادب اور انشا پردازی کی مثالیں آپکے اُن مکاتیب و خطوط سے ظاہر ہونگی جنہیں ہم آگے چل کر لکھیں گے یہاں آپکے کلام میں سے چند اشعار کا انتخاب کیا جاتا ہے ان اشعار کے

Marfat.com

نقل کرنے سے علاوہ برجستگی مضامین اور شستگی زبان کے یہ بھی دکھانا ہے ۔ کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو نظم پر کس درجہ قوت تھی اور آپ کس قدر و منزلت کے شاعر تھے ۔

قصیدہ در بعض معارف غامضہ

الا طال شوق الابرار الی لقائی — وانی لاشد شوقا الیہم منہم
من ندانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام — عاشق شوریدہ ام یا عشق یا جانانہ ام
اصطلاحے نیست جز ہم حال گویست با جانان جان — اصطلاح شوق بسیار ست و من دیوانہ ام
با جمال ذاتیش حسن دگر در کار شد — چشم او را سرمہ ام یا زلف را شانہ ام
میل ہر عنصر بود سوئے مقر اصلیش — جذبۂ اصل است ہر ہر شورش مستانہ ام
غافل از خود باز از صورت چو پر شد آئینہ — تا ترا بشناختم جانا ز خود بیگانہ ام
اے ولی بر تسلیم نام تجارد ہمت سست — در ازل بیش از زمان تعمیر شد میخانہ ام

غزل

دوائے درد من برہم اضداد تو پیدا زم — نمک ریز دل مجروح من ہستی و مرہم
جہان و جان فدائے وضع شوخ شہر آشوبت — قیامت می نمائی و دم عیسیٰ مریم
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی مقصود اہل دل توئی مشتاق و ہمدم
زکیہا منبع در ینجا منافعت فراش می جوشد — مزاج حرص قارون زہد ابراہیم ادہم
بخارے از زمین خیزد بباد جو در آمیزد — گہے باران ریزان او گاہے برف و شبنم

Marfat.com

ناطرفہ نیرنگے کاشانہ سردادی کہ عالم پائے کوبازدست عشقت گشت وآدم ہم

رح غزلیکہ بر تضمین بیت اوّل غزالی علیہ الرحمۃ انشا کردند

ن بادہ کاندر جام کردند مزاجش عکس آن گلفام کردند
اشد درامکان صورت حق آن صورت جہاں را رام کردند
ل بالیست تفصیلی ازان رو مکارم را بہا اتمام کردند
ب وحدت از خمخانۂ غیب مراصبح ازل درکام کردند
لطیدم ز مستیہا بہر سو حریفان مستی از من دام کردند
یقت را کہ مستور از نظر بود بامشہود خاص و عام کردند
ل آنکہ موج دریا باز گردید بالتمام فنا اکرام کردند
ین رمزے دقیقے باز گویم بجود آغاز و نیز انجام کردند

غزل دیگر

زلف پیچ در پیچ کسے گم کردہ ام خود را خروش در دل شبہا نمی کردم چہ می کردم
لے پر درد جان افگار یار تند خود آرا جہاں را پر ز یاربہا نمیکردم چہ میکردم
لم تحصیل و بارشغل و درد غزل می جستم جنون ترک منصبہا نمیکردم چہ میکردم
ے بالُل ہیبا زد کسے باگل ہمے بازد اگر من یاد آن لبہا نمیکردم چہ میکردم
ے تحقیق را از خم مشربہا بُرون بودم خروج از قید مشربہا نمیکردم چہ میکردم
کباب وصل مطلوب ست دل بستن طلبہا امین گر ترک مطلبہا نمیکردم چہ میکردم

Marfat.com

اشعار

ناگزیر تو منم اے بے نظیر — رو مگرداں بعد ازیں از ناگزیر
من ترا مشفق ترم از صد پدر — در من آویز و مرا محکم بگیر
غیر من گر با تو پابستہ بود — آن دہالست و عذابست و سعیر
جان من در ہجر یار خود بسوخت — من عذاب الہجر اجرنی یا مجیر
بے قرارم روز و شب بے روئے یار — باز بنما روئے یارم یا قدیر
اندرونم بے حجابش تار شد — کے شود یارب بوصلش مستنیر
اے برادر بعد ازیں ہشیار باش — فرق مکن درمیان شیر و شیر

غزل دیگر

ساقی کرمے کن کہ ہوش خود افتم — من یار خودم خود از دوش خود افتم
مثل مے جوشان کہ خم بدر افتد — جوشے زدہ بر خود از جوش خود افتم
از ہر من موہم جو شد مئے دیگر — از فرط تمائل ز آغوش خود افتم
زین تیر زبانے آزردہ دلم من — خوش آنکہ زبانے خاموش خود افتم

یہ غزل مزاحفات بحر بسیط سے ہے اس کے ارکان چار بار مستفعلن فعلن ہے جو فارسی میں نہایت کمیاب ہے اکثر شعرا متقدمین کے کلام اس بحر سے خالی ہیں ۔

Marfat.com

رباعیات در بیان بعض قواعد سلوک

ے کہ نہ ماخوذ از مشکوۃ نبی است   واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است
ئے کہ بود جلوۂ حق حاکم وقت   تابع شدن حکم خرد بولہبی است

ل کرچہ بود ہیچ قدیم اے دلدار   شغل دل تو ظاہر و باطن یار
ل راشنوی از درس عوارف عارف   وان فن دگر یار بگیر از احرار

مذہب ماہست زاسباب غرور   ذکرے کہ بود عاطل از انوار حضور
اشیۂ نفی شو از خلق نفور   در جانب اثبات برو سوئے غفور

تی و دولہ شرط طریق افتادست   بے مست شدن کار کسی نکشادست
ذکر خفی جہر تخیل کردن   شرط ست و زاد شاد طریقم یادست

راہی کہ سئے صرف محبت نوشی   باید کہ بتقلیل علائق کوشی
ل را ز خیالات جہاں صرف کنی   چشم از صور جملہ عالم پوشی

ر عشق تو از جملہ جہاں بگذشتم   وز ہرچہ بجز یاد تو زاں بگذشتم
مقصود من بندہ بجز وصل تو نیست   اندر طلبت از دل و جان بگذشتم

ائم دل من پیش تو حاضر باشد   چشم بر رخ خوب تو ناظر باشد
ر مذہب ما شرک جلی ست وصریح   گرسوئے دگر خطرۂ خاطر باشد

انی چہ بود سہل کثیر البرکات   در مشرب اہل دل وجود و عدمات
تحصیل عدم بدان یعنی النح   در نفی خواطر و رسد جہات

ارش آنکہ با نوار وضو نگین ست   زیرا کہ طہارت ز اصول دین ست

Marfat.com

تنویر دل و نفی خواطر خواهی — قوی ذریعهٔ وصولش این رشت...

تحصیل عدم اگر ندانی کردن — باید نظر اهل فنا را جس...

این داء عضال را دوائے بہ ازین — در حکمت اہل دل نخواہی د...

آنانکه ز ادناس بہیمی رستند — با لمعهٔ انوار قدم پیوس...

فیض قدس از همت ایشان میجو — دروازهٔ فیض قدس ایشان...

آن ذات که از قید جهت بیرون است — از حیطهٔ اسما صفت بیرون...

هر مرتبه زان ذات نشانے دارد — هر چند ز تعیین سمت بیرون...

هر مدرکه شد مظهر آن یار عجیب — ظاهر شده از صورتش آثار عجیب

در لوح دل ار ثبت کنی صورت او — پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب

قومے بکتابت احرف موصوف — جمعے بتلاوت اسما معروف...

شخصے که ازین قوم قدم پیش نهاد — گشت است باین صورت ذهنی...

اشعار

تا یکے محنت مهجوری و دوری بکشم — نازنین وطنم سوئے وطن باز روم

تا یکے همدمے سنگ بود شیوهٔ من — گوهرے از عدنم سوئے عدن باز روم

تا یکے بستهٔ زنجیر تعلق باشم — آهوئے از ختنم سوئے ختن باز روم

بوئے جان میرسد از بادیمن در دو جهان — شاه ملک یمنم سوئے یمن باز روم

اشعار

دلے دارم ز خود خالی حبابش میتوان گفتن — در و کیفیت جوش شرابش میتوان گفتن

Marfat.com

وجودِ بے نمود معنے نادیدنے دارد — درین نیز انکہا بوکہا لبش میتواں گفتن
سویدا، دل ما یابی اندر پیچ و تاب او — نقوش عالم ام الکتا لبش میتواں گفتن
نروپا شیدادہم کثرت موہوم چون شبنم — زفیض معنی ما آفتا لبش میتواں گفتن

اشعار

فراغ یافتم از حج و عمره — چو احرام سر کوئے تو بستم
چو دیدم روئے زیبائے توجانا — زتشویش وجود خویش رفستم
بیا ساقی بده جامے شرابے — که مخمور صبوحے و الستم

محبت نام جوش طبع و میل نفس اگر باشد — سزا اہل محبت درد و عالم گاؤ خر باشد
ز نازک طبع غیر از خوشنما یہا نمے آید — درخت بید را دیدم انم بے ثمر باشد
بوسعت مشربان رنگ تعلق در نمیگیرد — اگر نقشے زنی بر روئے دریا بے اثر باشد
صفائی طبع میخواہی ز صحبت دامن اندر کش — که آب دور از مردم ہمیشہ با صفا باشد

فرد

مزاج صاف طبعان را بجز غربت نمیسازد — مکدر گردد آب صاف چون یکجا وطن گیرد
صفا بخشد باطن نیز گاہے جمع میگردد — بروہا لوعہ را چون درو بنشیند تماشا کن
ہرزہ گردی مانع سوز دل است آہو شند — سیل تا بنشست یکجا باطنش صافی نہ شد

شاہ صاحب کے کلام میں سے جن رباعیات اور اشعار کا انتخاب مجھے معزز ناظرین کے سامنے پیش کرنا تھا نقل کر چکا۔ اگر آپ کے کلام کا تجسس نگاہوں سے متبع کیا جائے تو ایک مختصر دیوان بن سکتا ہے۔ لیکن ہیں لے

Marfat.com

بنظر اختصار صرف ان ہی چند رباعیوں اور اشعار پر اکتفا کیا۔ ناظرین کو منتخب اشعار سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ محبت اور عشق الٰہی میں شاہ صاحب کس درجہ محو تھے اور انہوں نے اپنا مبارک اور پر نغز خیال پُر اثر اور جوشیلے الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ اشعار مذکورہ کے پڑھنے ہر ہر مصرع پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قائل وہی شخص ہے جو عشق الٰہی اور محبت خداوندی میں پاؤں سے سر تک ڈوبا ہوا اور بے خودانہ سرخوش حالت اور عالم وجد میں اس کی زبان مبارک پہ وجد میں لانے والے اشعار سرزد ہوئے ہیں۔

انسانی طبیعت اور اس کے سلسلہ خیالات کا آئینہ ہمیشہ اس کی تحریر و تقریر ہوا کرتی ہے یعنی جو بات آدمی کے دل میں ہوتی ہے وہی اس کی زبان و قلم سے نکلتی ہے غور میں ڈوبی ہوئی نظریں اور بالغ نگاہیں فوراً ہر تحریر و تقریر سے قائل کے دلی خیالات کا کافی اندازہ کر لیتے ہیں اور جھٹ تاڑ جاتی ہیں کہ جو کچھ قائل کہہ رہا ہے آیا اس کی طبیعت کی بھی یہی کیفیت ہے یا اس میں کچھ تکلف و بناوٹ داخل ہے بعض تحریریں ایسی ہوتی ہیں جن کے ہر ہر جملہ اور ہر ہر فقرہ سے کھلم کھلا ظاہر ہوتا ہے مصنف کا قلم دل کے ساتھ موافق نہیں ہے دل کچھ کہتا ہے طبیعت شہادت دیتی ہے قلم کچھ اور کہہ رہا ہے زبان کچھ اور گواہی دیتی ہے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی زبان و قلم سے وہی نکلتا تھا جو آپ کے دل میں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ جو اثر اس وقت آپ کی زبان میں تھا آج

Marfat.com

اثر ہم آپ کی تحریر میں پاتے ہیں۔

ہماری اس رائے کی تائید جناب شاہ عبدالعزیز صاحب آپ کے فرزند رشید کے قول سے بہت کچھ ہوتی ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "میرے والد بزرگوار کے تقریروں میں ایک خاص صفت یہ ہے کہ اگر اب بھی کوئی ان کی اصلی تقریریں ایک مرتبہ بھی پڑھ لیتا ہے تو وہ اس کی یاد سے کبھی فراموش نہیں ہوتیں جس وقت وہ تقریریں آپ زبان سے فرمایا کرتے تھے تو اُس کا اثر سننے والوں کے دلوں پر اس قدر پڑتا تھا کہ کبھی زائل نہیں ہوتا تھا اور لوگ آپ کی تقریر سنتے ہی خلوص دل سے اُس پر عمل کرنے کو سرگرم ہو جایا کرتے تھے اور بے اختیارانہ جوش کے ساتھ عمل کرنا شروع کر دیتے تھے۔

شاہ صاحب کے مکاتیب

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے خطوط کا گو میرے پاس ایک بہت ذخیرہ تھا لیکن میں نے بنظر طوالت اُن میں سے صرف اُن ہی چند خطوط کا انتخاب کیا ہے جو ناظرین تذکرہ کی دلچسپی کے باعث ہیں اور چونکہ وہ علم و ادب کی روح اور وادیوں کی جان ہیں اس لئے بجنسہٖ درج کرتا ہوں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا پہلا خط شیخ ابراہیم مدنی کے نام

من الشیخ ولی اللہ العمری الی الشیخ ابراہیم المدنی | الشیخ ولی اللہ العمری کا خط بنام شیخ ابراہیم مدنی

Marfat.com

فی تعزیۃ والدہ الشیخ ابی طاھر	ان کے والد شیخ ابو طاہر مدنی قدس اللہ
المدنی قدس اللہ اسرارھم	اسرارہم کی تعزیت میں خدا تعالےٰ اعلم
اعلی اللہ معالم العلم شید	کے آثار اونچے اور اس کی بنیادیں مضبوط
بنیانہ ورفع اعلام الدین و	کرے۔ دین کے جھنڈے بلند اور اسکے
سدد ارکانہ ورضی ریاض	ارکان مستحکم کرے، حدیث کے باغ کو
الحدیث واعظم رواۃ ولنضر	سرسبز و شاداب اور اس کی رونق کو دو بالا
اھلہ ونور حزبہ واعلے سائد	کرے۔ اہل حدیث کو تازگی اور اس کے
بدروس الحبر الھمام قدوۃ الانام	سرپرستوں کو نور بخشے اور دانشمند بزرگ
وارث المجد کابراعن کابرحائز	میرے استاد شیخ ابو طاہر مدنی کردی کے
میراث اسلافہ الاکابر۔	فرزند رشید مولانا شیخ ابراہیم کے حدیث
الشیخ ابراھیم بن سیدی	کی درس و اشاعت کی وجہ سے علم حدیث
الشیخ ابی طاھر الکردی المدنی	کو عروج کمال پر پہنچائے جو پیشوائے
اما بعد فاعظم اللہ تعالےٰ	مذہبی اور مقتدائے مخلوق ہیں اور اپنے
اجرکم والھمکم صبرکم علی	بزرگ اسلاف کے بزرگی و فضیلت کے
شیخنا رضی اللہ عنہ وارضاہ	جائز وارث ہیں اس کے بعد واضح
عنی انی حقیق ان اعزی بدو یلھم	ہو کہ خدا تعالےٰ آپ کا اجر بڑھائے اور
بی بدعاء المصیر علیہ فواللہ	ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ پر صبر کرنے کا آپکو
ما زلت منذ قرع سمعی حدیث	الہام کرے۔ مجھے سزاوار ہے کہ میں اپنے
وفاتہ وبلغنی خبر انتقالہ الی	شیخ کی تعریف کروں اور دعا صبر میں

Marfat.com

مترديه وجناتدفي قلق قالق
كيد سوملل لمللذى الومد .
زنى سحائب مطرالهم والاسى
تحت بحاريا للظى تتد فق
ف لاوكان رضى الله عنه بركة
هل الارض و مجلى برهانها و
ام دارالهجرة وعمدة اركانها
كان حدبه على ما قدظهرت
ياته ولاحت مخائله واماراته
صار شغفى به يضرب به الامثال
لا يعلم كنهه الا الكبير المتعال
لا انسى منه انى لماجدني التوغال
فصلت العير وقاربت الفصال
وكرت له كيت كيت ثم تمثلت
له بهذا البيت ـ
نيت كل طريق كنت اعرفه
الا طريقا يؤديني لربعكم
اغرورقت عيناه واحمرت
وجنتاه حتى خنقته عبرته

کوشش کروں۔ خدا کی قسم جب سے شیخ
کے انتقال کی جانگزا خبر میرے کان میں
پہنچی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ
دنیا سے منہ موڑ کر خداوندی رحمت اور
اس کی جنتوں میں انتقال کر گئے ہیں تو میں
ایک ایسے قلق اور اضطراب میں گرفتار
ہوں جو جگر کو پاش پاش کئے دیتا ہے
اور اس اندوہ و رنج میں مبتلا ہوں جس
میں صاحب امر مبتلا ہوتا ہے میرے سر پر
ایک ایسا ابر چھایا ہوا ہے جو غم و اندوہ
کا مینہ برساتا ہے اور میرے نیچے مشتعل
آگ کا دریا لہریں لے رہا ہے اور کیوں نہ
لے میرے شیخ رضی اللہ عنہ حقیقت میں
زمین کے باشندوں کے لئے برکت اور
مدینہ طیبہ کے مقتدا و پیشوا اور اسکے عمدہ
ارکان تھے انہیں مجھ سے اس درجہ محبت
تھی جس کی نشانیاں ظاہر اور علامات و آثار
واضح تھے اور میری محبت انکے ساتھ
ضرب المثل تھی جس کی حقیقت خدا تعالیٰ کے علاوہ

Marfat.com

البكاء ثم بعد ذلك
ابتهل في الدعاء ولا انسى
منه اني سألته عن
كنيته عمره من
السنين فقال معترك
المنايا ما بين ستين
وسبعين فلو شئت
ان ابكي دما لبكيته
عليه ولكن ساحة الصبر
اوسع وان سلوان
فؤادي وحصينة اعتقادي
عند هجوم دواعي البكاء
وضيق الارض علي والسماء
انه رضي الله عنه
خلف عن مثل
جنابكم دام المجد
بهيا مكروات
الشبل بيئته الاسد
وانما يظهر سر الوالد

اور کوئی نہیں جان سکتا میں اُس
وقت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا
کہ جب میرے کوچ کا زمانہ قریب
اور جدائی کی گھڑی سر پر آ کھڑی ہوا
اور رخصتانہ ملاقات کے اثنا میں
میں نے اُن کی مزاج پرسی کے بعد
یہ بیت پڑھی ؎

نسيت كل طريق كنت اعرفه
الا طريقا يؤديني لربعكم

یعنی میں بجز اُس ایک رستہ کے جو
مجھے تمہاری زمین تک پہنچا وے
اُن تمام رستوں کو بھول گیا جن سے
میں اس سے پیشتر واقف تھا تو آپ
کی پُرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی
ندیاں بہنے لگیں اور دونوں رخسارے
سُرخ ہو گئے یہاں تک کہ گریہ کی گرم
سے آپ کا گلا گھٹ گیا ازاں بعد آپ
نے نہایت خلوص کے ساتھ اس عا
کے حق میں دعا کی - اور میں اس وا

Marfat.com

من الولد ہ
جمیع بقاء الدھر یا کہف اھلہ
یھذا دعاء للبریۃ شامل
والسلام

کوئی کبھی یہ دل نہیں سکتا کہ جب میں
نے آپ کی مقدار عمر دریافت کی تو جواب
میں فرمایا کہ ساٹھ و ستر کے مابین ہے
تو اگر میں ان باتوں کو یاد کر کے حزن
کے آنسو رونا چاہوں تو رو سکتا ہوں
لیکن صبر کا میدان زیادہ وسیع ہے
اور اسباب گریہ کے ہجوم اور آسمان
وزمین کی تنگی کے وقت میرے
دل کی تسلی اور میرے بصر و سمع کی
لاٹھی صرف یہ ہے کہ شیخ رضی اللہ
عنہ نے آپ جیسا فرزند اپنی محسوس
یادگار چھوڑی ہے اس میں ذرا شک
نہیں کہ شیر کا بچہ شیر کے مشابہ ہوتا
اور فرزند سے باپ کی خصلت ظاہر
ہوتی ہے۔ اے زمانہ کے ماوی و
ملجا تیری بقا زمانہ کی بقائے دوام
کے ساتھ رہے اور یہ دعا تمام
مخلوق کو شامل ہے والسلام۔

Marfat.com

المکتوب الثانی

دوسرا خط

من الشیخ الموصوف الی استادہ قدوۃ المحدثین جمال الدین ابی طاہر الکردی المدنی قدس اللہ سرہما واعلی فی الملاء الاعلی ذکرہما

شاہ ولی اللہ کا دوسرا خط۔ اپنے شیخ المحدثین جمال الدین ابو طاہر کردی مدنی کے نام خدا تعالے دونوں کو پاک کرے اور ملاء اعلیٰ ان کا ذکر بلند کرے۔

لازالت شآبیب الرحمۃ والبرکات منہلۃ ومنسجمۃ وسحائب العنایۃ والکرامۃ ممطرۃ ومستدیمۃ علی الصقع المحفوف بالسیرۃ الکرام الموصوف بالمجد فوق ماتذکر بالکلام جناب من اجلتہ ان اذکرہ بصریح اسمہ واستغنی من ذلک بتعیینہ بعلامتہ ووسمہ

رحمت و برکات کے مینہ اور عنایات کرامات کے بادل اس گوشہ زمین پر ہمیشہ برستے رہیں جیسے بزرگ نیک فرشتہ گرد و پیش سے احاطہ کئے ہیں اور جو فضیلت خاص سے موصوف ہے اس کا سلسلہ کلام میں ذکر کرنا ادب ہے اور اس کی جناب اس بہت دور ہے کہ میں صراحۃً اس کا نام لوں یا علامت و نشان سے اس کا معین کروں سے

ومن العجائب ان افوہ بذکرہ ولقد اغاربان یمر بخاطری

ومن العجائب ان افوہ بذکرہ ولقد اغاربان یمر بخاطری

Marfat.com

من اجده في خلدي حاضرا
فلا يغرب عني بحياته ولا
يغيب والفيه في بصري
متمثلا فلا يصبني فقده
ولا يريب حضرة شيخنا و
قدوتنا ومخدومنا ومولانا
الاكرم الافخم الاجل ــــ

بقيت بقاء الدهر يا كهف اهله
وهذا دعاء للبرية شامل

مابعد فهذا المستمد بتوجهاتكم
المعتمد على دعواتكم يحمد الله
تعالى اليكم في جميع الامور ظاهرها
وباطنها ويشكره على نعمه التي لا
يحصي عددها ولا يحصرون دها
من جملتها صوم رمضان بمكة
المباركة واعتكاف العشرة
الاخيرة في المسجد الحرام ولقد
بشرني الشيخ عمر ميناه خادم
ت الله سره الله تعالى كما سرني

جیسے میں اپنے دل میں حاضر پاتا ہوں
اور وہ زندگی بھر کبھی مجھ سے غائب
نہیں ہوتا اور جس کی تصویر میری آنکھوں
کے سامنے آجاتی ہے اور پھر کبھی
نظروں سے ہٹتی نہیں وہ ہمارے
شیخ ہمارے مقتدا ہمارے مخدوم
ہمارے بزرگ ہیں ــــ

بقیت بقاء الدهر یا کهف اهله
وهذا دعاء للبریه شامل

اس کے بعد واضح ہو کہ آپ کی دلی توجہات
کا محتاج اور آپ کی دعاؤں پر بھروسہ
کرنے والا۔ تمام باطنی و ظاہر امور میں
خدا کی تعریف اور اس کی ان نعمتوں
کا شکریہ کرتا ہے جو گنتی میں نہیں آسکتیں
منجملہ ان کے مکہ معظمہ میں رمضان کا
روزہ اور مسجد حرام میں عشرہ اخیرہ کا اعتکاف
ہے۔ مجھے خانہ کعبہ کے خادم شیخ
عمر میناہ نے خبر دی (خدا تعالےٰ اسے
خوش رکھے جیسا اس نے مجھے خوش کیا)

Marfat.com

انہ هيأ دار النزول لكم في الحج ولينظر قدومكم في ايام الحج والشهر ؎

فساغ الى الشراب وكنت
قبلا اكاد اغص بالماء الفرات

حقق الله تعالى هذه الامنية منا ومنه انه على كل شيء قدير وباجابة الدعاء جدير و ونسئل منكم الدعاء بالسلامة في السفر والاقامة وبعافية ولا بلاء بعدها وبرحمة لا سخط يعقبها والسلام والاكرام

کہ آپ حج کے لئے تشریف لائے اور وہ آپ کے نزول کے واسطے تیار کر رہا ہے اور قربانی و لبیک کے زمانہ میں آپ کی تشریف آوری کا ا... ہے ؎

فساغ الي الشراب وكنت قب
اكاد اغص بالماء الفرات

خدا تعالیٰ نے میری اور اس کی آرزو کو پورا کرے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے کے لائق اور سزاوار ہے ہم آپ سے سفر و حضر کی حالت میں سلامت و خیریت کی دعا چاہتے ہیں اس عافیت و رحمت کی استدعا ہے ہوں جس کے بعد کوئی بلا اور جس کے پیچھے کوئی عذاب نہ ہو والسلام والاکرام

المكتوب الثالث

تیسرا خط

بعد دفع تحيات لا تزال منها روائح الاخلاص عابقة و

(تیسرا خط شیخ ابو الطاہر مدنی کے نام)
ان تحفوں کے ارسال کرنے کے بعد

Marfat.com

باتحفة واعلانه دعوات
تفاعه عنها نائم قبول و
قبول عادمية و داعية
ن عبد ضعيف اى قة جميل
لطف وجزيل الامتنان
سب ولعد شان عظيم
حسن وعميم الاحسان ه
اخذ تموني مني في ملاطفة
فلست اعرف غيرها قد عرفتكم
ے حضى ة . من تقاصرت
الالسنة والتعبيرات عن
وصف كمال وتضايقت الا
ساليب والتعبيرات عن
نعت جمال ـخا المطرى
ـفـ مداحتة اعجم د
قاصره د المفرط و ـے
تفريطه مفرط فاتر سه
وعلى تفنن واصفيه بوصفه
يفنى الزمان وفيه مالم يوصف

جن سے ہمیشہ اخلاص کی عطر آمیز ہوائیں چل کر دل و دماغ کو معطر کرتی ہیں اور اُن دعاؤں کے ہدیہ کرنے کے پیچھے جن سے قبول القبول کی ہوا کے خوش آئندہ جھونکے صبح و شام جدا نہیں ہوتے واضح ہو یہ عریضہ اُس ضعیف و خاکسار بندہ کی طرف سے ہے جسے آپ کے لطیف وجمیل اور احسان عظیم نے غلام بنا لیا ہے اور عام احسان نے اس کی حالت کو مرہون منت کر دیا ہے ۔ ۵۰

اخذ تمونی منی فی ملاطفۃ
فلست اعرف غیرھا قد عرفتکم

یعنی جب سے تم نے مجھے اپنے سایہ ملاطفت میں لیا ہے اور میں نے تمہیں پہچانا ہے اُس وقت سے میں نے بجز عنایت و مہربانی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور یہ عریضہ اُس شخص کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس کے وصف کمال سے زبانیں اور تعبیریں قاصر اور نعت

شیخنا وقدوتنا ومخدومنا
ومولانا الاکرم الا
فخم الاجل الابجل
ادام الله تعالیٰ ایادامنه
ایام حیات علوم الدین
وابقی مهجتها وخلد بتخلیة
عهده رونق معارف الحق
وابد بهجتها ـ فان هذا
المستمد بتوجهاتکم العلیة
والمعتمد علی دعواتکم
المستجابة وصل الی
مکة زادها الله شرفا
وتعظیما وما مونا ومن
جمیع المخوفات سالما
من جمیع المکروهات
اللهم الا الم فی اتکم
الذی لا صبر علی صبره
الاکصبر المصبور ولا مصانعة
معه الا کمصانعة المغلوب

وجال سے اسلوب وتحیرات کا دائرہ
ہے اس کی مدح میں نہایت مبالغہ
تعریف کرنے والا محض عاجز اور گ
ہے۔ اور افراط کے ساتھ قدح
میں مشغول ہونے والا تھک جا
ہے ۵

وعلی تفنن واصفیه بوصفه
یفنی الزمان وفیه مالم یوصف

وہ ہمارے شیخ ہمارے مقتدا ہمارے
مخدوم ہمارے مکرم ومحترم اور بزرگ
مولانا ہیں خدا تعالیٰ اُن کے لقا
دوام کی وجہ سے دینی علوم کی زندگی
مداومت کی روح ڈالے اور اُن کی
ہمیشہ قائم رکھے اوران کے زمانہ
ہمیشگی کے سبب سے معارف حق
سدا تروتازہ رکھے اوراس کی تا
کی رونق کو دوبالا کرے۔ اس کے بعد
گذارش ہے کہ آپ کی توجہات عالیہ
محتاج اور آپ کی مقبول دعاؤں

Marfat.com

لقھورسہ ۔
واللہ لوحلف العشاق انھم
قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا
والی اللہ المشتکی
ھوا لمستان وھو
العالم بالاسرار
والاعلان والمسئول
منکم الدعاء فی
الاوقات المرجوۃ
وطلب الخیر فی
الاوقات المحبوۃ
والحمد للہ اولا
واخرًا ۔ منکم الدعا
فی الاوقات المرجوۃ
و طلب الخیر فی
الاوقات
المحبوۃ و
الحمد
للہ

بھروسہ کرنے والا تمام خطرناک مواقع سے محفوظ اور ناگوار چیزوں سے صحیح سالم مکہ معظمہ میں پہنچا خدا اس کی شرف و عظمت کو بڑھائے خدا کا شکر ہے کہ اس وقت مجھے کسی طرح کا خوف و اندیشہ اور رنج و اندوہ نہیں ہے لیکن آپ کی مفارقت کا رنج اس درجہ ہے جس پر مجھے کسی طرح صبر نہیں آتا مگر جیسے زنجیر میں بندھے ہوئے شخص یا قفس میں پڑے ہوئے جانور کو صبر ہوتا ہے یا مغلوب و مقہور آدمی اپنے دل کو تسلی دیتا ہے ؎

واللہ لوحلف العشاق انھم
قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا

یعنی اگر عشاق اس بات پر قسم کھائیں کہ ہم محبت کی وجہ سے مفارقت کے دن قتل کئے گئے ہیں تو واللہ وہ حانث نہ ہوں گے میری شکایت کا علاج خدا کے پاس ہے اور اسی سے مدد چاہتا ہوں وہی باطن اور ظاہر کو جانتا ہے میں آپ

Marfat.com

اولا و اخرا

سے مقبولہ اوقات میں دعا کا خواہاں
اور طالب خیر ہوں ۔

المکتوب الرابع

چوتھا خط

تحیات اصولها ثابتة فی ارض المحبة الخالصة و فروعها فی السماء و دعوات دعائمها مستقرة فی ممتد رحمته الخالصة وسقوفها الی العلیا یرفعها احقر الخلیقة ومن لیس بشیء فی الحقیقة الی الصقع المحفوف بالملئکة الملتمسة التسبیح والتحمید والجناب الموصوف بلا یشقی جلیسهم وان کان ادحب الطرد والتبعید دائرة مرکزها عروة الوثقی لا انفصام لها من تمسك بها هدی الی صراط مستقیم ومحفلة شاهد مستحکم حبل لا

وہ تحفے جن کی جڑ محبت خالصہ کی
میں قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں اور
وہ دعائیں جن کے ستون رحمۃ خالصہ
کرے میں گھرے ہوئے ہیں اور جن
غایت رفعت میں ہیں احقر خلائق جو
حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہے اس گوشہ
میں پہنچاتا ہے جسے فرشتے گھیرے ہوئے
تسبیح و تحمید کا نعرہ بلند کرنے میں اور
اس بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہے جس کا
جلیس وہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا چاہے
وہ اس قابل ہے کہ خداوندی رحمت سے
دور کر دیا جائے اس کی جناب ایک ایسا
دائرہ ہے جس کا مرکز مضبوط کڑا ہے
جو کہیں ٹوٹ نہیں سکتا جس نے اسے
پکڑا سیدھی راہ پر لگ گیا اور اس کی محفل

Marfat.com

طاع له من اعتصم — ایک ایسی مستحکم رسی ہے جو کبھی کٹ نہیں

اداه الی سنین — سکتی جس نے اُسے مضبوطی سے پکڑا

نن د النھج القویم — اُس کو اُس نے شارع عام اور سنت

ـہ — کے طریقہ پر پہنچا دیا ہے

ہلک الواصف المطری خصائصه — لا یدرك الواصف المطری خصائصه

ویکن سابقا فی کل ما وصفا — وان یکن سابقًا فی کل ما وصفا

نخاوقد وتاومخد ومنا — یعنی مبالغہ کرنے والا مداح اُس کی خصوصیتوں

ولانا الاکرم الافخم الاجل — کو پا نہیں سکتا۔ اگرچہ وہ مدح سرائی میں

جل ادام اللہ تعالی المجد — سابق و ممتاز ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ہمارے

بردیه وخلدہ — شیخ ہمارے پیشوا ہمارے ممدوح ہمارے

عالمن لاذ به واعتمد — محترم و مکرم بزرگ و افضل مولنا ہیں خدا

یه امابعد فان المستمد — تعالے صبح و شام ان کی بزرگی میں ترقی

توجهاتکم المعتمد — دے اور اُسے دائم و قائم رکھے اور اُن

علی دعواتکم بیشکر — کی حفاظت اس شخص کے لئے ہمیشہ رکھے

الیکم اللہ تعالی — جو اُن کی ملازم صحبت رہے اور بھروسہ

نعم ظاهرة — رکھے اسکے بعد آپ کی توجہات کا محتاج

والباطنة لا یحصی — اور آپ کی دعاؤں پر بھروسہ کرنے والا

عند الیکم اللہ — خدا کی ان ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکر ادا

لذوات حداہت — کرتا ہے جو شمار میں نہیں آسکتیں اور عوارف

Marfat.com

لا تعد ولا عدها يرجى
ويسئل منكم الدعاء
لمزيدها والاستدامة
قديمها وجديدها
والسلام والاكرام -

المکتوب الخامس

من الشيخ عارف بالله
الى الشيخ ابراهيم
المدنى رحمهما الله تعالى
لازالت ذوارف العوارف
هامية على بركة
الانام خلف السادات
الكرام القائم المقام
الائمة الاعلام مولينا
الشيخ ابراهيم ايده الله تعالى
ابن شيخنا الاجل الابجل
مولينا الشيخ ابى طاهر
بن العارف قدوة الانام

کے ان بہتے چشموں پر خدا کی تعریف
ہے جن کا حصر نہیں ہو سکتا اب آپ
مزید نعمت اور قدیم وجدید منتول
ہمیشہ رہنے کی دعا چاہتا ہے ۔ وا
والاکرام ۔

پانچواں خط

(شیخ عارف باللہ مولانا ولی اللہ کا
شیخ ابراہیم مدنی رحمہما اللہ کے
عوارف کے صاف وشفاف ہوئے
چشمے خالق کے حوض یعنی سادۃ کرام
کے فرزند رشید مولانا شیخ ابراہیم پر
گرتے رہیں جو ائمہ علام کے قائم مقام
اور ہمارے مکرم ومعزز مولانا شیخ
کے فرزند عارف باللہ حجۃ الاسلام
قدوۃ الانام مولانا شیخ ابراہیم کردی
کے پوتے ہیں خدا تعالے انہیں ان
اسرار کی بدولت پاک کرے فقیر ولی اللہ
بن عبدالرحیم العمری الدہلوی عفا اللہ

Marfat.com

ة الاسلام مولینا الشیخ
هیم الکردی المدنی قدسنا
اسرارهما من الفقیر ولی
ن عبد الرحیم العمری الدهلوی
ه عنه سلام علیکم ورحمة
برکاته ان سالتم عن
عرفانه بعافیة فی نفسه
له وولده رطب اللسان
م بآثکم الکرام ویشکر
نعمو نشر علومهم وارجوا
الله تعالی ان یحفظنی
نهم ویحیی ذکرهم فی هذا البلاد
لعبد الضعیف واولاده و
یه انه قریب مجیب واسال
ان لاتنسونا فی صالح دعواتکم
النبی صلی الله علیه وسلم وقد
الیکم قبل هذا مکاتیب
رة وما شرفتمونا بجواب
شرفتمونا بسلام ولا

کی طرف سے آپ پر سلام اور خدا کی
رحمت و برکت ہو آپ نے جو اپنے
محب کی خیریت دریافت کی تھی سو خدا کا
شکر ہے کہ وہ خود اور اس کی اہل و اولاد
خیریت سے ہیں اور آپ کے آبار کرام
کے ذکر سے رطب اللسان ہے ان کی
نعمتوں اور علمی اشاعتوں کا شکر ادا کرتا
ہے۔ مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ ان کی
برکات کی وجہ سے مجھے ہمیشہ محفوظ رکھے
اور ان بلاد میں اس ضعیف اور اس کی اولاد
و اصحاب کے سبب سے ان کا ذکر زندہ رکھے
میں تم سے درخواست کرتا ہوں اور نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ
اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔
اگرچہ میں نے اس سے پیشتر بہت سے
خطوط آپ کی خدمت میں روانہ کئے
لیکن نہ تو آپ نے جواب سے معزز
فرمایا نہ سلام کتاب سے ممتاز کیا۔
حالانکہ میرا خیال آپ کی نسبت ایسا نہ تھا

Marfat.com

كتاب وما كان ذالك ظننا بكم و
المسئول الآن خلاف ما كان ان تكتبوا
الجواب مع حامل رقيمتنا هذه
ومع كل جاء يجيئنا من
تلك المواضع المشهورة وغيرها
عن سلامتكم وسلامة اولادكم
واصحابكم والسلام

اب ہیں بخلاف سابق کے التماس کر
ہوں کہ آپ اس رقیمہ کے حامل
معرفت جواب تحریر کر کے ارسال
اور اُن محترم مواضع سے ہر آنے و
کے ہاتھ سرفراز نامہ بھیجیں اور اپنی
اپنی اولاد و اصحاب کی سلامتی سے
مطلع کریں والسلام۔

المكتوب السادس

چھٹا خط

من الشيخ العارف الى الشيخ
وفد الله المالكي المكي بسم الله الرحمن
الرحيم الحمد لله وصلى الله على
سيدنا محمد وآله وسلم من
الفقير ولي الله بن عبد الرحيم
العمري الدهلوي عفي عنه
سلام عليكم ورحمة الله و
بركته اما بعد فالمامول
من مكارم اخلاقكما
ان تدعولنا في مواضع

(شیخ عارف باللہ مولانا ولی اللہ کا خط
شیخ وفد اللہ مالکی مکی کے نام)
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کو سب تعریف
ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے سردار اور
اُن کی آل پاک پر رحمت وسلام نازل
فرمائے۔ فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم عمری
الدہلوی کی طرف سے تم پر سلام اور
خدا کی رحمت و برکات کے بعد یہ
ہو کہ آپ کے عام اخلاق و بزرگ
عادات سے امید ہے کہ ہمارے

Marfat.com

جابته واوقاتها الـد يننا و
معيشتنا واولادنا واصحابنا
اخبرنى ولدكم الشيخ
حسين انكم اجتمعتم فى صغر سنكم
بفريد عصره الشيخ محمد بن العلا
البابلى قدس الله سره فاجازكم
بجميع ما تصح له روايته فان كان الامر
كذالك فهو اسناد عالى
جدا فالمرجو من جنابكم
ان تشرفونا بالاجازه مجملة
مفصلة و يخبرونا باسانيدكم
العالية و فوائدكم
المنتخبة و مسلسلاتكم
المتصلة لعل الله
يجمعنى و اياكم
فى مقام صدق
فى زمرة اوليائه
وجملة سنة رسوله
صلعم . والسلام

دین و معیشت اور اولاد و اصحاب کے
لئے اپنے اجابت کے اوقات و مواضع
میں دعا کریں مجھے آپ کے فرزند رشید
شیخ حسین سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے
کم سنی کے زمانہ میں فرید عصر شیخ محمد
بن العلا بابلی قدس اللہ سرہ سے
ملاقات کی ہے اور انہوں نے آپ کو
اپنی تمام مرویات صحیحہ کی اجازت
عنایت کی ہے اگر حقیقت میں ۔ واقعہ
نفس الامری ہے تو وہ ایک نہایت ہی
اعلیٰ درجہ کی اسناد ہے مجھے آپ سے
امید ہے کہ مجمل و مفصل اجازت سے اس
فقیر کو معزز و ممتاز کریں گے اور اپنی اسناد
عالیہ اور فوائد منتخبہ اور مسلسلات متصلہ
سے اطلاع دیں گے شاید خدا تعالےٰ
مجھے اور آپ کو مقام صدق میں اپنے
اولیاء کے زمرہ اور اپنے رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عاملین کے
گروہ میں جمع کرے والسلام ۔

Marfat.com

المکتوب السابع — ساتواں خط

من الشیخ عارف باللہ الی بعض اخوانہ اخی! ملازمۃ العلماء غنم و مجالسۃ الوعاء عزم اللہ فی مواظبۃ طاعاتہ، والاھتمام بعباداتہ اعلم ان الملاعبۃ لا تورث الاحسرۃ وان المفاکھۃ لا تخلف الاقسوۃ ایاک و اضاعۃ اوقات فی اللاعنۃ والبطالات والالام تنکص علی عقبیک و لا تھتم بما بین یدیک احسن الناس من اذا سمع وعی حقق

(شیخ عارف باللہ کا خط۔ بنام ایک دوستوں کے۔)

برادرمن! علماء کی ملازمت بہت غنیمت ہے اور عقلا کی ہم نشینی عزم و استقلال کی محرک ہے اللہ۔ خدا تعالے کی طاعت پر ہمیشگی بہت کمیاب ہے اور اس کی عبادات کے اہتمام سے اکثر حصے خالی ہیں۔ واضح کہ کھیل کود میں مصروف رہنا بجز حسرت کے اور کچھ واجب نہیں کرتا اور زیادہ خوش کلامی سختدلی پیدا کرتی ہے۔ تم راحت و آسانی اور باطل کاموں میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو اپنے تئیں ان مضرت اور ایذا باتوں سے بچاؤ جو انجام کار تمہاری طرف عود کرنے والی ہیں اور جو چیزیں فی الحال تمہارے پیش نظر ہیں ان میں زیادہ اہتمام نہ کرو۔ تمام لوگوں میں بہتر وہ ہے کہ

Marfat.com

ماادّعی	ہے جو شنکر یاد رکھے اور اپنے دعوے
والسلام	کو ثابت کرے والسلام۔

المکتوب الثامن — آٹھواں خط

من الشیخ عارف باللہ	(شیخ عارف باللہ کی طرف سے بعض
الی بعض خلانہ	دوستوں کو)
ان الزمان قد تغیر	زمانہ کا رنگ بالکل بدل گیا ہے اور مذاہب
وان المشرب قد تکدر	کا چشمہ نہایت مکدر ہوگیا ہے اور ہر
ولیس کل تزیا بتزیت	پوشش جو مسلمانوں کو زینت و رونق دیتی
المسلمین مسلما ولیس	ہے حقیقت میں اسلامی نہیں ہے اور ہر
کل ما یدعیہ الانسان لنفسہ	وہ چیز جس کی انسان اپنے لئے خواہش
مسلما فایاک رحمتہ من	کرتا ہے کبھی اس پر کامیاب نہیں ہوسکتا
الناس فانھم فی الحقیقۃ	تم پانچ طرح کے لوگوں سے اپنے تئیں
بمنزلۃ الناس صوفی شاطح	بچاؤ جو حقیقت میں الناس کے منزلہ
یحتال لرفع التکلیف و	میں ہیں۔ ایک بیجا صوفی سے جو رفع
لا یقف فی مجاری امرہ	تکلیف کے لئے حیلہ کرتا اور اپنے مجازی
عند التوقیف و	امور میں توقف نہیں کرتا دوسرا جھگڑالو
معقولی مجادل ینشر فتنۃ	معقولی جو شکوک و اوہام کے فتنے پھیلاتا
الشکوک والاوھام ولا	اور خدا کا منقاد و مطیع نہیں ہوتا ہے۔

Marfat.com

ينقاد بقياد العزيز العلام
ثقيل مخنزح يستطيب
على اقوال الميتة ولا يتبع ما اوضحه
النبي صلى الله عليه وسلم لامة و
زاهد متقشف يتشدد في
دينه كان الترخص ليس في
خزينه وغني طاغ يتكلف
زي الاعاجم
ويتشبه احسن في
مصاحبة الحاجم
والسلام

تیسرا شخص خرافتیہ جو مردہ اقوال پر
خوش ہوتا اور جس کی نبی صلعم نے اپنی
امت کے لیئے توضیح کی ہے اس کی
پیروی نہیں کرتا چوتھا خشک زاہد
دین میں اس درجہ سختی اور تشدد کرتا
کہ گویا اسے کسی بارہ میں اجازت ہو
حاصل نہیں۔ پانچواں سرکش مالدار
تکلف و بناوٹ کے ساتھ عجمیوں کی
ہیئت اختیار کرتا اور ان کے ہم نوالہ
ہم پیالہ ہونے کو دوست رکھتا ہے
والسلام۔

المكتوب التاسع

نواں خط

من الشيخ العارف شيخ
ولي الله قدس سره الى الشيخ
محمد عاشق رحمة ربه بسم
الله الرحمن الرحيم الحمد لله المنعم
المفضل الكريم المتعال على
جميع نعمه ومن جملتها

(شیخ عارف جناب شیخ ولی اللہ کی طرف
سے شیخ محمد عاشق رحمہ اللہ کو۔)
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس منعم خدا کی
تعریف ہے جو فضل و کرامت کا مالک
اور اپنی تمام نعمتوں پر بزرگ ہے منجملہ
ان نعمتوں کے ایک آپ کی سلامتی۔

Marfat.com

لامتكم ادام الله تعالى عافيتكم
ر فكم ما تمنيتم من فضله
ل ما لم يخطر على قلب بشر و
ذالك على الله بعزيز
اصل المكتوب بعد
مدة مديدة و نحن
معكم ان شاء الله حيث كنتم
وقد قدر الله تعالى في هذه
الايام ان نحرر قرة العينين
في تفضيل الشيخين
بسط لائق بالمقام وقد تمت
منه خمسة كراريس والتقدير
ان يكون قريبا من عشرة كراريس
الله من الله تعالى بجمع الهمة
على تحريره والهم علوما مناسبة
نسئل من الله تعالى الاهتمام
على هذا النهج ولا حول ولا
قوة الا بالله و
قد وصل الولد

خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ عافیت سے
رکھے اور تمہاری آرزوئیں اپنے فضل
سے بر لاوے بلکہ ان چیزوں پر کامیاب
کرے جن کا خطرہ بھی کسی آدمی کے دل
پر نہ ہوتا ہو اور یہ خدا کے نزدیک کچھ
مشکل نہیں ہے ایک زمانہ دراز کے بعد
آپ کا خط آیا اور اگرچہ بظاہر ہم تم سے
دور ہیں لیکن حقیقت میں ہر جگہ تمہارے
ساتھ ہیں ہم ان دنوں میں خدا کی تقدیر
سے رسالہ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین
ایک ایسے بسط کے ساتھ لکھ رہے ہیں
جو اس کے مناسب ہے گو اس کا اندازہ
دس جزو کے قریب کیا گیا ہے لیکن اب تک
پانچ جزو کی تکمیل ہوئی ہے خدا کا احسان
ہے کہ اس نے اس رسالہ کی تحریر پر ہماری
ہمت جمع کر دی اور اس کے مناسب علوم
الہام کئے ہم خدا تعالیٰ سے التماس
کرتے ہیں کہ جس طرز روش سے یہ شروع
ہوا ہے اسی پر اس کا خاتمہ ہو اور

Marfat.com

العزیز عبد الرحمن مع اولاده
بالخیر والعافیة وقد تلقبناهم
تلقیاحسنا وقرء
علی من کتاب فوزا
الکبیر شیئا و
عسی ان یقرء
علی هذا النمط
حتی یختم
انشاء الله تعالی
والسلام

ہمیں بجز خدا کی مدد کے گناہ ولغز
سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قو
نہیں ہے مگر آنکہ فرزند رشید عبدا
مع اولاد کے بخیر وعافیت پہنچے او
ہم نے اُن سے بہت اچھی طر
ملاقات کی وہ آج کل ہم سے الفوز ا
پڑھ رہے ہیں کچھ حصہ تو پڑھ چ
ہیں اور باقی کی نسبت اُمید ہے کہ ا
طرز کے ساتھ پڑھ کر ختم کریں انشا
تعالےٰ والسلام ۔

المکتوب العاشر

من الشیخ الاستاذ العارف
بالله الشیخ ولی الله الی الفاضل
العلامة المخدوم معین الملة
والدین السندی طاب ثراه
احسن الله الی اخینا
المکرم المعظم ومخدومنا المبجل
جامع الکمالات سباق

دسواں خط

(شیخ اُستاد عارف باللہ شیخ ولی اللہ
خط فاضل علامہ مخدوم معین الد
سندی کے نام)
خدا تعالےٰ نے ہمارے مکرم معظم اور
محترم وبزرگ مخدوم برادر پر نگاہ
رکھے جو تمام کمالات کو جامع او
غایات میں سب سے آگے نکل چکے

Marfat.com

ناياف وجعله كاسمه
بينا للسنة والدين امينا
على خزائن علم اليقين
عين اليقين اما بعد فالفقير
ولى الله عفى عنه يسلم عليكم
ويدعو الله لكم فى الاوقات المرجوة
وقد استشرتمونى
فى الانتقال الى بندر سورت
والانتقال منه الى موضع آخر
فانا لا اعدل بحج بيت الله
المعظم وزيارة نبيه الكريم
عليه الصلوة والتسليم
شيئا فان اتفق الخروج
من الوطن بسبب من الاسباب
فلا ينبغى ان يقصد الا هذان
وقد اخبرتمونى على
قلة الزاد فعلى الله توكلوا
وبه ثقوا واليه فوضوا
انفق ولا تخش من ذى

والا ہے اور جیسا کہ اس کا نام ہے
سنت و دین کا معین و مددگار اور علم
یقین کے خزانوں پر امین مقرر کرے
اس کے بعد فقیر ولی اللہ عفا اللہ عنہ،
تمہیں سلام پہنچاتا اور اوقات مقبولہ میں
تمہارے لئے دعا کرتا ہے۔ تم نے
جو مجھ سے سورت کے بندر اور پھر
وہاں سے کسی اور مقام پر سفر کر جانے
کی بابت مشورہ لیا ہے تو گذارش یہ ہے
کہ میں حج بیت اللہ اور جناب نبی کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے
قصد سے کبھی باز نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ
اگر کسی وجہ سے وطن سے نکلنے کا اتفاق
ہو جائے تو پھر ان دونوں متبرک مقامات
کے علاوہ اور کہیں کا قصد کرنا لائق نہیں
ہے اور تم نے جو قلت خرچ اور کمی زاد
کی نسبت لکھا ہے تو خدا پر بھروسہ
کرو اور اپنی تمام مہمات کی باگ اس
کے ید قدرت میں دے دو۔ اور جملہ

Marfat.com

العرش اتلالا و اما عزام ذلك الرجوع الى الوطن فلا تستبدوا به حتى يشرح الله صدركم او صدر رجل لاجلكم والحمد لله اولا و آخرا

کام اسے سونپ دو۔ جو کچھ پاس ہو خرچ کر ڈالو۔ اور مال کے تفرقہ کا اندیشہ نہ کرو۔ وطن کی طرف مراجعت کرنے پر جو تم نے عزم بالجزم اس پر اصرار و ہٹ نہ کرو حتے کہ حق تعالے تمہارا یا تمہارے لئے کسی شخص کا سینہ کھول دے۔ اول و آخر خدا کا شکر ہے۔

معزز ناظرین! شاہ صاحب کے مکاتیب و خطوط کا جس قدر مجھے انتخاب کرنا تھا کر چکا اب میں صرف آپ کا ایک وہ خط اور نقل کرتا ہوں جو آپ نے فاضل اجل مولنا عبدالقادر جونپوری کے جواب میں وحدت وجود کی بحث میں لکھا تھا۔ اس خط کے نقل کرنے سے علاوہ ادب و انشا زور تقریر اور شیوا بیانی کے ناظرین کو یہ بھی دکھانا منظور ہے کہ آپ تصوفی تحقیقات میں کس درجہ کا اقتدار تھا اور اس خاص علم کو آپ نے کس عروج پر پہنچا دیا تھا۔ اور چونکہ شاہ صاحب کے اس علمی تبحر اور پر زور تحریر کا اندازہ کرنا بغیر اس کے کہ مولنا عبدالقادر کا خط بجنسہ نقل کیا جائے بہت مشکل ہے لہذا میں اول مولنا موصوف کا خط نقل کرتا ہوں اور اس کے بعد شاہ صاحب کا جواب درج کروں گا۔ یہ دونوں خطوط ادبی ہونے

Marfat.com

علاوہ ایک ایسے خاص مسئلہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے مذاق سے بہت کم لوگ واقف ہیں اس لئے ان کا ترجمہ کرنا اول تو تکلف سے خالی نہیں اور اگر ترجمہ کیا بھی جائے تو افسوس ہے کہ پڑھنے والے فائدہ نہیں اٹھا سکتے چنانچہ میں دونوں خطوط بجنسہٖ نقل کرکے اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔

جامع الفضائل کریم الشمائل مولانا عبدالقادر جونپوری کا خط بنام عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

من الفقیر الفاقر محمد عبد القادر الی النقی الاتقی ولی اللہ العلی یامن لعل بر سیراً یبلغہ + دار الخلافۃ بلغ حین تاتیھا + منی السلام مازال مبتغیا + من المشوق الی نفس یوالیھا + الی مقیم بھا قد زادھا شرفاً ورفعۃ حین یدعی من اھالیھا + ذلک الولی المرضی العالم العلم + المحی المکارم بادیھا وخافیھا + اشتاقہ اذنی والعین فاقدۃ + لطول اثارہ وکتب داعیھا + علی یبلغنک الشوق مقترنا + بجملۃ منک تاتینی دواعیھا + من العبد الذ ثور الخیر المعلوم والمذکور الفقیر الفاقر محمد عبد القادر بعض من نجم من تربتہ جونفور ماءھا وعمر سبعا وعشرین حجۃ بمائھا وھوائھا الی ذلک الامام الھمام الحبر العلام النقی اللقی ولی اللہ العلی طول اللہ سبحانہ تعالی بقاءہ وعجل لی لقاءہ اما بعد الھدیۃ الزکیۃ السلام والتحیۃ والادا

Marfat.com

المرضية فان التزاور بين الاحاد والتعارف بين الافراد لا ينبغي ان يحصر في المشاهدة بالاعين او ان تقتصر على المكالمة بالالسن كيف وقد حشاء الاحشاوي في ما بين الاعضاء ما قد قرع الاسماع منكم من المكارم والمحاسن ويلغ الاذان من محامد الظاهر والباطن حتى احب ان يكون مني قبل ان انال بركة الملاقاة والفوز بسعادة المرافات شيء من المكاتبة والمراسلة التي قد تعد نوعا من المواصلة ولعل ذلك قد يكون سببا للاتحاد والله سبحانه مسبب الاسباب ثم انه مع كثرة ما يشوقني الى من اهاجيليكم يسوقني انما يعوق عن ذلك ما يذوق المرء من تطاول المنازل وتباعد المراحل ولعلي اذا شاء الله سبحانه وهيأ الاسباب اركب غارب مطية الاغتراب واطلب بركة الوصال والصحاب ولا قتصر الان على هذا القدر وانبعه بسوال ما لا زال يخالج الصدر فاقول اما التوحيد المتعلق بوجود الوجوب بمعنى ان الوجوب بالذات مختص بذات واحد لا يمكن ان يكون محمولا على اثنين وان يكون الحقيقة والواجبية مشتركة بين فردين والمتعلق بالفعل والذاتر بمعنى انه المؤثر في الوجود الاعم من ان يكون بغير واسطة او بها فان ذلك ليس من توحيد المؤثر في شيء بل بمعنى انه لا مؤثر في الوجود الا هو فيتعلق بكل ارادته وقد رتبه على موجب علمه وحكمته بيده ازمة

Marfat.com

اشیاء ولا یجری فی ملکه الا ما یشاء وانما غیره مما له مدخل فی وجود شیء مما ینضم فی سلک الفوائد والشرائط من غیر ان یفیض منه وجود یصدر منه فعل ولکن المتعلق بالذات بمعنی ان ذوات الممکنات انیرها وذراریت المجعولات بنفسها وقطمیرها هالکة فی شیئیتها جوهرها باطلة فی حد انفسها فلولا فیض الواجب سبحانه لم یکن هناک ذات ولم تعقل ماهیة وانما تقررها وتصدرها وصلوحها للحکم علیها وبها بالنظر الی تلک الذات الواجبة المنبث فیضها الممتد ظلها الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا کل ذلک امر معقول مصدق به و مقبول واما ما یزمزم به العارفون ویترنم به المکاشفون فهل للعقل الیه سبیل او یمکن ان یدل علیه دلیل وهل یقول من قال ان الله تعالی هو الوجود المطلق وانه اظهر الاشیاء وهو عینها مفهوم معقول او انه طور ازاء طور العقل ثم ماذا بمعنی قول من یزعم انه طور وراء طور العقل او لیس للعقل احکام صادقة وقضایا حقة لا یمکن ان یتبدل ولا یتصور ولا ان یتزلزل ام للعقل واحکامه حد معین اذ جاوزناه فلیس له هناک حکم سبحان الله کیف یصدق بمثل هذا اذ لولا للعقل احکام مضبوطة غیر ممکنة التبدل ولا جائزة التزلزل لما قامت السموات والارضون وقد رجع هذا القول الی مثل ما یقول العمی الصم من السوفسطائیة الدون فالمطلوب منک ایها الباقی من آثار السلف والمرجو من لدیک ایها الراقی کل شرف ان توطن نفسی

وتسكن قلبى عما هما فيه من هذه المسئلة من القلق البالغ السائغ بالخبر المنقر فى ذلك المحقق لدى بالك ولعلى انتفع وقد تنتفع وتجتمع ولعلك توجر وتجزى وعند الله الاخرة والاولى انه ان اكرمتنى بكتابك وبلغتنى الاذن فى جنابك فلعلى اجرأ ارسال العرائض والاستفادة من عندك ما يفيض الفائض بقية طويلا وانيت جزيلا۔ والسلام۔ امام ہمام حبر علامہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا خط مولانا محمد عبدالقادر جونپوری کے جواب میں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا جواب | اهلاً للملفوف اذا اضحت معالمها ، تهدى الى شئ من نزر نا نيها ، حبر لدهاة علوية قضت ، كل المقاصد دانيها وقاصيها ، فلا يغادر علما غير مكتسب ، ولا فضائل الاوهام حاويها ، من بحر نفوس اذهبت رياح رضى ، منها تقطرت الدنيا وما فيها ، من الفقير الى رحمة الله الكريم احمد المدعو بولى الله بن عبد الرحيم الى جامع الفضائل كريم الشمائل مولانا عبد القادر لازال لمطوخا يه فى الباطن والظاهر اما بعد فقد وصل الى مكتوبك الشريف الدال على تحبركم المنيف يعرض على مسئلة حارت فى براديها الافكار وتقاعست دونها الانظار وكيف لى بجوابها فى ورق او حلها فى كلمة لكنى اذكر نكتة قولكم فى تقرير المعنى الثالث للتوحيد

ان ذوات الممكنات بحذافيرها وذرات المجعولات بنقير وقطمير

هالكة فى شبح جوهرها باطلة فى حد نفسها فلولا فيض الواجب

Marfat.com

يكن هناك ذات ولم يحصل ماهية وانما نقررها وتصدرها
يصلوحها للحكم عليها وبها بالنظر الى تلك الذات المنبث فيضا
لمنته ظلها انتهى هو بعينه معنى وحدة الوجود عند المحققين
ن اهل المعرفة والشهود غيران الناس لهم السنة شتى بعضها
ن قبيل التجوز والمسامحة وبعضها من قبيل التحقيق والمفاتحة
بارا تنا شتى وحسبك واحد وكل الى ذلك الجمال يشير فهذا الفيض
وحداني بالذات المتكثر باعتبار القوابل يسمى بالفيض الاقدس
ن جهة صدر الماهيات وبالفيض المقدس من جهة صدور
لعقليات ولوازم الوجود الخارجي - اما قولهم هو الوجود المطلق فلا
يكون بالمطلق الامر المنتزع عن الافراد كما يقرره المتكلم في الكليات
لا الموجود في ضمن الافراد ولا باستقلال كما زعمه الحكيم ولكن امراً
هو متحقق في نفسه متعين بذاته استوت نسبته الى الممكنات باثرها
العقل مقول على معنيين احدهما النفس الناطقة وكل معرفة فانما هي
قائمة بالنفس حاصلة لها وثانيهما قواعد اسسها قوم اشتغلوا بالعلوم
العقلية ورب دقيقة فاتت تلك القواعد وبعد فان الحالة الراسية
لاكثر من هذا وعسى ان يكون بعد ذلك عود والمرجو من مكارم
خلاقكم ان لا تنسونا من صالح دعواتكم ولا من لطيف مكاتباتكم -
فالمكاتبة نوع من الاستصحاب والعبرة بمناسبة الارواح لا بمقارنة
التراب احسن الله تعالى اليكم وافاض نعمته عليكم - والسلام -

Marfat.com

بالغ اور غائر نظریں ان دونوں خطوں کو موازنہ کرکے بخوبی انداز
سکتی ہیں کہ ہمارے مولینا ممدوح کا خط کس درجہ فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے اور
بلاغت سے قطع نظر کرکے کتنا مطلب خیز ہے باوجود اس اختصار کے ایک
اہم اور پیچیدہ مسئلہ جس کے حل کرنے کے لیئے چند اجزا بھی کافی نہیں
سکتے تھے آپ نے کس سہولت اور آسانی کے ساتھ پانی کر دیا اس
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس درجہ کا تبحر اور کمال اس فن خاص میں آپ
حاصل تھا اس کی نظیر کہیں مل نہیں سکتی۔

وحدۃ الوجود کا مسئلہ ایک ایسا دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے کہ اگر اس
کوئی اور شخص بحث کرتا تو اسے چند اجزا سیاہ کرنے پڑتے اور پھر بھی
صاف طور پر مطلب واضح نہ ہوتا یہ حقیقت میں شاہ صاحب کا اعجاز
کہ آپ نے اس طولانی اور غیر محدود مبحث کو چند چھوٹے چھوٹے جملے
میں اس طرح ادا کر دیا کہ گویا کوئی بڑا کام ہی نہ تھا۔ پھر طرفہ یہ کہ جو
آپ کی قلم سے نکل رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھل کر نکلا
ہے ہر ہر فقرہ تصوفی تحقیقات سے بھرا ہوا الفاظ کی بندش اور عبارت
کی چستی سے جس قدر عالمانہ پن برستا ہے اسی قدر مطالب کی خوبی سے
آپ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی بعض تصنیفات

جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیفات

Marfat.com

جو زمانہ کی ضرورتیں رفع کرنے کے لئے نہایت ہی دلچسپ اور عمدہ پیرایہ میں خاص خاص موقعوں پر لکھی گئی ہیں وہ آپ کی بے نظیر اور محسوس یادگاریں ہیں کسی کا یہ قول بہت درست ہے "ہر کسے را بہر کارے ساختند" فطرۃ نے جناب شاہ صاحب کو اسی لئے پیدا کیا تھا کہ آپ زبان و قلم دونوں سے دینی علوم کی اشاعت کریں اور اُن بنی نوع کی اصلاح میں نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کریں جو ایک زمانہ دراز سے شرک و بدعت اور پیر پرستی اور مادۂ تقلید کے تیرہ و تاریک گڑھے میں پڑی ہوئی تھی۔ آپ کی تالیف بغور دیکھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ بچپن سے وقت وفات تک دینی علوم کے رواج دینے اور قرآن و حدیث کے پھیلانے میں جس شخص کی زندگی صرف ہوئی اور جس کی قسمت میں روز ازل سے یہ شرف مقدر ہو چکا تھا وہ شاہ ولی اللہ صاحب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے فرزند رشید اور مشہور شہید شیخ وجیہ الدین صاحب کے پوتے تھے ہوش سنبھالتے ہی جس خیال نے آپ کو چاروں طرف سے آ گھیرا تھا اور جس کی دھن میں آپ نے اپنی تمام عمر گذار دی تھی وہ یہ ہی دینی علوم کی اشاعت کا خیال تھا قدرت نے پہلے ہی روز سے ترویج علوم اور تالیف و تصنیف کا مقتدر و معزز منصب آپ کے نامزد کر دیا تھا جسے آپ نے نہایت قابلیت سے نبھایا اور بڑی دلسوزی کے ساتھ اس کا انجام دیا۔

شاہ صاحب کی تصنیفات کثرت سے ہیں اور اُن کے مطالب و

Marfat.com

مقاصد نہایت مفید و دلچسپ ہیں لیکن افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ باوجود تحقیقات کے چند مشہور کتابوں کے علاوہ اور کسی کا پتہ نہیں چلتا۔ تاہم جو کتابیں اس وقت ہمیں دستیاب ہوئیں[1] اور جنہوں نے ہندوستان وعرب دونوں میں ایک عجیب مذاق علمی پھیلا رکھا ہے ذیل کے نقشہ میں ہیں جن سے انکے مقاصد و مطالب کی مختصر کیفیت بھی معلوم ہوتی ہے میں ایک فاضل مورخ کا وہ مختصر ریمارک جو اس نے شاہ صاحب کی تصانیف پر کیا ہے نقل کر کے ان مشہور کتابوں کا نقشہ[2] دیتا ہوں جو اس وقت میری پیش نظر ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اکثر فنون میں کتابیں تصنیف کی ہیں جو زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے سب کی سب مفید اور منفعت بخش ہیں اور بعض ان میں سے ایسی بے نظیر اور عدیم المثال کتابیں ہیں جن کے وجود سے زمانہ سابق بالکل خالی ہے اور جن کے موجودہ زمانہ میں سخت ضرورت ہے"۔

---

[1] عجیب بات ہے کہ مصنف مرحوم نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے ایک رسالہ تحفۃ الموحدین کا خود ترجمہ کر کے مطبع افضل المطابع میں اس کو طبع کرایا لیکن یہاں انکی فہرست تالیفات میں اسکا ذکر نہیں کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت ان کو رسالہ تحفۃ الموحدین دستیاب نہیں ہو سکا۔ یہ رسالہ بڑا جامع اور پر مغز ہے حال ہی میں ادارہ اشاعۃ السنۃ لاہور نے اسے طبع کیا۔ شاہ صاحب کی ایک اور تصنیف توحید ہی کے مسئلہ میں البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین عرصہ ہوا مطبع محمدی لاہور نے طبع کی تھی واللہ اعلم۔ ناشر

[2] مصنف مرحوم کے مرتبہ نقشے کو ہم نے بدل کر موجودہ ذوق کے مطابق کر دیا ہے صرف ترتیب

تفسیر

(۱) فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (فارسی)

یہ قرآن مجید کا ایک نہایت مختصر ترجمہ ہے جو ایک عجیب دلچسپ پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ اب تک قرآن مجید کے مطالب کا سمجھنا صرف عربی تفاسیر پر منحصر تھا جسے علما اپنا ہی حصہ سمجھے بیٹھے تھے اور عوام لوگ کلام الٰہی کا منشار فطرۃ اللہ کا مفہوم سمجھنے سے محض محروم و بے نصیب تھے۔ عموماً مسلمان رمضان میں یا معمولی تلاوتوں میں بالکل طوطے کی طرح سے قرآن پڑھتے تھے اور معنی نہ جاننے کی وجہ سے خداوندی احکام اور آسمانی قوانین سے محض نابلد تھے ایسے وقت میں جناب شاہ صاحب نے قرآن مجید کے ترجمہ کی سخت ضرورت سمجھی اور اس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور لفظوں کی رعائیت سے ایسا مطلب خیز ترجمہ کیا کہ عام لوگوں کو کلام الٰہی سمجھنا بہت آسان ہوا۔ قطع نظر اس کے مطالب کی توضیح کے لئے جابجا نہایت مختصر فوائد چڑھائے۔

بڑے بڑے معرکۃ الآرا مضامین اور نہایت اہم اور دقیق مطالب چند مختصر اور گنتی کے الفاظ میں اس خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ ادا کئے ہیں۔

انہیں ایسا صاف اور پانی کر دیا ہے جس سے نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوتی ہے اور زیادہ حیرت یوں ہوتی ہے کہ جب کسی آیت کی تفسیر عربی تفاسیر

Marfat.com

زبان پیش جاتی ہے تو باوجودیکہ وہ اسکے متعلق ایک نہایت طولانی بحث
کرتے اور صفحات کے صفحات سیاہ کر جاتے ہیں مگر پھر بھی ویسا صاف
مطلب نہیں کھلتا جیسا شاہ صاحب کے معدود لفظوں سے کھلتا ہے
باوجودیکہ اس ترجمہ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ ہو گئی ہے
زمانہ میں علوم و فنون بالخصوص ترجمے کی اشاعت کا دریا بڑے زور
سے لہریں مار رہا ہے لیکن اس ترجمہ پر آج تک کبھی کسی کو دم مارنے کی
نہیں ہوئی اور جس طرح خود قرآن مجید فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اسی طرح
یہ ترجمہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک بہت بڑی معجز نما کرامت
ہے اور جس طرح قرآن مجید جیسی ایک آیت بنا لانے کی کوئی شخص طاقت
نہیں رکھتا اسی طرح اس ترجمہ کی برابری کا کوئی دعویدار نہیں ہو سکتا اور
اگر بفرض محال دعوے کرے بھی تو اس کا یہ دعوے چل نہیں سکتا۔

ہندوستان میں اس وقت فلسفہ اور معقول کی بڑی گرم بازاری تھی
اور قرآن و حدیث کا چرچا نہایت دھیما تھا عام و خاص پیر پرستی کی
پیچ بھول بھلیوں میں حیران و سرگردان تھے۔ اسلام شرک میں گھی کھچڑی
ہو رہا تھا اور مسلمان صدہا قسم کے توہمات میں گرفتار تھے شرک و بدعت
کا ایک عظیم الشان اور طوفان خیز سمندر چاروں طرف بہہ رہا تھا جس کی
خوفناک موجیں اور دہشت انگیز لہریں اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر
رہی تھیں اس وقت اس خدا کے برگزیدہ اور اسلام کے سر پر ستون

ی جناب مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ کر کے
رک و بدعت کی عمارت کو جڑ بنیاد سے اکھیڑ پھینکا اور قرآن و
دیث کی اشاعت میں اس درجہ کوشش کی کہ ہوا کا رُخ اِدھر سے
دھر پلٹ رہا تھا۔

حقیقت میں اگر قرآن مجید کا ترجمہ اس حادثہ زا زمانہ میں نہ ہوتا۔ تو
سلمانوں کی معاشرانہ زندگی میں جو اصلاح ہوئی ہے کبھی نہ ہوتی اور
علوم نہیں کہ مسلمانوں کو کن کن سختیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا
ن پر مصائب و آفات کے کس قدر لشکر لوٹتے اور کیا کیا غضب الٰہی
زل ہوتے۔ اس وقت ہندوستان میں جہاں سے جہاں تک سچے
سلام کی روشنی نظر آتی ہے اور شرک و بدعت سے صاف اور
نتھرا ہوا مذہب دکھائی دیتا ہے سب اسی ترجمہ کا صدقہ ہے ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ہندوستانی مسلمانوں پر شاہ صاحب کا یہ احسان اس قدر گرانبار
ہے جس سے وہ گردن اٹھا نہیں سکتے لیکن افسوس اور سخت افسوس سے
ا دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانانِ ہند نے اس احسان کا آجتک کوئی مناسب
شکریہ ادا نہیں کیا یہ ترجمہ قرآن مجید کے بین السطور میں تحریر ہو کر ہزاروں
جگہ ہندوستان کے مختلف مطابع اور متعدد پریسوں میں چھپ چکا ہے
اور اس کی شہرت دریائے جمنا سے فرات تک اور ہندوستان سے بلکہ
کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے دروں تک برابر پھیلی ہوئی ہے اس وقت تک

Marfat.com

اس کی اشاعت اسّی نوّے لاکھ کے قریب ہو چکی ہے اور روز بروز ہوتی جاتی ہے۔ اشاعت کی موجودہ تعداد سے اس کی مقبولیت عام کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا اور صاف واضح ہوتا ہے کہ تمام اسلامی دنیا اسے نگاہ قبول سے دیکھ چکی ہے اور موجودہ علماء و فضلاء کی قبولیت کی نظریں برابر پڑ رہی ہیں[1]۔

(۲) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی)

یہ ایک بہت ہی چھوٹا سا رسالہ ہے جو اصول تفسیر میں لکھا گیا ہے لیکن باوجود اس قلیل الحجم ہونے کے اس درجہ مطالب خیز ہے جس کے دیکھنے سے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوتی ہے کہ اصول تفسیر کے عمیق اور گہرے دریا کو اس مختصر کوزے میں کس طرح بند کیا گیا ہے اصول تفسیر کے وہ اہم اور پیچیدہ مباحث جو بڑی بڑی کتابوں سے بمشکل حل ہو سکتے تھے شاہ صاحب نے ایسی مختصر اور سہل عبارت میں طے کر دیئے ہیں جس سے کم استعداد طلبہ بھی خاطر خواہ متمتع ہو سکتے اور معتد بہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ عبارت کی عمدگی اور

---

[1] حضرت شاہ صاحب نے فتح الرحمان کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں ترجمہ کے اصول اور ترجمہ قرآن کی ضرورت و اہمیت اور چند دیگر فوائد ذکر فرمائے ہیں بعض ناشرین نے اس کو فتح الرحمٰن کے ساتھ ہی طبع کر دیا ہے۔ ناشر

Marfat.com

مطالب کی دلچسپی پر مؤلف کو جتنا بھی ناز ہو کسی طرح نازیبا نہیں ہے جس مقام سے کتاب کو اٹھا کر دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مضامین کا ایک دریا امڈا چلا آتا ہے ہر ہر فقرے سے جس قدر عالمانہ پن برستا ہے اسی قدر مطالب سے مؤلف کی شان ٹپکتی ہے سچ پوچھیے تو اس مختصر رسالے نے بڑے بڑے تفاسیر کے دیکھنے اور برسوں کے مطالعہ کرنے سے شائقین کو مستغنی کر دیا ہے[1]۔

(۴) فتح الخبیر (عربی)

یہ رسالہ عربی زبان میں نہایت لاجواب اور اعلےٰ درجہ کا لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کے مشکل و غریب لغات سہل اور متعارفہ الفاظ میں حل کیے گئے ہیں اور جا بجا قرآنی آیات کی تفسیر جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح و مشہور احادیث اور صحابہ کرام کے مستند اقوال سے کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی ضروری کتاب ہے جس سے قرآن مجید کے معانی پڑھنے والے کو انتہا سے زیادہ مدد ملتی ہے اور وہ بآسانی قرآن مجید کے مطالب سمجھنے پر حاوی ہو جاتا ہے۔

---

[1] اس کتاب کا عربی میں بھی ترجمہ ہو کر متعدد دفعہ طبع ہو چکا ہے اور حال ہی میں اس کا تازہ ایڈیشن المکتبۃ السلفیۃ لاہور نے شائع کیا ہے (ناشر)

Marfat.com

حدیث وفقہ الحدیث

(۴) مصفّٰی شرح مؤطا (فارسی)

(مؤطا حدیث کی ایک مختصر مگر نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے

۱؎ علم الحدیث کو علم الروایت والاخبار بھی کہتے ہیں اور علم الآثار بھی بولتے ہیں لیکن خبر واثر میں ذرا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ خبر کا اطلاق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ہوتا ہے اور اثر کا اطلاق صحابہ اور سلف کے قول پر۔ خبر حجت ہوتی ہے نہ اثر اس علم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واحوال اور افعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس علم کا موضوع ظاہر ہے۔ رہی غایت تو وہ سعادت دارین پر کامیاب ہونا ہے پھر یہ علم دو قسم پر منقسم ہے ایک علم بروایت حدیث اس میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ بلحاظ احوال رواۃ ضبطاً علامۃً آنحضرت کے ساتھ اتصال وانقطاع کے اعتبار سے سند کی کیفیت کیا ہے اس علم کا نام اصول حدیث ہے اس فن میں رسالہ نہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول نہایت جامع رسالہ ہے دوسری علم بدارية الحدیث ہے اس علم میں الفاظ حدیث کے مفہوم ومعنی سے بحث ہوتی ہے کہ قواعد عربیت اور ضوابط شریعت کے لحاظ سے اُن الفاظ سے کیا چیز مراد ہے اور کیا وہ مراد جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال سے مطابق ہے یا نہیں اس علم کا موضوع احادیث رسول ہیں بحیثیت دلالت علی المعنی خواہ معنی مفہوم ہوں یا مراد۔ اور اس علم کی غایت آداب نبویہ سے آراستہ ہونا اور شرع

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۰) مکروہات و منہیات سے خالی ہوتا ہے یہ علم بھی علم تفسیر کی
طرح وراز دامن رکھتا ہے اور فضل و شرف میں علم کتاب اللہ کا اہم پہلو ہے قرآن اور حدیث
میں غور کرنے سے صرف اسی قدر فرق نکلتا ہے کہ قرآن مجید فرشتہ کے ذریعہ سے آنحضرت
پر نازل ہوا ہے اور حدیث بواسطہ قلب کی آئی ہے لیکن وحی ہونے میں دونوں برابر ہیں جیسا
کہ قرآنی نص سے ثابت ہوتا ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی دین
اسلام کے اصول صرف یہی دو علوم ہیں اور اجماع اس کی فرع اور فقہ اس کا نتیجہ ہے جس عالم کو
کتاب و سنت کا علم بخوبی نہیں ہے اس کا علم و فتویٰ دین میں لائق اعتماد اور قابل بھروسہ نہیں
ہے فقہ عرفی کا جو حکم کتاب و سنت کے دلائل کے خلاف ہوتا ہے یا بلا دلیل قرآن و حدیث کے
ہوتا ہے وہ رائے محض ہے اور نہ دین کے لائق ہوتی ہے و قابل اخذ و تمکین۔ علم حدیث کی
کتابیں بے شمار اور لاتعداد ہیں جن میں رطب و یابس سب کچھ ہے لیکن اس فن کی عمدہ کتابیں
مشہور و مقبول اور متداول ہیں مکمل چھ کتابیں ہیں جناب شاہ ولی صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ
میں اور انکے فرزند رشید جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے عجالہ نافعہ میں کتب حدیث کے
طبقات اور ان طبقات کا احوال نہایت اتقان کے ساتھ لکھا ہے جن سے کتب حدیث
کے اقسام اور کتب مذکورہ کا قوت و ضعف بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے اور یہ بات بخوبی دریافت
ہو سکتی ہے کہ کون کتاب اور حدیث لائق قبول اور قابل احتجاج ہے اور کون نہیں ہے اور
یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف صحاح ستہ ہی علم حدیث میں اعلےٰ درجہ کی کتابیں ہیں یہی وجہ
ہے کہ جب سے یہ کتابیں متداول اور متلقی بالقبول ٹھہری ہیں اس وقت سے دیگر حدیث کی
کتابوں کا رواج کم بلکہ گم ہو گیا ہے اور بہت سی کتابیں دائرہ گمنامی سے اب تک نہیں نکلی ہیں
اگر انصاف و دیانت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے تو حق بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ حدیث کی

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۱) یہ چھ کتابیں علم و عمل کے لئے کافی و وافی ہیں بشرطیکہ
اتقان اور تمام اذعان سے دیکھی جائیں اور شرح و غریب اللغات پر عبور ہو پھر اہل
علم نے اُمہات ستہ کے مراتب بھی لکھے ہیں۔ باستثناء قرآن مجید کے صحیحین کو روئے
کی تمام کتابوں پر ترجیح و فوقیت دی ہے خصوصًا صحیح بخاری کو یہ کتاب قرآن کریم
بعد دنیا میں خدا تعالےٰ کی ایک حجت بالغہ ہے اور قبول و شہرت میں بہ نسبت اور کتابوں
نہایت اعلےٰ درجہ رکھتی ہے اس کے بعد صحیح مسلم کا درجہ ہے جو تہذیب و ترتیب اور
طرق و سیاق متون میں کسی قدر اس سے بہتر ہے بخاری و مسلم کے بعد سنن اربعہ ترمذی۔ نسائی
ابن ماجہ ابوداؤد کا مرتبہ ہے جن میں سے ہر ایک کتاب اپنے فن اور نفع خاص میں دوسری
سے ممتاز ہے رسالہ حطہ میں صحاح ستہ کی کیفیت نہایت بسط کے ساتھ شرح لکھی
جس سے امہات ستہ کے حالات کے حقائق مع تراجم مؤلفین بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں
مذاہب اربعہ اہل سنت کا ماخذ یہی کتابیں ہیں، گو دوسری معاجم و مسانید و سنن بھی ان میں شامل
ہیں لیکن جس قدر جزئیات فقہ ان کتابوں سے مستنبط کی گئی ہیں اس قدر دوسری کتابوں
مستنبط نہیں ہوئی ہیں اس لئے محدثین میں یہ قاعدہ ٹھہر گیا ہے کہ فقہاء اربعہ میں سے جس
کسی کا قول یا فتوےٰ یا اجتہاد ایسا ہے جس کی سند کسی صحیح یا حسن حدیث سے نہیں
— وہ محض ضعیف ہوتا ہے اور چونکہ مقلدین مذاہب اعتقادًا و عملًا اس کے خلاف ہیں
لہذا فقہاء و محدثین کے مابین اختلاف واقع ہوا اور یہی وجہ باہمی اختلاف کی قائم ہوئی
ارلعبہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کا مراتب علم حدیث میں تفاوت بھی یہیں سے ظاہر ہوتا ہے۔ امام
مالک صاحب مؤطا قدیم زمانہ کے محدث ہیں ان کی ساری کتاب بخاری میں داخل ہے
میں تین سو حدیثیں علاوہ بلاغیات کے ہیں۔ امام احمد صاحب مسند ہیں ان کا مسند چالیس

Marfat.com

جیسے امام[1] مالک رحمۃ اللہ نے ہجرت کی دوسری صدی میں تصنیف کیا ہے جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی ایسی عمدہ شرح لکھی ہے جس سے اصل کتاب کی رونق دوبالا ہو گئی ہے۔ حدیث کی تحقیقات اس تبحر ولیاقت سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۲) حدیث کا اصل مستند ہے اصحاب سنت وغیرہم کا سلسلہ الغرض ان ہی تک پہنچتا ہے امام احمد کا مسند مع زوائدات کے پچاس ہزار حدیثوں کو شامل ہے۔ امام شافعی بھی عالم بالحدیث تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت بحسب تصریح ابن خلدون سترہ اٹھارہ حدیثیں ہیں۔ اہل حجاز روایت حدیث میں ہمیشہ نسبت اہل عراق کے زیادہ تھے بہر حال اہل سنت کے چار وں امام اور حدیث کے چھ اول امام منجملہ ان لوگوں کے ہیں جو مشہود لہا بالخیر کے قرنوں میں ہیں ائمہ فقہ اور محدثین میں باہمی اختلاف کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ انکے وقت میں علم حدیث کی تدوین جیسی چاہیئے ویسی نہیں ہوئی تھی اس لئے اگر بعض حدیث پر ان سے عمل نہیں ہوا تو وہ اس میں معذور تھے لیکن جب علم حدیث مدون ہو گیا تو اب متاخرین کے لئے کوئی محل عذر باقی نہیں رہا۔ اس وقت اگر کوئی شخص حدیث صحیح مرفوع غیر منسوخ کے خلاف پر کسی کے قول وفعل پر عمل کرے تو مجرد شقاق اور مخالفت رسول ہے خصوصاً اس وقت میں جبکہ فقہ سنت بھی مدون ہو چکی ہو اور قوی مسائل ضعیف فروع سے علیحدٰہ اور جدا کر دیئے گئے ہوں - ۱۲

[1] امام مالک انس کے صاحبزادے اور مالک بن ابی عامر اصبحی کے پوتے ہیں ابو عامر اصبحی انکے جد امجد ایک بڑے مشہور وجلیل القدر صحابی ہیں جو جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے امام مالک ۹۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے

Marfat.com

کی ہے جس سے آپ کا مجتہدانہ کمال صاف نمایاں ہوتا ہے جو لوگ اس ش
کو ایک دفعہ بنظر غور اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں پھر انہیں احاد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۳) اور نو سو شیوخ سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ ذہن و حافظہ تو
خدا نے پہلے ہی سے عطا کیا تھا جسے ان کثیر التعداد شیوخ کی صحبت نے اور بھی چم
تھا باوجود اس فضل و کمال اور قابل تعریف لیاقت کے آپ نے اس وقت تک فتو
لکھنے کے لئے قلم نہیں اٹھایا جب تک ستر ائمہ وقت اور مجتہدین عصر نے اس امر کی
نہیں دی کہ وہ افتا کے لائق ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے پوری ایک لاکھ حدیثیں نقل
اور سترہ سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا جب آپ حدیث پڑھانے بیٹھتے تو غس
کر کے کپڑوں میں خوشبو ملتے اور نئی پوشاک پہن کر نہایت خشوع و خضوع اور وقار و عظ
سے بیٹھتے۔ سفیان بن عیینہ کہا کرتے تھے کہ خداتعالے مالک پر رحم کرے جو حدیث
راویوں کی انتہا سے زیادہ جانچ پڑتال کیا کرتے اور بجز ثقہ اور محتاط لوگوں کے اور کس
سے روایت حدیث نہیں کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ میں صحت حدی
میں امام مالک پر کسی کو مقدم نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ حدیث و سنت کے امام اور علم الرجا
کے موجد ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ کے اگر اور فضائل اور خصوصیتوں سے قطع نظر کی جائے تو آپ
فضیلت کے لئے صرف ایک یہی بات کافی و وافی ہے کہ امام شافعی جیسے جلیل القد
مجتہد آپ کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے امام مالک عالموں کی فہرس
میں ایسے ہیں جیسے جھلملاتے ہوئے ستاروں میں چودھویں رات کا چاند ٹمٹماتے

Marfat.com

تحقیقات میں زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کو حدیث وفقہ پر کس درجہ عبور اور تخراج مسائل میں کتنا تبحر تھا۔

تتمہ بقیہ صفحہ ۵۵۴) چراغوں میں برقی قوت کی مشعل مجید پر علم کے بارہ میں امام مالک سے بڑھ کر اور کسی کا احسان نہیں ہے۔ امام احمد جو امام شافعی کے شاگرد ہیں اسی طرح امام اعظم کے شاگرد رشید جن کا نام احمد تھا یہ بھی امام مالک ہی کے شاگرد تھے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ عنقریب لوگ علم کی تلاش وجستجو میں سفر کریں گے اور مدینہ کے ایک عالم سے کسی کو زیادہ جاننے والا نہ پائیں گے اس سے امام مالک ہی مراد ہیں۔ امام اوزاعی جب امام مالک کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے کہ وہ علماء کے عالم اور اہل مدینہ کے فاضل اور حرمین شریفین کے مفتی ہیں۔ ابن عیینہ کو جب امام مالک کے انتقال کی خبر پہنچی تو رو کر فرمایا افسوس انہوں نے اپنی مثل زمین پر نہیں چھوڑا اور یہ بھی فرمایا کہ امام مالک اپنے زمانہ کی حجت اور امت کے چراغ تھے جس وقت امام مالک نے موطا کو مرتب کیا تو اس وقت لوگوں کے پاس بجز قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہ تھی گویا احادیث کی جمع وتالیف کے سلسلہ میں موطا کا سب سے پہلا نمبر ہے۔ موطا کا یہ نام اس لئے مقرر ہوا کہ امام مالک نے جب اسے مرتب کر کے اپنے بڑے مشہور ستر فقیہوں پر پیش کیا تو سب نے اس کے ساتھ موافقت کی اور کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں رہی۔

موطا کی نسبت علماء متقدمین نے جو متفقہ الفاظ میں ریمارک کئے ہیں ان کا خلاصہ

Marfat.com

(۵) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (عربی)

یہ بھی ایک چھوٹا سا رسالہ عربی زبان میں لکھا گیا ہے جس کا نام خود ہے کہ اس میں بھی انصاف کی طرح اجتہاد و تقلید کے احکام نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں اس کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے جس سے تھوڑی سی استعداد کا آدمی بھی اس سے ویسا ہی فائدہ اٹھا سکتا جیسا ایک مستعد عربی خوان۔

شدت

(۶) تاویل الاحادیث (عربی)

اس کتاب میں جناب شاہ صاحب نے حضرت آدم علیہ السلام سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۵) یہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس نیلگون آسمان کے نیچے باستثنا کتاب اللہ کوئی کتاب امام مالک کے موطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے ابن عربی فرماتے ہیں کہ مؤطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی۔ الغرض اس کتاب کو ہزارہا آدمیوں نے امام مالک سے روایت کیا جو نسخہ کہ اس وقت ہندوستان میں رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے جس سال امام مالک کی وفات ہونے والی تھی یحییٰ بن یحییٰ نے اس سال امام سے مؤطا حاصل کی موطا کے تمام آثار و احادیث ایک ہزار ستائیس (۱۰۲۷) ہیں جن میں سے چھ سو حدیثیں مسند اور دو سو بائیس (۲۲۲) مرسل اور چھ سو تیرہ (۶۱۳) موقوف ہیں جن کے علاوہ دو سو پچاسی (۲۸۵) صحابہ کے اقوال ہیں امام مالک نے زندگی کے ستاسی (۸۷) مرحلے طے کر کے اتوار کے دن ربیع الاول ۱۷۹ھ کو انتقال کیا۔

Marfat.com

باب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک کے اُن تمام انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اُن حوادثات کے وجوہ بطریق رموز بیان کئے ہیں جو انہیں پیش آئے بالغ نظریں اس کتاب کو دیکھ کر شاہ صاحب کے تبحر کا پورا پورا اندازہ کرسکتی ہیں ۔

(۷) چہل حدیث (عربی)

اس چھوٹی سی کتاب میں شاہ صاحب نے دو حدیثیں جمع کی ہیں جو اسلام کی مدار علیہ ہیں اگرچہ اس نام کی اور نہ صرف نام بلکہ اس مضمون کی چند کتابیں اور علماء نے بھی لکھی ہیں جو آج ہمارے پیش نظر ہیں لیکن جب اُن میں اور اس میں صحیح اندازہ اور پورا موازنہ کیا جاتا ہے ۔ تو آسمان و زمین کا فرق معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے نہایت مختصر مختصر حدیثیں جو ہر شخص کے لحاظ سے مفید اور سود مند ہیں درج کی ہیں اور تمام مضامین کا احاطہ کر لیا ہے ما پوچھیے تو آپ نے اہل اسلام کی سچی ہمدردی و خیر اندیشی مدنظر رکھ کر یہ کام کیا ہے جو ایک اعلےٰ درجہ کا مقتدا نے قوم اپنی عزیز قوم کے لئے نہایت دلسوزی کے ساتھ کیا کرتا ہے مضامین سے قطع نظر کر کے اس کی حسن لفظی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔

(۸) مسوی شرح موطا (عربی)

یہ بھی موطا کی شرح عربی میں ہے اس میں مولف نے اپنی خداداد قابلیت کا

Marfat.com

جو کمال دکھایا ہے اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور ہر ہر فقرہ اور جملہ کی اس عمدگی اور سہولت سے توضیح کی ہے جس سے شارح کی خود بخود تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے اصل میں مسوی کو بجائے خود ایک مستقل کتاب کہنا چاہیئے کیونکہ اس میں علاوہ موطا کی حدیثوں کی تفصیل و توضیح کے بہت سے مسائل فقہیہ کی تشریح کی گئی ہے الغرض مسوی ایک ایسی بے نظیر اور قابل قدر شرح ہے جو طالب علم کو اس مرتبہ کا بنا دیتی ہے کہ وہ حدیث کے مطالعہ پر پورا عبور حاصل کرلے[1]

Detail

8

(۹) حجۃ اللہ البالغہ (عربی)

یہ ایک ضخیم کتاب ہے جسمیں تمام عبادات و معاملات نہایت بسط شرح کے ساتھ محققانہ طرز میں بیان کئے گئے ہیں اور فقہا و محدثین کے اختلاف مذاہب کو نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ظاہر کیا گیا ہے مسائل فقہ۔ مذاہب اربعہ یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کی تحقیقات مذاہب صحابہ و تابعین اور اقوال جماعۃ فقہا و محدثین سے کر کے فقہ حدیث کی بنیاد از سر نو قائم کی ہے اور اسرار حدیث اور مصالح احکام ایسی خوبی اور سلیقہ شعاری سے بیان کئے ہیں جسکی نظیر سے متقدمین مصنفین کے حلقے خالی ہیں۔

یہ کتاب یوں تو فقہ و حدیث کے متعلق لکھی گئی ہے لیکن حقیقت میں

---

[1] یہ کتاب مکہ شریف میں بھی طبع ہو چکی ہے (ناشر)

Marfat.com

حدیث، اخلاق، تصوف، فلسفہ پانچوں مضامین کا مذاق پایا جاتا ہے گویا ان پانچوں علوم کا عطر و مغز اس کتاب میں بھر دیا گیا ہے پہلا وہ باکمال اور مجتہد وقت جس نے علوم دین کے اسرار بیان کرنے میں اپنی خداداد قابلیت اور پولیٹیکل لیاقت کے چمکدار جوہر ظاہر کیئے اور مضامین خمسہ کی عمارت کی بنیاد ڈالی وہ امام غزالی ہیں احیا العلوم جو ایک نہایت جامع اور بسیط کتاب ہے اور جو سات سو سال سے لوگوں کے افتخار کا باعث ہو رہی ہے آپ ہی کی ایک عظیم الشان محسوس یادگار ہے اور دوسرا بزرگوار جس نے ایک زمانہ دراز کے بعد اپنے زمانہ کے حال کے مناسب اور اہل زمانہ کے مذاق کے مطابق اس فن کی تہذیب و آراستگی کی۔ اور امام غزالی کی ڈالی ہوئی بنیادوں کو اپنے علمی تبحر سے بلند کیا۔ اور پھر اس عمارت کو تہذیب و شائستگی کے مرقعوں سے سجایا۔ وہ جناب عارف باللہ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ صاحب ہیں۔ آپ کی بے نظیر و عدیم المثال کتاب حجۃ اللہ البالغہ اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جس سے ایک فقیہ مسائل فقہیہ کو، اور محدث مطابقت حدیث کو، اور فلسفی دلائل فلسفہ اور براہین عقل کو نکال سکتا ہے۔ اور اسی غوص و غور میں ساتھ ساتھ اسے اخلاق و تصوف کا ذائقہ بھی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ بمقابلہ احیاء العلوم مختصر ہے لیکن تنقید احادیث میں اس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے علامہ الداالطیف نے اسکی

Marfat.com

نسبت اپنی وزنی رائے اس طرح ظاہر کی ہے :"۔ این کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار دران کردہ و حکم و اسرار آں بیان نمودہ تا آں کہ در فن خود غیر مسبوق علیہ واقع شدہ و مثل آں دریں دوازدہ صد سال ہجرت ہیچ یکی از علمائے عرب و عجم تصنیفے موجود نیامدہ و ہمجلہ تصانیف مولفش مرضی بودہ است و فے الواقع بیش ازاں ست ۔" یعنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ اگرچہ علم حدیث میں نہیں ہے ۔ لیکن اس میں بہت سی حدیثوں کی شرح اور ان کے اسرار و احکام بیان کئے گئے ہیں ، حتیٰ کہ اپنے فن میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے اور کسی اور کتاب کو کسی طرح اس پر سبقت نہیں ہوئی ، زمانہ ہجرت سے لے کر اس وقت تک کہ بارہ سو سال ہو چکے ہیں ، علمائے عرب و عجم میں کسی کی ایسی لاثانی تصنیف موجود نہیں ہے غرض کہ یہ کتاب مولف کی تمام تصانیف میں عمدہ اور بہتر تصنیف ہے اور حقیقت میں اس سے بہت کچھ زیادہ ہے

(۱۰) انصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی)

یہ ایک مختصر رسالہ درحقیقت اس بیہودہ شور و شر کو مٹانے کے لئے لکھا گیا ہے ، جو صدیوں سے علماء میں تقلید و غیر تقلید کی بابت پڑا ہوا تھا ۔ اور اس اختلاف کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ

Marfat.com

ایک گروہ صرف اس فروعی اختلافی مسئلہ کی وجہ سے دوسرے فریق کو کافر کہتا، اور اسلام کے دائرہ سے خارج بتاتا تھا جو شخص کسی امام خاص کا مقلد تھا، وہ اس شخص کو جو کسی کی تقلید نہ کرتا تھا کھلم کھلا کافر کہتا اور اسلام سے خارج شمار کرتا تھا۔ اسی طرح غیر مقلد، مقلد کو کافر سمجھتا تھا. جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس طوفانِ بے تمیزی اور ہولناک غلط فہمی کو چند فقروں میں اڑا دیا اور تقلید و مجتہد کے اقسام بیان کرکے صاف صاف کہہ دیا کہ جو شخص محض امی اور ان پڑھ ہے اس کے لئے تقلید جائز ہے اور جو شخص پڑھا لکھا ہے وہ اگر کسی خاص شخص کی تقلید نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص کسی امام کے اجتہادی خطا میں تقلید کرے، تو یہ تقلید محض حرام ہے حقیقت میں تقلید و غیر تقلید کا مسئلہ ایک ایسا فضول اور بے نتیجہ مسئلہ ہے جسمیں بجز تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا. جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اجتہاد کا خاتمہ ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام حنبل پر ہو گیا ہے اور ان میں سے ہر مجتہد ~~بجائے خود وحی کا بار گرنب بنا ہوا ہے اور خطا سے~~ بالکل پاک ہے ان کا یہ خیال ایک مجنونانہ بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بھلا وہ کونسا امام اور مجتہد ہے جس کی رائے میں خطا و صواب دونوں کا احتمال نہ ہو یہ خیال کرنا محض لغو و فضول ہے، کہ فلاں مجتہد نے استنباطی مسائل میں کبھی غلطی ہی نہیں کی بلکہ یہ ایک ایسا

Marfat.com

بدیہی جھوٹ ہے جس کی کوئی حد نہیں

جب ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میں خطا
اور صواب کا احتمال باقی ہو، اور آپ صاف لفظوں میں یوں فرما
ہوں کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی کہ دنیاوی معاملات
تم لوگ میری رائے پر مطمئن نہ رہنا بلکہ خود بھی اچھی طرح سمجھ لینا
ممکن ہے کہ میری رائے خطا پر ہو اور اسکی وجہ سے تمہیں کچھ نقصا
پہنچے البتہ دینی معاملات میں تمہاری رائے کی کوئی ضرورت نہیں کہ
اس بارہ میں میں سوائے وحی کے کوئی ناطق حکم نہیں دے
پس جب پیغمبر صاحب کی یہ کیفیت تھی تو امام اور مجتہد
شمار میں ہیں۔

العرض الصاف فی بیان سبب الاختلاف میں جناب شاہ صا
نے اس امر کو نہایت وضاحت سے ——— بیان کیا
ہے کہ قرآن مجید اور احادیث ~~صحیحہ تامہ~~ کی موجودگی میں اقوال
کچھ بھی وقعت و قدر نہیں رکھتے جب کسی کے پاس کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ موجود ہو تو ان کے مقابلہ میں کسی امام یا مجتہد کی تقلید کرنا محض
اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے جو کشاف کے نام سے شہرت
رکھتا ہے۔ امید ہے کہ اردو خوان بھی اس کتاب کے فوائد سے محروم نہیں رہیں

(۱۱) الارشاد الی مہمات علم الاسناد (عربی) (۱۲) تراجم بخاری[1] (عربی)

[1] تراجم امام بخاری کی شرح میں شاہ صاحب نے دو رسالے لکھے ہیں ایک (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

(۱۳) فیما یجب حفظہ للناظر (عربی) (۱۴) مسلسلات (عربی) (۱۵) انتباہ
اسناد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)

متعلق خلافت صحابہؓ

(۱۶) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاءؑ (فارسی)

یہ ایک مبسوط کتاب ہے جس میں خلفاء اربعہ کی خلافت کے متعلق محققانہ
بحث کی گئی ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل اجل مصنف
حدیث و تفسیر اور تواریخ پر کس قدر عبور اور استخراج مسائل میں کتنا تبحر تھا یہ کتاب
جامعیت روایات کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب اور نہایت ہی بےمثال کتاب ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۲) مختصر جس میں اصولی طور پر ایسے قواعد بیان کئے گئے ہیں
جن سے تراجم بخاری کے حل میں مدد مل سکے دوسرا رسالہ مفصل ہے جس میں صحیح بخاری کے اہم تراجم
ابواب پر قدرے تفصیلی گفتگو فرمائی ہے رسالے دونوں مطبوع ہیں۔ ناشر

۵ اس موضوع پر مجھے ایک شاہ صاحبؒ کا مخطوطہ ملا ہے جس کا نام ہے اتحاف النبیہ فیما
یحتاج الیہ المحدث والفقیہ جس میں شاہ صاحبؒ نے اصحاب صحاح ستہ تک اپنی سندیں
ذکر کی ہیں شروع میں طبقات کتب حدیث پر ایک مقدمہ ہے نیز اس میں اپنی وہ سند حدیث ذکر
کی ہے جو شیخ ابو طاہر نے آپ کو دی تھی اس میں اور بھی بڑے نادر فوائد حدیث ہیں اس کتاب کو
مکتبۃ السلفیہ مرتب کر رہا ہے۔ واللہ الموفق لاتمامہ۔ ناشر

Marfat.com

(۱۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین[۱] (فارسی)

یہ دس گیارہ جزو کا رسالہ ہے جسے جناب قدوۃ اہل اللہ شیخ الشیوخ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے عین اس وقت تصنیف کیا تھا جس زمانہ میں کہ مذاہب اہل بدعت کی کثرت ہو گئی تھی اور عقائد باطلہ کا طوفان بے تمیزی کا اندھا دھند جھکڑ چاروں طرف بڑے زور شور سے چل رہا تھا حقیقت میں اس وبائی امراض کے زمانہ میں حکیم امت محمدیہ کا یہ نسخہ لکھنا اور موجودہ لوگوں کے روحانی بیماریوں کے مناسب علاج کی مکمل تشخیص کا تیار کرنا سخت ضرور تھا۔

اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب نے اول ایک ایسی کلی صفت بیان کی ہے جو افضیلت کی مدار علیہ ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مخصوص صفت جس پر افضیلت کا دارومدار ہے بوجہ کمال صرف حضرات شیخین یعنی جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما میں تھی ان کے سوا دوسرے صحابہ کرام میں نہیں پائی جاتی تھی۔ پھر اس بحث کو یوں ہی نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ نقلی اور عقلی دلائل سے مدلل کیا ہے اس کے بعد حضرات شیخین کے مآثر بیان کئے گئے ہیں اور جو مطاعن کہ مخالف فرقہ کے لوگ ان حضرات پر کرتے ہیں انکے الزامی و تحقیقی جوابات بڑی وضاحت

---

[۱] اصل کتاب میں الحسنین تھا تصحیح ہم نے کی ہے کتاب مطبوعہ ہے۔ ناشر

Marfat.com

دیے گئے ہیں پھر جس طرح شیخین کے مآثر و مطاعن بیان کئے ہیں۔ ویسے ہی حضرات ختنین یعنی جناب عثمان بن عفان اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بھی فضائل و خصائل کا ذکر کیا ہے جو حضرات شیخین کی ذات اقدس میں پائے جاتے تھے اور ان مقامات کو ارباب کشف و کرامات کے اقوال سے مثالیں دے کر اس طور پر بیان کیا ہے جسے تھوڑی استعداد والے بھی بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ کتاب کے خاتمے میں شاہ صاحب نے اپنا مکاشفہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے شیخین کی ارواح مبارک کو ایسی حالت میں پایا اور دوسرے صحابہ کرام کی ارواح کو اس کیفیت میں اور جب ہم نے اس کا روحانی سوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے کیا تو ہمارے دل پر القا ہوا کہ یہی بات حق اور درست ہے۔ غرضکہ یہ ایک ایسی لاجواب اور بے مثل کتاب ہے جس کی مثال کتب متقدمین میں کہیں نہیں ملتی +

تصوف[1] اور اسکے متعلقات

(۱۸) فیوض الحرمین (عربی)

اس کتاب میں شاہ صاحب نے وہ مسائل درج کئے ہیں جو آپ نے قیام حرمین کے زمانے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے

---

[1] علم التصوف اس علم کو کہتے ہیں جس سے ان اہل کمال کی معرفت حاصل ہوتی ہے

Marfat.com

حل کئے ہیں)۔ یہ کتاب بھی باوجود قلیل الحجم ہونے کے ان گنت مبا
سے لبریز اور مطالب سے پُر ہے اور اس میں علم تصوف کی تحقیقات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۵) جو نوع انسان میں سے مدارج سعادت میں ترقی حاصل
کرتے ہیں اور اس سے ان اُمور کا حال معلوم ہوتا ہے۔ جو اُنکے درجات میں نو
طاقت بشریہ پیش آتے ہیں لیکن ان مقامات و درجات کا کما حقہٗ بیان کرنا محال یا
تو قریب قریب دشوار ضرور ہے کیونکہ عبارات و معانی کے لئے وضع کی گئی ہیں پس
شخص صرف الفاظ تک پہنچتا ہے وہ اہل لغت کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے معانی
اُن تک وہی نہیں پہنچ سکتا ہے جو اپنی ذات سے غائب ہو جاتا ہے ؎

آمد خبرے ز آمدِ او | من بعد خبر نماند مارا

اور جب معانی کی یہ کیفیت ہے تو توائے بدن کا کیا ذکر رہا ؎

ذرہ از جلوۂ خورشید چہ اظہار کند | رفتم از خویش ندانم بچہ آئین آمد

اور جب ان معانی کے لئے الفاظ کا وضع کرنا ناممکن ہے تو الفاظ کا انہیں اپنی عبا
کا ادا کرنا سخت دشوار و محال ہے ؎

فیا فتیٰ غربتی اخرجنی عن وطنی | فاذا تغیبت بدا وان بدا غیبنی

جس طرح معقولات کا ادراک اوہام سے اور موہومات کا خیالات سے اور متخیلات
کا حواس سے نہیں ہوتا اسی طرح وہ چیز جو عین الیقین سے معائنہ کی جاتی ہے علم الیقین
سے دریافت نہیں ہو سکتی اسی لئے جو شخص اس علم کی تحصیل کا عازم ہو اس پر واجب ہے

Marfat.com

کچھ کی گئی ہے حال میں اُردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے جسے ہر اُردو خوان

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۶۶)

کہ وہ وصول بالبیان میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کرے اور طالب بالبیان نہ ہو کیونکہ یہ ایک ایسا طور ہے جو طرز عقل کے علاوہ ہے اس علم کی چار قسمیں ہیں۔ عبادات۔ عادات۔ مہلکات۔ منجیات۔ امام غزالی کی احیاء العلوم ان تمام انواع واقسام کو حاوی ہے جس کا خلاصہ کتاب کیمیائے سعادت ہے اور جسے خود امام غزالی نے تالیف کیا ہے اسلاف امت یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سب کے سب ہدایت وحق کے طریقہ پر تھے ان کا اصلی کام خداوندی عبادت اور انقطاع عن الدنیا تھا ان کی طبیعت کا میلان صرف خدا کی طرف تھا اور اس فانی دنیا کے بہت جلد مٹ جانے والے جاہ وجلال اور زخارف وزینت سے متنفر تھے مال وجاہ کی پروا تھی نہ اعزاز و اقتدار کی محبت بلکہ تمام دنیاوی تعلقات سے علیحدہ ہو کر خلوت میں عبادت الٰہی میں ایک خاص استغراق ومحویت کے ساتھ مصروف رہتے تھے دوسرے قرن میں جب لوگ خلق کی مخالطت کی طرف مائل ہوئے تو اس وقت جو لوگ عبادت الٰہی میں مشغول رہے ان کا نام صوفیہ مقرر ہوا۔ طریقہ تصوف علم شریعت میں حادث ہوا اور اس کے ضوابط وآداب نے تدوین پائی اور ایک بڑا طول وعرض بہم پہنچایا۔ ابتداً میں یہ لوگ درحقیقت خلاصہ ملت اور صفوۂ امت تھے لیکن پھر جس طرح علم ظاہر کا بدعت کی آمیزش سے رنگ بدل گیا اور علم کلام وفقہ اس نے خرابی ڈال کر اسے کہیں سے کہیں پہنچادیا اسی طرح اس باطنی علم میں بھی اہل باطل گھس پڑے اور ایسے عقائد ورسوم

Marfat.com

دیکھ سکتا اور خاطر خواہ متمتع ہو سکتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۷) ایجاد کئے جو بالکل دین وایمان کے مخرب تھے مگر اس
ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے ایک ایسی جماعت کو اٹھا کھڑا کیا جو علم وولایت کو جامع
تھی اور جس نے حق کو باطل سے اور کھرے کو کھوٹے سے بالکل علیحدہ اور جدا کر
تھا جس سے تصوف سنی تصوف بدعی سے ممتاز وجدا ہو گیا۔ مثلاً شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی اس پچھلے زمانے میں ایک ایسے باوقار صوفی ہوئے جنہوں نے
کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا ان سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم ایسے
خداشناس اور بے لوث شخص گزرے ہیں جنہوں نے اس علم کے چشمہ کو جو عہد
کی خس وخاشاک سے پٹ گیا تھا بالکل پاک صاف کر دیا کتاب الفرقان بین اولیاء
الرحمٰن واولیاء الشیطان باوجود قلیل الحجم ہونے کے اس بات میں بے مثل اور
عدیم النظیر کتاب ہے لیکن تصوف کی مفصل ومطول کتابوں میں احیاء العلوم اور عوارف
المعارف سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے اگرچہ اس فن کی ہزارہا مصنفات موجود
ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ان کی بعض حدیثیں اور کچھ تقریریں پایۂ صحت وقوت سے
ساقط ہیں اس فن میں سب سے پہلے رسالہ قشیریہ تالیف ہوا جو تمام تالیفات فن میں
اقدم وافضل ہے۔ متاخرین کی مؤلفات میں جو اعزازی رتبہ کتاب منازل السائرین
اور اس کی شرح مدارج السالکین کو ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہاں متاخرین
کے مختصر رسالوں میں قاضی محمد بن شوکانی نقشبندی کا قطر الولی فی شرح حدیث الولی
نامی رسالہ تمام رسالوں سے افضل وبہتر رسالہ ہے اسی فن میں ایک کتاب فتوحات

Marfat.com

(۱۹) الطاف القدس (فارسی)

اس رسالہ میں جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۸) مکیہ بھی لکھی گئی ہے جس پر فقہا نے بہت کچھ اعتراض کئے ہیں اور شعرانی نے یواقیت والجواہر میں بڑی شد و مد کے ساتھ فقہا کے تمام اعتراضوں کے جواب دیتے ہیں اور جواب شافی دیئے ہیں۔ الغرض کسی مسلمان کا کام نہیں ہے کہ اصل علم تصوف سے انکار کرے کیونکہ یہی ایک ایسا علم ہے۔ جسے نتیجہ اسلام اور ثمرہ ایمان کہہ سکتے ہیں احسان کی روح قرار دے سکتے ہیں سنت صحیحہ میں یہی علم احسان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جو اصطلاح متاخرین میں تصوف سلوک باطن مکاشفہ کے نام سے پکارا جاتا ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ؎

عبارا تنا شتی وحسنک واحد ۔ وکل الیٰ ذلک الجمال یشیر

ان تمام مذکورہ بالا الفاظ سے مرتبہ احسان کی تفصیل مراد ہے اور ایسی ہی لوگوں کے بارہ میں واللہ یحب المحسنین وارد ہوا ہے خلاصہ یہ کہ انسان کو کثرت جسمانی پر نظر ڈالنا نہ چاہیئے بلکہ ہمیشہ وحدت معانی کی پیش نظر رکھنا مناسب ہے وللہ در ما قال ؎

اینجا فیض پیر مغاں بزم وحدت است ۔ در پردہ دار دیدہ کثرت نمائی را

علم تصوف پر یہ ایک نہایت مختصر ریمارک ہے جیسے صاحب نسب الذریعہ نے نقل کیا ہے لیکن میں اس مقام کو ذرا اور واضح کرنا چاہتا ہوں جس سے ناظرین کو علم تصوف کی حقیقت عمدہ طور پر معلوم ہو جائے۔

ایک فاضل ہمعصر اپنے ایک تالیف کے فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بزرگتر صوفیوں کے روشن اصول اور مذہبی ضوابط کی بنیاد جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمانہ زندگی

Marfat.com

ان تمام الہامات کو ضبط کیا ہے جو اُس زمانہ میں آپ کو وقتاً فوقتاً ہوتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۹) ہی میں پڑ چکی تھی اور اس مذہب کے بانی جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے ہیں لیکن اسلامی تاریخیں اس امر کی شہادت نہیں دیتیں اور ہمیں ابتدائے زمانہ کی تاریخوں سے کوئی ایسی کافی وجہ ثابت نہیں ہوتی جس سے ہم حضرت علی رضی اللہ کو بانی تصوف قرار دیں۔ محققوں کی تحقیقات سے جہاں تک پتہ چلتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصوف ایک قدیمی علم ہے جو ہندوؤں کے ویدوں اور کسی قدر مسیحی اصول سے لیا گیا ہے بہرصورت کچھ بھی ہو یہ ظاہر بات ہے کہ اس طریقہ نے مذہب میں مقدس اسلام کی ایک نہایت زبردست شان معلوم ہوتی ہے۔

جو لوگ فن تصوف کے بانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ زندگی میں ذکر کے طریق علیحدہ علیحدہ مذہبی عبادت میں ادا کرنے کے لئے بتائے تھے یہیں سے صوفیوں کے دو گروہ قائم ہو گئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت ہوا تو آپ نے بستر مرگ پر حضرت سلمان فارسی کو طریق ذکر میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حسن بصری کو اپنا نائب ٹھہرایا ان دونوں معزز جانشینوں نے اپنے خلفا کے ذکر کے طریق کی پورے طور سے تقلید کی اور اپنے تئیں اسلامی گروہ میں واجب الاحترام اور اعلیٰ درجہ کا زاہد و متقی ثابت کیا اب ان کے بہت لوگ مقلد ہو گئے اور اس جماعت میں روز افزوں ترقی ہونے لگی ان میں سے بعض لوگ خداوندی عبادت کی سرخوشانہ حالت میں ایک ہلاک

Marfat.com

رہے دیکھنے میں گو ایک نہایت مختصر رسالہ ہے لیکن مطالب سے اس درجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۰) گشت لگانے نکلے اور ہزاروں کو اپنا ہمخیال بنالیا۔ شدہ شدہ ان کا ایمانی جوش یہاں تک دل میں ابلا کہ ۳۷ھ ہجری میں اویس القرنی نے ایک دن علے رؤس الاشہاد یہ بیان کیا کہ میں نے جبرئیل کو خواب میں دیکھا اور اس نے مجھے خدا کا یہ حکم سنایا "تو دنیا کو خدا کے نام پر ترک کردے اور ہر تا پا یاد خداوندی میں غرق ہو جا"۔ اس ربانی قاصد نے ذکر کے قواعد بھی تمام و کمال تلقین کئے اور جو کچھ اس پاک باز صوفی کے طرق ذکر آئندہ قرار پائے ان سب کی ہدایت اسی نے کی چنانچہ اس کے دوسرے دن اویس قرنی نے دنیا کو ترک کر دیا اور اس کے سحر آمیز سامانوں پر لات ماری دنیاوی تمام راحتیں اپنے اوپر حرام ٹھہرالیں اور شب و روز یاد الٰہی میں زندگی بسر کرنے لگے آخرکار ترک دنیا اور خداوندی عبادت اور بانئے اسلام کی محبت نے یہاں تک طول کھینچا اور نبی کریم کی محبت کا جوش اس قدر ابلا کہ حضرت اویس نے اپنے سامنے کے وہ دانت اس لحاظ سے توڑ ڈالے کہ رسول خدا کے بھی یہی دو دانت احد کی مشہور جنگ میں شہید ہو گئے تھے واجب الاحترام اور بزرگ اویس نے اگرچہ اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے میں بہت کچھ کوشش کی لیکن وہ اپنے زمانہ زندگی میں زیادہ مرید بہم نہ پہنچا سکے اور انجام کار یمن ہی میں انتقال کر گئے۔

۱۴۹ھ ہجری میں شیخ الوان نے اول ہی اول فقیری کے مستقل ضوابط کی بنیاد ڈالی اور قواعد کی تدوین کی چنانچہ اس وقت تک آپکے پیرو بکثرت موجود ہیں، جو الوانیہ کہلاتے ہیں گو اسلام نے نفس پر زیادہ تشدد کرنے اور صومعہ نشینی سے

Marfat.com

بلریز ہے کہ جس مقام کو دیکھا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مضامین کا دریا لہریں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۱) منع فرمایا ہے پھر بھی فقرا نے وہ وہ قواعد تشدد نفس اور خوفناک ریاضتوں کے ضوابط ایجاد کیے جن پر آج بڑے بڑے عالم اور مولوی چلتے ہیں ۔

ہر صدی میں فقرا کے نئے نئے پیشوا ہوتے اور پھر سب کے گروہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے جو آج تک موجود ہیں۔ ان میں سے تین گروہ بسطامیہ، نقشبندیہ اور بختشیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں اپنے تئیں مشہور کرتے ہیں اور باقی جس قدر فرقے ہیں سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکلے ہیں ۔ ہر گروہ ان دو عظیم الشان بانیوں تک اپنا سلسلہ پہنچاتا ہے نقشبندیہ جو خواجہ پیر محمد نقشبند کے معتقد و پیرو ہیں اور جس نے ۷۱۹ہجری میں نشوونما پایا مختلف طرق رکھتے ہیں یہ لوگ اکثر ذکر خفی کرتے ہیں ، ور بالکل یہی طریقہ ان کے ہاں رائج ہے ان کی خاص عبادت کا نام خواجگان کہتے ہیں ۔ ایک بار استغفار کہتے ہیں سات بار سلامات سات دفعہ فاتحہ نو دفعہ سورہ الم نشرح پڑھتے ہیں اور اس کے بعد سورہ اخلاص ۔ ان عبادتی تقریبات کا نام ذکر ہے اس خاص ذکر کرنے کے لئے وہ ہفتہ میں ایک بار باہم ملتے ہیں معمولی طور پر یہ دن جمعرات کا ہوتا ہے عشا کی نماز کے بعد سے یہ ذکر شروع ہوتا ہے اور تمام شب رہتا ہے ہر شہر اور شہر کے ہر ضلع میں اس کے ممبر مختلف سوسائٹیوں میں منقسم ہیں جہاں وہ سب کے اپنے مرشد کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور نہایت توجہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بعض شہروں میں نقشبندیہ کے خاص خاص وسیع مکان مقرر ہیں

Marfat.com

لے رہا ہے یہ حضرت مصنف ہی کا کام تھا کہ ایک ایسے طول طویل بیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۲) جو حرف ذکر ہی کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں شیخ اپنے تاز عمامہ سے اپنے مریدوں میں پہچانا جاتا ہے فرقہ بکتشیہ کا بانی بخارا کا رہنے والا تھا جس نے جان نثار دیا ہے پر جرٹن روح پھونک کے بہت بڑی ناموری حاصل کی تھی اس گروہ کے فقیر کی نشانی ایک پٹکا ہے جسے چند فقرے کہہ کر جو انکے ہاں رائج ہیں اپنی کمر سے باندھ لیتے ہیں ۔

مولویہ فرقہ سلطنت ٹرکی میں بکثرت موجود ہیں اس گروہ کے بانی مولوی جلال الدین رومی ساکن قونیہ تھے جو مشہور مثنوی کے مصنف ہیں اور جنہوں نے ۶۷۲ھ ہجری میں اس طریقہ میں روح پھونکی یہ فقیر لمبی لمبی گول ٹوپیاں پہنتے ہیں اور ان کا لباس جامہ کے طور پر ہوتا ہے جامہ کی صورت بالکل راجپوتوں کے مشابہ ہوتی ہے جو مسلمان عورتیں پہنتی ہیں یہ لوگ ذکر کرتے کرتے اپنے جامے اتار ڈالتے ہیں اور صرف جاکٹ اور نیچے کوٹ پہنے رہتے ہیں کبھی اچھلتے اور کبھی سر کو گردش دیتے ہیں اور گاہے غیر معمولی جوش میں چکر کھانے لگتے ہیں ۔ فرقہ قادریہ کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانی باشندہ بغداد ہیں یہ لوگ ذکر جلی اور ذکر خفی دونوں کرتے ہیں چشتیہ خواجہ معین الدین ہندوستان کے پیر ہیں جن کا لقب گیسو دراز ہے آپ کا مزار گلبرگہ میں ہے ۔ یہ لوگ ذکر جلی کرتے ہیں اور ساتھ ہی راگ راگنی سے شوق رکھتے ہیں کیونکہ اس گروہ کے بانی کا مقولہ ہے کہ گانا روح کی خوراک ہے گروہ جلالیہ اس کے بانی سید جلال الدین بخاری ہیں یہ فقرا وسط ایشیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں سہروردیہ لوگ شیخ

Marfat.com

کو چند اوراق میں محفوظ کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۳) شہاب الدین باشندہ سہرورد کے پیرو ہیں قرداۃ منتھی ان فقرا کا بانی زندہ شاہ مدار شامی ہوا ہے جس کا مزار مکنپور میں ہے ملنگ فقیر اسی گروہ سے نکلے ہیں جو ہندوستان کے بازاروں میں بکثرت دکھائی دیتے ہیں لیکن فقیر گروہ کے فقرا بھی ہندوستان میں بیشمار ہیں یہ لوگ اپنے نفس پر بہت سختیاں توڑتے اور تکالیف شاقہ جھیلتے ہیں قلندریہ یہ بھی فقرا کا ایک گروہ ہے جس کا بانی قلندر یوسف اندلسی تھا جو اسپین کا باشندہ تھا کچھ زمانہ تک تو یہ نقشبندیہ رہا لیکن جب اس گروہ سے علیحدہ کر دیا گیا تو اس نے بطور خود ایک مذہب کی بنیاد ڈالی۔ انکے علاوہ صوفیوں کے اور بھی بہت سے فرقے ہیں جن کے ذکر میں بجز تطویل کے اور کوئی فائدہ نہیں البتہ صوفیوں کے مجمل اصول اس مقام پر قابل ذکر ہیں فاضل مذکور اپنی بیش بہا تالیف میں صوفیوں کے اصول یوں بیان کرتا ہے۔

(۱) خداوند (تو) ہے وہ ہر چیز میں ہے اور اس میں سب چیزیں موجود ہیں۔

(۲) تمام ظاہری اور چھپی ہوئی مخلوق اسی سے نکلی ہے اور ان میں اپنے خالق سے کوئی اصلی فرق نہیں ہے۔

(۳) مذاہب اختلافات کے اسباب ہیں مگر وہ نفس الامر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ بعض اس مطلب کے لئے بہت ہی زیادہ مفید ہیں مثلاً اسلام جس کا سچا فلسفہ تصوف ہے۔

(۴) نیک و بد میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں خدا ہی کی ذات سے نکلی ہیں اور خدا انسانی افعال کا سچا خالق ہے۔

Marfat.com

(۲۰) الدر الثمین فی مبشرات النبی الکریم (عربی)

اس کتاب میں جناب عارف باللہ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے خود اپنے عجیب و غریب حالات اور نہایت دلچسپ واقعات ایک عمدہ اور نئی طرز کے ساتھ لکھے ہیں اور ساتھ ہی اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب اور واجب الاحترام عم بزرگوار جناب شیخ ابوالرضا محمد کے وہ واقعات قلمبند کئے ہیں جو انہوں نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے حاصل کئے ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۴) (۵) یہ خدا ہے جو انسان کی مرضی قائم اور مستحکم کرتا ہے اس لئے انسان اپنے افعال میں آزاد نہیں ہے۔

(۶) روح جسم سے پہلے بھی زندہ تھی اور آخر الذکر کے پنجرہ میں بعد ازاں بند کر دی جاتی ہے جیسے مرت صوفی کی خواہشات کا خاص عاری ہے یہ اسلئے ہے کہ وہ لاہوت کے سینہ میں چلا جاتا ہے

(۷) اگر کوئی روح ایک جسم میں اپنی پاکی اور تقدس کے مدارج اعلےٰ طے نہیں کر لیتی تو اُسے پھر تناسخ کی رو سے دنیا میں آنا پڑتا ہے اور پھر اپنی حالت درست کر کے وہ خدا کی ذات کے ساتھ ملتی ہے

(۸) خدا کی بغیر توفیق کے جیسے صوفی فضل اللہ کہتے ہیں کوئی روح اُسکی ذات میں نہیں مل سکتی لیکن پھر بھی روح خدا کی ذات میں سرگرانہ طور پر اس سے اجازت لیکے مل سکتی ہے۔

(۹) صوفی کا اپنی دنیاوی زندگی میں وحدانیت میں استغراق رکھنا فرض ہے خدا کا ذکر کرتا ہے اور طریقت میں برابر ترقی کناں رہے یہاں تک کہ اُسے سب بر تر ذات سے وصل نصیب ہو جائے

Marfat.com

کہ یہ رسالہ اپنے فن میں اپنی آپ ہی نظیر ہے

(۲۱) شرح رباعیتین (فارسی)

یہ ایک نہایت مختصر سا رسالہ ہے جس میں جناب شاہ صاحب نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی دو رباعیوں کی شرح نہایت تفصیل کے ساتھ کی ہے اور اس طرز روش کے ساتھ کی ہے کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اثنار شرح میں اُن مصطلح رموز و نکات کو بھی بیان کیا ہے کہ جن پر تصوف کے سمجھنے کا دار مدار ہے اور جن سے مطالعہ کرنے والوں کو اس فن کی تفصیل پر ایک گونہ قدرت حاصل ہوتی ہے ۔

(۲۲) سطعات (فارسی)

اس رسالہ میں طلسم الٰہی اور اصطلاحات صوفیہ کا ذکر ہے اور تصوف کے اُن رموز و اشارات کی توضیح ہے جنہیں دیکھ کر مبتدی اور فن تصوف سے ناواقف لوگ بہت جلد اس پر عبور کر جاتے اور معلومات کو وسیع کر سکتے ہیں حقیقت میں یہ ایک نہایت ہی مفید اور منفعت بخش کتاب ہے سلوک تصوف کے جلیل القدر علوم کے اُن عریض و طویل مباحث اور مصطلحات کو اس اختصار سے بیان کرنا آپ ہی کا کام تھا ۔

(۲۳) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (عربی)

اس کتاب کے نام سے خود معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اولیاء اللہ کے

Marfat.com

حالات و واقعات مذکور ہیں اگرچہ اس مضمون کی اور بھی چند کتابیں دیکھنے میں آئی ہیں اور مختلف لوگوں نے متعدد زبانوں میں لکھی ہیں لیکن اس کتاب کا ڈھنگ سب سے نرالا اور رنگ سب سے انوکھا ہے۔ اس سے بہتر اس فن میں دوسری کتاب نہیں لکھی گئی اور جو مضامین اس کتاب میں ملتے ہیں دوسری میں نہیں ملتے۔

(۲۴) ہوامع شرح حزب البحر (فارسی)

یہ شرح بھی عجیب و غریب پیرایہ میں لکھی گئی ہے دعا حزب البحر کی ایسے بسط سے شرح کی ہے کہ آجتک دیکھنے میں تو کیا سننے میں بھی نہیں آئی۔ زکوٰۃ کا طریقہ اور ہر فقرے کے مطلب کے لئے جدا جدا پڑھنے کا قاعدہ اور اعتصام و احتشام پڑھنے کی ممانعت اور ان کی وجہ بیان کی ہے غرض کہ یہ کتاب عالموں کی روح اور حاجتمندوں کی جان ہے۔

(۲۵) لمعات (فارسی) (۲۶) شفاء القلوب (فارسی)
(۲۷) زہراوین (فارسی) (۲۸) رسائل تفہیمات (فارسی)
(۲۹) عوارف (عربی) (۳۰) القول الجمیل (عربی)
(۳۱) مکتوبات المعارف (فارسی) (۳۲) رسالہ مکتوب مدنی (عربی)
(۳۳) ہمعات (فارسی) (۳۴) فتح الودود لمعرفۃ الجنود (عربی)

Marfat.com

تاریخ وسیرت

(۳۵) انفاس العارفین (فارسی)

اس کتاب کے چند حصے ہیں پہلے حصہ میں جناب شاہ صاحب نے اپنے والد حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کے علمی حالات، باطنی تصرفات وکرامات، ملفوظات ومکتوبات مختصر ابتدائے زمانہ سے تاریخ وفات تک کے تمام واقعات بطریق اجمال سرسری ذکر کیے ہیں، دوسرے حصہ میں اپنے عم بزرگوار شیخ ابوالرضا محمد کے ابتدائی حالات اور ان کے عام اخلاق وعادات اور تصرفات واشراقات اور ملفوظات معرفت سمات مکتوبات ومسودات اور انتقال وغیرہ کے حالات کسی قدر بسط وشرح کے ساتھ تحریر کئے ہیں تیسرے حصہ میں اپنے اجداد عظام کا ذکر کیا ہے اور کچھ ان علماء جو بیں

لہ انفاس العارفین چند کتب کا مجموعہ ہے جیساکہ مصنف مرحوم نے اس کی کچھ تفصیل فرمادی ہے۔ علی الترتیب ہر حصہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) بوارق الولایۃ (۲) شوارق المعرفۃ (۳) امداد فی مآثر الاجداد

(۴) النبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ (شیخ عبدالعزیز کے حالات)

(۵) العطیۃ الصمدیۃ فی انفاس المحمدیہ (حالات سید الوام شاہ ولی اللہ)

(۶) انسان العین فی مشائخ الحرمین (۷) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف

اگر ان کتابوں کو الگ الگ شمار کرلیا جائے تو تعداد ۵۲ تک پہنچ جائیگی۔ (ناشر

Marfat.com

تذ بین کا بیان کیا ہے جن سے آپ کو سند سلوک حاصل ہوئی تھی خاتمہ کتاب میں خود اپنے حالات نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کئے ہیں حقیقت میں یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب کتاب ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان خاندان کا ہر ایک ممبر ظاہری علوم اور باطنی کمالات میں لاثانی اور عدیم النظیر تھا اور آسمان علم کا ایک نہایت درخشاں و تاباں آفتاب تھا۔ حیات ولی کی دوران تالیف میں یہ بیش بہا کتاب میری پیش نظر تھی میں نے اکثر واقعات و روایات اسی کتاب سے ماخوذ کر کے حیات ولی میں درج کئے ہیں اس بنا پر نہایت بھروسہ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر حالات و واقعات میں نے اس کتاب میں قلمبند کئے ہیں میری رائے میں غالباً، نہایت درست اور نفس الامری ہیں۔ اور میں معزز ناظرین کو پورا پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ حیات ولی میں کوئی روایت و واقعہ ایسا نہیں ہے جس کی مستند شہادت میرے پاس موجود نہ ہو۔

(۱۰۳) قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم (نظم عربی)

یہ ایک بڑا قصیدہ ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب شاہ صاحب کو علم ادب اور شاعری میں جو علوم عربیہ کے عنصر ہیں کس درجہ لیاقت تھی اور آپ نے ان علوم کو کس عروج پر پہنچایا تھا قطع نظر ادب اور شاعری کے یہ بھی بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور اسی سرخوشانہ حالت میں آپ کے قلم و زبان سے وہی الفاظ نکل رہے ہیں جو آپ کے دل میں تھے۔

(۱۰۴) سرور المحزون فی سیر الامین المامون (فارسی)

Marfat.com

عقائد

(۳۸) حسن العقیدہ (عربی) (۳۹) خیر کثیر (عربی)
(۴۰) بدور البازغہ (عربی) (۴۱) المقدمہ السنیہ (عربی)

متفرقات

(۴۲) مکتوبات[1] مع فضائل ابو عبداللہ اسمعیل البخاری (فارسی)
(۴۳) المقالۃ الوضیئۃ فی النصیحۃ والوصیۃ (وصیت نامہ) (فارسی)
(۴۴) فیض عام (فارسی) (۴۵) مکاتیب عربی (عربی)
جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے مصنفات کی بابت جو کچھ ہمیں

---

[1] شاہ صاحب کے مکاتیب کا ایک حصہ، عرصہ ہوا دہلی میں طبع ہوا
اس میں ایک مکتوب شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فضائل میں ہے چند
(فارسی) آپ کے "کلمات طیبات" کے مجموعے میں بھی ہیں
اور حال ہی میں مولینا خلیق احمد نظامی نے آپ کے
"سیاسی مکتوبات" طبع کرکے شائع کیے ہیں
(ناشر)

Marfat.com

لکھ چکے اگرچہ آپ کی تالیفات کے سلسلہ میں اور بھی بہت سی کتابیں ہیں، جو قدیم کتب خانوں میں موجود ہیں مگر ہم نے صرف انہیں کتابوں کا ذکر کیا ہے جو مطبوع ہو کر شرق سے غرب تک نہایت وقعت کی نگاہ سے مشہور ہو چکی ہیں اور جو اس وقت ہماری پیش نظر ہیں، ان میں سے بعض کتابیں ایسی بھی ہیں جو بلحاظ جامعیت روایات دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتیں اور جو شاہ صاحب کی خداداد قابلیت اور پولیٹیکل لیاقت کا نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔ ان ہی بے نظیر تصنیفات کے باعث پچھلی تاریخ نویسوں نے آپ کو ائمہ متقدمین پر ترجیح دی ہے چنانچہ میں اس مقام پر علامہ ابوالطیب کا وہ مختصر ریمارک جو انہوں نے شاہ صاحب کے حالات پر کیا ہے درج کرتا ہوں جس سے آپ کے علمی تبحر کا ثبوت بہت کچھ ہوتا ہے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ: "اگر وجود او در صدر اول در زمانہ ماضی می بود، امام الائمہ و تاج المجتہدین شمردہ میشد۔" یعنی اگر اس فرید عصر اور یگانہ روزگار کا وجود باوجود گزشتہ زمانہ کے صدر اول میں ہوتا تو اپنی ان بیش بہا اور عدیم النظیر تصانیف کی وجہ سے اماموں کا سرتاج اور مجتہدوں کا مقتدا تسلیم کیا جاتا۔

چونکہ جناب عارف باللہ حضرت مولینا شاہ ولی اللہ کی تاریخی زندگی میں اب کوئی اور ایسا واقعہ نہیں رہا جو خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہو لہٰذا میں آپ کے حالات وفات اور وہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ لکھ کر اس قصہ کو ختم کرتا اور نہایت افسوس کے ساتھ شاہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں۔

Marfat.com

شاہ صاحبؒ کی وفات

معزز ناظرین! یہ امر بالکل مسلم ہے کہ جس نے دنیا میں قدم رکھا ہے، اُسے ایک ایسا دن ضرور پیش آنے والا ہے جس میں موت کا تلخ اور زہر آلود ساغر منہ سے لگائے گا۔ کون نہیں جانتا کہ دنیا اور اسکی تمام چیزیں ایک دن صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والی ہیں۔ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ خود میں اور جو کچھ میں کر رہا ہوں یا آئندہ کرونگا چند ہی روز میں اسکا نام و نشان تک مٹ جائے گا اور پھر صفحہ ہستی پر شمہ برابر بھی باقی نہیں رہنے گا۔ کیونکہ دنیا کے عظیم الشان انقلابات اور حیرت ناک تغیر و تبدل جو ہر وقت اس کے پیش نظر رہتے ہیں وہ ان سے دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا استنباط کرتا ہے اور ساتھ ہی اس بات کا خیال کرتا ہے کہ بڑے بڑے خدا کے پیارے اور برگزیدہ بندے دنیا میں آئے جنہیں صرف چند روز مسافرانہ زندگی بسر کر کے اپنے اصلی مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ ہزاروں عظیم الشان سلاطین اور دنیا کے مشہور نامور تاجدار جنکی سطوت جبروت کے پر شوکت و شاندار جھنڈے دنیا کے چاروں کونوں میں گڑے نظر آتے تھے دیکھتے دیکھتے اس طرح غائب ہو گئے کہ کوئی بھی نہیں جانتا، کہ کہاں تھے اور کہاں چلے گئے۔

اگرچہ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا المناک اور دل بجھا دینے والا خیال برقی قوت بنکر تمام جہان میں دوڑ رہا ہے اور جہاندیدہ و مسن زمانہ اپنے انقلاب کے حیرت ناک نمونے آناً فاناً مشاہدہ کرا کے آئے دن یہ سبق

Marfat.com

ڑھاتا ہے کہ دنیا حقیقت میں دو دراز و نکا ایک مکان ہے جس میں ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جانا پڑتا ہے اور جب یہ ہے تو جینا مرنا ایک معمولی بات ہے اس پر خوش ہونے اور اس پر رنج کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ مگر ہاں جب کوئی فخر خاندان و قوم اور ہر دلعزیز شخص دنیا سے اٹھ جاتا ہے۔ پتھر کا دل بھی بے ساختہ دو آنسو ڈال ہی دیتا ہے۔ قلم کا مسافر باوجودیکہ پتھر کا جگر اور لوہے کا سینہ رکھتا ہے لیکن پھر بھی اس الم ناک اور جانگداز زمین پر قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور سر گردش میں خونی آنسو بہاتا ہے حقیقت میں شاہ صاحب کا انتقال کوئی معمولی انتقال نہیں جو لکھنے والے اور سننے والوں کے دلوں پر اپنا ماتمی اثر نہ ڈالے لیکن ہمیں یہ خیال کر کے اپنے دلوں کو تسلی دینا چاہیئے کہ گو شاہ صاحب اس وقت ہماری نظروں سے غائب ہیں لیکن حقیقت میں ہمارے دلوں میں موجود ہیں اور ہر دم ان کی محسوس یادگاریں ہمارے پیش نظر رہتی ہیں۔ اور جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے انکی سچی زندگی میں جان پڑتی جاتی ہے ہمیں افسوس تو صرف اس بات کا ہے کہ آج اپنے قلم سے ایک ایسے قابل و لائق اور فخر روزگار کے دنیا سے غائب ہو جانے کا واقعہ قلم بند کر رہے ہیں جسکی شریف و مقدس ذات سے تمام ہندوستان کو عموماً اور دلی کے باشندوں کو خصوصاً فخر و ناز حاصل تھا یہی ایک فرید عصر اور یگانہ روزگار تھا جسکی بدولت دلی کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جاتا اور یہاں کے باشندوں کے نام نہایت قدر و منزلت کے ساتھ لیئے جاتے تھے یہی اس گلستان علوم کا ایک ثمر دار درخت تھا جس کے پھل پھول سے دور دراز کے لوگ گودیاں لبریز

Marfat.com

کر کے جاتے تھے یہی ان بحار فیوض کا ایک نہایت صاف اور نتھرا ہوا چشمہ تھا۔ جو دنیا کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک پھوٹتی ہوئی کونپلوں کو برابر سیراب کرتا ہوا چلا گیا حیف صد حیف اے دنیائے دون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض جب جناب شاہ ولی اللہ صاحب عمر کے تریسٹھ مرحلے طے کر چکے تو چند روز کی خفیف سی بیماری میں مبتلا ہو کر ۱۱۷۶ھ ہجری میں عازم سفر آخرت ہوئے اور شاہجہان آباد کی جنوبی جانب پرانی دلی میں دفن کئے گئے۔ آپ کی تاریخ وفات اس مصرع سے نکلتی ہے

ع او بود امام اعظم دیں!

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے چار مشہور و نامور فرزند تھے۔ جو آپ کے پیچھے آپ کی محسوس یادگار تھے جیسا کہ ذیل کے شجرہ سے واضح ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی اولاد کا شجرہ نسب
صفحہ آئندہ پر ملاحظہ ہو

Marfat.com

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور اولاد کا شجرہ نسب

شاہ ولی اللہ صاحب

- شاہ عبدالعزیز
  - آپ کے ہاں اولادِ ذکور نہیں ہوئی۔
- شاہ رفیع الدین
  - محمد موسیٰ
  - محمد عیسیٰ
  - محمد مخصوص اللہ
  - حسن جان
- شاہ عبدالقادر
  - آپ کی اولاد ذکور کا پتہ نہیں لگا۔
- شاہ عبدالغنی
  - شاہ اسمٰعیل شہید

Marfat.com

باب دوسرا

جناب شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ کے چار مشہور و نامور فرزند تھے۔ جیسا کہ آپ کو شجرۂ نسب سے معلوم ہو چکا ہے۔ اگرچہ یہ چاروں بزرگوار اپنے زمانے میں علم و عمل فہم و فراست قوت تقریر فصاحت تحریر تقوٰے و طہارت امانت و دیانت اور مراتب ولایت میں فرید دہر اور وحید عصر شمار کئے جاتے تھے اور ہر ایک بزرگ آسمان علم کا جہانتاب آفتاب تھا۔ لیکن ان سب میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بالخصوص زیادہ نامور اور مجتہدین وقت کے زمرہ میں شمار کئے گئے ہیں۔ ہندوستان میں اسوقت جس قدر محدث ہیں سب کا سلسلہ شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے واسطہ سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب پر منتہی ہوتا ہے،

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے تمام بھائیوں میں سب سے افضل اور عمر میں سب سے بڑے ہیں۔ اور اگرچہ جناب شاہ عبدالقادر صاحب اور جناب شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب آپ کے تینوں بھائیوں نے بھی گمنامی کے دائرے سے نکل کر عمدہ طور پر تاریخی شہرت پیدا کرلی ہے اور علمی شہرت میں ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ان

Marfat.com

سب میں بلحاظ شہرت عام اور باعتبار لیاقت علمی قابل انتخاب شاہ عبدالعزیز صاحب ہی ہیں یہی وہ معزز اور دنیا کے نامور و مشہور شخص ہیں جنہوں نے اپنے خاندان کو تمام دنیا میں روشناس کردیا ہے، حقیقت میں اگر اس جلیل القدر اور محترم خاندان اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا وجود باوجود نہ ہوتا تو یہ خاندان گمنامی کے دائرہ سے کبھی نہیں نکلتا اور وہ تاریخی شہرت جو اسے آج حاصل ہے کبھی حاصل نہیں ہوتی،

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب ۱۱۵۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے جیسا کہ آپ کے تاریخی نام سے واضح ہوتا ہے ایک فاضل مؤرخ کا بیان ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز صاحب پیدا ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے عبدالعزیز نام رکھا لیکن آپ کے بعض احباب ورفقا نے غلام حلیم تاریخی نام نکالا۔

شاہ صاحب ہنوز شیر خوار بچے ہی تھے، کہ آپ کی فراخ اور نصیبہ ور پیشانی عالمانہ تزک و احتشام کے ساتھ روشن و منور تھی، اور اسمیں ایک خاص قسم کی بزرگانہ متانت کا چمکارا اپنی پوری تابانی رکھتا تھا۔ آپ کی پیشانی کسیقدر چوڑی اور ابھری ہوئی تھی، جسے دیکھکر مبصرین خوب سمجھتے تھے کہ کسی زمانہ میں یہی ہلال بدر کامل بنکر ملک میں چمکیگا اور اس ہونہار اور بلند اقبال بچے کو وہ پائدار عزت اور دوامی آبرو نصیب ہوگی، جو زمانہ میں پورے طور پر اپنا سکہ بٹھائے گی۔

شاہ صاحب کا بچپنا | شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ ایسا حیرت ناک اور تعجب خیز زمانہ تھا۔

Marfat.com

جس کا فوٹو کاغذی پیکر پر کھینچنا مشکل اور بہت مشکل ہے آپکی بھولی بھولی صورت کا جلال خیز نظارہ پھر اس پر حیرت انگیز سادگی لاکھ لاکھ بناؤ دیتی تھی آپکی وہ پیاری اور محبوبانہ حرکتیں جو ڈھائی تین برس کے بچے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں قابل دید تھیں اور آپ کی طفلانہ اداؤں میں اس غضب کی مقناطیسی کشش اور اس بلا کا جذب تھا جو سارے خاندان کے بڑے چھوٹوں کو بے خود اپنی طرف کھینچے لیتا تھا شاہ ولی اللہ صاحب جیسے متین اور سنجیدہ شخص ان ہی پیاری اداؤں کی وجہ سے آپ پر فریفتہ تھے اور غایت درجہ کی محبت و الفت رکھتے تھے اس شریف و نجیب بچے نے اپنے والد ماجد کی آغوش محبت میں بڑی خوش اسلوبی سے پرورش پائی اور بچپن کا زمانہ شاہ ولی اللہ صاحب کے سایہ عاطفت میں بسر کیا گو اسوقت تک علم کے خوشنما غنچہ چھوٹے نہ کھلے آپ کے دماغ کو معطر نہ کیا تھا لیکن آپکی طبیعت میں چونکہ فطری طور پر علمی مذاق کا خمیر کر دیا گیا تھا لہٰذا لوگ آپکے بیٹے ہوتے گئے علمی دنیا کی طرف بے روک قدم بڑھاتے گئے۔

تعلیم | جب آپ پانچ سال کے تھے تو قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تھا اور چونکہ آپ کو قدرتی طور پر علم سے زیادہ دلچسپی تھی، اور آپ فطرتاً ایک نہایت ہی تیز ذہن سلیم الطبع خوش فہم طبائع تھے۔ اس لئے بہت ہی نو عمری کے زمانہ میں قرآن شریف پڑھکر فارغ ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اسی کم سنی کے زمانہ میں مقدس اسلام کے تمام اصول اور اکثر فروع کو تدریجاً حاصل کر لیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ نشست برخاست کے طریقے اور گفتگو کرنے کے آداب بھی حاصل ہو گئے تھے۔

جب شاہ صاحب قرآن پڑھکر فارغ ہو گئے تو فارسی کے مختصر رسالوں کی تعلیم آپ کو دی جانے لگی جنہیں آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں پڑھ لیا اور اس کے بعد دو تین ہی سال میں معمولی صرف و نحو کی کتابیں نکال لیں شاید گیارہ

Marfat.com

بارہ سال کی عمر ہو گی کہ آپ کو باقاعدہ تعلیم ملنے لگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے خلفاء میں سے ایک نہایت متین اور قابل شخص کے ہاتھ میں آپ کی خدمت تعلیم سپرد کی جس نے نہایت قابلیت اور دلسوزی سے اس خدمت کو ادا کیا اور بڑی جانکاہی اور محنت سے تعلیم دی تقریباً دو سال کے عرصہ میں آپ نے عربی کے مختلف فنون میں وہ بلا کی حیرت انگیز ترقی حاصل کی۔ جو قابل اظہار نہیں اور اس وقت طبیعت میں ایک ایسی جولانی اور تیزی پیدا ہوئی جس کی نظیر سے بڑے بڑے غواص بحر معانی کے حلقے خالی تھے،

شاہ عبدالعزیز صاحب جب تیرہ برس کے تھے تو آپ کی تمام معمولی درسی کتابیں نکل چکی تھیں۔ صرف۔ نحو۔ فقہ۔ اصول۔ منطق۔ کلام۔ عقائد۔ ہندسہ ہیئت۔ ریاضی وغیرہ وغیرہ میں کامل مہارت اور غیرہ لیاقت حاصل ہو گئی تھی ان علوم کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ اپنے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی درسگاہ میں جانے اور دیگر طلبہ کے زمرہ میں شریک ہو کر سماعت حدیث کرنے لگے۔ جب آپ کو متواتر چند روز درسگاہ میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو اپنے طباع۔ ذہین۔ قابل فرزند کے مخفی جوہروں کی جانچ ہو گئی تو آپنے ان پر بے ساختہ نظریں ڈالنا شروع کیں۔ اور بڑی خوشی و مہربانی سے علوم حدیث کا درس دینے لگے،

شاہ صاحب کی ذہانت و طباعی

شاہ ولی اللہ صاحب کے حلقہ درس میں اس وقت وہ جفاکش اور محنتی طلبہ داخل تھے جن کی ذہانت و حافظہ کی دھوم تمام علماء میں پھیلی ہوئی تھی، اور جو معرکۃ الآرا مسائل کے حل کرنے میں اپنا نظیر نہ رکھتے

Marfat.com

تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی ان ہی طلبہ کے زمرہ میں شریک ہو کر تعلیم پاتے تھے، لیکن ذہانت اور حافظہ کسی شخص کے اختیاری وصف نہیں ہیں کہ کسی طبع کے ساتھ مخصوص و محدود ہیں بلکہ فطرت کی خاص بخششیں ہیں جو بعض بعض نفوس کو عطا ہوتی ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کا دل و دماغ پہلے ہی سے ان جوہروں سے آراستہ تھا جنہیں فطرت کی خاص بخششیں کہنا چاہیئے۔ جب آپ علم حدیث کی دشوار گزار گھاٹیاں جلد جلد طے کرنے لگے تو تمام طلبہ آپکی فطری لیاقت اور خداداد قابلیت پر عش عش کرنے لگے۔ اور آپکی حذاقت و طباعی کو دیکھکر دنگ رہ گئے۔ کوئی ایسا دقیق اور اہم مسئلہ درس وقت پیش نہ کیا جاتا تھا۔ جسے آپ پانی نہ کر دیتے ہوں۔

زورِ تقریر ابتدا ہی سے آپ کی تقریر ایسی شستہ اور منجھی ہوئی تھی، کہ جب آپ کسی اہم اور مشکل بحث کی تقریر کرتے تو ایک ایسے رنگ میں ڈوب کر بیان کرتے جسے سنکر بڑے بڑے فضلا محوِ حیرت ہو جاتے، اور جناب شاہ ولی اللہ سمیت تمام حاضرینِ درس کی متعجبانہ نظریں آپ کی پُر مغز اور قیمتی تقریر پر پڑتیں۔

شاہ صاحب کی ہمہ دانی الغرض دو سال کے عرصہ میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تمام حدیث کی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے نکال لیں۔ اور اب آپکی عمر مشکل سے پندرہ سال کی ہوگی کہ تمام علوم و فنون کی تکمیل کرلی اور ہر فن کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ شاہ صاحب کے سوانحعمری پڑھنے والوں کو نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوگی کہ اتنی سی عمر میں شاہ صاحب جملہ علوم کے بحار زخار پر کیونکر عبور کر گئے اور ان سنگلاخ اور دشوار گزار گھاٹیوں کو اس قدر جلد کس طرح طے کر گئے۔

Marfat.com

لیکن صاحبو! یہ ذرا سی مقام تعجب اور جائے حیرت نہیں ہے کیونکہ فطرت جس شخص کو اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے اس کے ضمیر کو اول ہی روز سے ربانی قابلیتوں اور روحانی جوہروں سے آراستہ کر دیتی ہے اور ہمیشہ وہ قوت جو الہامی نکات کے دریافت کرنے میں ید طولیٰ رکھتی ہے اس روشن ضمیر میں اپنے تحریک سے روشن ہو جاتی ہے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جس نونہال پودے کی آبیاری خود قدرت اپنے نازک اور دلفریب ہاتھوں سے کیا کرتی ہے اس کا اٹھان وابھار نہایت ہی حیرت خیز ہوا کرتا ہے خودرو سبزہ قدرتی پانی سے جس قدر جلد اگ کر سر سبز ہوتا اور لہلہانے لگتا اور اپنے لٹکتے ہوئے جوبن پر ناظرین کے دلوں کو مائل کر لیتا ہے اظہر من الشمس ہے۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ضمیر ہی کچھ ایسا قابل بنا تھا جس پر ربانی تجلیات کا پرتو بہت کچھ پڑ سکتا تھا۔ اور جب آپ کی طبیعت میں قدرتی طور پر علمی مناسبت موجود تھی، اور فطرت کے فیاضانہ ہاتھوں سے آپ میں علمی جوہر کوٹ کوٹ کر بھر دیئے گئے تھے، تو حقیقت میں آپ کے لئے ہر فن میں ایک اشارہ کافی ووافی تھا، اور اتنی سی عمر میں علوم کی اس قدر کڑی اور سخت منزلیں طے کر لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔

شاہ صاحب کی علوم سے فراغت

خلاصہ یہ کہ جو کچھ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے حاصل کیا وہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر تک حاصل کیا اس کے بعد آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور اسی چھوٹی سی عمر میں پیشوائے مذہبی اور معتمد ائمہ علماء تسلیم کئے گئے۔ کچھ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہی پر چودہ پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہونا منحصر نہ تھا۔ بلکہ یہ خصوصیت اس جلیل القدر

Marfat.com

خاندان کے ہر معزز و محترم ممبر کیساتھ مخصوص تھی آپ کے والد بزرگوار جناب
شاہ ولی اللہ صاحب اور جد امجد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب بھی اسی عمر میں علوم
نقلیہ و عقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے۔ جناب شیخ ابوالرضا محمد صاحب آپ کے
جد بزرگوار اور شاہ اہل اللہ صاحب عم محترم۔ غرضیکہ اس واجب التعظیم خاندان کے
کل حضرات چودہ پندرہ ہی سال کی عمر میں پڑھ پڑھا کر فارغ ہو گئے تھے،

شاہ صاحب کی تواریخ وجغرافیہ دانی | شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان میں علوم نقلیہ کیساتھ ساتھ علوم عقلیہ کا بھی رواج تھا اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب
کی درسگاہ میں جہاں حدیث و تفسیر کو بڑے زور شور سے پڑھایا جاتا تھا۔
وہاں منطق و ریاضی کی بھی تعلیم دی جاتی تھی، یہی وجہ تھی کہ شاہ عبدالعزیز صاحب
چھوٹی سی عمر میں ایک لائق ریاضی داں اور قابل منطقی بن گئے تھے۔ اور تواریخ
وجغرافیہ میں بھی اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کی قابل قدر تصانیف سے
اس بات کا بہت کچھ ثبوت مل سکتا ہے اور یہ بخوبی تحقیق ہو گیا ہے کہ جناب
شاہ ولی اللہ صاحب کو ان علوم سے خاص دلچسپی تھی اور تواریخ وجغرافیہ
کے جوہروں کی کنجیاں آپکے ہاتھ میں تھیں۔ جیسا کہ آپ کے اس قصیدہ سے
ثابت ہوتا ہے جس میں آپ نے سوڈان کے حالات و واقعات کی پوری تصویر
کھینچا ہے اور اس ملک کی مفصل کیفیت درج کی ہے

شاہ صاحب کا تبحر | قطع نظر فنون کتابی اور علوم ظاہری کے آپ ہی فیوض اور
باطنی علوم سے بھی معزز و ممتاز تھے۔ اگرچہ تمام علوم عقلیہ مثل حکمت منطق
ہندسہ ہیئت وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لیکن اپنی تمام ہمت

Marfat.com

وقات حدیث نبوی کے غوامض کی تحقیق اور کلام الٰہی کی تفسیر اور حضرت رسالت پناہی کی مقدس و بزرگ شریعت کی اشاعت و توسیع میں صرف فرماتے تھے اور طالبان صافی نہاد کے ارشاد و تلقین کی طرف ہمیشہ متوجہ رہتے تھے۔ ورنہ علوم عقلیہ میں ایسا کون سا علم تھا جس میں آپ کو دعوٰے یکتائی اور یک فنی حاصل نہ تھا اور وہ کون فن تھا جس میں آپ کو تبحر و عبور نہ تھا۔

جس طرح سلاطین تیموریہ کے خاندان میں نسلاً بعد نسل سلطنت و حکمرانی چلی آتی ہے اسی طرح آپ کے عظیم الشان اور واجب التعظیم خاندان میں علوم و فنون بطناً بعد بطن اور صلباً بعد صلب چلا آتا ہے،

شاہ عبد العزیز صاحب جب عقلی و نقلی علوم کی تحصیل اور باطنی کمالات کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کے چند روز بعد سفر آخرت قبول کیا اور آپ کی فائض البرکات ذات سے مسند خلافت نے زینت اور وسادۂ ارشاد و ہدایت نے بے انتہا رونق حاصل کی۔ کیونکہ مولنا رفیع الدین صاحب اور مولنا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہما آپ کے چھوٹے بھائی والد ماجد کے سامنے نہایت کمسن اور نوعمر تھے اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے علوم و فیوض حاصل کرتے تھے،

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے انتقال کے وقت آپ کی سترہ برس کی عمر تھی اس چھوٹی سی عمر میں لوگ آپ کے پاس تعلیم پانے کے لئے آنے لگے، اور سب نے آپ کو معتقد التسلیم کر لیا آپ نے والد کی جگہ بیٹھ کر نہایت مستعدی اور سرگرمی کیساتھ طلبہ کو پڑھانا شروع کیا اور حدیث و تفسیر کے علاوہ دیگر مروجہ علوم

Marfat.com

کا درس دینے لگے، شوقین طلبہ دور دور سے آتے اور آپ کے درسگاہ میں داخل ہونے کو ذریعۂ فخر سمجھتے چونکہ آپ طلبہ کے ساتھ نہایت مہربانی اور کریمانہ اخلاق سے پیش آنے کے علاوہ بڑی محنت و جانفکاہی سے پڑھاتے تھے اس لئے اب مدرسہ انتہا درجہ کی شہرت پکڑ گیا تھا ہر وقت آپ کے درسگاہ اور مکان کے دروازے پر طلبہ کا ہجوم لگا رہتا اور لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے۔

ہمیں اس فقرے کے لکھنے میں کبھی تردد نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان میں علم و عمل کی ریاست کا اول آپ پر بعدہٗ آپ کے لائق بھائیوں پر خاتمہ ہو گیا افسوس اس شریف و نجیب خاندان کے معزز ممبر دنیا سے کیا اٹھے۔ کہ دینی علوم یک لخت معدوم ہو گئے اور علوم و فنون کا صاف اور چمکدار چشمہ علما کی بے توجہی سے جہل کی خس و خاشاک سے بالکل پٹ گیا،

شستگی تقریر | صاحب اتحاف کا بیان ہے کہ "جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے وقت کے نہایت زبردست عالم تھے اس زمانہ کے تمام علماء و مشائخ آپ کی طرف رجوع تھے اور بڑے بڑے فضلا آپ کی خدمت تلمذ پر بجید فخر کیا کرتے تھے، آپ کا علوم متداولہ وغیرہ میں وہ پایہ تھا۔ جو بیان میں نہیں آ سکتا۔ کثرت حفظ علم تعبیر رؤیا۔ سلیقہ وعظ۔ انشاء پردازی۔ تحقیق نفائس علوم میں تمام ہمعصروں میں امتیازیہ نگاہوں سے دیکھے جاتے اور مخالفین اسلام کو ایسی سنجیدگی و متانت سے دندان شکن جواب دیتے تھے کہ وہ ہونٹ چاٹتے رہجاتے تھے آپ کی تقریر میں اس بلا کا جادو تھا جس کا مخالف و موافق پر برابر اور یکساں اثر پڑتا تھا آپ کی شیوا بیانی اور سلجھی ہوئی تقریر کی تمام ہندوستان میں دھوم مچی

Marfat.com

نی تھی اور یہ بات تمام لوگوں میں مشہور تھی، کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے وہ طرز بیان
یار کی ہے کہ ان کی مجلس وعظ سے ہر مذہب و ملت کا شخص خوش ہو کر اٹھتا ہے
تعصب اور ہٹ دھرم لوگ بھی آپ کی بات بلا تردد تسلیم کرتے اور حسنِ تقریر
آگے فوراً اطاعت کی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔

د صاحب کی وقعت لوگوں کے لوں میں کہاں تک تھی؟

موافق تو موافق مخالف کے دلمیں بھی آپ کا بے انتہا وقعت و احترام تھا آپ نے اپنی عمر کا سارا حصہ طلبہ کی
لیس مریدوں کی ارشاد و تلقین۔ طالب العلموں کی تکمیل وعظ و نصیحت فصل خصوماً
صرف کیا آپ ظاہری جاہ و عزت صوری احترام و تمکنت باطنی کمالات
ساتھ فراہم رکھتے تھے، غرضیکہ تقدس مذہبی کے علاوہ دنیاوی اعزاز
ں کوئی مرتبہ ایسا نہ تھا۔ جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھا ہو۔ آپ کی
شاگردی پر بڑے بڑے فضلا کو فخر ہے اور آپ کی ترتیب دی ہوئی کتابوں پر
علمائے فحول کو بہت کچھ اعتماد و بھروسہ ہے۔ الحاصل جناب شاہ عبد العزیز صاحب
کا واجب الاحترام خاندان علوم حدیث اور حنفی فقہ کا مخزن، اور رسمی فنون کا
سرچشمہ ہے اس مقدس و شریف علم کی خدمت جس قدر اس اہلبیت سے وجود
پذیر ہوئی ہے ہندوستان میں کیا دوسری ولایتوں میں بھی کسی خاندان کی
نسبت نہیں سنی گئی۔

درحقیقت عمل بالحدیث کا بیج ہندوستان کی بنجر اور ناقابل زمین میں آپ
کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے بویا اور آپ نے اسے پانی
دیتے دیتے یہاں تک نوبت پہنچائی۔ کہ اس سے ایک نہایت خوشنما اور

Marfat.com

نونہال پودا پھوٹا۔ جو چند روز میں سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں دور دور کے لوگ اس کے پھل و پھول سے گود یاں بھر کر کے جانے لگے۔

ایک اور فاضل مؤرخ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے حالات لکھتے ہوئے یہ مختصر ریمارک کرتا ہے کہ ہندوستان میں حدیث و تفسیر اور دیگر دینی علوم کا چراغ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد صرف آپ کے فرزند رشید جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے روشن تھا۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد حدیث و تفسیر کے علوم کا چراغ گل ہو گیا اور یہ علوم ہندوستان سے بالکل مفقود ہو گئے، ہندوستان میں اس وقت جس قدر علماء دیکھے جاتے ہیں سب اسی سرگروہ علماء کے خرمن کمال کے خوشہ چین ہیں اور اس دیار کے تمام کملاء اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے چاشنی گرفتہ ہیں۔

منصب وعظ گوئی

اس زمانے میں تمام ہندوستان میں عموماً اور دہلی میں خصوصاً جو یہ آفت وبائی ہوا کی طرح عام ہو گئی ہے کہ ہر نا اپنے تئیں عالم و فاضل سمجھتا ہے اور صرف اس بنا پر کہ چند دینی مسائل کے اردو رسالے اور قرآن مجید کا ترجمہ کسی نے استاد سے اور کسی نے زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے اپنے کو فقیہ و مفسر سمجھ کر وعظ گوئی میں جرأت کر بیٹھتا ہے شاہ صاحب کے زمانہ زندگی تک اس کا مطلق اثر نہ تھا۔ بلکہ بڑے بڑے متبحر علماء اور نہایت مستند فضلا باوجودیکہ تمام علوم میں غائر نظر رکھتے ہیں اور جزئیات مسائل کے احاطہ پر پوری قدرت رکھتے تھے، لیکن تاوقتیکہ اپنا سمجھا ہوا شاہ صاحب

Marfat.com

نی خدمت میں عرض نہ کر لیتے اس کے اظہار کی کبھی جسارت نہ کرتے اور بیان
ں زبان کو جنبش تک نہیں دیتے تھے،

ناہ صاحب کا حافظہ | جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا حافظہ لوح تقدیر کا ان مٹ
نخہ تھا اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ نے غیر مشہور کتابوں کی طویل طویل عبارتیں صرف
نی یاد کے بھروسہ پر طلبہ کو لکھوا دیں ہیں لیکن جب کبھی اتفاق سے کتابیں
ستیاب ہوئیں اور ان کی لکھوائی ہوئی عبارتیں اصل کتابوں سے مطابق
ی گئیں تو سر مو فرق نہ تھا باوجودیکہ آپ کی عمر شریف اسی سال کے قریب
پہنچ گئی تھی۔ اور جسمانی امراض کی کثرت خصوصاً قلت غذا کی وجہ سے بدن مبارک
یں کچھ بھی طاقت باقی نہیں رہی تھی، لیکن پھر بھی باطنی فیوض کی برکات اور
قوائے روحانی کی عدت سے علمی تحقیق و نکات اس سرگرمی اور مستعدی سے
بیان فرماتے کہ سننے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر زخار بڑے زور و شور سے
موجزن ہے اور سمندر میں تلاطم خیز موجیں اٹھ رہی ہیں جب آپ گفتگو کرنا شروع
کرتے تو تمام حاضرین مجلس پر حالت استغراق و محویت طاری ہو جاتی
اور ان کے دل ربانی انوار سے منور ہو جاتے

ابتدائی زمانے میں فرقہ اثنا عشریہ نے تمام ہندوستان میں ایک خوفناک
ننا زند مچا رکھی تھی جس سے بعض اہل سنت کے عوام و جہال کے دلوں میں ایک طرح
کا تردد و تذبذب پیدا ہو گیا تھا قریب تھا کہ ان کے عقیدے بگڑ جائیں کہ
جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے اکثر ممتاز و معتبر علما کی التماس سے کتاب
تحفہ اثنا عشریہ لکھی جو اپنی انتہا درجہ کی شہرت کی وجہ سے محتاج بیان نہیں پھر

Marfat.com

پھر یہ کسقدر حیرت کی بات ہے کہ باوجود اس کثرت ضخامت کے آپ نے چند
میں اس کتاب کو مرتب کر دیا۔ کتاب کی پوری خوبی تو اس کے مطالعہ سے ہی
ہو سکتی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ ایک ادنےٰ درجہ کا طالب علم بھی جو کچھ بھی
سرمایہ نہ رکھتا ہو اسے دیکھکر علمائے شیعہ سے نہایت دلیری اور بیباکی
مباحثہ اور مناظرہ کر سکتا ہے،

متانت وظرافت | چند معتبر اور ثقہ لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جب آپ تحفہ
عشریہ کی تصنیف و تالیف میں مصروف تھے، تو کتابوں کی عبارتیں اور روا
اس طرح زبانی ارشاد فرماتے تھے کہ گویا اس فن کے متعلق تمام کتابیں اور
کی عبارتیں آپ کو ازبر ہیں اور ساتھ ہی مخالفوں کو ملزم کرنے کے لئے کتب
کے حوالے جنہیں شاید شیعی علمائے بجز نام کے سنا تک نہ ہوگا۔ اپنے حافظہ
اعتماد پر بیان فرماتے تھے، باوجود ان تمام باتوں کے عبارت کی متانت
اور لطائف وظرائف جیسے کچھ ہیں ناظرین پر واضح وہویدا ہیں۔

شاہ صاحب کا وعظ اور طلسم زبانی | ہفتہ میں دو مرتبہ منگل وجمعہ کو دہلی کوچہ چیلان پرا
مدرسہ میں مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی اور خواص وعوام میں
صادق العقیدت شائقین اور صافی نہاد معتقدین مور وملخ سے زیادہ جمع
ہوتے اور رشد وہدایت کا طریقہ استفاضہ کرتے آپ کی جادو بیر
سحر آمیز تقریر میں وہ اثر ہوتا کہ مخالفین گھروں سے ارادہ کر کے جاتے
کہ ہمیں وعظ میں مولانا کی مخالفت کرینگے لیکن وہاں بجز سکوت وخاموشی
کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی، وعظ کے ختم ہونے تک تمام مجلس

Marfat.com

سکوت حکومت کرتا اور خاموشی کی چادر سب طرف پھیل جاتی آپ کا طرز بیان ایسا اچھا تھا کہ ہر مذہب ملت کا آدمی مجلس وعظ سے خوش ہو کر اٹھتا تھا اور آپ کی کوئی بات کسی پہ گراں نہیں گزرتی تھی -

شاہ عبدالعزیز صاحب کے ان مختصر حالات پر اجمالی نظر ڈالنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی عمر شریف کا تمام حصہ درس تدریس ہی میں صرف ہوا اور یہیں سے قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کے بیشمار شاگرد اور انگنت تلامذہ ہوں گے، جنکی تعداد کی کوئی مفصل اور بسیط فہرست افسوس اس وقت تک باوجود تحقیقات کے ہمیں دستیاب نہیں ہوئی، لیکن پھر بھی جہانتک ہمیں تحقیق ہوا ہے آپ کے ان مشہور و نامور شاگردوں کی مجمل فہرست قلمبند کرتے ہیں۔ جنہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم کے بیش قیمت جواہروں سے گودیاں لبریز کیں -

شاہ صاحب کے تلامذہ کی مختصر فہرست

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب۔ جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نامور و بلند اقبال فرزند اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے چھوٹے حقیقی بھائی جنہوں نے حنفی فقہ اور علم حدیث کی تحصیل آپ سے کی، اور کلام و عقائد کی تکمیل بھی آپ ہی کی خدمت میں ہوئی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر۔ جو شیخ محمد افضل کے فرزند رشید اور آپ کے حقیقی نواسے ہیں۔ انہوں نے حدیث و فقہ کے علاوہ اور علوم بھی آپ سے سبقاً سبقاً حاصل کئے، جناب مفتی صدرالدین خاں صاحب دہلوی حضرت شاہ غلام علی صاحب۔ جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب۔ جو حضرت

Marfat.com

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فرزند ارجمند اور آپ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب آپ کے داماد۔ مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی۔ مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ۔ جناب شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند رشید اور آپ کے بھتیجے۔ مولانا میر محبوب علی صاحب۔ مولوی محمد یعقوب صاحب شیخ محمد افضل صاحب کے چھوٹے صاحبزادے اور آپ کے دوسرے نواسے۔ مولوی عبدالخالق صاحب۔ حضرات مذکورین اسی دہلی کی چار دیواری کے اندر کے باشندے تھے، جن میں سے اکثر صاحب اسی زمین میں پاؤں پھیلائے میٹھی نیند سو رہے ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے بیرونجات کے طلبہ بھی آپ کی درسگاہ میں رہا کرتے تھے۔ مثلاً مفتی الٰہی بخش صاحب کاندیلوی۔ مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی۔ مولانا حسن علی صاحب لکھنوی۔ مولانا حسین احمد صاحب ملیح آبادی وغیرہ وغیرہ۔ ان حضرات میں ایک ایک شخص آسمان علم کا ایک ایسا جہاں تاب آفتاب تھا جس کی علمی چمکاروں سے دنیا جگمگا اٹھی تھی۔ اور علوم کے انوار و برکات سے تمام اہل دنیا منور و مستفیض تھے آج جہاں سے جہاں تک علماء فضلاء محدث فقیہ دیکھے جاتے ہیں۔ سب انہیں حضرات کے مائدہ افضال کے زلہ ربا اور خوشہ چین ہیں۔ جن کا سلسلہ استاد جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے واسطہ سے حضرت عارف باللہ جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب تک منتہی ہوتا ہے۔

الحاصل جناب شاہ عبدالعزیز صاحب جامع علوم و فنون تھے۔ علمی تبحر سے قطع نظر کر کے آپ کی قادر الکلامی اور انشاء عربی بڑے پایہ کی تھی۔ آپ کی

Marfat.com

عربی نظم و نثر علم ادب کی جان اور ادیبوں کی روح ہے، لہذا اس مقام پر چند نمونے نقل کیے جاتے ہیں جس سے آپ کا زور قلم جولانی طبع تیزی ذہن بہت کچھ ثابت ہوتا ہے آپ اپنے عم بزرگوار جناب شاہ اہل اللہ صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔

نظم

سلام علی مولی جسیم الفضائل — کریم الوری حاوی فنون الفواضل
حماہ اللہ العالمین عن الاذی — وعن کل شر فی الخلیقۃ نازل
وبعد فان العبد یحمد ربہ — علی ما حماہ عن صنوف النوائل
لا غدو واثواب النعیم ملابسی — وامسی ایدی الطیبات حمایل
ولکن اری الکفار اربا نزوۃ — لقد افسدوا مابین دہلی وکابل
ولقد تم الاستبداد فوق خیارنا — وکل امرء شریلج بالتناضل
وکل بخیل لا یرام فناؤہ — وکل حسود مبغض ذی غوائل
اری الخلق طرا مشتکین معانہم — وامرھم ما بین فقر وعائل
لکل زمان من تقاسم رحمۃ — الا الہ نصیب لا یرد بحائل
وان زمانا ظلت فیہ مسودا — خلی من الخیرات ملاء الزلازل
فما الشغل فیہ غیر فسق وبدعۃ — وما الناس الا کالجمال لعیاہل
جزی اللہ عنا قوم سکھ ومرھت — عقوبۃ شرھا جلا غیر آجل
فقد قتلوا جمعا کثیرا من الوری — وقد اوجعوا فی اھل شاء وجاھل
ولم یدخروا قوما مصونین عنہم — وان فتحوھم بالاذی والکلا کل

Marfat.com

لھم کل عام نھضة فی بلادنا — یجوضون فینا بالضحی والاصائل
لقد فسدت ھذہ الدیار وقد خلت — عن العدل حتی قلت بل کل قائل
فھل بعد ھذا من معاذ لعائذ — وھل من مغیث یتقی اللہ عادل
ایا قلبکم تشکو الزمان وانت — عن مکارم لطف اللہ لاہ غافل
کفی اللہ سلوانا لوجع مفاصلی — الیس بکاف عزة للاوائل
وکیف بھم الھم نحو قلوبنا — ولذ نا الی من لیس عنا بغافل
وان کانت الاقوام لا خیر فیھم — فنحن تمسکنا بخیر الوسائل
رسول اللہ العالمین فانہ — ثمال الیتامی عصمة للارامل
یلوذ بہ الاف من اھل حاجة — فھم عندہ فی نعمة وفواضل
یضم عفاة الطارقین جنابہ — کما ضم ام الراس شعث القبائل
ویستھزم الجیش العزرم باسمہ — وان کان جرارا کثیر الصواھل

شاہ صاحب نے اس خط میں سکھوں اور مرہٹوں کی غارت گری اور اس ظالم وستمگار اقوام کی چیرہ دستی کا سچا فوٹو کھینچا ہے اور نہایت خوبصورتی کیا تھا اس مضمون کو نظم کے پیرایہ میں ادا کیا ہے،

شاہ صاحب موصوف کا ایک اور خط مولوی محمد عثمان کشمیری کی طرف

تالق برق موھنا من ھما ھند — وھب نسیم سحرة من الی نجد
فمن شیم ذاک البرق اصبحت بی جوی — ومن شیم ھذہ الریح اصبحت لی وجد
کتبت لمھذا عن نزول صحیفة — مکرمة عن قدرة العز والمجد
کتاب کعقد الدر جودة نظمہ — یکون لسلک النطق واسطة العقد

فلما فككت الختم عنه وجدته   خطوط رياحين على صفحة الورد

سلام تولا من رب رحيم وتحية فضلا من بر كريم على من جاز
الفضائل طرا دانيها وقاصيها وحوى المجالس اسرارها باديها وخافيها
سلالة الاكابر وخلاصة ارباب المفاخر مولوى محمد عثمان بن
فاروق الكشميرى لا زال قدره بين الاكارم عليا وبدره على سماء
المكارم جليا - وما برح مجلسه روضة من رياض الصالحين و
منهجه منهاج العابدين وادام الله مهجته نقا للعلوم والفضائل
وزينة للفنون ومحاسن للشمائل وبعد فنحن بحمد الله تعالى على ما
اولانا من عافية غير نافية ورفاهية غير واهية وعلى ما تواتر الينا من
الاحاديث الصحيحة المسندة الى مجلسكم العالى المرسلة بايدى الثقات
والتوالى بعد ما كادت سلسلة الوداد ينقطع واثرما اوشكت
شنشنة الاتحاد تنقلع وبعد ذلك كله فقد وصل الينا فى نفحات
ايامنا وفتوحات شهورنا واعوامنا منكم كتاب عن تفسير ايات
الاشواق كشاف رائق والبيان معانى بديع الاشتياق مفتاح فائق
فيه تلخيص لاصول الاخبار السارة وتقريب المجاة عن الهواجس المولمة
الضارة مطالعه كافية فى تنوير الصدور عن ضوء المصابيح فى الصحاح
المسطور مقاطعه شافية عن التهاب القلوب الى فتوح الغيوب وفى لمعه
اندرس در المخزون ولوائح العيون كنز من فصوص الوداد معدن لنصوص
الاتحاد مقاصده فى ازالة الخفاجة بالغترة شم منها هوامع

Marfat.com

ولمعات ربانية موافقة فى كشف الغين وقرة العينين كانها شمس بازغة
تتشعب منها اللوامع ولمعات نورانية موافقة لمواقع النجوم من اهلة الفهوم
مراصدة كالصحائف الالهية فى تجريد الصدر عن وساوس الشياطين
فيها خير كثير والدالات قدسية تسلية لنفوس المحبين فعند ذلك انفرض
ضميرى لابرازها ما استرفيه حيث لا يحسن اسناد السهو الا بالاضافة الى
ذويه ولا تعجب من ترجيم الاسماء وتركيب الحروف الا لمن هو من طروق
الاسرار ومن له تميز بين الاحوال المترادفة المتداخلة عند انقلاب
الادوار فقلت له اهلا وسهلا ومرحبا بخير كتاب جاء من خير او حبيب
ليهنك يا عثمان شامخ سود واتى بعد فاروق وبعد محمد
اذا كان طبع المرء فى الاصل صالحا تداعت له الاوصاف من كل محمد
هذا ولما فككنا عنه الختام المسكى واستنشقنا منه العرف الذكى و
طرحنا النظر من اوله الى اخره وقعنا منه على امور لطيفة كما يقع
المتوحش فى الليلة الظلماء على سامرة ووجدنا مداده كما فيه العرف
وقرطاسه كقراق السراب وخطه مثل موشى الثياب والفاظه كايام
الشباب ورأيناه يدور على مطالب هن اصول المذاهب منها التحسر على
فوات ما كان لكم من جانب شيخنا قدس سره مشافهة ومكاتبة
فاعلموا انه غم تتاخيص الاعضاء والم الم بتفاصيل الاجزاء وقد
قلت فى التائية متناكر البعض فى عوضه وجاء السر ذاكر البعض مرابعه
فانسه نعم ما يهوى الى اخر الابيات. ومنها فرط الملال وضيق البال

Marfat.com

من فقد الجاه والمال فلا يخفى عليكم ان اقبال الدنيا كالمام ضيف او سحابة صيف او زيارة طيف فلا جانب منها اعذب واحلا امر منها جانب فاو ما ترا الانسان بيها مبتهجة لكثرة الدرهم والدينار فلا يخفى عليه زمان اقصر من ظمار الحمار الا ونراه قد انقلبت به الاطوار وهتكت عليه الاستار ولنعم ما قيل ؎

مناقسة الفتى فيما يزول ... على نقصان همته دليل

ومختار القليل اقل منه ... وكل فوائد الدنيا قليل

وكان على رضى الله عنه يتمثل ؎

ومن يصحب الدنيا يكن مثل قابض ... على الماء خانته فروج الاصابع

على ان المرجو من عميم لطفه وجسيم فضله ان يفتح الله عليكم ما يسد به خلتكم ويقضى به حوائجكم فعليكم بالصبر فانه مفتاح الفرج وبان من تانى ادرك ادرك ما يتمنى واما ابيا تكم اللامية فاثرت فينا تاثير النغمات فى الاسماع واخفقت منها اشد اخفاق وكيف لا ومن جواب الدهر الغرور بحترة الى آخر الابيات ومنها الاشتغال بالتصنيف والتاليف فهناء لكم هذه النعمة العظمى والمنحة الكبرى فانها الغاية القصوى من العلم فى ذالك فليتنافس المتنافسون ولذلك قيل ما خلدت الملوك الا بما دهم من تدوينها والتصنيف فى اثاثيهما وانه لكانت انفاسا تمضى ورياحا تجرى واصواتا تفنى واجراسا لا تبصى ولولا ما عنى به ذالك لماتت رسومها وطمست نجومها ولفنيت عدر اثقا وذوات انثا بها

ولقال لغابر منتصا فی ایدی الناس والثابت علی مر الاخراص ولسلط علی طائفہ المراد وکیت علی مقتبسیہ النہا دولا نری للعالم علما اذل منہ غلبے کنہ فضلہ والوہ بما اولی من فائز بربک حیانا لطفا وہو ہیم وما تلک باین یدیک وھو علیم والسلام والاکرام ؛

شاہ عبد العزیز صاحب کا خط مولوی محمد عاشق کے نام | ایک اور خط جو جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے شیخ عارف مولوی محمد عاشق صاحب کو فرزند کی تہنیت و مبارکبادی میں لکھا تھا اور جو حروف معجمہ سے خالی ہے،

شاہ صاحب کا غیر منقوطہ خط | مصدر المحامد والمکارم مورد الانعام والاکرام سالک مسالک الکرام ساعد مصاعد الهمم ما اورد ہم مصرحا اسمہ کمساہ ادام اللہ عمرہ واصلح امرہ المحررہ حصل اللہ ومالہ واصلح اعمالہ حامد للہ الہ لا الہ الا ادلا اولا لاوارہ لاسمک السماء ولا عمد لہ وامد العطاء ولا امد لہ وحصل لرسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والہ ورحائہ وموصل لکم السلام والاکرام والطمع الوصال لما ھو اھم الامال وملوح لماس لولد و صل مرسولکم المکرم ولما لاح محصولہ فھو ولد مولود سرکوا المحرر سما عہد ادرک مسرۃ لا حد لہ ومرحالا عدلہ عمرھا واصلحہما لکم وھلم والسلام والاکرام۔

شاہ عبد العزیز کا خط شاہ اہل اللہ کے نام | جناب شاہ عبد العزیز صاحب کا ایک خط جو آپ نے نظم و نثر سے آراستہ کر کے اپنے عم بزرگوار جناب شیخ

Marfat.com

ابل اللہ صاحب کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔

سلام علی من فاق بالمجد الکرم — واحرز اصناف البدائع والحکم
وشاق قلوب الخاشعین بلطفه — وعز فلم یترک نقیرا من العظم
وبعد فان العبد ما زال یحمد — الاله علی ما فاض بالفضل والنعم
وعافاه مما یوجب الجهد والعنا — وعن کل اطوار الشدائد والسقم
فاسئل رب الناس ان یخذل العدی — ویحفظ احبابی من الشر والنقم
لاسیما ذاک الجناب فانه — نهایة اماهی ونایة مغتنم
وبعد فلما فزت منکم برقعة — حوت کل ما اشمل من الورد والشیم
اهدیتها خطا کریما منورا — قاطع الدجی عنی وقد کشف الظلم
تیقنت ان المجد والعز قبلا — الی وان الغم والهم یصطلم
ملتف وریش المسک فیه مکانة — لمدد وان الله فیه لمنتظم
والعما ما یذیان عن فتی — علیل غلیل القلب فی کلتا السدم
لعمرها ان الشوق نحو جنابکم — لیعجز عن تبیانه اللوح والقلم
واخلاص هذا العبد فیکم شواهد — وآیات الینام کنار علی علم
جزی الله ایاکم عن العبد خیرا — وحمی علیکم عارض الجود والکرم
وصان جناب العز عن سائر البلا — وعن کل ما یخشی وما یوجب الندم

وبعد فقد جاءت علینا بعالیل الرضا وامطرت سحائب العنه العلی فاطفت لهیب قلوبنا وازالت عنا بلابلها حجبات کربنا وتلمعت بورودها صدورنا وتزایدت بورودها سرورنا اکنی بذالک

Marfat.com

کلہ عن صحیفۃ شریفۃ نزلت علینا من ذلک الجناب الذی ھو ثلث ثم
شفاء الاحباب و معتصم ایدی الاصحاب وما تضمنت من بشارۃ
التوجہ التامی الی دعاء الشفاء الاحباب واستدعاء زوال الداء
العارض لقرۃ العین فلا نترصا عفا اللہ عن موبقات الزمان فقد
وقع بمکان واحد منا احد جنان وکیف لا ومثل ھذا یوجب نجاح
المطالب واسعاف الماٰرب واما الامر بالتمشیۃ والمماداۃ فقد
سبقنا الی الامتثال بر صدور لامر المطاع وورود الحکم اللائق
بالاتباع ھذا وقد اجزت الشیخ محمد امیر بما قد عرض لوالدۃ الکبیر
من نشوب الشوکۃ وورم القدم وشقھا وذکرتہ بما ورد فی الکتاب
والسنۃ من مراعاۃ القرابۃ بتروجھا فاستعد بالوصلۃ وتاھب للسفرۃ
ثم ان قرۃ العین فلا لتہ حفظہا اللہ بحمد اللہ خف مرضہا وزال الغم
ووفقنا اللہ فی اثنا المعالجۃ لاستعمال الادویۃ المفیدۃ ففارقتہا الحمی
بحمد اللہ مفارقۃ سعیدۃ وذلک بعد حمیۃ شدیدۃ وملازمۃ
لعرق عنب الثعلب واعواز السمن فی الطعام وتقلیلہ ملازمۃ کلام
نشوء القنیۃ ایضا لیس لہا بحمد اللہ تعالی علی کبدھا ولا علی
المعالیق اثر یحس او یعتد بہ وانما تعرضہا عند رطوبۃ الھواء تھیج
خفیف وعسی ان یرفع اللہ ذلک ایضا بمنہ کرمہ ولطفہ امین۔

شاہ صاحب کا دوسرا خط | شاہ صاحب کا ایک اور خط اپنے عم بزرگوار کی
شاہ اہل اللہ کی طرف | جانب ۔

لاحت بروق الحمی والقلب مبتول | والریح منفصل والدمع مهمول
فشمت منه سرورا لم یکن فرحا | اخرتهدی منه فهو موصول
وطبت من بین اصحابی بما علموا | بفرحتی ونسیم الریح معلول
وصرت ارفل فی اثوابی عافیتی | والهم منهزم والغم مخذول
جزاک ربک فی الدارین خیرهما | وطول عمرک فی الدنیا فمسئول
وصاننا ولکم عن کل جائحة | یفضی الینا اذاها وهو مشمول
ایام بردانت فالقلب منجزع | من قوم سکھ وان الخوف معقول
افناهم الله عن هذه الدیار فهم | شراکا غادیهم من جنة غول

فوضت امری وامر الناس اجمعهم
الی الاله وان الحفظ مامول

الفقیر الحقیر عبد العزیز یرقم السلام والقرام الی من فاق الکرام و
یحمد الله علی العافیة والرفاهیة ولیشکره علی ما وصل الیه من
الصحائف اللطائف تتری وحصل الیه من مطالعة الاخبار السارة
مرة بعد اخری هذا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ثم
طلب العافیة والمعافاة فی هذه الایام التی هی ایام الفتن و
مواسم المحن علانا الله تعالی وایاکم من سائر البلاء ورزقنا الله
وایاکم ما یغنی من الخصب والرخاء امین ۔ والسلام ۔

شیخ شاہ عبد العزیز کا خط شیخ اہل اللہ کے طرف | آپ کا ایک اور خط عم محترم شیخ اہل اللہ کی طرف :-

Marfat.com

يا من الى وجهه تصبو صبا باقى ومن ذرى عزه تقضى لباناتى
لاخيل عندى اهديها ولا خول لذا صعدت ثناءيف التحيات
حياك ربك فى عيش ورغد ولايكدره شوب البليات
وانى البشير كرفا عطى السمع منبهته قوض لهم من اتيان الاتى
بشرى فقال طلعت شمس العلى وهدى بدا ربالشرافرة فى افق الكرامات
دره من البحر بحر العلم قد ظهرا نورى تفتح من روض السعادات
القاه رب الورى بالطالحات معه وانبت الله سعدا خير انبات

بعد عرض السلام وعرض الشوق والغرام فالداعى عبد العزيز الراجى الى رحمة ربه المجيز يحييكم بتحيات اصولها ثابت فى ارض المحبة الخالصة وفرعها فى السماء ويرفع اليكم دعوات لايزال تزداد ابد الاباد فى القبول والنماء وبعد فانى احمد الله على ما كسانى من سرابيل الصحة وقمص العافية واطعمنى اقوات الامن والرفاهية وانها نعمة عظيمة ومنحة جسيمة كما قيل ؎

وما العيش الا فى الخمول مع الغنى وعافية تغدو بها وتروح

سيدات قرة العين عائشة سلمها الله تعالى كانت ذات علة نتفضل الله تعالى بانه لتراكثرها وهو المرجو لانه التزعذرها وقانا الله تعالى هول المطلع وصرف عنا وعنكم سوء المضطجع واحسن الينا واليكم فى المرجع الاحصر انابات نعمك ولا تجعلنا حصائد نقمك امين امين امين وان من نفحات رحمة الله فى هذه الا

Marfat.com

ما انباشرنا بہ بتباشر اھل الحرمین بلین الاسعار وتحاوثنا بہ تحادث البدو بتتابع الامطار وھو الخبر السار الذی کتب فی الالواح وامتزج بالارواح وعد فی جملۃ انتشار العظام وجری فی العروق وسری فی العظام تعاغل حیث لم تبلغ شراب لاحزن ولم تبلغ شراب ولاحزن ولم یبلغ سرور فقلنا متوجھین الی ورودھا ما کانت تقولہ اوائل العرب.
عنۃ التھانی بمولودھا یبارک اللہ فی الحیات یداحتی نری بخلک ھذا جبا موراحدۃ مروی تقدی مثل ما تقدی کانہ انت اذ اتمہ سمانا دمحمودۃ وقداھنا کم اللہ تعالی مولدہ وقرنہ بالخیر ورودہ واطال عمرہ واسعدہ وجعلہ مقرب جناب الالہ وربّاہ فی ظلال اھل اللہ آمین الزیادۃ توجب السامۃ والسلام والاکرام ہ

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ایک اور خط اپنے عم بزرگوار کی جانب :-	شاہ صاحب کا ایک اور خط شیخ اہل اسر کی طرف

الی المجلس المحفوف بالمکارم والمعالی اعنی برسیدنا وسندنا ومعتمدنا ومکان الصدر فی جسدنا وذخیرنا یومنا وغدنا سیدنا العم سلمہ اللہ تعالی ظلالہ عن الافول واحلہ محل القبول آمین -

بعد رسم السلام والاکرام — فیقول الفقیر ذو الآثام
ان ھذا الفقیر محفوظ — عن شرور النہ مانع الاسقام
یسئل اللہ بعد کل صلاۃ — ان یعافیہ فائض الانعام
ویعافی جمیع رفقۃ الارحام — من ذکور ونسوۃ وغلام

Marfat.com

ثم ان البلاد فاسدة | عن ايادي الغشوم والظلام
غير خاف عليك ما صنعت | قوم سكم كانت التوشام
خفضوا كل قرية ومدنوا | يفتحون الحصون والاطام
ضيعوا امةً من الارواح | قتلوا امةً من الاجسام
نهبوا اعدةً من الاموال | اوثقوا عدةً من الايتام
وسقوا كل من تعرضهم | من نام الانام كاس الحمام
ذهلت كل مرضع عما | ارضعته وكل ذات فطام
ان هذي الامور مزجرة | فيه فلتعتبر اولي الاحلام
كيفما سلط الشرار على الار | ض من حائك ومن حجام
والى الله نشتكي منهم | انه ذو الجلال والاكرام
هذه حالهم من الرفعة | كل يوم تزيد في الاقدام
وحنى المسلمين غير حنفي | قد سرى فيهم لحول عظام
معهذا فليس عندهم | همة يرتقي ذرى الاعزام
فاذا جاء عندهم تنزع | امروا ان تجهزوا بخيام
ثم لما تمالئوا اجمعا | يستشيرون رأي كل حرام
لم يقيموا على مقررة | ثم يستقسمون بالازلام
لم يريثوا ابتداء كالعدو | بل يريدون سد باب ملام
دابهم ذاك لم يروا عرفا | قط في دهرهم لطيف منام
ان شكاهم اليهم احد | دفعوا لومه بزور كلام

Marfat.com

والنصارى من الفرنج اتوا — عرفوا بالوفاء دعى ذمام
ياخذون الخراج منتصفا — بسم من وسموا باسم امام
ويريدون اقتطاع الملك — من ذوى الارض صاحبي الاقدام
ويريدون افتلاد المال — من ذوى المال اولى الانعام
خرجت حزبهم من الافكار — خفيت صنعهم عن الاوهام
فتعدى الامر عن حد داب — وتعدى عن المقام كلام
ليس عند الاديب معتبرا — من سهى عن محافظات مقام
لم يصل من جنابكم خط — ومضت مدة من الايام
واشتياقي بقرب حضرتكم — شرحها لا يتم بالاقلام
ساعة الهجر عند ذى الاشواق — قد تفوق السنين والاعوام
لكن المسئول من جنابكم — ان تواسوا ليس اليكم هام
وصلوا ربتا الوداد بما — فيه طيب وفيه برد اوام
سلم الله ذاتكم ابدا — ما افاد الضياء بدر وهمام
لقد اوجزت خيفة الابرام — وضممت السلام بالاكرام

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ریویو کتاب مناقب حیدریہ مصنفہ شیخ احمد بن محمد الصاری الیمنی الشروانی[1] پر۔

---

[1] شیخ احمد بن محمد بن علی بن ابراہیم الصاری یمنی شروانی بہت بڑا عالم و سیاح تھا اکثر عمر سفر میں بسر کی اور حجاز و یمن کا دورہ کرتا ہوا ہندوستان میں آیا اور اس ملک کے بہت سے شہروں میں پھرا چند تالیفات رسائل چھپ کر شائع و مشہور ہوئے جو ہندوستان کے مدارس میں داخل

رایت و ریقات تدل تبشرها — علی فضل تحریر الیه لیسند
و محدث حد فی ذلک الدهر حیدر — سمی امیر المومنین المؤید
ولا غرو ان فاه الکرام بمدحه — اذا الفضل محمود و منشیه احمد
له قدم فی النثر عالی وان ابدا — علیه براهین الرامة تشهد
وفی نظمه لطف وحسن سلامة — یدل لدیه کل نظم و یسجد
فدام علی مر الدهور علاوه — یزید علی الاکیاس طرا ویزید

دہلی کے وصف میں آپ کے چند ابیات

یا من یسائل علی دهلی و رفعتها — علی البلاد وما حازته من شرف
ان البلاد آباد و هی سیدة — وانها درة و لکل کالصدف
فاقت بلاد الوری عزا و منقبة — غیر الحجاز و غیر القدس والنجف
سکانها جبال الارض قاطبة — خلقا و خلقا بلا عجب ولا صلف
بها مدارس لو طاف البصیر بها — لم تنفتح عینه الا علی الصحف
کم مسجد زخرفت فیها منارته — لو قابلته شموس الضحی تنکسف
ولا غرو ان زینت الدنیا بزینتها — کم من اب قد علا بابن ری شرف

(غزل عربی)

هیج الاشواق للشیب اللبیب — ذکر هند ذات الحسن الغریب
من تمادت فی حجاب البعد عن — مستهام شفه الوجد المذیب
فاذکری یا هند صبا دمعه — منذ خفرت العهد یا عینی صبیب
یحوک السفاک ابکی مقلتی — والجفا اضعف من یلجو بحبیب
کیف ارضنک الذی ارضنی لحدی — ان هذا هنک یا روحی عجیب

Marfat.com

دما ہجون جری من تحتہا النحل   انہا ہخلد جرت فی اسفل الغرب

معزز ناظرین! جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے خطوط و رقعات میں سے جس قدر رقعات مجھے نقل کرنے تھے۔ لکھ چکا۔ اگرچہ اسوقت آپ کے خطوط کے بہت سے مسودات میرے زیر نظر ہیں۔ لیکن میں نے حیات ولی کے طول پکڑ جانے کے خوف سے چند رقعات کا انتخاب کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ہے، جن سے شاہ صاحب کی جودت طبع اور علمی تبحر او استعداد کا حال آپ پر بہت کچھ واضح ہو سکتا ہے اور صرف اسی سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب کا تبحر اور ادب اور فضل و کمال کس پایہ کا تھا اور آپ کی علمی استعداد کس عروج پر پہنچ گئی تھی۔

شاہ صاحب کی اولاد | جناب شاہ صاحب کے ہاں بجز تین عصمت مآب اور با عفت صاحبزادیوں کے اولاد ذکور نہیں ہوئی، اور وہ بھی بڑی اور صاحب اولاد ہو کر آپ کی حیات ہی میں رحلت کر گئیں سب سے بڑی صاحبزادی جناب مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب کے بڑے فرزند مولوی عیسٰے صاحب کے عقد نکاح میں تھیں جو ایک فاضل اور نہایت بالیاقت آدمی تھے دوسری صاحبزادی شیخ محمد افضل صاحب سے بیاہی گئی تھیں جن سے جناب مولٰنا اسحاق صاحب مہاجر اور جناب مولوی محمد یعقوب صاحب پیدا ہوئے

لـہ مولٰنا محمد اسحٰق صاحب مہاجر شیخ محمد افضل کے فرزند اور جناب مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسہ ہیں آپنے علم حدیث شاہ صاحب سے حاصل کیا اور کامل بیس برس تک یہ شریف فن آپکے حضور میں بیٹھکر جدید الفکر طلبہ کو پڑھایا۔ آپ سنت نبوی کے پورے فوٹو بقیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

حاشیہ بقیہ :۔ تھے اور کوئی کام خلاف سنت ظہور میں آتا تھا۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے صورت سیرت نزول خطا کی تھیں لہذا آپ کی صورت سے آثار نجابت عیاں ہوتے تھے اور دیکھنے والے کو یقین ہوتا تھا کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنہوں نے پایا ہوگا ان کی یہی صورت و سیرت ہوگی جب جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے سفر آخرت قبول کیا تو لوگوں نے آپکا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین کیا اور تمام معتقدین کی رجوع آپ کی طرف ہوئی نہ خدا جوئی بنا بر فخرہ ماثر کے قایل ہے جو شاہ صاحب میں موجود تھی آپنے باوجود اس شوکت و حشمت اور جاہ جلال کے سب کچھ چھوڑ کر صرف خدا جوئی میں حجاز کا مبارک سفر کیا اور معہ قبائل و عشائر وہاں پہنچکر فرض منصبی ادا کیا حج سے فارغ ہو کر ہندوستان کیطرف مراجعت کی اور ایک عرصہ تک مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اس کے بعد چونکہ شعائر اسلام میں دن بدن ضعف اور کفر و بدعات کی رسوم میں ترقی ہوتی جاتی تھی، اس لئے آپنے ہجرت کی نیت مصمم کر کے اور تمام قبائل کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے اگرچہ تمام شہر کے باشندے اور نیز سلطان وقت بساجت تمام مانع آئے مگر چونکہ آپ پر شوق حرم محترم غالب تھا، لہذا آپ ممتنع ہوئے اور مکہ معظمہ میں جا کر توطن اختیار کیا اور چھ سال کے بعد ۱۲٦۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

۵۲۔ مولوی محمد یعقوب صاحب شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر کے چھوٹے بھائی ہیں علم و فضل میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور خلق جمیل صفات جزیل قناعت و استغنا میں آپکی مثال ہزار تلاش کے بعد بھی نہیں ملتی تھی اکثر لوگ آپکے پاس ہدایا اور تحفے لیکر حاضر ہوتے تھے لیکن آپ کسی چیز کو نگاہ قبول سے نہ دیکھتے تھے بلکہ جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے تھے اسی میں قوت بسری کرتے تھے آپ نے بھی اپنے برادر عزیز کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ میں توطن اختیار کیا اور انجام کار وہیں رحلت فرمائی ۱۲ ۱۲ ۱۲

Marfat.com

مولنا اسحاق صاحب کی تاریخ ولادت ۶ ذیحجہ ۱۱۹۷ھ ہجری اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی ۸ ذیحجہ ۱۲۰۰ھ ہجری ثابت ہوئی ہے۔ شاہ صاحب کی تیسری صاحبزادی مولوی عبدالحی صاحب کے عقد نکاح میں تھیں جو ایک فاضل اجل اور نہایت شریف و خلیق شخص تھے اور جو جناب سید احمد صاحب کی معیت میں چند سال تک کوہستان اور اس کے اطراف میں رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا۔

تصانیف | مولنا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیفات جو خاص خاص موقعوں پر نہایت ضرورت کیوقت لکھی گئی ہیں آپ کی بے نظیر یادگاریں ہیں۔ آج جن کتابوں کی عام شہرت دنیا جمنا سے فرات تک اور ہندوستان سے کوہ ہمالیہ تک نہایت مقبولیت کیساتھ پھیلی ہوئی ہے اور جو بے انتہا توقیر و عظمت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں وہ آپ ہی کی مصنفات ہیں شاہ صاحب کی تصانیف کا مفصل ذکر شرح طور پر میں نے حیات عزیزی میں کیا ہے جو میری پہلی تصنیف ہے اور جس کی قدر پبلک نے میری امید سے بہت زیادہ کی ہے میں اس تمام بیان کو یہاں ذکر کر کے حیات ولی کو طول دینا نہیں چاہتا ناظرین وہاں اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں لیکن چونکہ میں اس تذکرہ کو شاہ صاحب کی تصنیفات سے خالی چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے آپ کی تمام مصنفات کا ایک اجمالی نقشہ پیش کرتا ہوں جس سے ناظرین کو آپ کی تصانیف کا سرسری فوٹو معلوم ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

شاہ صاحب کی تصانیف کا نقشہ

نمبر شمار	نام کتاب	کس زبان میں	کس فن کے متعلق	مختصر کیفیت
۱	تفسیر فتح العزیز	فارسی میں	متعلق قرآن مجید	اس قابل قدر اور بے مثال تفسیر کی دو جلدیں ہیں پہلی جلد میں سورہ فاتحہ سے لیکر پارہ سیقول کے ربع تک سوا پارے کی تفسیر ہے اور دوسری میں اخیر کے دو پاروں کی یہ تفسیر ایک ایسے نرالے ڈھنگ میں لکھی گئی ہے جس کی نظیر سے تمام متقدمین متاخرین کے حلقے خالی ہیں اس میں تمام علوم و فنون کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور ہر علم کا کافی نمونہ دکھایا گیا ہے جس سے مؤلف کی شان علم اور علمی تبحر بہت کچھ ثابت ہوتا ہے
۲	تحفۂ اثنا عشریہ	فارسی میں	متعلق مناظرہ	یہ کتاب اہل التشیع کے بطلان عقاید میں ایسی متانت و تہذیب اور شائستگی کیساتھ مدلل لکھی گئی ہے جس کا جواب آجتک علمائے شیعہ سے بن نہیں پڑا۔ انصاف پسند طبیعتیں خوب جانتی ہیں کہ یہ لاجواب کتاب

Marfat.com

کس پایہ کی ہے اور مصنف نے کن کن آبدار
جواہر سے اسے آراستہ کیا ہے یہ کتاب
شاہ صاحب نے اسوقت تصنیف کی جبکہ
دہلی میں شیعوں نے ایک بہت بڑا اودھم مچا
رکھا تھا اور یہ طبقہ مختلف خیالات
وعقاید کا بازیگاہ بنا ہوا تھا متعصب شیعہ
حشرات الارض کی طرح چاروں طرف
پھیلے ہوئے تھے اور ہر طرف طوفان
بےتمیزی کا اندھا دھند جھکڑ چل رہا تھا
ایسے فتنہ زا اور پرآشوب زمانے میں جناب
شاہ صاحب نے ایک ایسی پرمعنی کتاب
کا تصنیف کرنا ضروری سمجھا جس سے
ہزارہا بندگان خدا کے شکوک مٹ
گئے اور وہ پکے مسلمان بن گئے

۳	بستان المحدثین	فارسی میں	فن تاریخ میں	یہ لاجواب کتاب بھی اپنے فن میں بے نظیر ہے جسمیں تمام کتب حدیث اور ان کے مصنفین و مؤلفین کے تاریخی حالات بنہایت بسط و شرح کیسا تھ لکھے ہیں اس کتاب کا طرز بیان قابل دید

Marfat.com

				اور مصنف کی علمی تحقیقات اور تاریخ دانی لائق تعریف ہے بارہویں صدی کے بعد جو کتابیں سلف کی یادگار ہیں لکھی گئی ہیں وہ سب اسی سے اخذ کی گئی ہیں
۴	نام کتاب شرح میزان المنطق	عربی میں	منطق میں	یہ ایک نہایت مختصر رسالہ میزان المنطق کی شرح ہے جو ہنوز قالب طبع میں ڈھالا نہیں گیا۔ عاجز مؤلف نے ایک قومی کتبخانہ میں اس کی زیارت کی ہے۔ حقیقت میں نہایت ہی عجیب غریب کتاب ہے منطق کے ابتدائی مسائل اور اصطلاحات کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ قابل اظہار نہیں رسالہ مذکورہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو علم منطق میں بہت ہی کمال حاصل تھا اور اس نے اس فن کو عروج کمال پر پہنچا دیا ہے،
۵	حواشی بدیع المیزان	ایضاً	ایضاً	یہ حواشی بھی ابھی تک چھپے نہیں۔ بلکہ ایک قلمی نسخے پر لکھے ہوئے ہیں ان حواشی میں شاہ صاحب نے بدیع المیزان کے مطالب کو اس درجہ حل کیا ہے

Marfat.com

				کہ ادنےٰ درجے کا طالب علم بغیر استاد کی مدد کے مسائل منطقیہ سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور جو اشکال اس راہ میں پیش آتے ہیں سب اس کے آگے پانی ہو جاتے ہیں میں نے بدیع المیزان کی اور بھی چند شروح کا مطالعہ کیا ہے لیکن جو خوبی اسمیں پاتا ہوں کسی دوسری شرح میں نہیں پاتا
۶	حواشی شرح عقائد	ایضاً	متعلقہ عقاید	شرح عقاید کے اگرچہ بہت سے حواشی اور تراجم میری نظر سے گزرے ہیں لیکن یہ حواشی اپنی طرز میں بالکل نرالے اور انوکھے ہیں شاہ صاحب نے ان میں وہ طرز بیان اختیار کیا ہے جس سے شرح عقائد کے مشکل اور لاینحل مسائل بالکل پانی ہو گئے ہیں یہ حواشی میں نے اپنے ایک دوست پاس کہنہ مسودات میں دیکھے ہیں۔
۷	تحریر الاقتباس فی تفضیل الخلفاء	ایضاً	متعلق تاریخ	یہ ایک نہایت ہی لاجواب کتاب ہے جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں بڑی تحقیق سے لکھی گئی ہیں خلفائے اربعہ کی سوانحعمریاں اور ان کے تاریخی حالات جس قدر اب تک لکھے گئے ہیں غالباً اسی کتاب

Marfat.com

				اقتباس کئے گئے ہیں افسوس کہ میں نے اول سے آخر تک اس کتاب کا بنظر غور مطالعہ نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ اسکی پوری کیفیت بیان نہیں کر سکتا البتہ سرسری اور اجمالی نظر ڈالنے سے اتنا ضرور ثابت ہوا ہے اس کتاب میں احادیث کا بہت کچھ تتبع کیا گیا ہے اور خلفاء اربعہ کے تاریخی واقعات حتی الامکان احادیث مشہورہ اور متواترہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔
۸	عجالہ نافعہ	فارسی میں	متعلق اصول	یہ بھی ایک نہایت مختصر رسالہ ہے جو اصول حدیث کے متعلق لکھا گیا ہے اسمیں شاہ صاحب نے مصطلحات حدیث اور اس کے اقسام و مراتب نہایت اختصار کے ساتھ بیان کئے ہیں۔
۹	سر الشہادتین	عربی میں	متعلق تاریخ	شاہ صاحب نے اس رسالہ میں امامین ہمام حضرات حسنین کی شہادت کے درد انگیز اور پرملال واقعات کی ہو بہو تصویر کھینچی ہے اگرچہ کربلا کے پردرد

Marfat.com

اور لوگوں نے بھی جمع کئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر پر تو اس قدر رنگ آمیزی اور مبالغہ کا پوڈر پھیر اگیا ہے جس نے اصلی واقعات کی چمک کو بھی مٹا دیا اور بعض پر ان مصنوعی روایات کا روغن چڑھایا گیا ہے جو مبصرین کے نزدیک فضول تصوف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے شاہ صاحب نے اس کتاب میں وہ صحیح اور معتبر واقعات لکھکر جو بالکل مسلم الثبوت اور مستند حدیثوں سے ثابت ہوتے ہیں دونوں فریقوں کے ہوکے کو کھولدیا اور صاف طور پر بتادیا کہ امامین ہمامین کے اصلی واقعات یہ ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ اور بہت سے رسالے شاہ صاحب کی تصنیف سے ہیں جو مختلف فنون میں زمانہ کی ضرورتیں رفع کرنے کی غرض سے لکھے گئے ہیں اور جو ہنوز چھپ کر شائع نہیں ہوئے بلکہ آپ کے قلمی مسودات میں موجود ہیں۔ چونکہ کتابوں کے عنوان سے ان کے ناموں کا سراغ نہیں چلا۔ اس لئے میں اُنہیں داخل نقشہ نہیں کرسکا۔ نظم میں ایک عربی دیوان بھی آپ کی تالیف سے ہے جو دہلی میں بعض لوگوں کے پاس موجود ہے اور جس سے شاہ صاحب کی جودت طبع اور تیزی ذہن اور فصاحت و بلاغت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے اس میں آپ نے وہ وہ معرکہ کے مضامین نہایت مختصر اور سادے لفظوں میں ادا کئے ہیں جن کے

Marfat.com

دیکھنے سے سخت تعجب آتا ہے، الغرض جو کتابیں مولٰنا موصوف نے حسب ضرورت لکھی ہیں نہ آپ کی زمین میں محسوس یادگاریں ہیں جنکی چمک اس وقت شرق سے غرب تک بڑی تابانی کے ساتھ پڑ رہی ہے اور انشاءاللہ قیامت تک پڑے گی۔

چونکہ شاہ صاحب کے تمام واقعات نہایت بسط و شرح کیساتھ حیات عزیزی میں لکھ چکا ہوں اس لئے صرف آپکے انتقال کا حال لکھکر اس عنوان کو ختم کرتا ہوں ناظرین سوانح آپکے باقی حالات حیات عزیزی میں پڑھ سکتے ہیں۔

(شاہ صاحب نے ۷ شوال روز یکشنبہ بوقت صبح ۱۲۳۹ھ ہجری میں سفر آخرت قبول کیا بعض موزون طبیعتوں نے چند قطعہ آپ کی تاریخ وفات میں موزون کئے ہیں جنمیں سے تین قطعہ انتخاب کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

قطعہ اوّل

قطعہ تاریخ از جناب مولٰنا شاہ رؤف احمد صاحب نقشبندی

شاہ عبدالعزیز فخر جہان — عالم علم آیت قرآن
صبح یکشنبہ ہفتمین شوال — از بدن گشتہ روح او پران
سن ہجری چو جستم از ہاتف — گفت اے نکتہ سنج قاعدہ دان
سال فوتش ز مہر عید پیداست — از احد تا الوف زین عنوان
خواہی از مہر عید تاریخش — اولاً چار چند کن پس از ان
یک بیفزا و ضرب کن در دہ — پس بکن طرح بست بست ایمان
در صد و بست چار یا سے را — ضرب فرما تو اے فہیم زمان

Marfat.com

پس بنقصان در عدد دریاب — فوت آن مفخر زمین و زمان

قطعہ تاریخ از جناب حکیم مومن خان صاحب دہلوی

انتخاب نسخۂ دین مولوی عبد العزیز — بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے — آگیا تھا کیا کہیں ہر دو دل کے ایماں میں خلل
بے ستم اے چرخ تو کس کو یہاں سے لیگیا — کیا کیا یہ ظلم تو نے بے کسوں پہ اے اجل
جب اٹھائی نعش اک عالم تہ و بالا ہوا — لوٹتا تھا خاک پہ ہر قد سپنے گردوں محل
کیا کسی نا کس پہ تھا رونا کیا جو وقت دفن — ڈالتا تھا خاک سر پہ ہر عزیز و مبتذل
مجلس دردآفرین تعزیت میں میں بھی تھا — جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آکر بے بدل
دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے — فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

قطعۂ سوم

حجت اللہ ناطق و گویا — شاہ عبد العزیز فخر زمن
روز شنبہ و ہفتم شوال — در میان بہشت ساخت وطن
مہر نصف النہار در عرفان — مثل بدر منیر در ہمہ فن
از سر لطف و حلم تاریخش — رضی اللہ عنہ گفت حسن

شاہ صاحب کا مرض وفات — شاہ صاحب کے مرض موت کی کیفیت مختصراً یہ ہے کہ ابتداءً آپ کو خفیف سی تبخیر ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ اچھی تپ ہو گئی اور وقتاً فوقتاً اسمیں اشتداد بڑھتا گیا۔ اگرچہ مرض میں آناً فاناً زیادتی ہوتی جاتی اور کرب و بے چینی بڑھتی جاتی تھی لیکن پھر بھی آپ کے ہوش و حواس میں کسی طرح کا فرق نہ

آیا تھا۔ کریٹ بچپنی کے زمانہ میں معمولی اوظائف و اوراد میں قدرے فرق ضرور آگیا تھا۔ مگر فرائض و سنن اسی اہتمام و سرگرمی سے ادا کیے جاتے تھے۔ جیسا کہ صحت کیوقت۔ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت رہنمائی کا خیال ہر وقت پیش نظر تھا۔ چنانچہ اشتداد مرض کے زمانہ میں جب آپکے وعظ کا دن آیا تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو اور دو آدمی میرے مونڈھے پکڑے رہو۔ لیکن جب بیان کرنا شروع کروں تو دونوں شخص مجھے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں۔ چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور آپ نہایت اطمینان سے وعظ فرماتے رہے گو لب لہجہ سے ناتوانی اور کمزوری کے آثار نمایاں تھے لیکن استقلال ویسا ہی اپنا رنگ جمائے ہوئے تھا وعظ ختم کرنے کے بعد آپنے خدائے ذوالجلال کے دربار میں ہاتھ اٹھائے اور اپنے اور نیز تمام مسلمانوں کیلئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کی زاں بعد آیۃ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل زبان فیض ترجمان پر جاری ہوئی اور عزیز واقارب کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ میری ملکیت میں جس قدر نقد و اسباب ہے سب ایک جگہ جمع کر دو۔ اس ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور گھر والوں نے آپکا سارا اسباب اور نقد و جنس جس قدر تھا ایک جگہ جمع کر دیا آپ نے آیۂ مذکور کی منشا کے مطابق تمام جائز وارثوں کے حصے علیحدہ کر دیئے اور جو شخص جس قدر شرعی استحقاق رکھتا تھا آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے تقسیم کر دیا اس کے بعد آپ نے غزلی فارسی کے چند اشعار جو معرفت الٰہی کے رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے ایک ایسے دردناک لہجہ میں ادا کیے جس سے سننے والوں کے جسم میں

Marfat.com

سنسنی سی پیدا ہو گئی اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے،

اس کے بعد آپ نے حاضرین کو وصیت کی کہ میری تجہیز و تکفین میں زیادہ اہتمام نہ کیا جائے۔ بلکہ جس قسم کے کپڑے حالت زندگی میں میری تن پوشی کیا کرتے تھے ان ہی سے مجھے کفنایا جائے البتہ غسل کیوقت اسباب کی خرید احتیاط کرنا چاہئیے کہ ارکان غسل میں سے کوئی رکن ترک نہ ہو تجہیز و تکفین کے بعد جب جنازہ تیار ہو تو نہایت آہستگی و وقار کیساتھ لے چلیں اور شہر کے باہر صحرا میں نماز جنازہ ادا کریں۔ سلطان وقت کو میرے جنازے کی شمولیت اور شرکت نماز میں مدعو نہ کیا جائے۔ ازاں بعد آپ ذکر و اذکار میں مشغول ہوئے اسی حالت میں آپ کی روح جسم عنصر سے پرواز کر گئی، جس وقت روح نے جسم سے مفارقت کی ہے یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین۔ روح کے بدن سے مفارقت کرتے ہی گھر والوں سے کلمۂ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کا نعرہ بلند ہوا۔ صد آفرین آپ کے متعلقین پر جنہوں نے ایسے نازک اور مصیبت کیوقت میں انتہا درجہ کے ضبط و استقلال سے کام لیا۔ اور ثابت قدمی کے عمدہ نمونے دکھائے اگرچہ پرنم آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہ رہی تھیں سینے اندوہ و رنج سے لبریز تھے۔ بدن تھر تھر کانپ رہے تھے، لیکن زبانیں شکر الٰہی کے ساتھ رطب اللسان تھیں،

شاہ صاحب کے انتقال کے بعد گھر والوں نے آپ کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کی۔ چونکہ آپ حالت زندگی میں ہمیشہ موٹی دہوتر کا کرتہ گاڑھے کا

Marfat.com

پاجامہ یا تہبند زیب بدن فرمایا کرتے تھے، لہذا آپ کی تکفین اسی قسم کے کپڑوں سے کی گئی جب کفنا کر فارغ ہوئے تو شہر سے باہر نکل کر نماز جنازہ ادا کی۔ لوگ جوق جوق آتے اور نماز جنازہ پڑھتے۔ کہتے ہیں کہ پچپن مرتبہ آپ کے جنازے کی نماز پڑھی گئی،

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

یہ بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے سعادتمند فرزند ہیں عمر میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے چھوٹے اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب سے بڑے ہیں آپ نے تمام علوم بالخصوص علم حدیث و تفسیر کی سند اپنے والد بزرگوار حضرت عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب سے حاصل کی۔ علوم دینیہ اور فنون عقلیہ میں مجتہدانہ کمال رکھتے تھے اور ادب شاعری میں مرجع ارباب استعداد تھے چونکہ آخری عمر میں جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو کبرسنی اور ضعف مزاجی نے نہایت کمزور کر دیا تھا اور کثرت امراض کی وجہ سے آپ تعلیم و تدریس طلبہ کا دماغ نہ رکھتے تھے۔ لہذا اس وقت تدریس کا سلسلہ آپ ہی کی مقدس ذات کیساتھ وابستہ تھا۔ نامی گرامی اور مشہور شہر سے جو نامور فضلا اور زبردست علما یہاں آکر آپ کی قدمبوسی حاصل کرتے باوجود وہ دنیا کے نامور و مشہور اہل کمال سے منشور یکتائی اور فضل و کمال کی سند حاصل کر چکے تھے لیکن پھر بھی آپ کے فضل و کمال کی شان اور علمی تجر دیکھ کر سب رہ جاتے اور آپ کی خدمت میں اپنے تئیں طفل ابجد خوان اور مبتدی

Marfat.com

محض سمجھ کر ابتداء سے انتہا تک سبقاً سبقاً تمام علوم کی تحصیل پر از سر نو کمربستہ ہوتے اور سرگرم طبیعتوں میں آپ سے تحصیل علوم کا جوش پیدا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ دیار ہندوستان کے تمام نامی اور مشہور فضلا آپ ہی کے مستفیضون اور خوشہ چینوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

شاہ صاحب کی سلامت ذہنی

آپ کو ہر فن کے ساتھ ایک خاص قسم کی مناسبت تھی اور خدا نے وہ حافظہ و ذہن عطا کیا تھا کہ وقت واحد میں متعدد علوم اور مختلف فنون کا درس فرمایا کرتے تھے جب ایک فن کی درس سے دوسرے فن کی طرف متوجہ ہوتے تو حضار مجلس کو معلوم ہوتا کہ اسی فن میں جامہ یکتائی آپ کے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے غرضکہ آپ کا علم و فضل اور تبحر ہر طرح قابل تعریف ہے اور متانت و سنجیدگی۔ راست بازی۔ انصاف۔ شائستگی خوش خلقی عاجزی و انکساری، حلم و بردباری اور بھی زیادہ لائق توصیف ہے،

شاہ صاحب کا باطنی فیض

باوجود ان کمالات ظاہرہ کے آپ کے فیض باطن کے افاضہ کا یہ حال تھا کہ اگر جنید بغدادی اور حسن بصری بھی آپ کے مبارک زمانہ میں ہوتے تو آپ کے پاک ورپر جوش ولولے دیکھکر غش غش کر جاتے پھر ان تمام باتوں کے علاوہ سخاوکرم آپ کی ذات اقدس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ رحم بھی حد سے زیادہ تھا تواضع پرلے درجہ کی تھی، غرضیکہ جو باتیں ایک معزز و باکرامت ولی میں ہونی چاہئیں وہ سب آپ میں جمع تھیں۔ جب ہم آپ کے تفصیلی واقعات پر اجمالی نظر ڈالتے ہیں تو آپ کے اوصاف لکھنے سے زبان وقلم دونوں کو عاجز پاتے ہیں آپکے زمانہ طالب العلمی کے وہ

Marfat.com

واقعات ہماری پیش نظر ہیں جن سے آپ کی بے لوث توکل اور پاک استقلال کی ایک بہت بڑی نظیر قائم ہوسکتی ہے اگر اختصار ہیں قدم بقدم مانع نہ ہوتا تو ہم مولنٰنا موصوف کی پوری لائف لکھکر بتا دیتے کہ آپ کس پایہ اور مرتبہ کے آدمی تھے گو آپ بظاہر بشریت کے جامہ سے آراستہ تھے، لیکن حقیقت میں فرشتہ خصلت تھے،

شاہ صاحب کے اس مشہور فاضل نے اپنے تمام اوقات دنیادی کاروبار اور ضبط اوقات عبادات اور طلبہ کی درس و تدریس میں تقسیم کر رکھے تھے طلبہ کی تدریس نے اگرچہ آپ کی تصنیف و تالیف کے لئے بہت ہی کم وقت باقی چھوڑا تھا۔ مگر پھر بھی آپنے اکثر مفید کتابیں تصنیف کیں جو اس وقت تک ان کی بے نظیر یادگار ہیں۔ قرآن مجید کا لفظی ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے۔ جو دریائے جمنا سے لیکر فرات تک نہایت مقبولیت کیساتھ پھیلا ہوا ہے اور جس سے عامہ خلائق مستفیض ہو رہی ہے آپنے عربی زبان میں بہت سے پرمعنی اور دلچسپ مضامین نظم و نثر کے پیرائے میں عجیب شان و شوکت کیساتھ لکھے ہیں۔ ہیں ان میں سے یہاں صرف ایک قصیدہ اور ایک خمسہ منتخب کر کے نمونہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جنسے آپ کی عربیت اور ادب کی شان اور علم و فضل کا پایہ بہت کچھ ثابت ہوتا ہے،

شیخ بو علی سینا جو چوتھی صدی میں ایک مشہور فاضل اور فن طبابت موجد گزرا ہے اس نے ایک نہایت پرزور قصیدہ اس بارے میں لکھا تھا نفس کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ فاضل اجل جناب مولنٰنا شاہ

ولی اللہ صاحب نے اس کا ایک متین اور سنجیدہ جواب نظم کے پیرائے میں دیا تھا۔ جسے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے مخمس کیا۔ چنانچہ میں اس خمسہ کو بعینہ درج کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

نفس کی حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب کا قصیدہ اور اس پر شاہ رفیع الدین صاحب کی تخمیس

سال الحکیم عن النفوس الرضع وتعت نظا رت لم تفز بالمطمع
فاجبت اکشف سرها عن منبع هبط الوجود من المحل الارفع
مستد رجا یتجنس وتنوع

قد حل فی اطلاق غیب هویة عن وصمه التقیید فی انیة
حتی انثنی من نسبه علمیة لزمت حقائق اولا لحقیقة
تضوی کمال الزوج عند الاربع

فهناک کل کان اسما سامیا عن کسوة التخلیط خلوا عاریا
لصنوف آثار التمثل حاویا ثم اکتست تلک الحقائق ثانیا
بحقائق الاعراض کالمتقنع۔

فی اللوح قد ظلت تظل بجبلة بما استکن بروزها فی وحدة
من کل معنی تقتضیه صورة ثم استقرت کلها بهویة
فیها تشخصت الشیون بمجمع

Marfat.com

اونت بها الناسوت حدًا حاصرًا ‌ ‌ ‌ وتجرالاثار فعلاً حاضرًا
ما قد حوته وافرًا او قاصرًا ‌ ‌ ‌ متكثرا تلك الحقائق ظاهرًا
متوحدا عند اللبيب الاورع

فيدبرامرًا واحدًا فی دوره ‌ ‌ ‌ بشهادة اوبرزخ اوغيبة
وقيام عين اوتلاحق هيئة ‌ ‌ ‌ والنفس عقد جامع لمشتة
والنفس باطن جثة المتجمع :

وكمالها الشخصی يوفی بتة ‌ ‌ ‌ دينًا وقبرًا محشرًا اوجنة
وترى له نوعا وصنفا وسعة ‌ ‌ ‌ أنظنها رتب الاقامة برهة
ثم استقرت بالديار البلقع

اوقاتها امرترصص اسّه ‌ ‌ ‌ اترى الحكيم البوسوغ يوسه
كلا فان الوهم نكس راسه ‌ ‌ ‌ الظن ان الشئ يكره نفسه
هيهات ذاك من المحال الاشبع

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے بیان میں

شاہ صاحب کا قصیدہ معراج کے بیان میں

يا احمد المختار يا زين الورى ‌ ‌ ‌ يا خاتم الرسل ما اعلا كا
يا كاشف الدعاء من مستنجد ‌ ‌ ‌ يا منجی فی الحشر ما والاكـ

Marfat.com

هل كان غيرك في الانام من ارتقى | فوق البراق وجاوز الافلاكا
واستمسك الروح الامين بركابه | في سيره واستخدم الاملاكا
عرضت لك الدنيا وداعي ملته | نسجت بحتك طامعين براكا
فرددتهم في خيبة عن قصدهم | الله صانك عنهم ووقاكا
واخترت من لبن وخمر فطرة | الاسلام بالهدى اليه هداكا
فعدت لك الرسل العظام ترقيا | فعلوت مغبوطا لهم مسراكا
وامتهم في القدس بعد تجاوز | منهم بامر الله او دلاكا
وبكى الكليم لما رآك علوية | وتاسفوا بحق فيهم ذاكا
وتزينت حور الجنان بشاشة | بك سيدي شوقا الى لقياكا
خلفت روح القدس عند السدرة | القصوى يخاف من الجلال ملاكا
اذ ماك ربك في منازل قربه | جلى لك الاكوان ثم حياكا
واتم نعمته عليك فلم تسل | ان توتر الاتقاق والاماكا
القى اليك كنوز اسرار سمت | عن حيطة الافهام اذ ناجاكا
وسالت فينا العفو منه شفاعة | فاجاب ربك قد وهبت مناكا
حتى اذا تم الدنو فسترت | منك الهوية في سنا مولاكا
فرايته جهرا بعيني نوره | ما كان الا الله في مجلاكا
فكساك نورا من اشعة ذاته | افناك عنك اذا به ابقاكا
فلك المناصب والسيادة في الورى | وخلافة الرحمن يا بشراكا
جعلت لك الاقدار والانوار | الجنات والنيران في صراكا

Marfat.com

اعطاك تصنيفا و تيسيرا الے | دین قویم محکم لقرا اکا
وسواه من نعم جام مالها | عد و حد یتنهی ادلاکا
نهجت مسرورا بها فی المحبة | وجمیع خلق الله قد هنا کا
اجریت دین الله بعد لفنوبه | ومحوت راس الجهل والاشراکا
فلقد اتیتك سیدی مستجدیا | من سیبك المدرار حسن الاکا
یا لیتنی قد فزت منك بنظرة | فی ید ثم جد نورا الا ملاکا

شاہ رفیع الدین صاحب کی اولاد | جناب مولنا شاہ رفیع الدین صاحب کے ہاں چار ہونہار اور بلند اقبال فرزند پیدا ہوئے۔ مولوی موسیٰ صاحب۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب۔ مولوی عیسیٰ صاحب۔ مولوی حسن جان صاحب۔ اگرچہ یہ حضرات علم و فضل میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور ہر ایک آسمان علم کا نہایت تابان آفتاب تھا۔ لیکن مولوی مخصوص اللہ صاحب ان سب میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مولوی مخصوص اللہ صاحب | مولوی مخصوص اللہ صاحب نے تمام علوم کی تحصیل اپنے عم بزرگوار جناب مولنا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کی خدمت میں کی اور چند روز میں اپنے ہمعصروں سے گوئے سبقت لے گئے، فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک زمانہ دراز تک تدریس طلبہ میں مصروف رہے اور علوم دینی فنون یقینی کے مشاغل میں اوقات گرامی شب روز خرچ کرتے رہے چونکہ بیس پچیس سال تک برابر مولنا صاحب کی خدمت میں قرأت کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی کرتے رہے اور آپ کی تقاریر گوش ہوش کا ذخیرہ فرماتے رہے اس لئے

آپ نے حدیث و تفسیر میں وہ کمال بہم پہنچایا تھا۔ کہ ان دونوں فنوں کے جو بیش قیمت اور انمول جواہر آپ کے خزانہ سینے میں تھے، وہ اور کہیں نہ پائے جاتے تھے،

علاوہ حدیث و تفسیر کے فقہ عقائد کلام اصول وغیرہ میں مجتہدانہ کمال رکھتے تھے اور ان علوم کو عروج کمال پر پہنچا دیا تھا۔ اور چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ تر عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا تھا۔ اس لئے آخر عمر میں سررشتہ تدریس ہاتھ سے دے کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے، آپ کے اوقات اس درجہ مجمع غ تھے کہ شاید سلف صالحین کے زمرہ میں اولیائے کرام کے اوقات ایسے ہوں گے اور چونکہ آپ کی ساری ہمت عبادت الٰہی اور تقوٰی شعاری میں مصروف تھی۔ لہذا نظم عربی اور انشاء پردازی کی طرف آپ کا میلان طبع نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا کوئی کلام باوجود تحقیقات کے مجھے دستیاب نہیں ہوا۔

جناب مولٰنا شاہ عبدالقادر صاحب

آپ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے فرزند رشید اور مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اس وحید العصر فرید الدہر کے علمی تبحر اور فطری جوہر کی خوبی کا اظہار کرنا بلامبالغہ ایسا ہے جیسا آفتاب کی تابانی و درخشانی کی تعریف اس کی جمکیلی شعاعوں اور

Marfat.com

تیز کرنوں کے ساتھ کرنا اور آپ کے فضل و کمال کی توصیف کا ذکر کرنا بالکل ایسا ہے جیسے آسمان کی مدح سرائی اس کی رفعت و بلندی کے ساتھ۔

شاہ عبدالقادر صاحب کے بچپن کا مسرت اندوز زمانہ اپنے ناز بردار اور مہربان والد کے سایۂ عاطفت میں بسر کیا اور تمام دینیات کی آپ ہی سے تحصیل کی، لیکن باطنی فیض کے حاصل کرنے کے لئے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر اکابر دین و اہل کمال کی خدمت میں بھی پہنچنے کا اتفاق ہوا۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل کمال کے زمرہ میں نہایت وقعت و عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے اور فضلا کے حلقے میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کی صف میں بدر کامل یا صبح کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں میں برقی قوت کا لیمپ آپ کی پولٹیکل قابلیت اور خداداد لیاقت کے آگے علمائے وقت کے علوم بالکل بے رونق اور کم رواج تھے، اور یہی وجہ تھی کہ علمائے زمانہ اور سلاطین وقت کی گردنیں ہمیشہ آپ کے سامنے جھکی رہتی تھیں مذہبی تقدس کے علاوہ دنیاوی اعزاز بھی آپ کو بہت کچھ حاصل تھا۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد جس قدر گورنمنٹ قلعہ نے آپ کی عزت افزائی کی بیان سے باہر ہے۔ قلعہ کے تمام شہزادے اور امراء ہمیشہ آپ کے سامنے گردنیں جھکائے کھڑے رہتے تھے، اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کو بہت بڑا ذریعہ فخر سمجھتے تھے، غرضکہ مذہبی تقدس اور دنیاوی اعزاز میں کوئی مرتبہ ایسا نہ تھا جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھا ہو۔

Marfat.com

شاہ صاحب کا مکاشفہ اور تفرس ایسا صحیح اور درست تھا۔ کہ اس زمانہ میں کسی اہل کمال کو میسر نہیں ہوا۔ اکثر معتبر اور ثقات اشخاص سے سنا گیا ہے کہ آپ نے جس امر کی بابت ذہن دوڑایا یا اس کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔ خدا کی شان کہ بے کم و کاست ویسا ہی ظہور میں آیا آپ کے زہد و اتقا اور متواضعانہ اخلاق اور فیاضانہ ہمت کی بے نظیر شہرت ہندوستان کی حدود سے نکل کر نجد و یمن تک پھیل گئی تھی، اور کرامات و روحانی جذبات کا چرچا ہر ادنے و اعلے کی زبان پر نہایت وقعت کیساتھ جاری تھا۔ اگرچہ آپ عام اخلاق اور فطری عجز و انکساری کیوجہ سے ہر ایک شخص سے خواہ وہ کسی مرتبے کا آدمی ہوتا۔ نہایت خندہ پیشانی اور خوش آیندہ مسکراہٹ کیساتھ گفتگو کرتے اور ہر شخص سے بقدر مراتب دلدہی اور تسلی آمیز لہجہ میں منکسرانہ تبسم کی باتیں کرتے۔

شاہ صاحب کا رعب و ہیبت!

قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں پر آپ کا وہ رعب چھایا ہوا تھا۔ جو کسی بڑے مقتدر و قہار بادشاہ کا اسکی رعیت پر چھا جاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ جب شہر کے معزز و اولوالعزم رؤسا، کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق پڑتا۔ تو مجلس مبارک میں نہایت سکوت و خاموشی کیساتھ گردنیں جھکائے بیٹھے رہتے ہرچند کہ ان کی ذاتی اغراض و مقاصد دلوں میں ایک نئی طرح کی گدگدی اٹھا کر آپ سے ہمکلام ہونے اور اظہار مطلب کرنے کی جسارت و جرأت دلاتے۔ مگر آپ کا زبردست اور پرسطوت رعب ان کے مونہوں پر خاموشی کی مہر لگا دیتا جس سے وہ لوگ بغیر آپ کی تحریک اجازت کے دم مارنے کی قدرت نہ پاتے اور اجازت دینے کے بعد بھی بجز ایک دو باتیں عرض کرنے

Marfat.com

کے زیادہ گفتگو کی مجال نہ ہوتی۔

مولٰنا موصوف کی حیرت انگیز اور عجیب غریب کرامات کی روایات اس کثرت سے ہیں، کہ اگر فی صدی پانچ کا بھی انتخاب کیا جائے۔ تو حیات ولی اسکی گنجائش نہیں رکھتی، لہذا التطویل کے خوف سے انہیں نظر انداز کیا جاتا۔ اور صرف اس ایک شعر پر اکتفا جاتا ہے، بیت

مردانِ خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

استغناء | مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدرتی طور پر مستغنی المزاج تھے اور آپکی طبیعت میں استغناء کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا، جس کا بدیہی نتیجہ یہ تھا کہ آپ ابتدا سے دم وفات تک دنیا کے فانی اور جلد مٹجانے والے ساز و سامان سے متنفر رہے اور دنیاوی تجملات آپ کے آگے سراب سے زیادہ وقعت و قدر نہیں رکھتے تھے آپ اہل دنیا اور ان کے تمام جھگڑوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے اپنی عمر کا پورا حصہ اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں بسر کر دیا۔ دنیا کی طمع کار زینت اور اس کے بیہودہ ساز و سامانوں کو کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اور شب و روز خداوندی اطاعت میں مصروف رہے غالباً ایک یہی وجہ ایسی تھی جس سے آپ کو تصنیفات کیطرف توجہ کرنے کی فرصت بہت کم ملی۔ قرآن مجید کے اردو ترجمے اور تفسیر موضح القرآن کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف مجھے دستیاب نہیں ہوئی لیکن بڑی خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ آپ کی یہی دونوں قابل قدر دینی خدمتیں ایسی مبارک اور نیک نتیجہ ہیں جن پر سے ہزارہا تصنیفات قربان کی جا سکتی ہیں

Marfat.com

قرآن مجید کا اردو ترجمہ

قرآن مجید کا سلیس و فصیحہ اردو ترجمہ جس خوش اسلوبی اور انوکھے پیرائے میں آپ نے کیا ہے، اظہر من الشمس ہے دیکھنے میں نہایت سہل و مختصر لیکن حقیقت میں دقیق و باریک مطالب سے لبریز. تلفظ میں نہایت آسان، مگر عمیق مضامین سے پر. چھوٹے چھوٹے مگر فصاحت و بلاغت میں ڈوبے ہوئے جملوں سے وہ حیرت انگیز مضامین کا سمندر ابل رہا ہے جو انسانی طاقت سے بالکل باہر نظر آتا ہے، قرآن مجید کے ادق اور غامض مسئلوں کو ایسے سہل اور آسان طریقے سے بیان کرنا جس سے عالم و جاہل دونوں یکساں متمتع ہو سکیں غیبی تائید نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم اس موقع پر اس قدر کہنے سے کبھی باز نہیں رہ سکتے کہ روز ازل سے جس شخص کی قسمت میں کلام الٰہی کے مترجم ہونے کا معزز لقب لکھا تھا۔ وہ جناب شیخ عبد الرحیم کے پوتے اور مولوی شاہ ولی اللہ صاحب کے نامور و بلند اقبال صاحبزادے شاہ عبد القادر صاحب ہیں ہمیں ذرا شک نہیں کہ خیاط ازل نے اس موزونیت طبع اور ذہانت و فراست کا جامہ اپنے نازک ہاتھوں سے قطع کر کے جناب مولٰنا شاہ عبد القادر صاحب ہی کے جسم مبارک پر آراستہ کیا تھا جو اس وقت آپ کے قد و قامت پر نہایت موزونیت کے ساتھ سج گیا۔

اس وقت اردو کے بہت سے مختلف اور متعدد ترجمے ہمارے پیش نظر ہیں جو خاص خاص مصلحتوں کی وجہ سے وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور اب بھی لکھے جا رہے ہیں اور جن کی نسبت بظاہر کوئی نہ کوئی خاص بات ایسی ضرور

Marfat.com

بیان کی جاتی ہے جو دیکھنے والوں کے رجھاتے اور ان کی طبیعتیں اپنی طرف مائل کرنے کا کافی سامان رکھتی ہے لیکن جب عمیق و بالغ نظر سے دیکھا جاتا ہے تو جو دلفریب خوبیاں شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے میں موجود ہیں۔ اور ہر گز کسی کو اب تک نصیب ہوئیں۔ نہ آئندہ ہو سکتیں ہیں آپ کے ترجمے میں ایک ایسا مقناطیسی جذب ہے جس کی طرف خود بخود دل کھنچا جاتا ہے اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ دوڑا جاتا ہے بعض ترجمے تفہیم عوام کے لئے بسط و شرح کیساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور جس اردو نے اس زمانہ میں نیا جنم لیا ہے۔ ہر ہر فقرہ اس پیرایہ کے قالب میں ڈھالا گیا ہے اور اس میں ذرا شک نہیں ایک مختصر بات کو صاف اور سلجھے ہوئے لفظوں کی مدد سے توضیح و تفصیل کے رنگ میں ڈبو کر بیان کرنا تفہیم عوام کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن مبصرین خوب جانتے ہیں کہ حقیقت میں قابل قدر وہی ترجمہ ہو سکتا ہے جس کے واقعی مطالب نہایت مختصر اور عام فہم لفظوں میں ادا کئے جائیں کیونکہ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ تطویل اخلال مطالب کا باعث ہوا کرتی ہے۔

میں ڈنکے کی چوٹ کہوں گا۔ اور ضرور کہوں گا کہ ٹھیٹھ اردو اور عام محاورات میں اس حسن و خوبی کے ساتھ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا صرف مولنا موصوف ہی کا حصہ تھا۔ جس طرح خدا کا مقدس و پاک کلام جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایک بڑا زبردست اور بھاری معجزہ ہے۔ جس نے نہ صرف عرب کے فصحا و بلغا کو بلکہ تمام جن و انس کے بڑے بڑے گروہوں کو اپنی مثل ایک

Marfat.com

آیت بنالانے سے ٹھکا کر بٹھا دیا۔ اسی طرح یہ نتیجہ خیز اور پر مغز ترجمہ جناب شاہ عبدالقادر صاحب کی ایک حیرت انگیز کرامت ہے جس کے سامنے تمام ہندوستانی علمائے نے سر تسلیم خم کر دیئے ہیں اور اس جیسا ترجمہ لکھنے سے عاجز و قاصر ہیں ایک فاضل کا یہ قابل قدر قول بے شک آب زر سے لکھنے کے لائق ہے کہ اگر اردو زبان میں قرآن مجید نازل ہوتا۔ تو ان ہی محاورات کے لباس سے آراستہ ہوتا جنکی رعایت جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اس ترجمے میں پیش نظر رکھی ہے

جناب مولٰنا شاہ عبدالغنی صاحب

یہ بزرگوار جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے چوتھے فرزند ہیں۔ جو علم و فضل اور باطنی فیض میں شہرت عام رکھتے تھے، آپ نے تمام علوم خاصکر فقہ و حدیث کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی۔ اتباع شریعت میں آپ کا قدم پیشروان مسلک دین سے آگے بڑھا ہوا تھا وضع و لباس میں اپنے والد بزرگوار کے اس درجہ مشابہ تھے، کہ جس نے انہیں نہ دیکھا تھا۔ وہ آپ کو دیکھ کر شاہ صاحب مرحوم کو یاد کرتا۔ علمی کمال کے علاوہ اخلاق عامہ آپ میں ایسے تھے جو دوسروں میں بہت کم پائے جاتے تھے۔ توکل و قناعت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور باوجود عیالداری اور اہل کے دنیا اور اہل دنیا کی طرف بہت کم رجوع کرتے تھے آپ کے اکثر اوقات تدریس طلبہ میں مصروف اور عنان ہمت افادۂ طالبین کی طرف معطوف تھی،

Marfat.com

مجھے افسوس ہے کہ جناب شاہ عبدالغنی صاحب کے حالات زندگی کسی ایسے ذریعے سے دستیاب نہیں ہوئے جنہیں میں بے کم وکاست یقین کر سکتا اور یہی وجہ ہے کہ میں ان واقعات کو بالکل قلم انداز کرتا ہوں جو لوگوں کی زبانی سنے گئے ہیں اور کسی تذکرہ یا تاریخ میں نہیں دیکھے گئے،

جناب مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح

روز ازل ہی جس شخص کی قسمت میں قاطع بدعت ہونا لکھا تھا وہ شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند رشید اور جناب مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں۔ جو بیڑہ خدائے ذوالجلال کی توحید پھیلانے اور شرک و بدعت کو ہندوستان سے مٹانے کا جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اٹھایا تھا۔ خدا تعالےٰ نے آپکے بزرگ ہاتھوں سے اسے اسدرجہ تقویت عطا کی کہ علم توحید کا عظیم الشان پھریرا دہلی کی سرزمین سے بلند ہو کر دور دور کی سرسبز سلطنتوں تک بڑے زور شور سے لہرانے لگا

مولٰنا شہید کی تاریخ ولادت تربیت تعلیم مولٰنا شہید کی تاریخ ولادت میں علما کا باہم اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو پیدا ہوئے آپ کے پیدا ہونے کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے جن کا نام بی بی فاطمہ تھا باوجودیکہ نہایت ضعیف و کمزور تھیں۔ خود حد شرع تک دودھ پلایا اور نہایت عمدہ طور پر پرورش کی جب آپ نے چھٹے سال میں قدم رکھا تو آپکے والد بزرگوار جناب شاہ عبدالغنی صاحب نے آپ کو قرآن مجید

Marfat.com

پڑھنے کے لئے بٹھایا اور یہ خدمت ایک بزرگ معلم کے سپرد کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد صرف نحو کے مختصر رسالے پڑھنے شروع کئے۔ دو تین برس کے عرصہ میں صرف نحو کی معمولی درسی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے نکال لیں۔ اور اب آپ باقاعدہ تعلیم پانے لگے،

صرف و نحو اور معقول کی تمام کتابیں اور فقہ آپ نے اپنے والد بزرگوار ہی سے پڑھیں اور جب آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ تو جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ہونہار اور بلند اقبال بھتیجے کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا اور بجائے فرزندوں کے پرورش کی روز و شب آپ کی تکمیل میں ساعی رہے اور تسلی و دلدہی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہیں ہوتا اور جسے فطرت ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے اس کے دل کو پہلے ہی ربانی قابلیتوں سے آراستہ و پیراستہ کر دیتی ہے یہی حال بعینہٖ مولٰنا شہید کا تھا کہ آپ کے ضمیری جوہروں نے تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی جس کی وجہ سے ازلی اسرار بے حجاب آپ پر منکشف ہو گئے تھے اور فطری ضمیری جوہر خود بخود اپنی اصلی تابانی اور درخشانی دکھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ابتدائی زمانے میں کتابوں کے مطالعہ کی طرف چنداں ملتفت نہ تھے اور جب آپ حضرت ممدوح کی خدمت میں کتاب کھول کر بیٹھتے۔ تو استغنا کی وجہ سے آپ کو یہ محفوظ نہ رہتا تھا۔ کہ سبق کہاں سے شروع ہوگا اور جب آپ کو سبق کا پتہ نہ لگتا تھا تو کبھی اس کی بعد کی عبارت سے

Marfat.com

شروع کرتے جب شاہ صاحب اُس سے استفاغ فرماتے تو آپ کہتے میں نے اس مطلب کو آسان سمجھکر نہیں پڑھا۔ اگرچہ وہ مقام نہایت مشکل اور بالا نحیل ہوتا لیکن جناب شاہ عبد العزیز صاحب کی تنبیہ پر آپ اس مقام کو اس عمدگی اور صفائی سے چٹکیوں میں سلجھا دیتے اور اس بلا کی سحر آمیز تقریر کرتے کہ حاضرین جلسہ حیرت کا پتلہ بنجاتے اور بڑے بڑے ذہین و دلیاغ طلبہ عش عش کرنے لگتے۔ علیٰ ہذا القیاس کبھی ایسا ہوتا کہ کل کے پڑھے ہوئے مقام سے آغاز کرتے اور جب حضرت مغفور اس پر تنبیہ فرماتے تو آپ اسمیں فوراً کوئی شبہ پیدا کردیتے اور حقیقت میں وہ شبہ ایسا قوی ہوتا کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب جیسے علامہ دہر کو اس کے دفعیہ میں توجہ کی بہت کچھ حاجت پڑتی۔

مولانا شہید کا علم حدیث میں کمال | مولانا شہید جب تمام علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ سے فارغ ہوگئے تو جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے حدیث پڑھنا شروع کی علم حدیث ایک نہایت ہی اہم اور دشوار گزار علم ہے اس کی اہمیت کو وہی شخص خوب جانتا ہے جو اس کی سنگلاخ گھاٹیوں کو طے کرتا ہے لیکن ہمارے مولانا شہید کے زور طبیعت کے آگے یہ علم بھی نہایت آسان تھا۔ آپ نے تھوڑے روز کی ادنے توجہ سے یہ علم بھی حاصل کرلیا اور دوسرے علوم کی طرح اسمیں بھی وہ کمال پیدا کیا کہ بڑے بڑے مشاق و تجربہ کار آپکے سامنے زانوئے شاگردی طے کرنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔

مولانا شہید کی ذہانت و طباعی | الغرض اس تندادانہ استعداد اور پولٹیکل قابلیت

Marfat.com

رعایت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں جناب مولنا شہید کو کتب معقول و منقول سے فراغت حاصل ہو گئی اور اسی نوعمری کے زمانہ میں آپ پیشوائے مذہبی اور مقتدائے عالم تسلیم کئے گئے، چونکہ آپ کی ذہانت وطباعی کی دھوم تمام شہر میں مچی ہوئی تھی اور علمی تبحر کا چرچا زبان زد خاص وعام ہو رہا تھا۔ اکثر شہر کے فضلا اور اہل کتاب جو کتاب دانی اور دقیقہ شناسی کے مدعی تھے اور علوم کے نکات ودقائق کے سمجھنے میں اپنی نظیر سے تمام علماء کے حلقے خالی خیال کرتے تھے وہ چند اس قسم کے باریک نازک مقامات جن کے حل کرنے میں زمانہ دراز تک فکر کرنے کی ضرورت ہوتی آپ سے سر راہ ملاقی ہو کر بطریق مناظرہ دریافت کرتے اس لحاظ سے کہ اگر آپ کے درسگاہ میں جاکر دریافت کرینگے تو ممکن ہے کہ آپ مطالعہ کتب یا شروح وحواشی کی اعانت کی وجہ سے اسے بیان کردیں لیکن بڑی خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ مولنا شہید ان غامض اور دقیق مسائل کو اس طرح چٹکیوں میں سلجھائے اور ایسی شستہ اور منجھی ہوئی تقریر کرتے کہ سائلین کو اس جرأت ودلیری سے کمال ندامت وپشیمانی حاصل ہوتی اور وہ آپ کی شیوا بیانی اور تبحر علمی پر عش عش کرنے لگے،

مولنا شہید کی فقہ دانی | مولنا شہید کی فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے، اور وہ جزئیات فقیہ بیان کرتے تھے کہ بڑے بڑے نامور اور مشہور فقیہ ششدر ودنگ ہو جاتے تھے۔ آپ نے معقول کی اکثر کتابوں پر نہایت وزنی حواشی چڑھائے ہیں جنہیں دیکھکر

Marfat.com

آپ کی علمیت و قابلیت کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے از بسکہ آپ کی طبیعت اس علم کی طرف زیادہ مائل تھی لہذا آپ نے ایک پر زور رسالہ منطق میں لکھا اور اس میں شکل اول کے بعید الطبائع اور شکل رابعہ کے بدیہی الانتاج ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ بیان فرمائے کہ بلا مبالغہ اگر معلم اول موجود ہوتا تو اپنے دلائل و براہین تارعنکبوت سے زیادہ سست و کمزور سمجھتا اور میر باقر زانو سے شاگردی طے کرتا۔

مولانا شہید کی بعض تصنیفات

آپ نے اثبات رفع یدین میں بھی ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ہے اور جس کی شہرت دریائے جمنا سے فرات تک نہایت مقبولیت کیساتھ پھیلی ہوئی ہے یہ رسالہ عجیب دلچسپ پیرائے میں لکھا گیا ہے اور حقیقت میں اس بیہودہ شور و شر کے مٹانے کی غرض سے تالیف کیا گیا ہے جو دہلی کے مولویوں میں "رفع یدین کی بابت مدت سے پڑا ہوا تھا متعصب اور ہٹ دھرم مولویوں کے ایک بڑے گروہ نے صرف اس فروعی اختلافی مسئلہ میں یہانتک تشدد کیا کہ ایک دوسرے کو بلا دریغ کافر کہنے لگے جو شخص رفع یدین کرتا تھا علےٰ ہذا القیاس رفع یدین کرنے والا شخص نہ کرنے والے کو کافر بتاتا تھا۔ مولنا شہید نے اس فضول شور و شر اور بیہودہ وہولناک غلط فہمی کو اڑا دیا اور اثبات رفع یدین میں نہایت قوی اور مشہور حدیثوں سے استدلال کیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فقہا کے دلائل جو اس کے مقابل تھے اپنے سوالات سے اس طرح اٹھایا کہ غیر متعصب مذہب کو بجز تسلیم کے اور کچھ بن ہی نہیں آتا۔ اس کے علاوہ

چند رسائل مختلف فنون میں آپ کی تالیف سے ہیں جو مولٰنا شہید کی محسوس یادگار ہیں۔

چونکہ مولٰنا شہید کو ابتدائی زمانہ سے کسب فیض باطن کا بہت خیال تھا لہذا جناب غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیرالانام جناب سید احمد قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اعتقاد بہم پہنچایا اور ان سے فیض باطن کسب کیا۔ ازاں بعد پیر کی رفاقت میں سفر حجاز اختیار کیا اور مناسک حج ادا کرکے ہندوستان کی طرف مراجعت کی اور حضرت پیر مرشد کی خدمت میں اطراف وجوانب میں زندگی بسر کی اور مخلوق خدا کی گودیاں ارشاد و ہدایت سے لبریز کر دیں، مولٰنا شہید کے اس زمانہ کے واقعات اس کثرت سے میری پیش نظر ہیں جن سے میں فیصدی پانچ کے انتخاب میں بھی گنجائش نہیں دیکھتا اور جن کے تصور سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے لہذا میں انہیں یہیں چھوڑ کر آپ کے آخری حالات نہایت اختصار کے ساتھ قلمبند کرتا ہوں،

مولٰنا شہید حجاز کے متبرک سفر اور ہندوستان کے اطراف وجوانب کے باشندوں کو اپنے رشد و ہدایت سے فیضیاب کرکے اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق دہلی شاہجہان آباد کیطرف متوجہ ہوئے اور ملکی ہمدردی کے اصول پیش نظر کرکے یہاں کے لوگوں کیلئے رشد و ہدایت کا دروازہ کھولا۔ اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کے کان کھولدیئے جو مسائل کہ ضروریات دین میں شمار کئے جاتے تھے، اور جن پر مداومت و مواظبت کرنا اہل اسلام پر فرض تھا اور علماء وقت کی سستی و کاہلی کی وجہ سے عوام تو الگ رہے خواص

Marfat.com

کے بھی گوش ہم تک پہنچے تھے مولنا کی انتہا درجہ کی کوششوں سے سب کھل گئے اور اب شرک و بدعت کی بنیادیں متزلزل ہو کر ڈھے پڑیں اور اعلام سنت کا آوازہ ہر وضیع و شریف کے کان تک پہنچ گیا جن ارباب مشیخت اور صاحبان تشخیص کے ساتھ خاص عام کی ارادت کا سر رشتہ اور سلسلۂ اعتقاد مضبوط و مستحکم تھا اور کسی کو ان کی اہانت کا گمان ہوتا تھا۔ انہیں سخت خلجان پیدا ہوا اور دنیا طلب مولویوں کے گروہ میں ایک بہت بڑا تہلکہ پڑ گیا۔ انہیں خیال ہوا کہ اگر مسائل حقہ عوام کے کان تک پہنچ گئے تو ہمارے حق میں ضعف اعتقاد کا موجب ہوگا اور رفتہ رفتہ ہماری روزی کی عمارتیں ڈھا دی جائیں گی جہلا قبضہ میں نہ آئیں گے اور وہ بات بات میں بحث کرنے کو طیار ہو جائینگے اس بیہودہ خیال نے ان کے دلوں میں آگ مشتعل کر دی اور علاوہ کفر کے فتوے دینے کے مولنا موصوف کے جانی دشمن ہو گئے اور منازعت و مخالفت کے جھنڈے اونچے کر کے در پے اذیت و اہانت ہوئے،

لیکن چونکہ تائید ایزدی مولنا کے شامل حال تھی اور روز ازل سے قاطع بدعت ہونا آپ کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ آپ اس ہدایت ارشاد باز نہ آئے اور کٹ ملانوں کا کسی قسم کا فریب نہیں چل سکا آپ کے وعظ نصایح میں اس درجہ اثر تھا کہ خلق کو یہانتک اختیار سنت نبوی کی توفیق اور ترک بدعات کا ولولہ پیدا ہوا۔ کہ چند روز میں ایک اور ہی طرح کا نور ہر شخص کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا۔ اور مفسدوں کا بازار بالکل

Marfat.com

کاسد و بے رونق ہو گیا۔ تمام لوگوں پر یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ جنہیں ہم آجتک مذہبی پیشوا سمجھتے تھے، اور جن کے آگے ہر وقت گردنیں جھکائے کھڑے رہتے تھے وہ حقیقت میں دین کے راہزن تھے۔ جو مال و دولت کے طمع میں امورِ حق کو چھپاتے اور ہمیشہ سبز باغ دکھاتے رہے ہے۔

مولنا شہید کا جہاد۔ حقیقت میں جو باتیں اس وقت مسلمانوں میں رائج تھیں اور جن سے اسلام شرک بدعت میں گھی کھچڑی ہو رہا تھا۔ مولنا شہید نے انہیں اس طرح علیحدہ کر کے دکھا دیا اور قرآن وحدیث سے ان کی ایسی تردید کی کہ ہوا کا رُخ ادہر سے ادہر ہو گیا اور بجائے شرک و بدعت کے ہر شخص کے دل میں سچے اسلام کی روشنی چمکنے لگی۔ دہلی کے تمام بے نمازی لوگ پابندی کے ساتھ نمازیں پڑہنے لگے، اور ہر ادنےٰ و اعلےٰ کو ایسی نماز کی توفیق ہوئی کہ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے وہ کثرت ہونے لگی۔ جو عیدگاہ میں نماز عیدین کے لئے ہوا کرتی ہے اور جس کی مثال آجتک قائم ہے۔ یہ تائید الٰہی اور مولنا کی صدق نیت و خلوص کا بدیہی اثر ہے جو اس وقت تک ایک حال پر دیکھا جاتا ہے، بیشک اس احیاءِ سنت کا ثواب آپ کے اعمال کے رجسٹر میں آج تک لکھا گیا۔ اور انشاءاللہ آئندہ قیامت تک لکھا جائے گا۔ الحمدللہ علےٰ ذلک۔

مولنا شہید کی عادت تھی کہ جمعہ اور سہ شنبہ کو جامع مسجد میں مجلس وعظ

Marfat.com

مرتب کرتے اور ہزارہا لوگ غول کے غول آ آ کے جمع ہوتے تھے اس چار روز کے عرصہ میں عوام الناس کو تو چنداں خیال نہ ہوتا لیکن لکھے پڑھوں کے گروہ میں ایک عام تحریک پھیل جاتی اور ہر شخص کہتا کہ دیکھئے مولنا آیندہ وعظ میں کیا فرماتے عام طلبہ ضلالت نہاد کو مغویوں کے اغوا سے طرح طرح کے شبہے پیدا ہوتے اور ہر طالب علم اپنے خیال میں فلاطون اور ارسطو بنا رہتا اور یہ سمجھتا کہ اب کے وعظ میں مولوی اسمٰعیل کو ایک بات میں بند کردوں گا لیکن تعجب اور نہ صرف تعجب بلکہ حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ مولنا کی سموئی ہوئی مذہبی پولیسی دہلی کے تمام علماء پر عجیب غریب اثر ڈال رہی تھی۔ اور آپ کی تقریر میں وہ جادو بھرا ہوا تھا۔ کہ لوگ گھروں سے ارادہ کرکے جاتے تھے، کہ عین وعظ میں مولنا شہید کی مخالفت کرینگے، لیکن وہاں بجز خاموشی کے اور کچھ بن نہ آتا تھا۔ آپ ابتدائے وعظ میں چند جملہ تمہید کے طور پر فرماتے اور ان کی جامعیت سے وہ چیزیں مذکور ہوتیں کہ ہر شخص اپنے شبہہ کا جواب پالیتا اور کسی طرح کا خدشہ باقی نہ رہتا۔ حتیٰ کہ اختتام وعظ کے بعد کسی کو یہ خلجان نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کرکے طالب دلیل ہو۔ ہر وعظ میں عمدہ مقاصد اور اعلائے دلیلیں شرک و بدعت کی تردید اور احیائے سنت کی نسبت ہوتے تھے۔ آپ کی تقریر نہایت صاف اور منجھی ہوئی تھی، اور اس میں وہ کمال حاصل تھا۔ کہ جو دقیق وغامض مسائل بہ دقّت کے بعد طالب علموں کے ذہن نشین ہوتے۔ عامی جہلا کے دلوں میں سنتے ہی بیٹھ جاتے اور اس طرح منقوش خاطر ہوتے کہ مخالفین میں سے بعض علماء ہر چند

Marfat.com

چاہتے کہ علمی دلائل سے انہیں رد کر کے ذہن سے نکال ڈالیں ممکن نہ تھا۔
جب یہ مطالب اچھی طرح چھن گئے اور شرک و بدعت کی گھٹا جو دہلی اور اس کی اطراف میں چھائی ہوئی تھی، مولانا شہید کے انفاس معتبر کہ کی وجہ سے کائی کی طرح پھٹ گئی تو اب آپ نے سید اصفیا یعنے پیر طریقت کے ارشاد کے مطابق تقریر وعظ کی اس طرح بنیاد ڈالی کہ اثنائے وعظ میں بیشتر مسائل جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق بیان ہوتے یہانتک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ کے صیقل تقریر سے مسلمانوں کا باطنی آئینہ نہایت مصفا و مجلا ہو گیا اور سرگرم طبیعتوں میں جہاد کا وہ ولولہ و شوق پیدا ہوا کہ ہر شخص بے اختیار چاہتا تھا۔ کہ میرا سر راہ خدا میں قربان ہو اور لوائے دین محمدی کے نیچے میری جان صرف کی جائے،

جب یہ شوق دہلی کے باشندوں میں اچھی طرح پک گیا تو جناب سید احمد صاحب نے مولانا شہید کو طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑ کر ان کی خدمت میں روانہ ہوئے وہ بالاتفاق حضرت ممدوح نے نہایت مستعدی کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ پر کمر باندھی کوہستان میں تشریف لے جا کر اطراف ہندوستان میں خطوط طلب روانہ کئے اور شائقین جہاد جوق جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کوہستانیوں کے علاوہ ہندوستان کے باشندوں کی ایک بہت بڑی جمعیت آپ کے پاس جمع ہو گئی اور ایک لاکھ سے زیادہ ہندوستانی اپنی جانیں قربان کرنے [illegible] مستعد ہو گئے اور نہایت بانتیجہ اور بہا [illegible]

Marfat.com

تائید الٰہی سے مولٰنا شہید کا رُعب کفار کے دلوں میں اس درجہ بیٹھ گیا کہ جس جگہ غزاۃ مسلمین کا قلیل گروہ اور مٹھی بھر آدمی بھی متوجہ ہوتے اور ان کے جنرل مولٰنا شہید مقرر کئے جاتے تو کافروں کا لشکر اگرچہ مور و ملخ سے زیادہ ہوتا بے سر و پا فراری ہوتا اور یہ سنکر کہ مولٰنا اسمٰعیل آتے ہیں بڑے بڑے تجربہ کار اور خونخوار لشکروں کے دل کانپ اٹھتے تھے، قوم افاغنہ باوجودیکہ وحشی جانوروں سے کسی طرح کم نہ تھے، مولٰنا شہید کے اسدرجہ معتقد ہوئے کہ آپ کے پیر کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور مستحکم عہد کیا کہ آپ جہاد کریں گے تو ہم لوگ سرفروشی کو حاضر ہیں۔

مولانا سید احمد صاحب نے سکھوں کی اقوام پر جہاد قائم کیا۔ اور قوم افاغنہ کے علاوہ ایک لاکھ سے زیادہ ہندوستانی جمع ہو گئے آپ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سب نے اپنا امام و مقتدا تسلیم کیا اب آپ نے فوج کی آراستگی کی طرف عنان توجہ مبذول فرمائی اور مولٰنا شہید لشکر اسلام کے جنرل مقرر ہوئے اس لشکر نے اپنے بہادر جنرل کے حکم سے حرکت کی اور پنجاب سے نکل کر آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھایا۔ چند روز تک عشر جو طریقہ اسلام میں خراج کی ایک قسم ہے آپ کے پاس آنے لگا اور پشاور اور بعض مقام دیگر سکھوں کی عملداری سے نکل کر غازیاں اسلام کے تصرف میں آ گئے،

مولٰنا شہید کا رعب سکھوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ وہ کچھ ملک دینے پر بخوشی راضی ہو گئے، لیکن چونکہ آپ کو ترویج اسلام پیش نظر تھی، اس لئے آپ نے اسبات کو قبول نہیں کیا۔ اور کئی سال تک جنگ کا سلسلہ لو

Marfat.com

ہی چلا گیا۔ قوم افاغنہ چونکہ نہایت لالچی اور بندۂ زر تھے۔ سکھوں کے اغوا سے منحرف ہو گئے اور عین معرکہ جنگ میں آپ سے دغا کی۔ روز ازل سے آپ کی قسمت میں دولت شہادت لکھی تھی، اور یہ عظیم الشان درجہ آپ کو ملنا تھا اس لئے آپ بالکل مطمئن اور بے خوف تھے، افاغنہ کے یوں منحرف ہو جانے اور ایک ایسے نازک موقع پر ساتھ چھوڑ دینے سے کچھ تشویش دل مبارک میں نہیں ہوئی اور جس طرح جان توڑ توڑ کر آپ سکھوں سے لڑے ہیں۔ حد سے زیادہ داد دینے کے قابل ہے

الغرض بعد سخت خونریزی کے مولنا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولنا سید احمد صاحب مع اکثر صادق الاعتقاد مسلمانوں کے بالاکوٹ کے قریب شہید ہوئے اور یہ جانکاہ واقعہ بقول ایک مورخ کے ماہ مئی ۱۸۳۱ء کو وقوع میں آیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

تمام شد

Marfat.com

خاتمۂ کتاب

آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت
کز عین التفات بہ بین عرض بندگی

معزز ناظرین! تاریخانہ واقعات لکھنے اور گزشتہ حالات کی ہوبہو اور دلچسپ تصویر کھینچنی کوئی مشکل امر نہیں لیکن ان واقعات کی تلاش و جستجو کرنا جنہیں مؤرخوں نے عام جزئیات اور معمولی حالات سمجھکر نظر انداز کر دیئے ہوں اور پھر ہر واقعہ کی نسبت غیر معمولی چھان بین کر کے انہیں زمانہ کی طرز رفتار کے مطابق تاریخی جامہ پہنانا نہایت اہم اور مشکل بات ہے اس اہمیت اور اشکال کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جس نے کبھی یہ کام کیا ہو ایک ایسے صاف باطن تذکرہ نویس سے جس نے مذکورہ امور کا التزام اپنا منصبی فرض قرار دیا پوچھنا چاہیئے کہ اس قسم کے واقعات قلمبند کرتے وقت اسے کن کن مشکلات اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے،

درحقیقت یہ ایسا پیچ در پیچ اور خطرناک میدان ہے جس میں قلم کا مسافر باوجودیکہ لوہے کا سینہ اور پتھر کا جگر رکھتا ہے۔ ان سنگلاخ اور دشوار گزار گھاٹیوں کے طے کرنے کا تصور کر کے جو اس کے بیچ میں پڑتی ہیں۔ قدم رکھتے ہوئے تھراتا ہے،

حیات ولی کے لکھنے کا خیال ایک مدت سے میرے دماغ میں

Marfat.com

کوندرہا تھا۔ لیکن میں اپنی بے سروسامانی اور بے سروسامانی سے قطع نظر کرکے نا قابلیت اور ہیچمدانی کی وجہ سے اس پُرخار وادی میں قدم ڈالتے ہچکچاتا تھا۔ طبیعت خود بخود رک جاتی تھی ادھر یہ خلش چین نہ لینے دیتی تھی کہ جس طرح بن پڑے اس خیال کی تکمیل کرنی چاہیئے ادھر اپنی بے بضاعتی کا خیال پیش نظر تھا۔ غرض اسی کشمکش میں ایک عرصہ گزر گیا اور مجھ سے کوئی شق اختیار کرتے بن نہ آئے انجام کار خدا پر بھروسہ کرکے میں نے اس میدان میں قدم رکھا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ میں خدا کے شکر سے کیسطرح عہدہ برآ ہو نہیں سکتا کہ اس نے میرے قدیم ارادہ میں جو اس وقت ایک ضعیف سا خیال سہ گیا تھا۔ عام تحریک اور تحریک کیساتھ تکمیل کی روح پھونک دی اور یہ اہم اور عظیم الشان مجھ ناچیز کے ہاتھ سے انجام کو پہنچا دیا اور نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس کا انجام ہوا۔

حیاتِ ولی کے دوران تالیف میں علاوہ تاریخی سرمایہ کے خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے محترم خاندان کے تمام تراجم و تصانیف کا سلسلہ میری پیش نظر تھا۔ چونکہ تواریخ سے مجھے بہت کم مدد ملی۔ اس لئے میں نے اکثر واقعات و روایات اسی سلسلہ سے منتخب کرکے حیات ولی میں درج کئے، اس بناء پر میں نہایت بھروسہ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس قدر حالات و واقعات آپ اس میں پائینگے۔ غالباً نہایت درست اور نفس الامری ہونگے اور میں آپ کو پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ اس میں آپ کو ایک واقعہ بھی ایسا دستیاب نہ ہوگا جس کی مستند شہادت اور تاریخی ثبوت میرے پاس

Marfat.com

موجود نہ ہو۔

یہ سب کچھ ہے لیکن مجھے پھر بھی اپنی نا قابلیت اور بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔ اس لئے میں آخر میں اپنے معزز ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ اگر آپ میری غلطی پر متنبہ ہوں تو ازراہِ کرم خطا پوشی کو عمل میں لائیں اور کمترین کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ ؎

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

آپکا خادم قدیم

(محمد رحیم بخش۔ دہلوی)

Marfat.com

Marfat.com

221132
DATA ENTERED

حیات ولی

رحیم بخش

مکتبہ السلفیہ لاہور
1955ء

Marfat.com